633

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النساء (۴)

آیت نمبر (1 تا 2)

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا
کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ۱ وَ اٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی
اَمۡوَالَهُمۡ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حُوۡبًا
کَبِیۡرًا ۲ ﴾

ح و ب

(ن) حَوۡبًا: کسی جرم کا ارتکاب کرنا۔ گنہگار ہونا۔

حُوۡبٌ: اسم ذات۔ جرم۔ گناہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

وَاتَّقُوۡا کا مفعول اوّل اَللّٰهَ ہے اور اَلۡاَرۡحَامَ مفعول ثانی ہے۔ تَسَآءَلُوۡنَ دراصل تَتَسَآءَلُوۡنَ ہے۔ کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے رَقِیۡبًا حالت نصبی میں ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ	اتَّقُوۡا	رَبَّکُمُ	الَّذِیۡ	خَلَقَکُمۡ	مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ
اے لوگو!	تم لوگ تقوی کرو	اپنے رب کا	جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک جان سے

وَّ خَلَقَ	مِنۡهَا	زَوۡجَهَا	وَ بَثَّ	مِنۡهُمَا	رِجَالًا کَثِیۡرًا
اور اس نے پیدا کیا	اس سے	اس کا جوڑا	اور اس نے پھیلائے	ان دونوں سے	بہت سے مرد

وَّ نِسَآءً	وَ اتَّقُوا	اللّٰهَ الَّذِیۡ	تَسَآءَلُوۡنَ	بِهٖ
اور عورتیں	اور تم لوگ بچو	اس اللہ (کی ناراضگی) سے	تم لوگ باہم مانگتے ہو	جس (کے حوالے) سے

وَ الۡاَرۡحَامَ	اِنَّ	اللّٰهَ	کَانَ	عَلَیۡکُمۡ	رَقِیۡبًا	وَ اٰتُوا
اور رشتہ داروں (کی حق تلفی) سے	یقینا	اللہ	ہے	تم لوگوں پر	نگران	اور تم لوگ پہنچاؤ

الۡیَتٰمٰۤی	اَمۡوَالَهُمۡ	وَ لَا تَتَبَدَّلُوا	الۡخَبِیۡثَ	بِالطَّیِّبِ	وَ لَا تَاۡکُلُوۡۤا
یتیموں کو	ان کے مال	اور تم لوگ مت بدلو	گندے کو	پاکیزہ سے	اور تم لوگ مت کھاؤ

اَمۡوَالَهُمۡ	اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ	اِنَّهٗ	کَانَ	حُوۡبًا کَبِیۡرًا
ان کے مال	اپنے مالوں کے ساتھ	یقینا یہ	ہے	ایک بڑا جرم ہے

نوٹ۔1

كَانَ کا ترجمہ تھا کے بجائے ہے کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اسی طرح لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ کا ترجمہ قاعدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ بدلے میں جو لیتے ہیں وہ بنفسہ آتا ہے اور جو دیتے ہیں اس پر بِ کا صلہ آتا ہے، لیکن یہاں معنی مراد یہ نہیں ہے کہ یتیم کے مال میں سے گندی چیز لے کر اس کی جگہ پاکیزہ چیز مت رکھو۔ بلکہ مراد اس کے برعکس ہے۔ مفسرین نے اس کی یہ توجیہہ کی ہے کہ یتیم کے مال سے اچھی سمجھ کر جو چیز لوگے وہ تمہارے لیے حرام ہے، اس لیے گندی ہے اور اپنی جو ناکارہ چیز اس کی جگہ رکھو گے وہ تمہارے لیے حلال ہے، اس لیے پاکیزہ ہے۔

633

آیت نمبر (3 تا 5)

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ
نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔـا مَّرِيْۗـــًٔـا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵﴾

ع و ل

(ن) عَوْلًا: (1) ناانصافی کرنا۔ (2) بوجھل ہونا۔ عیال دار ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ح ل

(ف) نَحْلًا: کسی کو کوئی چیز خوشی سے دینا۔

نِحْلَةٌ: اسم ذات ہے۔ (1) عطیہ۔ تحفہ۔ (2) خوشدلی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نَحْلٌ: شہد کی مکھی۔ ﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ (16/النحل:68) ''اور الہام کیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف۔''

ھ ن ء

(ف) هِنَاءً: کھانے کا خوشگوار ہونا۔

هَنِيْءٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں خوشگوار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م ر ء

(ف) مَرْءًا: کھانے کا مفید ہونا۔

مَرِيْءٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں مفید۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(س) مَرْءًا: زنانہ طرز کا ہونا۔

(ک) مُرُوْءَةً: مروت والا ہونا۔

مَرْءٌ: اسم ذات ہے۔ (۱) انسان (جس میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں)۔ (۲) آدمی۔ مرد۔ ﴿يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ﴾ (78/النباء:40) ''جس دن دیکھے گا انسان اس کو جو آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے۔'' ﴿مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ﴾ (2/البقرہ:102) ''وہ، جدائی ڈالتے ہیں جس سے مرد اور اس کی بیوی کے مابین۔''

اِمْرُءٌ (حالت نصبی اِمْرَءًا۔ حالت جرّی اِمْرِءٍ۔ شروع میں ہمزۃ الوصل ہے)۔ اسم ذات ہے۔ (۱) انسان۔ (۲) آدمی۔ مرد۔ ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ﴾ (24/النور:11) ''ہر انسان کے لیے ان میں سے وہ ہے جو اس نے کمایا گناہ میں سے۔'' ﴿اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ﴾ (4/النساء:176) ''اگر کوئی مرد ہلاک ہوا۔'' ﴿مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ﴾ (19/مریم:28) ''نہیں تھا تیرا باپ کوئی برا آدمی۔''

633

اِمْرَاَةٌ ج نِسَاءٌ اور نِسْوَةٌ۔ (اس میں بھی ہمزۃ الوصل ہے)۔ اسم ذات ہے۔ عورت۔ ﴿وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ﴾ (28/القصص:9) ''اور کہا فرعون کی عورت نے۔'' ﴿وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ﴾ (12/یوسف:30) ''اور کہا کچھ عورتوں نے اس شہر میں۔''

ترکیب

اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ یَتِیْمٌ واحد اور اس کی جمع یَتٰمٰی مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہاں یتیم لڑکیاں مراد ہیں۔ فَوَاحِدَةً کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یعنی یہ فَانْكِحُوْا وَاحِدَةً ہے۔ نِحْلَةً حال ہے۔ مِنْهُ کی ضمیر صَدُقٰتِ کے لیے ہے۔ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا حال ہے كُلُوْهُ کی ضمیر مفعولی کا، جو شَيْءٍ کے لیے ہے۔ جَعَلَ کا مفعول الَّتِيْ ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا تُقْسِطُوْا	فِي الْيَتٰمٰى	فَانْكِحُوْا
اور اگر	تمہیں خوف ہو	کہ تم لوگ انصاف نہیں کرو گے	یتیم (لڑکیوں) میں	تو تم لوگ نکاح کرو

مَا	طَابَ	لَكُمْ	مِّنَ النِّسَآءِ	مَثْنٰى	وَثُلٰثَ	وَرُبٰعَ
ان سے جو	پسندیدہ ہوں	تمہارے لیے	عورتوں میں سے	دو دو	اور تین تین	اور چار چار

فَاِنْ	خِفْتُمْ	اَلَّا تَعْدِلُوْا	فَوَاحِدَةً	اَوْ مَا
پھر اگر	تمہیں خوف ہو	کہ تم لوگ برابری نہیں کرو گے	تو پھر (نکاح کرو) ایک سے	یا اس سے جس کے

مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ	ذٰلِكَ	اَدْنٰٓى	اَلَّا تَعُوْلُوْا
مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یہ	زیادہ قریب ہے	کہ تم لوگ ناانصافی نہ کرو

وَاٰتُوا	النِّسَآءَ	صَدُقٰتِهِنَّ	نِحْلَةً	فَاِنْ	طِبْنَ
اور تم لوگ ادا کرو	عورتوں کو	ان کے حق مہر	خوش دلی سے	پھر اگر	وہ (خواتین) پسند کریں

لَكُمْ	عَنْ شَيْءٍ	مِّنْهُ	نَفْسًا	فَكُلُوْهُ	هَنِيْٓـًٔا
تمہارے لیے	کوئی چیز (دینا)	اس میں سے	اپنے آپ	تو تم لوگ کھاؤ اس کو	خوشگوار ہوتے ہوئے

مَّرِيْٓـًٔا	وَلَا تُؤْتُوا	السُّفَهَآءَ	اَمْوَالَكُمُ	الَّتِيْ	جَعَلَ	اللّٰهُ	لَكُمْ
مفید ہوتے ہوئے	اور تم لوگ مت دو	نادانوں کو	اپنے مال	جس کو	بنایا	اللہ نے	تمہارے لیے

قِيٰمًا	وَّارْزُقُوْهُمْ	فِيْهَا	وَاكْسُوْهُمْ	وَقُوْلُوْا
کھڑے ہونے کا ذریعہ (معیشت میں)	اور رزق دو ان کو	اس میں سے	اور پہناؤ ان کو	اور کہو

لَهُمْ	قَوْلًا مَّعْرُوْفًا 633
ان سے	بھلی بات

نوٹ۔1

مادہ ''ص دق'' کی لغت ایت نمبر 2/23 میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ صَدُقَةٌ رہ گیا تھا۔ اس کے معنی ہیں بیوی کا حق مہر۔ اس کی جمع صَدُقَاتٌ ہے۔ اسی طرح مادہ ''ق وم'' کی لغت آیت نمبر ۱/۵ میں دی گئی ہے۔ وہاں لفظ قِيَامٌ رہ گیا تھا۔ یہ مصدر بھی ہے اور اسم الفاعل قَائِمٌ کی جمع بھی قِيَامٌ آتی ہے۔ جیسے سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (25/64)۔ سجدے کرنے والے ہوتے ہوئے اور کھڑے ہونے والے ہوتے ہوئے۔ اس کے علاوہ قِيَامٌ اسم ذات بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جس پر کھڑا ہوا جائے۔ جیسے کِتَابٌ وہ چیز جس پر لکھا جائے۔ یہاں مال کے حوالے سے قِيَامًا آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے معاشی لحاظ سے جس پر کھڑا ہو یعنی معیشت کا ذریعہ۔

نوٹ۔2

زیر مطالعہ آیت نمبر۔3 میں بہ یک وقت چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن ایک سے زیادہ شادی کی مخالفت کرنے والے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ اجازت مخصوص حالات میں مخصوص لوگوں کے لیے ہے اور چار شادیاں کرنے کی عام اجازت اسلام میں کہیں نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال کی مدد سے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

روزوں کے متعلق جب یہ آیت اُتری کہ تم لوگ کھاؤ پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو جائے (2/187) تو ایک صحابہ سحری کے وقت سیاہ اور سفید دھاگے کو دیکھا کرتے۔ جب رنگوں کا فرق واضح ہو جاتا تو کھانا پینا بند کر دیتے۔ تو حضور ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ صاحب کلام یعنی اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے۔ اس مثال کے حوالے سے یہ اصول ذہن نشین کر لیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے اور خاص طور پر عمل ہدایات والی آیات کے جو معانی مراد رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بیان کیے ہیں، وہ ہمارے لیے حرفِ آخر ہیں۔ جب اہل زبان کے لیے ممکن نہیں تھا کہ صرف آیات کے الفاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی معلوم کر لیں، تو پھر ہم کس گنتی میں۔ چہ پدی چہ پدی کا شوربہ۔

متعدد احادیث اور اقوال صحابہؓ سے اس آیت کے معنی مراد کا علم ہوتا ہے۔ اُس وقت نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا میں کثرتِ ازواج کا رواج تھا۔ اس آیت میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ چار سے زیادہ شادیاں کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے اور چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ چوتھی اور تیسری کو چھوڑ دیں، ہم لوگ تو وہ ہیں جو دوسری شادی کو بھی بہت برا سمجھتے ہیں۔ اس لیے عائلی قانون میں اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس درخت کا پھل یہ سامنے آیا کہ آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی معاشرے میں لیڈی سیکرٹری یا گرل فرینڈ رکھنا رواج کی بات ہے، داشتہ رکھنا تو کمال کی بات ہے، لیکن دوسری شادی کرنا معاشرتی عذاب کی بات ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو ئیں۔

633

آیت نمبر (6)

﴿ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا
تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ
بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ ﴾

ب د ر

(ن) بُدُوْرًا: کام میں جلدی کرنا۔

بَدْرٌ: اسم علم ہے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ کا نام جہاں جنگِ بدر ہوئی تھی۔

(مفاعلہ) بِدَارًا: کسی کام کو وقت سے پہلے کرنا۔ عجلت کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اٰنَسْتُمْ کا مفعول رُشْدًا ہے۔ لَا تَاْكُلُوْا کا مفعول ھَا کی ضمیر ہے جبکہ اِسْرَافًا اور بِدَارًا حال ہیں۔ غَنِيًّا اور فَقِيْرًا، كَانَ کی خبریں ہیں۔ فَاَشْهِدُوْا کا مفعول محذوف ہے۔ عَلَيْهِمْ متعلق فعل ہے اور اس میں هُمْ کی ضمیر اَلْيَتٰمٰى کے لیے ہے۔ بِاللّٰهِ كَفٰى کا فاعل ہے۔ حَسِيْبًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

وَابْتَلُوا	الْيَتٰمٰى	حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغُوا	النِّكَاحَ	فَاِنْ
اور تم لوگ آزمایا کرو	یتیموں کو	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچیں	نکاح (کی عمر) کو	پھر اگر

اٰنَسْتُمْ	مِّنْهُمْ	رُشْدًا	فَادْفَعُوْٓا	اِلَيْهِمْ	اَمْوَالَهُمْ	وَلَا تَاْكُلُوْهَآ
تم لوگ پاؤ	ان میں	کچھ معاملہ فہمی	تو لوٹاؤ	ان کی طرف	ان کے مال	اور مت کھاؤ اس کو

اِسْرَافًا	وَّبِدَارًا	اَنْ	يَّكْبَرُوْا	وَمَنْ	كَانَ
ضرورت سے زیادہ ہوتے ہوئے	اور عجلت کرتے ہوئے	کہ (کہیں)	وہ بڑے ہوجائیں	اور جو	ہے

غَنِيًّا	فَلْيَسْتَعْفِفْ	وَمَنْ	كَانَ	فَقِيْرًا	فَلْيَاْكُلْ	بِالْمَعْرُوْفِ
مالدار	تو اسے چاہیے کہ وہ باز رہے	اور جو	ہے	محتاج	تو اسے چاہیے کہ وہ کھائے	دستور کے مطابق

فَاِذَا	دَفَعْتُمْ	اِلَيْهِمْ	اَمْوَالَهُمْ	فَاَشْهِدُوْا	عَلَيْهِمْ	وَكَفٰى
پھر جب	تم لوگ لوٹاؤ	ان کی طرف	ان کے مال	تو تم لوگ گواہ بناؤ	ان پر	اور کافی ہے

بِاللّٰهِ	حَسِيْبًا
اللہ	حساب لینے والا ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

پیچھے آیت نمبر۔۵ میں ہدایت ہے کہ نادانوں کو اپنے مال مت دو۔ اس میں اَلسُّفَهَاءُ کے لفظ میں عمومیت ہے۔ پھر اَمْوَالَهُمْ نہیں کہا بلکہ اَمْوَالَكُمْ کہا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ ان کے مال مت دو، بلکہ کہا ہے کہ اپنے مال مت دو۔ اس سے معلوم ہوگیا یہ ہدایت یتیموں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ عام ہے، خواہ وہ اپنے بچے ہوں یا یتیم ہوں۔ ہدایت یہ ہے کہ بچوں کو پیسہ دینے کے بجائے ان کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرو۔

اس آیت سے بچوں کو جیب خرچ دینے کی ممانعت کا جواز پیدا کرنا میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح بچوں کی مالی معاملات میں تربیت کرنے اور ان میں معاملہ فہمی پیدا کرنے کا عمل رُک جائے گا۔ البتہ اس آیت سے یہ راہنمائی ضرور حاصل ہوتی ہے کہ ضروریات فراہم کرنے کے ساتھ جیب خرچ دینے میں احتیاط کی جائے اور کھلا جیب خرچ نہ دیا جائے۔ نیز اس بات کی نگرانی ضرور کی جائے کہ بچے اپنا جیب خرچ کہاں اور کیسے خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح جیب خرچ کو ان کی مالی تربیت کا ذریعہ بنایا جائے۔

نوٹ۔2

اپنے بچوں کی تربیت کے لیے عموماً ہر شخص فکر مند ہوتا ہے۔ اس لیے آیت نمبر۔۶ میں یتیموں کا خصوصیت سے ذکر کرکے ہدایت دی کہ بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے تک ان کو آزماتے رہو۔ کیونکہ آزمائش تربیت کا جزو لاینفک ہے۔ مالی تربیت میں آزمائش کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے خرید وفروخت کے معاملات ان کے سپرد کرکے ان کی صلاحیت کا امتحان لیتے رہو اور ان کی ذہنی بلوغت کا اندازہ کرتے رہو۔

نوٹ۔3

یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں۔ ایک بلوغت دوسرے رشد۔ رُشْدًا کا لفظ نکرہ لا کر اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ مکمل دانشمندی شرط نہیں ہے، بلکہ کسی قدر ہوشیاری بھی اس کے لیے کافی ہے کہ یتیموں کے مال ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔

دوسری شرط کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے کہ سنِ بلوغ کو پہنچنے پر اگر یتیم میں رشد نہ پایا جائے تو اس کے ولی کو زیادہ سے زیادہ سات سال اور انتظار کرنا چاہیے۔ پھر خواہ رشد پایا جائے یا نہ پایا جائے، اس کا مال اس کے حوالے کر دینا چاہیے۔ امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ مال حوالے کرنے کے لیے بہر حال رشد کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ مولانا مودودیؒ کی رائے ہے کہ ایسی صورت میں قاضی سے رجوع کیا جائے اور اگر قاضی پر ثابت ہو جائے کہ اس میں رشد نہیں پایا جاتا تو وہ اس کے معاملات کی نگرانی کے لیے کوئی مناسب انتظام کر دے۔

آیت نمبر (7 تا 10)

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۖ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا
قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٧﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ
فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٨﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا
عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ
فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾ ﴾

ق س م

633

(ض)	قَسْمًا	کسی چیز کے حصے کرنا اور بانٹ دینا۔ تقسیم کرنا۔ ﴿ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ﴾ (43/الزخرف:32) ''کیا یہ لوگ بانٹتے ہیں تیرے رب کی رحمت کو۔''
	مَقْسُوْمٌ	اسم المفعول ہے۔ تقسیم کیا ہوا۔ بٹا ہوا۔ ﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾ (15/الحجر:44) ''ان میں سے ہر ایک دروازے کے لیے ایک بٹا ہوا حصہ ہے۔''
	قِسْمَةٌ	اسم فعل ہے۔ بانٹ۔ تقسیم۔ آیت زیر مطالعہ۔
	قَسَمٌ	اسم ذات۔ اولیاء مقتول پر تقسیم کیا جانے والا حلف۔ پھر ہر حلف اور قسم کے لیے آتا ہے۔ ﴿ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴾ (56/الواقعہ:76) ''اور یقیناً یہ ایک عظیم قسم ہے، اگر تم سمجھو۔''
(افعال)	اِقْسَامًا	حلف اٹھانا۔ قسم کھانا۔ ﴿ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ﴾ (6/الانعام:109) ''اور انہوں نے قسم کھائی اللہ کی اپنے حلف کی کوشش کرتے ہوئے۔''
(تفعیل)	تَقْسِيْمًا	بتدریج بانٹنا۔
	مُقَسِّمٌ	اسم الفاعل ہے۔ بانٹنے والا۔ ﴿ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴾ (51/الذریت:4) ''پھر کام کو تقسیم کرنے والیاں۔''
(مفاعلہ)	مُقَاسَمَةً	دوسرے کو قسم دینا۔ ﴿ وَ قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾ (7/الاعراف:21) ''اور اس نے قسم دی ان دونوں کو کہ یقیناً میں تم دونوں کے لیے بیشک نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔''
(تفاعل)	تَقَاسُمًا	ایک دوسرے سے قسم لینا۔
	تَقَاسَمُ	فعل امر ہے۔ ایک دوسرے سے قسم لو۔ ﴿ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ﴾ (27/النمل:49) ''انہوں نے کہا تم لوگ ایک دوسرے سے حلف لو کہ ہم لازماً شب خوں ماریں گے اس پر (صالح علیہ السلام پر) اور اس کے گھر والوں پر۔''
(افتعال)	اِقْتِسَامًا	اہتمام سے بانٹنا۔
	مُقْتَسِمٌ	اسم الفاعل ہے۔ اہتمام سے بانٹنے والا۔ ﴿ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴾ (15/الحجر:90) ''جیسا کہ ہم نے اتارا اہتمام سے تقسیم کرنے والوں پر۔''
(استفعال)	اِسْتِقْسَامًا	بانٹ چاہنا۔ تقسیم کرنے کی کوشش کرنا۔ ﴿ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ﴾ (5/المائدہ:3) ''اور وہ جو ذبح کیا گیا آستانوں پر اور یہ کہ تم لوگ تقسیم کرو فال کے تیروں سے۔''

س د د

(ن)	سَدًّا	کوئی رخنہ بند کرنا۔ درست کرنا۔ دیوار یا آڑ کھڑی کرنا۔
	سَدٌّ	اسم ذات بھی ہے۔ دیوار۔ آڑ۔ ﴿ وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا ﴾ (36/یٰسین:9) ''اور ہم نے بنائی ان کے سامنے ایک آڑ۔''
	سَدِيْدٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ درست۔ ٹھیک۔ آیت زیر مطالعہ۔

ص ل ی

(ض)	صَلْيًا	کسی چیز کو آگ پر بھوننا۔ آگ میں ڈالنا۔

633

(س)	صِلِيًّا	آگ کی تپش جھیلنا۔آگ میں گرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	اِصْلَ	فعل امر ہے۔تو جل۔﴿ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾ (36/یٰسٓ:64) ''تم لوگ جلو اس میں آج بسبب اس کے جو تم انکار کیا کرتے تھے۔''
	صَالٍ	اسم الفاعل ہے۔جلنے والا۔﴿ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴾ (38/صٓ:59) ''بیشک یہ لوگ آگ میں جلنے والے ہیں۔''
(افعال)	اِصْلَاءً	کسی کو آگ میں داخل کرنا۔گرانا۔﴿ فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ﴾ (4/النساء:30) ''تو عنقریب ہم داخل کریں گے اس کو آگ میں۔''
	نُصْلِ	مضارع مجزوم میں جمع متکلم کا صیغہ ہے۔﴿ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ﴾ (4/النساء:115) ''اور ہم داخل کریں گے اس کو دوزخ میں۔''
(تفعیل)	تَصْلِيَةً	کسی کو آگ میں بھوننا۔
	صَلِّ	فعل امر ہے۔تو بھون ۔تو جلا۔﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ﴾ (69/الحاقۃ:30،31) ''تم لوگ اس کو پکڑو پھر اسے طوق ڈالو پھر بھڑکتی آگ میں اس کو بھونو۔''
(افتعال)	اِصْطِلَاءً	اہتمام سے جلنا۔آگ تاپنا۔سینکنا۔﴿ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ ﴾ (27/النمل:7) ''یا میں لاؤں تمہارے پاس ایک سلگتا انگارہ شائد تم لوگ آگ تاپو۔''

س ع ر

(ف)	سَعْرًا	(۱) کسی کو اشتعال دلانا۔بھڑکانا۔(۲) آگ جلانا۔
	سَعِيْرٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ہمیشہ جلنے والی آگ۔شعلوں والی آگ۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	سُعُرٌ	دیوانگی۔پاگل پن۔جنون۔﴿ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۝ ﴾ (54/القمر:47) ''یقیناً مجرم لوگ گمراہی اور جنون میں ہیں۔''
(تفعیل)	تَسْعِيْرًا	کثرت سے آگ جلانا۔آگ کو خوب بھڑکانا۔﴿ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ ﴾ (81/التکویر:12) ''اور جب بھڑکتی آگ خوب بھڑکائی جائے گی۔''

ترکیب

تَرَكَ کا فاعل اَلْوَالِدٰنِ اور اَلْاَقْرَبُوْنَ ہیں اور اَلْاَقْرَبُوْنَ افعل تفضیل ہے۔تَرَكَ کا مفعول مِمَّا (مِنْ مَا) کا مَا ہے۔ نَصِيْبًا مَفْرُوْضًا حال ہے۔حَضَرَ کے فاعل اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ ہیں۔اَلْقِسْمَةَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالتِ نصبی میں ہے۔مِنْهُ کی ضمیر مِمَّا کے مَا کے لیے ہے۔لَوْتَرَكُوْا کا لَوْ شرطیہ ہے، خَافُوْا اس کا جواب ہے۔ ذُرِّيَّةً اسم جمع ہے اس لیے اس کی صفت جمع مکسر آئی ہے۔ظُلْمًا حال ہے۔

ترجمہ

وَالْاَقْرَبُوْنَ	اَلْوَالِدٰنِ	تَرَكَ	مِمَّا	نَصِيْبٌ	لِلرِّجَالِ
اور قریبی رشتہ داروں نے	ماں باپ نے	چھوڑا	اس میں سے جو	ایک حصہ	مردوں کے لیے ہے

وَالْاَقْرَبُوْنَ	اَلْوَالِدٰنِ	تَرَكَ	مِمَّا	نَصِيْبٌ	وَلِلنِّسَآءِ
اور قریبی رشتہ داروں نے	ماں باپ نے	چھوڑا	اس میں سے جو	ایک حصہ	اور عورتوں کے لیے ہے

مِمَّا	قَلَّ	مِنْهُ	اَوْ	كَثُرَ	نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا	وَاِذَا	حَضَرَ
اس میں سے جو	کم ہو	اس سے	یا	زیادہ ہو	فرض کیا ہوا حصہ ہوتے ہوئے	اور جب	حاضر ہوں

الْقِسْمَةَ	اُولُوا الْقُرْبٰى	وَالْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنُ	فَارْزُقُوْهُمْ	مِّنْهُ
تقسیم کے وقت	قرابت والے	اور یتیم	اور ضرورت مند لوگ	تو تم لوگ دو ان کو	اس میں سے

وَقُوْلُوْا	لَهُمْ	قَوْلًا مَّعْرُوْفًا	وَلْيَخْشَ	الَّذِيْنَ	لَوْ	تَرَكُوْا	مِنْ خَلْفِهِمْ
اور تم لوگ کہو	ان سے	بھلی بات	اور چاہیے کہ ڈریں	وہ لوگ جو	اگر	چھوڑیں	اپنے پیچھے

ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا	خَافُوْا	عَلَيْهِمْ	فَلْيَتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلْيَقُوْلُوْا
کمزور اولاد	تو وہ خوف کریں	ان کے بارے میں	پس چاہیے کہ تقویٰ کریں	اللہ کا	اور چاہیے کہ کہیں

قَوْلًا سَدِيْدًا	اِنَّ الَّذِيْنَ	يَاْكُلُوْنَ	اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى	ظُلْمًا	اِنَّمَا
ٹھیک بات	بیشک وہ لوگ جو	کھاتے ہیں	یتیموں کا مال	ظلم کرتے ہوئے	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَاْكُلُوْنَ	فِيْ بُطُوْنِهِمْ	نَارًا	وَسَيَصْلَوْنَ	سَعِيْرًا
وہ کھاتے (یعنی بھرتے) ہیں	اپنے پیٹوں میں	ایک آگ	اور وہ گریں گے	شعلوں والی آگ میں

نوٹ۔1

مادہ ''ص ل و'' سے باب تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّوْ بنتا ہے، جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر صَلِّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو نماز پڑھ۔ مادہ ''ص ل ی'' سے باب تفعیل کا فعل امر اصلاً صَلِّیْ بنتا ہے اور قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر یہ بھی صَلِّ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں تو آگ میں بھون۔ اس طرح دونوں ہم شکل ہو جاتے ہیں، لیکن عبارت کے سیاق و سباق میں ان کی تمیز آسانی سے ہو جاتی ہے۔

آیت نمبر (4/النساء: 11)

﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝11﴾

ث ل ث

(ن) ثَلَثًا: کسی چیز کا تیسرا حصہ لینا۔ ایک تہائی لینا۔

ثَلَاثٌ: اسماء العدد میں سے ہے۔ تین۔ ﴿ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ﴾ (39/الزمر:6) ''پیدائش کے بعد پیدائش تین اندھیروں میں۔'' ﴿ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ﴾ (2/البقرہ:196) ''تو تین دن کے روزے ہیں حج میں۔''

	ثَلَاثُوْنَ	تیس۔﴿ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً ﴾ (7/الاعراف:142)''اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا۔'' 633
	ثُلُثٌ	کسی چیز کا تیسرا حصہ۔ایک تہائی۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	ثَالِثٌ	ترتیب میں تیسرا﴿ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ﴾(5/المائدہ:73)''انہوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔''
	ثُلَاثُ	تکرار کا عدد ہے۔تین تین۔ پیچھے آیت نمبر۔(4/النساء:3) دیکھیں۔

ث ن ی

(ض)	ثَنْيًا	کسی چیز کو تہہ کرنا۔دوہرا کرنا۔﴿ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ﴾ (11/ھود:5)''بیشک وہ لوگ دہرا کرتے ہیں اپنے سینوں کو۔''
	ثَانٍ	فَاعِلٌ کا وزن ہے۔(۱) دُہرا کرنے والا۔(۲) ترتیب میں دوسرا۔﴿ ثَانِيَ عِطْفِهٖ ﴾ (22/الحج:9)''اپنی گردن کو دُہرا کرنے والا ہوتے ہوئے۔''﴿ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ ﴾ (9/التوبۃ:40)''جب نکالا ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا، دو کا دوسرا ہوتے ہوئے۔''
	اِثْنَانِ	نصب اور جر اِثْنَيْنِ (ان میں ہمزۃ الوصل ہے)۔اسماء العدد میں سے ہے۔دو۔﴿ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾(16/النحل:51)''تم لوگ مت بناؤ دو اِلٰہ۔''
	مَثْنٰى	مَفْعَلٌ کا وزن ہے اور تکرار کا عدد ہے۔دو دو۔ پیچھے آیت (4/المائدہ:3) دیکھیں۔
	مَثَانِيْ	مَفَاعِلُ کے وزن پر یہ مَثْنٰى کی جمع ہے۔بار بار دُہرانا۔پھر اسم المفعول کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔بار بار دُہرایا جانے والا۔﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ ﴾ (15/الحجر:87)''اور بے شک ہم نے دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات یعنی سات آیتیں بار بار دُہرائی جانے والی میں سے۔''
(استفعال)	اِسْتِثْنَاءً	کسی اصول سے کسی کو الگ کرنا۔مستثنیٰ کرنا۔﴿ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ ﴾ (68/القلم:17۔18)''جب ان لوگوں نے قسم کھائی کہ وہ لازماً کاٹیں گے اس کو یعنی کھیت کو صبح ہوتے ہی اور انہوں نے استثناء نہیں کیا یعنی ان شاء اللہ نہیں کہا۔''

ن ص ف

(ن۔ض)	نَصْفًا	کسی چیز کا برابر دو حصوں میں ہونا۔(۱) آدھا ہونا۔(۲) برابر ہونا۔
	نِصْفٌ	آدھا حصہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(افعال)	اِنْصَافًا	کسی چیز کے برابر دو حصے کرنا۔(۱) آدھا کرنا۔(۲) برابر کرنا۔انصاف کرنا۔اس باب سے کوئی لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

س د س

(ن۔ض)	سَدْسًا	چھٹا ہونا۔چھٹا حصہ لینا۔
	سُدُسٌ	چھٹا حصہ۔(یعنی کسی چیز کے برابر چھ حصّے کیے جائیں تو ایک حصہ پوری چیز کا چھٹا حصہ ہوگا۔'' آیت زیرِ مطالعہ ہے۔
	سَادِسٌ	ترتیب میں چھٹا﴿ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ ﴾ (18/الکہف:22)''وہ لوگ کہیں گے پانچ ہیں، ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔''

ء خ و

633

(ن) اُخُوَّةٌ (1) ماں، باپ یا کسی ایک کی طرف سے نسبی بھائی ہونا۔(2) دودھ شریک بھائی ہونا۔(3) معنی کے لحاظ سے بھائی ہونا۔ہم عقیدہ یا ساتھی ہونا۔

«» (/:)'' اَخٌ یہ دراصل اَخَوٌ ہے جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر اَخٌ استعمال ہوتا ہے۔(آسان عربی گرامر، حصہّ سوم، پیرا گراف 77:13)۔ بھائی۔نسبی، دودھ شریک اور معنوی، ہر طرح کے بھائی کے لیے آتا ہے۔جب یہ مضاف بنتا ہے تو اس کی رفع، نصب اور جرّ اَخُوْ، اَخَا اور اَخِیْ ہوتی ہے۔﴿ اِنۡ يَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ ۚ﴾ (12/یوسف:77)''اگر اس نے چوری کر چکا ہے اس کا بھائی اس سے پہلے۔'' ﴿ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ نُوۡحٌ ﴾ (26/الشعراء:106)''جب کہا ان سے ان کے بھائی نوحؑ نے۔''﴿ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ ﴾ (7/الاعراف: 111)''انہوں نے کہا کہ ٹال دو اس کو اور اس کے بھائی کو۔''﴿ فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ ﴾ (2/البقرہ:178)''تو وہ، معاف کیا گیا جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی۔''

اَخَوَانِ یہ اَخٌ کا تثنیہ ہے۔﴿ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ ﴾ (49/الحجرات:10)''پس تم لوگ صلح کراؤ اپنے دونوں بھائیوں کے مابین۔''

اَخَوَانٌ یہ اَخٌ کی جمع ہے۔﴿ اِنَّ الۡمُبَذِّرِيۡنَ كَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّيٰطِيۡنِ ؕ﴾ (17/بنی اسرائیل:27) ''یقیناً بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔''

اِخۡوَةٌ اسم الجمع ہے۔ اس میں بھائی بہن سب شامل ہیں۔﴿ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ ﴾ (49/الحجرات:10)''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تمام مومن آپس میں بھائی بہن ہیں۔''

اُخۡتٌ ج اَخَوَاتٌ۔بہن۔﴿ يٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ ﴾ (19/مریم:28)''اے ہارون کی بہن۔''﴿ اَوۡ بُيُوۡتِ اِخۡوَانِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَخَوٰتِكُمۡ ﴾ (24/النور:61)''یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں یا اپنی بہنوں کے گھروں میں۔''

د ر ی

(ض) دِرَايَةً کسی چیز کا عرفان حاصل کرنا۔جاننا۔سمجھنا۔آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِدۡرَاءً کسی کو کسی چیز کا عرفان دینا۔﴿ لَّوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوۡتُهٗ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ اَدۡرٰٮكُمۡ بِهٖ ۖ﴾ (10/یونس:16)''اگر اللہ چاہتا تو میں اسے پڑھ کر نہ سناتم لوگوں کو اور نہ وہ باخبر کرتا تم کو اس سے۔''وَمَاۤ اَدۡرٰكَ اور وَمَا يُدۡرِيۡكَ عربی محاورے ہیں۔ان کا لفظی ترجمہ ہے۔''اور اس نے کیا بتایا تم کو۔اور وہ کیا بتاتا ہے تم کو۔'' لیکن اس میں ان کا مفہوم ہے''اور تم کیا جانو۔اور تم کیا جانتے ہو۔''

ترکیب

مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ مرکب اضافی ہے اور مبتداء موخر ہے، اس کی خبر محذوف ہے، جب کہ لِلذَّكَرِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ثُلُثَا مَا بھی مرکب اضافی ہے اس لیے ثُلُثَانِ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔وَرِثَ کا فاعل اَبَوٰهُ ہے۔ دَيۡنٍ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ

مِنۡ بَعۡدِ پر عطف ہے۔ اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ مبتداء ہیں اور آگے پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ نَفۡعًا تمیز ہے اور فَرِیۡضَۃً حال ہے۔

633

ترجمہ

یُوۡصِیۡکُمُ	اللّٰہُ	فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ	لِلذَّکَرِ	مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ
تاکید کرتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	تمہاری اولاد (کے بارے) میں	مذکر کے لیے ہے	دو مؤنث کے حصے کی مانند

فَاِنۡ کُنَّ	نِسَآءً	فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ	فَلَہُنَّ	ثُلُثَا مَا	تَرَکَ
پھر اگر ہوں	کچھ عورتیں	دو کے اوپر	تو ان کے لیے ہے	اس کا دو تہائی جو	اس نے چھوڑا

وَاِنۡ کَانَتۡ	وَاحِدَۃً	فَلَہَا	النِّصۡفُ	وَلِاَبَوَیۡہِ	لِکُلِّ وَاحِدٍ
اور اگر ہو	ایک (مؤنث)	تو اس کے لیے ہے	آدھا	اور اس کے ماں باپ کے لیے	ہر ایک کے لیے

مِّنۡہُمَا	السُّدُسُ	مِمَّا	تَرَکَ	اِنۡ کَانَ	لَہٗ	وَلَدٌ
ان دونوں میں سے	چھٹا حصہ ہے	اس میں سے جو	اس نے چھوڑا	اگر ہو	اس کی	کوئی اولاد

فَاِنۡ	لَّمۡ یَکُنۡ	لَّہٗ	وَلَدٌ	وَّوَرِثَہٗۤ	اَبَوٰہُ	فَلِاُمِّہِ
پھر اگر	نہ ہو	اس کی	کوئی اولاد	اور وارث ہوں اس کے	اس کے ماں باپ	تو اس کی ماں کے لیے ہے

الثُّلُثُ ج	فَاِنۡ کَانَ	لَہٗۤ	اِخۡوَۃٌ	فَلِاُمِّہِ	السُّدُسُ	مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ
ایک تہائی	پھر اگر ہوں	اس کے	بھائی بہن	تو اس کے ماں کے لیے ہے	چھٹا حصہ	اس وصیت کے بعد

یُّوۡصِیۡ	بِہَاۤ	اَوۡ دَیۡنٍ ط	اٰبَآؤُکُمۡ	وَاَبۡنَآؤُکُمۡ	لَا تَدۡرُوۡنَ
اس نے وصیت کی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	تمہارے ماں باپ	اور تمہارے بیٹے	تم نہیں جانتے

اَیُّہُمۡ	اَقۡرَبُ	لَکُمۡ	نَفۡعًا	فَرِیۡضَۃً	مِّنَ اللّٰہِ
ان میں سے کون	زیادہ قریب ہے	تمہارے لیے	بلحاظ نفع کے	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے

اِنَّ اللّٰہَ	کَانَ عَلِیۡمًا	حَکِیۡمًا
بیشک اللہ	علیم ہے	حکیم ہے

نوٹ۔1

آیت زیرِ مطالعہ میں گنتی کے کچھ الفاظ آئے ہیں۔ ان کو اَسۡمَاءُ الۡعَدَدِ کہتے ہیں۔ ان کے استعمال کے کچھ قواعد ہیں جن کی تفصیل کتاب ''عربی کا معلم''، حصہ چہارم میں دی ہوئی ہے۔ ان میں سے چند ابتدائی باتیں درج ذیل ہیں:

1۔ پہلے یہ سمجھ لیں کہ آج کل عربی میں گنتی لکھنے کے جو ہندسے ہیں یعنی 1۔2۔3 وغیرہ، ان کو ارقام ھندیہ کہتے ہیں۔ عربی کے اصل ہندسے 1۔2۔3 وغیرہ ہیں اور ان کو ارقام عربیہ کہتے ہیں۔ اہل یورپ نے اُندلس کے مسلمانوں سے یہ ہندسے سیکھے تھے۔

2۔ ایک اور دو کی گنتی کے لیے اسم العدد اور معدود مرکب توصیفی کی طرح آتے ہیں اس لیے جنس کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں جیسے قَلَمٌ وَاحِدٌ۔ وَرَقَۃٌ وَاحِدَۃٌ اور قَلَمَانِ اثۡنَانِ۔ وَرَقَتَانِ اثۡنَتَانِ۔

3۔ تین سے دس تک کی گنتی کے لیے اسم العدد مضاف اور معدود مضاف الیہ کی طرح آتے ہیں اور جنس میں ایک دوسرے کے برعکس ہوتے ہیں۔ جیسے تِسۡعَةُ مُعَلِّمِيۡنَ اور تِسۡعُ مُعَلِّمَاتٍ۔
633

4۔ اگر ہم کہیں کہ ''گھوڑے سوار دو دو، تین تین، چار چار ہو کر آئے'' اور اس کا عربی ترجمہ اس طرح کریں جَآءَتِ الۡفُرۡسَانُ اثۡنَيۡنِ اثۡنَيۡنِ ثَلٰثَةً ثَلٰثَةً اَرۡبَعَةً اَرۡبَعَةً، تو یہ ترجمہ درست ہوگا لیکن عربی میں اس کا رواج نہیں ہے۔ نوٹ کریں کہ اس ترجمے میں اسماء العدد حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں آئے ہیں۔ عدد کے تکرار کے لیے ایک ایک کا مفہوم ادا کرنے کے لیے عام طور پر فُرَادَ آتا ہے۔ دو دو کے لیے اِثۡنَانِ کو مَفۡعَلُ کے وزن پر مَثۡنٰی لاتے ہیں۔ جب کہ تین تین سے نو نو کے لیے اسم العدد کو فُعَالُ کے وزن پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ثُلَاثُ اور رُبَاعُ وغیرہ۔

نوٹ۔2

اس سورہ میں مختلف مقامات پر وراثت کے متعلق متعدد آیات آئی ہیں۔ ان کے حوالے سے اسلام کے قانون وراثت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی تمام آیات کو یکجا کر کے متعلقہ احادیث اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا جائے۔ کسی ایک آیت یا چند آیات کے حوالے سے قانون وراثت کو سمجھنے کی کوشش ایک سعی لاحاصل ہے۔ اس لیے ان اسباق میں قانون وراثت کی وضاحت شامل نہیں ہوگی۔

آیت نمبر (12)

﴿وَ لَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَ اِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۲﴾﴾

ر ب ع

(ن) رَبۡعًا: کسی چیز کا چوتھا حصہ لینا۔ ایک چوتھائی لینا۔

اَرۡبَعٌ: اسماء العدد میں سے ہے۔ چار۔ ﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰٓى اَرۡبَعٍ ؕ﴾ (24/ النور: 45) ''اور ان میں سے وہ بھی ہے جو چلتا ہے چار پر یعنی چار ٹانگوں پر۔''

اَرۡبَعِيۡنَ: چالیس۔ ﴿وَاِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰٓى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً﴾ (2/ البقرہ: 51) ''اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا۔''

رُبُعٌ: کسی چیز کا چوتھا حصہ۔ ایک چوتھائی۔ آیت زیر مطالعہ۔

رَابِعٌ: ترتیب میں چوتھا۔ ﴿سَيَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمۡ كَلۡبُهُمۡ ۚ﴾ (18/ الکہف: 22) ''وہ لوگ کہیں گے تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے۔''

رُبَاعُ: تکرار کا عدد ہے۔ چار چار۔ پیچھے آیت نمبر ۴/ ۳ دیکھیں۔

ترکیب

تَرَكَ کا فاعل اَزْوَاجُكُمْ عاقل کی جمع مکسر ہے، جس کا فعل واحد مذکر اور واحد مؤنث، دونوں طرح 633 آسکتا ہے۔ البتہ آگے یَكُنْ اور لَهُنَّ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں اَزْوَاجُكُمْ (تمہارے جوڑے) سے مراد تمہاری بیویاں ہیں۔ دَيْنٍ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ وَصِيَّةٍ پر عطف ہے۔ وَاِنْ كَانَ میں كَانَ تامّہ ہے۔ رَجُلٌ اور اَوِ امْرَاَةٌ اس کے فاعل ہیں اور نکرہ موصوفہ ہیں۔ یُّوْرَثُ كَلٰلَةً صفت ہے۔ ثلاثی مجرد میں وَرِثَ لازم ہے، جس کا مجہول نہیں بن سکتا۔ اس لیے یُوْرَثُ باب افعال کا مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو رَجُلٌ اور اِمْرَاَةٌ کے لیے ہے۔ كَلٰلَةً ان کا حال ہے۔ كَانُوْا کا اسم اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے جو اَخٌ اور اُخْتٌ کے لیے ہے اور اس کی خبر اَكْثَرَ ہے۔ وَصِيَّةٍ کا حال ہونے کی وجہ سے غَيْرَ مُضَآرٍّ حالت نصبی میں آیا ہے۔

ترجمہ

وَلَكُمْ	نِصْفُ مَا	تَرَكَ	اَزْوَاجُكُمْ	اِنْ	لَّمْ يَكُنْ	لَّهُنَّ	وَلَدٌ
اور تمہارے لیے	اس کا آدھا ہے	چھوڑا	تمہاری بیویوں نے	اگر	نہ ہو	ان کا	کوئی بچہ

فَاِنْ	كَانَ	لَهُنَّ	وَلَدٌ	فَلَكُمُ	الرُّبُعُ مِمَّا	تَرَكْنَ
پھر اگر	ہو	ان کا	کوئی بچہ	تو تمہارے لیے	اس میں سے چوتھائی حصہ ہے جو	انہوں نے چھوڑا

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ	يُّوْصِيْنَ	بِهَآ	اَوْ دَيْنٍ	وَلَهُنَّ
اس وصیت کے بعد	انہوں نے وصیت کی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	اور ان کے لیے

الرُّبُعُ مِمَّا	تَرَكْتُمْ	اِنْ	لَّمْ يَكُنْ	لَّكُمْ	وَلَدٌ	فَاِنْ	كَانَ	لَكُمْ	وَلَدٌ
اس میں سے چوتھائی حصہ ہے جو	تم نے چھوڑا	اگر	نہ ہو	تمہارا	کوئی بچہ	پھر اگر	ہو	تمہارا	کوئی بچہ

فَلَهُنَّ	الثُّمُنُ مِمَّا	تَرَكْتُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ	تُوْصُوْنَ	بِهَآ
تو ان کے لیے	اس میں سے آٹھواں حصہ ہے جو	تم نے چھوڑا	اس وصیت کے بعد	تم نے وصیت کی	جس کی

اَوْ دَيْنٍ	وَاِنْ	كَانَ	رَجُلٌ	يُّوْرَثُ	كَلٰلَةً
یا کسی قرضے کے بعد	اور اگر	ہو	کوئی ایسا مرد	جس کا وارث بنایا جاتا ہے	اس حال میں کہ وہ کلالہ تھا

اَوِ امْرَاَةٌ	وَّلَهٗٓ	اَخٌ	اَوْ	اُخْتٌ	فَلِكُلِّ وَاحِدٍ	مِّنْهُمَا
یا کوئی ایسی عورت ہو	اور اس کا	ایک بھائی	یا	ایک بہن ہے	تو ہر ایک کے لیے	ان دونوں میں سے

السُّدُسُ	فَاِنْ	كَانُوْٓا	اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ	فَهُمْ	شُرَكَاۗءُ	فِي الثُّلُثِ
چھٹا حصہ ہے	پھر اگر	وہ لوگ ہوں	اس سے زیادہ	تو وہ لوگ	شریک ہیں	ایک تہائی میں

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ	يُّوْصٰى	بِهَآ	اَوْ دَيْنٍ	غَيْرَ مُضَاۗرٍّ

اس وصیت کے بعد	وصیت کی گئی	جس کی	یا کسی قرضے کے بعد	بغیر نقصان دینے والی ہوتے ہوئے

633

وَصِيَّةً	مِّنَ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	عَلِيۡمٌ	حَلِيۡمٌ
تاکید ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	بردبار ہے

نوٹ۔1

لغوی اعتبار سے ایسی میت کو بھی کلالہ کہتے ہیں جس کا والد اور اولاد نہ ہو، اور میت کے والد اور اولاد کے علاوہ جو وارث ہوں، ان کو بھی کلالہ کہتے ہیں۔ لیکن اس آیت کا اور آخری آیت نمبر۔176 کا، دونوں کا سیاق و سباق بتارہا ہے کہ ان میں کلالہ کا لفظ میت کے لیے آیا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے کَلٰلَةً کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ، جو مرا اس حال میں کہ نہیں ہے اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی والد۔" (مفردات القرآن)۔

آیت نمبر (4 / النساء: 13 تا 14)

﴿ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَ
ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ
مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾ ﴾

ترکیب

مَنۡ شرطیہ ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے يُطِيۡعُ کے بجائے مضارع مجزوم يُطِعۡ آیا ہے۔ پھر اسے اگلے لفظ یعنی اللہ سے

ملانے کے لیے قاعدے کے مطابق زیر دی گئی ہے۔ يُدۡخِلۡهُ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا۔ جَنّٰتٍ اس کا مفعول ثانی ہے۔ اس لیے حالت نصب میں آیا ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ خٰلِدِيۡنَ حال ہے۔ اَلۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ خبر معرفہ ہے اور اس کی ضمیر فاصل محذوف ہے۔ يَعۡصِ اور يَتَعَدَّ شرط ہونے کی وجہ سے حالت جزم میں ہیں۔ يُدۡخِلۡهُ کا مفعول ثانی نَارًا ہے اور خَالِدًا حال ہے۔ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ

تِلۡكَ	حُدُوۡدُ اللّٰهِ	وَمَنۡ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَرَسُوۡلَهٗ	يُدۡخِلۡهُ
یہ	اللہ کی حدیں ہیں	اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو وہ داخل کرے ان کو

جَنّٰتٍ	تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِيۡنَ	فِيۡهَا	وَذٰلِكَ
ایسے باغات میں	بہتی ہیں	نیچے سے جن کے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	جن میں	اور یہ

الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ	وَمَنۡ	يَّعۡصِ	اللّٰهَ	وَرَسُوۡلَهٗ	وَيَتَعَدَّ
ہی شاندار کامیابی ہے	اور جو	نافرمانی کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور تجاوز کرے گا

حُدُوْدَهٗ	يُدْخِلْهُ	نَارًا	خَالِدًا	فِيْهَا
اس کی حدوں سے	تو وہ داخل کرے گا اس کو	ایک ایسی آگ میں	ہمیشہ رہنے والا ہے	جس میں

وَلَهٗ	عَذَابٌ مُّهِيْنٌ
اور اس کے لیے ہی	ایک رسوا کرنے والا عذاب ہے

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کارخیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.com, info@khuddam-ul-quran.com

03217805614,0412437618,0412437781

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ النساء (۴)

آیت نمبر (15 تا 16)

﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْھِدُوْا عَلَیْھِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ ۚ فَاِنْ شَھِدُوْا
فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِھَا مِنْکُمْ
فَاٰذُوْھُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْھُمَا ۭ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾﴾

ترکیب

یَاْتِیْنَ مضارع میں جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے، اَلْفَاحِشَۃَ اس کا مفعول ہے (دیکھیں آیت نمبر 2/23 کا نوٹ۔2) اَرْبَعَۃً تمیز ہے۔ یَتَوَفّٰی کا فاعل اَلْمَوْتُ ہے۔ یَاْتِیٰنِھَا میں ھَا کی ضمیر مفعولی اَلْفَاحِشَۃَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَالّٰتِیْ	یَاْتِیْنَ	الْفَاحِشَۃَ	مِنْ نِّسَآئِکُمْ	فَاسْتَشْھِدُوْا	عَلَیْھِنَّ	اَرْبَعَۃً
اور جو عورتیں	کرتی ہیں	بے حیائی	تمہاری عورتوں میں سے	تو گواہ طلب کرو	ان پر	چار

مِّنْکُمْ	فَاِنْ	شَھِدُوْا	فَاَمْسِکُوْھُنَّ	فِی الْبُیُوْتِ	حَتّٰی
تم میں سے	پھر اگر	وہ لوگ گواہی دیں	تو تم لوگ روکو ان کو	گھروں میں	یہاں تک کہ

یَتَوَفّٰھُنَّ	الْمَوْتُ	اَوْ	یَجْعَلَ	اللّٰہُ	لَھُنَّ	سَبِیْلًا	وَالَّذٰنِ	یَاْتِیٰنِھَا
پورا پورا لے ان کو	موت	یا	بنائے	اللہ	ان کے لیے	کوئی راہ	اور جو دو مرد	کرتے ہیں وہی

مِنْکُمْ	فَاٰذُوْھُمَا	فَاِنْ	تَابَا	وَاَصْلَحَا
تم میں سے	تو اذیت دو ان دونوں کو	پھر اگر	دونوں توبہ کریں	اور دونوں اصلاح کریں

فَاَعْرِضُوْا	عَنْھُمَا	اِنَّ اللّٰہَ	کَانَ تَوَّابًا	رَّحِیْمًا
تو تم لوگ درگزر کرو	دونوں سے	یقیناً اللہ	توبہ قبول کرنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

ان آیات میں ایسے مردوں اور عورتوں کے بارے میں سزا تجویز کی گئی ہے جن سے فاحشہ یعنی زنا کا صدور ہو جائے۔ اس کے ثبوت کے لیے چار گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر چار سے کم لوگ گواہی دیں تو ان کی گواہی نامعتبر ہے۔ ایسی صورت میں مدعی اور گواہ جھوٹے قرار دیئے جاتے ہیں اور ایک مسلمان پر الزام لگانے کی وجہ سے ان پر حدِّ قذف جاری کر دی جاتی ہے۔ ان دو آیتوں میں زنا کے لیے کوئی حد بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف اتنا کہا گیا کہ ان کو تکلیف پہنچاؤ اور زنا کار عورتوں کو گھروں میں بند کر دو۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے تعرض مت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا کے بعد اگر توبہ کر لیں تو پھر انہیں ملامت نہ کرو اور مزید سزا مت دو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے سزا بھی معاف ہو گئی کیونکہ آیت میں توبہ سزا کے بعد مذکور ہے۔

نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی ان دو آیتوں کی ترتیب یہ ہے کہ شروع میں تو ان کو ایذاء کا حکم نازل ہوا اور اس کے بعد عورتوں کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کو موت آجائے یا ان کی زندگی میں کوئی حکم آجائے۔ چنانچہ بعد میں وہ ''سبیل'' بیان کر دی گئی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ مذکورہ حکم سورۂ نور کی آیت نمبر ۲ میں ہے جس کا مفہوم (ترجمہ نہیں) یہ ہے کہ ''زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تمہارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت مومنوں میں ایک گروہ موقع پر موجود ہونا ضروری ہے۔'' یعنی مرد اور عورت دونوں کو برسرِ عام سزا دینا ضروری ہے خواہ ہم مغربی طاغوت کو منہ دکھانے کے قابل رہیں یا نہ رہیں۔ جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کو منہ دکھانا ہے۔ دنیا کو منہ دکھانا اس کا مسئلہ ہے جو زبان سے اللہ اور آخرت کا اقرار کرے لیکن دل یقین سے خالی ہو۔

نوٹ۔2

شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں احادیث میں ملتا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اکثر لوگوں کے ذہن الجھن کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ حدیث کو اگر مانتے بھی ہیں تو اسے قرآن مجید سے کمتر درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور کسی درجے میں بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ سنی سنائی بات پر کوئی رائے قائم کرنے کے بجائے حدیث کی ضرورت و اہمیت اور ثقاہت یعنی قابل اعتبار ہونے کے متعلق خود تحقیق کر کے کوئی رائے قائم کریں۔ اگر انہوں نے غیر متعصب ذہن کے ساتھ یہ تحقیق کی ان شاء اللہ سوا نیزے پر دمکتے ہوئے سورج کی طرح یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی کہ قرآن اور حدیث الگ الگ دو چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ہی سکّہ رائج الوقت کے دو رخ ہیں۔ اس سلسلہ میں فاؤنڈیشن کے ''حدیث کا جائزہ'' کورس کا مطالعہ بھی ان شاء اللہ مفید ہوگا۔

اس ذہنی الجھن کی دوسری وجہ بھی لاعلمی پر مبنی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اسلامی قوانین کے ماخذ قرآن اور حدیث ہیں۔ یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ اسلامی قوانین کی غالب اکثریت کے یہی دو ماخذ ہیں، لیکن صرف یہی دو نہیں ہیں۔ سلامی قوانین کے کچھ اور ماخذ بھی ہیں جن کی وضاحت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنے ''خطبات بہاولپور'' میں کی ہے۔ ان میں سے ایک تورات ہے۔ اصول یہ ہے کہ تورات میں درج اللہ کے جن احکام کی قرآن و حدیث میں توثیق کر دی گئی وہ اب اسلامی قوانین کا حصہ ہیں۔

اب نوٹ کرلیں کہ رجم کی سزا تورات میں درج ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کر کے اس کے اسلامی قانون ہونے کی حیثیت کو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر کر دیا ہے۔

آیت نمبر (17 تا 18)

﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۷ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۸ ﴾

ع	ت	د

649

(ک) عَتَادًا — تیار ہونا۔ آمادہ ہونا۔

عَتِیْدٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تیار۔ ﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾﴾ (50/قٓ:18) ''وہ منھ سے نہیں نکالتا کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ہوتا ہے ایک تیار محافظ۔''

(افعال) اِعْتَادًا — تیار کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَلتَّوْبَةُ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ ثَابِتٌ ہو سکتی ہے۔ عَلَى اللّٰهِ اور لِلَّذِیْنَ، دونوں متعلق خبر ہیں۔ اَلسُّوْءَ صفت ہے اس کا موصوف اَلْفِعْلَ یا اَلْعَمَلَ محذوف ہے۔ اَلتَّوْبَةُ اسم ہے لَیْسَ کا، اس کی خبر بھی محذوف ہے اور یہاں عَلَى اللّٰهِ بھی محذوف ہے۔ لِلَّذِیْنَ اور وَلَا الَّذِیْنَ دونوں متعلق خبر ہیں۔

ترجمہ

اِنَّمَا	التَّوْبَةُ	عَلَى اللّٰهِ	لِلَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	توبہ (تو ثابت) ہے	اللہ پر	ان لوگوں کے لیے جو	کرتے ہیں

السُّوْٓءَ	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	یَتُوْبُوْنَ	مِنْ قَرِیْبٍ	فَاُولٰٓئِكَ
بُرا (کام)	نادانی میں	پھر	وہ لوگ توبہ کرتے ہیں	قریب (یعنی جلدی) سے	تو یہ لوگ ہیں

یَتُوْبُ	اللّٰهُ	عَلَیْهِمْ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَلِیْمًا	حَكِیْمًا	وَلَیْسَتِ
توبہ قبول کرتا ہے	اللہ	جن کی	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا	اور (ثابت) نہیں ہے

التَّوْبَةُ	لِلَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ	السَّیِّاٰتِ	حَتّٰٓی	اِذَا	حَضَرَ
توبہ (اللہ پر)	ان لوگوں کے لیے جو	عمل کرتے رہتے ہیں	برائیوں کا	یہاں تک کہ	جب	سامنے آتی ہے

اَحَدَهُمُ	الْمَوْتُ	قَالَ	اِنِّیْ تُبْتُ	الْـٰٔنَ	وَلَا الَّذِیْنَ
ان کے کسی ایک کے	موت	تو وہ کہتا ہے	بے شک میں توبہ کرتا ہوں	اب	اور نہ ہی ان کے لیے جو

یَمُوْتُوْنَ	وَ	هُمْ	كُفَّارٌ	اُولٰٓئِكَ	اَعْتَدْنَا	لَهُمْ
مرتے ہیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہیں	یہ لوگ ہیں	ہم نے تیار کیا	جن کے لیے

عَذَابًا اَلِیْمًا
ایک دردناک عذاب

نوٹ۔1

پہلے یہ سمجھ لیں کہ توبہ کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ قبول ہونے یا قبول نہ ہونے کا سوال صرف سچی توبہ سے متعلق ہے۔ جھوٹی توبہ کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سچی توبہ کے تین اجزا ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے کیے پر ندامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ توبہ نام ہی ندامت کا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ عزم

کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے کیے کی تلافی کرے، مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی قضا کرے، کسی کا حق مارا ہے تو اسے ادا کرے، کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اس سے معافی مانگے، کوئی ایسا شخص وفات پا چکا ہے تو اس کے لیے دعائے[649] مغفرت کرے وغیرہ۔

یہ بھی سمجھ لیں کہ خطا کا صدور، پھر اس پر ندامت اور اعتراف، انسانیت کا عطر ہے۔ اگر کبھی خطا نہ کرے تو انسان فرشتہ ہو جائے گا، یعنی مسجود کے بجائے ساجد ہو جائے گا۔ اگر خطا پر نادم نہ ہو اور اس کا اعتراف نہ کرے تو انسان شیطان ہو جائے گا (معارف القرآن سے ماخوذ)۔ اس حوالے سے اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ غلطی کرنا اتنی بری بات نہیں ہے۔ برائی کی اصل جڑ یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرے۔

نوٹ۔2

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان سچی توبہ کرے تو اس کی قبولیت کا کیا امکان ہے۔ آیت نمبر۔۱۷ میں اس کے لیے پہلی شرط ''بِجَهَالَةٍ'' ہے۔ اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ انجانے میں گناہ کرے تب توبہ قبول ہو گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ گناہ کے انجام اور عذاب سے غفلت اس کا سبب بن گئی ہو خواہ وہ اسے گناہ جانتا ہو اور قصداً کیا ہو۔ جیسے یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں نے جو کیا قصداً کیا تھا پھر بھی قران مجید میں اسے جہالت کہا گیا ہے (۱۲/ ۸۹)۔ اس لیے امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قصداً گناہ کرے تو اس کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اگر وہ سچی توبہ کرے۔

اسی آیت میں توبہ کی قبولیت کے لیے دوسری شرط ''مِنْ قَرِيْبٍ'' ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قریب کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک بندے پر غرغرہ طاری ہو جائے۔ اس طرح مِنْ قَرِيْبٍ کا مطلب ہے کہ انسان کا عرصۂ حیات قلیل ہے اور موت اس کے بالکل قریب ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (19تا22)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝۱۹ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۲۰ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۲۱ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۲۲ ع ﴾

ع ش ر

(ض۔ن)　عَشْرًا　نو میں شامل ہو کر دسواں ہونا۔

عَشْرٌ　اسم العدد ہے۔ دس۔ ﴿ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ ﴾ (6/الانعام:160)
''جو آیا نیکی کے ساتھ تو اس کے لیے اس کی جیسی دس ہیں۔''

مِعْشَارٌ — دسواں حصہ یعنی 10/1۔ ﴿ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ ﴾ (34/سبا:45)''اور وہ لوگ نہیں پہنچے اس کے دسویں حصے کو جو ہم نے دیا ان کو۔''

649

عُشَرَاءُ — ج عِشَارٌ۔ دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جس کا وضع حمل کا وقت قریب ہو۔ ﴿ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ ﴾ (81/التکویر:4)''اور جب حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔''

عِشْرُوْنَ — بیس۔ ﴿ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ﴾ (8/الانفال:65)''اگر ہوں تم لوگوں میں بیس ثابت قدم لوگ تو وہ غالب ہوں گے دوسو پر۔''

عَشِيْرٌ — فَعِيْلٌ کا وزن اسم الفاعل کے معنی میں ہے۔ شامل ہونے والا یعنی ساتھی۔ رفیق۔ ﴿ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝۱۳ ﴾ (22/الحج:13)''یقینا بہت ہی برا کارساز ہے اور یقیناً بہت ہی برا رفیق ہے۔''

عَشِيْرَةٌ — قبیلہ۔ برادری۔ رشتہ دار۔ ﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝۲۱۴ ﴾ (26/الشعرآء:214)''اور آپ ﷺ خبردار کردیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

مَعْشَرٌ — جماعت۔ گروہ۔ ﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ﴾ (6/الانعام:128)''اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت گھیر لیے انسانوں میں سے۔''

(مفاعلہ) مُعَاشَرَةً — باہم مل جل کر رہنا۔

عَاشِرْ — فعل امر ہے۔ تو مل جل کر رہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ف	ض	و

(ن) فَضَاءً — کسی چیز یا جگہ کا کشادہ ہونا۔

(افعال) اِفْضَاءً — کشادہ کرنا۔ صحبت کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م	ق	ت

(ن) مَقْتًا — نفرت کرنا۔ بیزار ہونا۔

مَقْتٌ — اسم ذات ہے۔ نفرت۔ بیزاری۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لَا يَحِلُّ میں لام کی ضمّہ بتارہی ہے کہ یہ مضارع مجزوم نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اس سے پہلے لائے نفی ہے۔ اس کو لائے نہی ماننا ممکن نہیں ہے۔ اس کے آگے اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا پورا جملہ لَا يَحِلُّ کا فاعل ہے۔ اس جملے میں تَرِثُوْا کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے، النِّسَاءَ اس کا مفعول ہے اور كَرْهًا حال ہے۔ لَا تَعْضُلُوْا فعل نہی ہے۔ يَجْعَلَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ عَسٰى اَنْ پر عطف ہے۔ اَتَاْخُذُوْنَ کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے جو قِنْطَارًا کے لیے ہے، جب کہ بُهْتَانًا اور مرکب توصیفی اِثْمًا مُّبِيْنًا، دونوں حال ہیں۔ فَاحِشَةً اور مَقْتًا، كَانَ کی خبر ہیں۔ سَاءَ فعل ماضی ہے لیکن اس کا ترجمہ حال میں ہوگا (آیت نمبر ۲/۴۹۔ نوٹ۔ ۲) سَبِيْلًا تمیز ہے۔

ترجمہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَا يَحِلُّ	لَكُمْ	اَنْ	تَرِثُوا	النِّسَآءَ
اے لوگوں جو ایمان لائے ہو	حلال نہیں ہوتا	تمہارے لیے	کہ	تم لوگ وارث بنو	عورتوں کے

كَرْهًا	وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ	لِتَذْهَبُوْا	بِبَعْضِ مَآ	اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
زبردستی	اور تم لوگ مت روکو ان کو	تاکہ تم لوگ لے جاؤ	اس کے بعض کو جو	تم لوگوں نے دیا ان کو

اِلَّآ اَنْ	يَّاْتِيْنَ	بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ	وَعَاشِرُوْهُنَّ	649 بِالْمَعْرُوْفِ
سوائے اس کے کہ	وہ کریں	کوئی کھلی بے حیائی	اور تم لوگ مل جل کر رہو ان سے	بھلے طریقے سے

فَاِنْ	كَرِهْتُمُوْهُنَّ	فَعَسٰٓى	اَنْ	تَكْرَهُوْا	شَيْئًا	وَّ
پھر اگر	تم لوگ ناپسند کرو ان کو	تو ہوسکتا ہے	کہ	تم لوگ ناپسند کرو	کسی چیز کو	حالانکہ

يَجْعَلَ	اللّٰهُ	فِيْهِ	خَيْرًا كَثِيْرًا	وَاِنْ	اَرَدْتُّمُ
(ہوسکتا ہے کہ) پیدا کرے	اللہ	اس میں	بہت زیادہ بھلائی	اور اگر	تم لوگ ارادہ کرو

اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ	مَّكَانَ زَوْجٍ	وَّاٰتَيْتُمْ	اِحْدٰىهُنَّ	قِنْطَارًا
بیوی بدلنے کا	کسی دوسری بیوی کی جگہ	اور تم نے دیا	ان کی کسی ایک کو	ایک ڈھیر (مال)

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ	شَيْئًا	اَتَاْخُذُوْنَهٗ	بُهْتَانًا
تو تم لوگ مت لو اس میں سے	کوئی چیز	کیا تم لوگ لیتے ہو اس کو	جھوٹا الزام لگاتے ہوئے

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا	وَكَيْفَ	تَاْخُذُوْنَهٗ	وَ	قَدْ اَفْضٰى
اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے	اور کیسے	تم لوگ لوگے اس کو	حالانکہ	صحبت کر چکا ہے

بَعْضُكُمْ	اِلٰى بَعْضٍ	وَّاَخَذْنَ	مِنْكُمْ	مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا
تم میں کا کوئی	کسی سے	اور انہوں نے لیا	تم سے	ایک پکا وعدہ

وَلَا تَنْكِحُوْا	مَا	نَكَحَ	اٰبَآؤُكُمْ	مِّنَ النِّسَآءِ
اور تم لوگ نکاح مت کرو	اس سے، جس سے	نکاح کیا	تمہارے اجداد نے	عورتوں میں سے

اِلَّا	مَا	قَدْ سَلَفَ	اِنَّهٗ	كَانَ	فَاحِشَةً	وَّمَقْتًا	وَسَآءَ
سوائے اس کے کہ	جو	گزر گیا ہے	یقیناً یہ	ہے	بے حیائی	اور بیزاری	اور برا ہے

سَبِيْلًا
بلحاظ راستے کے

نوٹ۔1

ان آیات میں ان غلط رسوم کی ممانعت ہے جو اسلام سے پہلے خواتین کے ضمن میں عام تھیں۔ عورت کی جان اور مال کو مرد کی ملکیت تسلیم کیا جاتا تھا۔ شوہر کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ کی طرح اس کی بیوہ کے بھی مالک بن جاتے تھے۔ اُس سے اگر خود نکاح کرتے تو مہر نہیں ادا کرتے تھے اور اگر کسی دوسرے سے نکاح کراتے تو مہر خود رکھ لیتے تھے۔ بیوی کو اگر میکے یا کہیں اور سے کوئی چیز ملتی تو شوہر اس کا مالک ہوتا تھا۔ اس طرح کی اور رسومات کی نفی کرتے ہوئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عورت کی شخصیت کے حق کو اور اس کے حق ملکیت کو تسلیم کرنے کا حکیم دیا ہے۔

آیت نمبر (23تا24)

649

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ
اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ
مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ
الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ۙ ﴿۲۳﴾ وَّ
الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ
تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾﴾

ع م م

(ن) عُمُوْمًا: کسی چیز کا عام ہونا

عَمٌّ: ج اَعْمَامٌ۔ چچا۔ ﴿وَبَنٰتِ عَمِّكَ﴾ (33/الاحزاب:50) ''اور تمہارے چچا کی بیٹیاں۔''
﴿اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ﴾ (24/النور:61) ''یا تمہارے چچاؤں کے گھر۔''

عَمَّةٌ: ﴿عَمّٰتٌ﴾ ''پھوپھی۔'' آیت زیر مطالعہ۔

عَمَّ: اس کا مادہ ''ع م م'' نہیں ہے بلکہ یہ عَنْ مَا کی ادغام شدہ شکل ہے۔ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ﴿۱﴾﴾ (78/النباء:1) ''کس کے بارے میں یہ لوگ باہم پوچھتے ہیں۔''

خ و ل

(ف) خَوْلًا: غلاموں والا ہونا۔ مالک۔

خَالٌ: ج اَخْوَالٌ۔ ماموں۔ ﴿وَبَنٰتِ خَالِكَ﴾ (33/الاحزاب:50) ''اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں) ﴿اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ﴾ (24/النور:61) ''یا تمہارے ماموؤں کے گھر۔''

خَالَةٌ: ج خٰلٰتٌ۔ خالہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَخْوِيْلًا: مالک بنانا۔ عطا کرنا۔﴾ (6/الانعام:94) ''اور تم لوگ چھوڑ آئے اس کو جو ہم نے عطا کیا تم کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے۔''

ص ل ب

(ن) صَلْبًا: ہڈیوں سے گودا نکالنا۔ سولی پر چڑھانا (قتل کرنے کے لئے) ﴿وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ﴾ (4/النساء:157) ''ان لوگوں نے قتل نہیں کیا اس کو اور نہ ان لوگوں نے سولی پر چڑھایا اس کو''

صُلْبٌ: ج اَصْلَابٌ۔ ریڑھ کی ہڈی۔ پیٹھ ﴿يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآىِٕبِ﴾ (86/الطارق:7) ''وہ نکلتا ہے سینوں اور پیٹھ کے درمیان سے۔''

(تفعیل) تَصْلِيْبًا: سولی چڑھانا۔ پھانسی دینا۔ ﴿وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ (20/طٰہٰ:71) ''اور میں لازماً سولی چڑھاؤں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں پر''

649

ح ص ن

(ک) حَصَانَةً: مضبوط و مستحکم ہونا۔ محفوظ ہونا۔

حِصْنٌ: ج حُصُوْنٌ۔ مضبوط جگہ۔ قلعہ۔ ﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (59/الحشر:2) ''اور ان لوگوں نے گمان کیا کہ بچانے والے ہیں کو ان کے قلعے اللہ سے۔''

(افعال) اِحْصَانًا: حفاظت کرنا۔ محفوظ کرنا ﴿وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ﴾ (21/الانبیاء:80) ''اور ہم نے سکھایا اس کو ایک لباس بنانا تمہارے لئے تاکہ وہ تمہاری حفاظت کرے تمہاری جنگ میں۔''

مُحْصِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ حفاظت کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مُحْصَنَةٌ: اسم المفعول ہے۔ محفوظ کی ہوئی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں متعدد مفاہیم میں آیا ہے۔

(۱) شادی شدہ خاتون۔ آیت زیر مطالعہ۔

(۲) آزاد خاتون یعنی جو کنیز نہ ہو۔ خاندانی لڑکی۔ ﴿اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (4/النساء:25) ''کہ وہ نکاح کرے خاندانی مسلمان عورت سے۔''

(۳) پارسا۔ پاکدامن۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ (24/النور:4) ''اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر''

(تفعیل) تَحْصِيْنًا: بہت مضبوط کرنا۔ خوب پختہ کرنا

مُحَصَّنَةٌ: اسم المفعول ہے۔ بہت مضبوط کی ہوئی ﴿لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ﴾ (59/الحشر:14) ''وہ لوگ جنگ نہیں کریں گے تم لوگوں سے سب مل کر مگر کسی قلعہ بند بستی میں۔''

(تفعّل) تَحَصُّنًا: خود کو محفوظ کرنا۔ بچنا۔ ﴿اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ (24/النور:33) ''اگر وہ عورتیں ارادہ کریں خود کو بچانے کا۔''

س ف ح

(ف) سَفْحًا: خون یا آنسو وغیرہ بہانا

مَسْفُوْحٌ: اسم المفعول ہے۔ بہایا ہوا ﴿اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا﴾ (6/الانعام:145) ''یا بہایا ہوا خون۔''

(مفاعلہ) سِفَاحًا: ایک دوسرے سے بڑھ کر بہنا۔ پھر بدکاری کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

مُسَافِحٌ: اسم الفاعل ہے۔ بدکاری کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

حُرِّمَتْ ماضی مجہول ہے۔ اس کے آگے جو رشتے مذکورہ ہیں وہ سب اس کے نائب فاعل ہیں اس لئے ان کے مضاف حالت رفع میں آئے ہیں۔ اَنْ تَجْمَعُوْا سے پہلے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ محذوف ہے۔ كِتٰبَ اللّٰهِ کو فعل محذوف کا مفعول مطلق بھی مانا جا سکتا ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ اس کو حال مانا جائے۔ اَنْ تَبْتَغُوْا کا مفعول هُنَّ محذوف ہے۔ مُحْصِنِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے۔ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ میں غَيْرَ کی نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ مُسٰفِحِيْنَ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔

ترجمہ

حُرِّمَتۡ	عَلَيۡكُمۡ	اُمَّهٰتُكُمۡ	وَبَنٰتُكُمۡ	وَاَخَوٰتُكُمۡ	وَعَمّٰتُكُمۡ 649
حرام کی گئیں	تم لوگوں پر	تمہاری مائیں	اور تمہاری بیٹیاں	اور تمہاری بہنیں	اور تمہاری پھوپھیاں

وَخٰلٰتُكُمۡ	وَبَنٰتُ الۡاَخِ	وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ	وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيۡۤ
اور تمہاری خالائیں	اور بھائی کی بیٹیاں	اور بہن کی بیٹیاں	اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے

اَرۡضَعۡنَكُمۡ	وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ	وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ	وَرَبَآئِبُكُمُ
دودھ پلایا تم کو	اور تمہاری دودھ شریک بہنیں	اور تمہاری عورتوں کی مائیں	اور تمہاری زیر تربیت بیٹیاں

الّٰتِيۡ	فِيۡ حُجُوۡرِكُمۡ	مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيۡ	دَخَلۡتُمۡ	بِهِنَّ	فَاِنۡ
جو	تمہاری گودوں میں ہیں	تمہاری ان عورتوں سے	تم داخل ہوئے	جن میں	پھر اگر

لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا	دَخَلۡتُمۡ	بِهِنَّ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيۡكُمۡ	وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ
تم نہیں ہوئے	داخل	ان میں	تو کوئی گناہ نہیں ہے	تم پر	اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں

الَّذِيۡنَ	مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ	وَاَنۡ	تَجۡمَعُوۡا	بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ
جو	تمہاری پیٹھوں سے ہیں	اور (حرام کیا گیا تم پر) کہ	تم جمع کرو	دو بہنوں کو

اِلَّا	مَا	قَدۡ سَلَفَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوۡرًا	رَّحِيۡمًا ۲۳
سوائے اس کے کہ	جو	گزر گیا ہے	یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

وَّالۡمُحۡصَنٰتُ	مِنَ النِّسَآءِ	اِلَّا	مَا	مَلَكَتۡ	اَيۡمَانُكُمۡ ۚ
اور شادی شدہ خواتین (بھی)	عورتوں میں سے	سوائے اس کے کہ	جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ

كِتٰبَ اللّٰهِ	عَلَيۡكُمۡ ۚ	وَاُحِلَّ	لَكُمۡ	مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمۡ	اَنۡ
فرض کیا اللہ نے	تم پر	اور حلال کیا گیا	تمہارے لئے	جو اس کے علاوہ ہے	کہ

تَبۡتَغُوۡا	بِاَمۡوَالِكُمۡ	مُّحۡصِنِيۡنَ	غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ ؕ
تم لوگ چاہو (ان کو)	اپنے مال سے	حفاظت کرنے والے ہوتے ہوئے	بدکاری نہ کرنے والے ہوتے ہوئے

فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ	بِهٖ	مِنۡهُنَّ	فَاٰتُوۡهُنَّ	اُجُوۡرَهُنَّ	فَرِيۡضَةً ؕ
پھر جو تم نے فائدہ حاصل کیا	جس سے	ان میں سے	تو تم لوگ دو ان کو	ان کے حقوق	فرض ہوتے ہوئے

وَلَا جُنَاحَ	عَلَيۡكُمۡ	فِيۡمَا	تَرٰضَيۡتُمۡ	بِهٖ	مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ ؕ
اور کوئی گناہ نہیں ہے	تم پر	اس میں	تم لوگ باہم راضی ہوئے	جس پر	فرض کے بعد

اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيۡمًا	حَكِيۡمًا ۲۴
یقیناً اللہ	ہے	جاننے والا	حکمت والا

آیت نمبر(25)

649

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ
اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع ﴾

ط و ل

(ن)	طَوْلًا	(۱) دراز ہونا۔ لمبا ہونا۔ (۲) خیرات دینا۔ بخشش کرنا۔ (یعنی دولت میں لمبا ہونا) ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ﴾ (57/الحدید:16) ''پھر دراز ہوئی ان پر مدت تو سخت ہوئے ان کے دل۔''
	طُوْلٌ	اسم ذات ہے۔ لمبائی۔ ﴿وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾﴾ (17/بنی اسرائیل:37) ''اور تو ہر گز نہیں پہنچے گا پہاڑ کو بلحاظ لمبائی کے۔''
	طَوِيْلٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ لمبا۔ ﴿اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾﴾ (73/المزمل:7) ''بیشک آپؐ کے لئے دن میں ایک لمبی مصروفیت ہے۔''
	طَوْلٌ	اسم ذات ہے۔ سخاوت۔ مال۔ دولت۔ ﴿شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ﴾ (40/المومن: 7) ''پکڑنے کا سخت، انعام اور فضل کرنے والا۔'' ﴿اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ﴾ (9/التوبہ:86) ''اجازت چاہتے ہیں آپؐ سے دولت والے۔''
(تفاعل)	تَطَاوُلًا	دور کی چیز کی طرف گردن بلند کر کے دیکھنا۔ لمبائی ظاہر کرنا۔ ﴿فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ﴾ (28/القصص:45) ''پھر لمبائی ظاہر کی ان پر عمر نے، یعنی جن پر لمبی مدتیں گزر گئیں۔''

ف ت ی

(س)	فَتًى	نوجوان ہونا۔ خادم ہونا (زیادہ تر نوعمر لڑکے نوکر رکھے جاتے ہیں)۔
	فَتًى	تثنیہ فَتَيَانِ ج فِتْيَانٌ اور فِتْيَةٌ نوجوان خادم یا غلام۔ ﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ﴾ (21/الانبیاء:60) ''انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ایک نوجوان کو، وہ ذکر کرتا ہے ان کا یعنی بتوں کو برا کہتا ہے، جس کو کہا جاتا ہے۔ ابراہیم۔'' ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ﴾ (12/یوسف:36) ''اور داخل ہوئے اس کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان۔'' ﴿وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ﴾ (12/یوسف:62) ''اور انہوں نے کہا اپنے خادموں سے کہ تم لوگ رکھ دو ان کی پونجی۔'' ﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ﴾ (18/الکہف:13) ''بیشک وہ لوگ کچھ نوجوان تھے جو ایمان لائے اپنے رب پر۔''
	فَتَاةٌ	ج فَتَيَاتٌ۔ نوجوان لڑکی۔ خادمہ۔ کنیز۔ آیت زیر مطالعہ۔
(افعال)	اِفْتَاءً	مسئلے کا حل بتانا۔ فتویٰ دینا۔ (ذہنی صلاحیت کے لحاظ سے کسی کو نوجوان کرنا۔ علمی خدمت کرنا) ﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ﴾ (4/النساء:176) ''آپؐ کہئے کہ اللہ بتاتا ہے تم کو کلالہ کے بارے میں۔''

	اَفۡتِ	فعل امر ہے۔تو بتا۔تو فتویٰ دے۔﴿ اَفۡتِنَا فِیۡ سَبۡعِ بَقَرٰتٍ ﴾ (12/یوسف:46)''تو بتا ہمیں سات موٹی گایوں کے بارے میں۔'' 649
(استفعال)	اِسۡتِفۡتَاءً	مسئلے کا حل پوچھنا۔﴿وَ یَسۡتَفۡتُوۡنَكَ فِی النِّسَآءِ﴾ (4/النساء:127)''اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے عورتوں کے بارے میں۔''
	اِسۡتَفۡتِ	فعل امر ہے۔تو پوچھ۔تو فتویٰ مانگ۔﴿ فَاسۡتَفۡتِہِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنَاتُ وَ لَہُمُ الۡبَنُوۡنَ ﴾ (37/الصّٰفّٰت:149)''تو آپؐ ان لوگوں سے پوچھیں کیا آپؐ کے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔''

خ د ن

(x)	(x)	ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
(مفاعلہ)	مُخَادَنَۃً	ایک دوسرے سے دوستی کرنا۔یاری کرنا۔
	خِدۡنٌ	ج اَخۡدَانٌ۔م(مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے)۔دوست۔یار۔آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

مَنۡ شرطیہ ہے۔طَوۡلًا تمیز ہے۔یَسۡتَطِعۡ کی۔فَمِنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ جواب شرط ہے اور مِنۡ فَتَیٰتِکُمۡ اس کا بدل ہے۔اَعۡلَمُ تفصیل کل ہے اور وَاللّٰہُ کی خبر ہے۔مُحۡصَنٰتٍ، غَیۡرَ مُسٰفِحٰت اور لَا مُتَّخِذٰتِ، یہ سب حال ہیں۔ذٰلِکَ کا اشارہ فَانۡکِحُوۡھُنَّ کی طرف ہے۔

ترجمہ

وَمَنۡ	لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ	مِنۡکُمۡ	طَوۡلًا	اَنۡ	یَّنۡکِحَ	الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ
اور جو	صلاحیت نہیں رکھتا	تم میں سے	بلحاظ دولت کے	کہ	وہ نکاح کرے	مسلمان خاندانی عورت سے

فَمِنۡ مَّا	مَلَکَتۡ	اَیۡمَانُکُمۡ	مِّنۡ فَتَیٰتِکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ	وَاللّٰہُ
تو وہ جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	تمہاری مسلمان خادماؤں میں سے	اور اللہ

اَعۡلَمُ	بِاِیۡمَانِکُمۡ	بَعۡضُکُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡضٍ	فَانۡکِحُوۡھُنَّ
خوب جانتا ہے	تم لوگوں کے ایمان کو	تم میں کا کوئی	کسی سے ہے	پس تم لوگ نکاح کروان سے

بِاِذۡنِ اَھۡلِھِنَّ	وَاٰتُوۡھُنَّ	اُجُوۡرَھُنَّ	بِالۡمَعۡرُوۡفِ	مُحۡصَنٰتٍ
ان کے گھر والوں کی اجازت سے	اور تم لوگ دو ان کو	ان کے حقوق	بھلے طریقے سے	محفوظ کی ہوئیں ہوتے ہوئے

غَیۡرَ مُسٰفِحٰتٍ	وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ	فَاِذَآ	اُحۡصِنَّ
بدکاری نہ کرنے والیاں ہوتے ہوئے	اور کچھ دوست نہ بنانے والیاں ہوتے ہوئے	پس جب	وہ محفوظ کردی جائیں

فَاِنۡ	اَتَیۡنَ	بِفَاحِشَۃٍ	فَعَلَیۡھِنَّ	نِصۡفُ	مَا عَلَی الۡمُحۡصَنٰتِ
پھر اگر	وہ کریں	کوئی بے حیائی	تو ان پر ہے	اس کا آدھا جو	خاندانی خواتین پر ہے

مِنَ الْعَذَابِ	ذٰلِكَ	لِمَنْ	خَشِيَ	649 الْعَنَتَ
سزا میں سے	وہ (یعنی کنیز سے شادی کرنا)	اس کے لئے ہے جو	ڈرے	مشکل میں پڑنے سے

مِنْكُمْ	وَاَنْ	تَصْبِرُوْا	خَيْرٌ	لَّكُمْ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ
تم میں سے	اور (یہ) کہ	تم لوگ صبر کرو	(تو یہ) زیادہ بہتر ہے	تمہارے لئے	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے۔

نوٹ۔1

کوئی آزاد یعنی خاندانی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی سزا رجم ہے۔ اگر کوئی غیر شادی شدہ یہی جرم کرے تو اس کی سزا ایک سو کوڑے ہیں، لیکن یہی جرم اگر کسی غلام یا کنیز سے ہوتا ہے تو خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ دونوں صورتوں میں اس کی سزا پچاس کوڑے ہیں۔

آیت نمبر (26 تا 28)

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۟ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا
عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾﴾

م ی ل

(ض) مَيْلًا

درست سمت چھوڑ کر غلط سمت میں جھکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔

(۱) بھٹک جانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(۲) جھک جانا۔ ایک طرف کا ہو رہنا۔ ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ﴾ (4/النساء:129) ''پس تم لوگ ایک کے مت ہو رہو، بالکل ایک طرف ہونا، پھر تم چھوڑ دو اس کو یعنی دوسری بیوی کو لٹکائی ہوئی کی مانند۔''

(۳) کسی پر حملہ کرنا۔ ﴿فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ﴾ (4/النساء:102) ''تو وہ لوگ حملہ کر دیں تم پر، یکبارگی حملہ کرتے ہوئے۔''

ترکیب

يَهْدِيَ اور يَتُوْبَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ لِيُبَيِّنَ کی لام پر عطف ہیں۔ جبکہ سُنَنَ الَّذِيْنَ میں سُنَنَ کی نصب مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔ جو يُبَيِّنَ اور يَهْدِيَ دونوں کا مفعول ہے۔ اَنْ يُّخَفِّفَ کا مفعول محذوف ہے جو اَلْعَنُوْتَ (دشواری) ہو سکتا ہے۔

ترجمہ

يُرِيْدُ	اللّٰهُ	لِيُبَيِّنَ	لَكُمْ	وَيَهْدِيَكُمْ
چاہتا ہے	اللہ	کہ وہ خوب واضح کرے	تمہارے لئے	اور یہ کہ وہ ہدایت دے تم لوگوں کو

سُنَنَ الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	649 وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ
ان لوگوں کے طریقوں کی جو	تم سے پہلے (گزرے) ہیں	اور یہ کہ وہ تمہاری توبہ قبول کرے

وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ	وَاللّٰهُ	يُرِيْدُ	اَنْ	يَّتُوْبَ
اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور اللہ	چاہتا ہے	کہ	وہ (رحمت کے ساتھ) متوجہ ہو

عَلَيْكُمْ	وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ	يَتَّبِعُوْنَ	الشَّهَوٰتِ	اَنْ	تَمِيْلُوْا
تم لوگوں پر	اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو	پیروی کرتے ہیں	خواہشات کی	کہ	تم لوگ بھٹک جاؤ

مَيْلًا عَظِيْمًا	يُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّخَفِّفَ	عَنْكُمْ	وَخُلِقَ
بہت زیادہ بھٹکنا	چاہتا ہے	اللہ	کہ	وہ ہلکا کرے (دشواری کو)	تم سے	اور پیدا کیا گیا

الْاِنْسَانُ	ضَعِيْفًا
انسان کو	کمزور

آیت نمبر 29 تا 32)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا
تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَ
كَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۳۱ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَ
لِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲ ﴾

ترکیب

تَكُوْنَ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو اَموال کے لئے ہے۔ تِجَارَةً اس کی خبر ہے۔ يَفْعَلْ کا مفعول ذٰلِكَ ہے۔ عُدْوَانًا اور ظُلْمًا حال ہے۔ نُدْخِلْ کا مفعول كُمْ کی ضمیر ہے۔ مُدْخَلًا ظرف ہے اور كَرِيْمًا اس کی صفت ہے۔ نَصِيْبٌ مبتداء موخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لِلرِّجَالِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَاْكُلُوْٓا	اَمْوَالَكُمْ	بَيْنَكُمْ	بِالْبَاطِلِ	اِلَّآ اَنْ
اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ مت کھاؤ	اپنے مال	آپس میں	ناحق	سوائے اس کے کہ

تَكُوْنَ	تِجَارَةً	عَنْ تَرَاضٍ	مِّنْكُمْ	وَلَا تَقْتُلُوْٓا	اَنْفُسَكُمْ	اِنَّ اللّٰهَ
وہ ہو	کوئی تجارت	باہمی رضامندی سے	تم لوگوں میں	اور مت قتل کرو	اپنوں کو	یقیناً اللہ

كَانَ	بِكُمْ	رَحِيْمًا ۝۲۹	وَمَنْ	يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ	عُدْوَانًا	وَّظُلْمًا	فَسَوْفَ
ہے	تم پر	رحم کرنے والا	اور جو	کرے گا	یہ	زیادتی کرتے ہوئے	اور ظلم کرتے ہوئے	تو عنقریب

نُصْلِيْهِ	نَارًا	وَكَانَ	ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	يَسِيْرًا	اِنْ	تَجْتَنِبُوْا
ہم ڈالیں گے اس کو	ایک آگ میں	اور ہے	یہ	اللہ پر	آسان	649 اگر	تم لوگو بچو

كَبَآئِرَ مَا	تُنْهَوْنَ	عَنْهُ	نُكَفِّرْ	عَنْكُمْ	سَيِّاٰتِكُمْ
اس کے بڑوں سے	تم کو منع کیا گیا	جس سے	تو ہم دور کردیں گے	تم سے	تمہاری برائیوں کو

وَنُدْخِلْكُمْ	مُّدْخَلًا كَرِيْمًا	وَلَا تَتَمَنَّوْا	مَا
اور ہم داخل کریں گے تم کو	داخل کرنے کی باعزت جگہ میں	اور تم لوگ تمنا مت کرو	اُس کی

فَضَّلَ	اللّٰهُ	بِهٖ	بَعْضَكُمْ	عَلٰى بَعْضٍ ؕ	لِلرِّجَالِ	نَصِيْبٌ
فضیلت دی	اللہ نے	جس سے	تمہاری کسی کو	کسی پر	مردوں کے لئے	ایک حصہ ہے

مِّمَّا	اكْتَسَبُوْا	وَلِلنِّسَآءِ	نَصِيْبٌ	مِّمَّا	اكْتَسَبْنَ
اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور عورتوں کے لئے ہے	ایک حصہ	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا

وَسْـَٔلُوا	اللّٰهَ	مِنْ فَضْلِهٖ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾
اور تم لوگ مانگو	اللہ سے	اس کے فضل میں سے	یقیناً اللہ	ہے	تمام چیزوں کو	جاننے والا

نوٹ۔1

اُردو میں ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص میرے پیسے کھا گیا۔ حالانکہ پیسہ کھایا نہیں جاتا۔ اس سے دراصل مراد یہ ہے کہ پیسے پر تصرف حاصل کرلیا یا استعمال کرلیا۔ اسی طرح عربی میں لَا تَاْكُلُوْا کا مطلب ہے کہ تم لوگ تصرف مت کرو یا استعمال مت کرو۔ باطل یعنی ناحق میں وہ تمام طریقے شامل ہیں جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں۔ تجارت میں خرید وفروخت کے علاوہ ملازمت ومزدوری اور کرایہ کے معاملات بھی شامل ہیں (معارف القرآن)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ پاک کمائی تاجروں کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، اور جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں اور جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں، اور جب کوئی سامان خریدیں تو اُس سامان کو (بلاوجہ) برا اور خراب نہ بتائیں، اور جب اپنا سامان فروخت کریں تو (خلافِ واقعہ) اس کی تعریف نہ کریں، اور ان کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو اس کو تنگ نہ کریں۔ (منقول از معارف القرآن)

نوٹ۔2

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پچھلے فقرے کا تتمہ بھی ہوسکتا ہے اور خود ایک مستقل فقرہ بھی۔ اگر پچھلے فقرے کا تتمہ سمجھا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نظام تمدن خراب ہوتا ہے اور اس کے برے نتائج سے حرام خور آدمی خود بھی نہیں بچ سکتا۔ اور اس کی وجہ سے آخرت میں عذاب کا مستحق بن جاتا ہے اور اگر اسے مستقل فقرہ سمجھا جائے تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔ دوسرے یہ کہ خودکشی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جامع الفاظ استعمال کئے ہیں اور ترتیب کلام ایسی رکھی ہے کہ اس سے یہ تینوں مفہوم نکلتے ہیں اور تینوں حق ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

کبیرہ گناہوں سے بچنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تمام فرائض و واجبات کو ادا کرے، کیونکہ فرض اور واجب کا ترک کرنا، خود ایک کبیرہ گناہ ہے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ جو شخص فرائض اور واجبات ادا کرتے ہوئے تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا لے، تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ کردیں گے یعنی اس کے اعمال صالحہ کو صغیرہ گناہوں کا کفارہ کردیں گے۔

649

وضو کرنے سے، مسجد جاتے ہوئے ہر قدم پر، نماز اور دوسرے اعمالِ صالحہ سے گناہ معاف ہونے کا جو ذکر احادیث میں آتا ہے ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سچی توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ (متعارف القرآن)

نوٹ۔4

جن فضائل کی تمنا کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کا تعلق ایسی چیزوں سے ہے جن پر انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے اور جن میں انسان کو کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے، مثلاً کسی کا مرد یا عورت ہونا، کسی خاندان میں پیدا ہونا، خوش شکل ہونا، خوش آواز ہونا وغیرہ۔ یہ تقدیری معاملات ہیں۔ جبکہ کچھ فضائل انسان کے اختیار میں ہیں، جیسے علمی، عملی اور اخلاقی کمالات حاصل کرنا۔ ان کے لئے اسی آیت میں ارشاد فرمایا کہ مرد اور عورت دونوں کو ان کی کوشش میں سے ایک حصہ ملے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی کم ہمتی اور بے عملی پر پردہ ڈالنے کے لئے تقدیر کا بہانہ بنانا غلط ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (33 تا 35)

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ۧ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّ
بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ
نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ
اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝﴾

و ف ق

(ح) وَفْقًا: کسی چیز کا کسی کے ہم آہنگ ہونا۔ مطابق ہونا۔

(مفاعلہ) وِفَاقًا: کسی کو کسی کے مطابق پانا۔ ﴿جَزَآءً وِّفَاقًا﴾ (78/النبا:26) ''جیسے کا تیسا بدلہ ہوتے ہوئے۔''

(تفعیل) تَوْفِيْقًا: کسی کو کسی کے ہم آہنگ یا مطابق کرنا۔ ہم آہنگی دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ

ترکیب

مَوْلٰی کی جمع مَوَالِيْ ہے۔ جَعَلْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ مَوَالِيًا تھا، پھر مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو مَوَالِيَ استعمال ہوا۔ اس کا مضاف الیہ مِمَّا ہے۔ عَقَدَتْ کا مفعول وَالَّذِيْنَ ہے اور اس کا فاعل اَيْمَانُكُمْ ہے۔ فَالصّٰلِحٰتُ مبتداء ہے۔ قٰنِتٰتٌ اور حٰفِظٰتٌ اس کی خبریں ہیں۔ خِفْتُمْ کا مفعول مرکب اضافی شِقَاقَ بَيْنِهِمَا ہے۔

ترجمہ

وَلِكُلٍّ	جَعَلْنَا	مَوَالِيَ مِمَّا	تَرَكَ	الْوَالِدٰنِ	وَالْاَقْرَبُوْنَ
اور سب کے لئے	ہم نے بنائے	اس کے وارث جو	چھوڑا	والدین نے	اور قرابت داروں نے

وَالَّذِيْنَ	عَقَدَتْ	اَيْمَانُكُمْ	فَاٰتُوْهُمْ	نَصِيْبَهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ
اور ان کو جن کو	باندھا	تمہاری قسموں نے	تو تم لوگ دو ان کو	ان کا حصہ	یقیناً اللہ	ہے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدًا	اَلرِّجَالُ	قَوّٰمُوْنَ	عَلَى النِّسَآءِ	بِمَا
ہر چیز پر	گواہ	مرد	ذمہ دار کفیل ہیں	عورتوں پر	بسبب اس کے جو

فَضَّلَ	اللّٰهُ	بَعْضَهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ	وَّبِمَآ	اَنْفَقُوْا	مِنْ اَمْوَالِهِمْ
فضیلت دی	اللہ نے	ان کے کسی کو	کسی پر	اور بسبب اس کے جو	انہوں نے خرچ کیا	اپنے مال میں سے

فَالصّٰلِحٰتُ	قٰنِتٰتٌ	حٰفِظٰتٌ	لِّلْغَيْبِ	بِمَا
پس نیک عورتیں	فرمانبرداری کرنے والیاں ہیں	حفاظت کرنے والیاں ہیں	پیٹھ پیچھے	اس کی جس کی

حَفِظَ	اللّٰهُ ط	وَالّٰتِيْ	تَخَافُوْنَ	نُشُوْزَهُنَّ	فَعِظُوْهُنَّ
حفاظت کی (یعنی حکم دیا)	اللہ نے	اور جن عورتوں سے	جو لوگ خوف کرتے ہو	ان کی زیادتی کا	تو نصیحت کرو ان کو

وَاهْجُرُوْهُنَّ	فِي الْمَضَاجِعِ	وَاضْرِبُوْهُنَّ	فَاِنْ	اَطَعْنَكُمْ
اور قطع تعلق کرو ان سے	بستروں میں	اور مارو ان کو	پھر اگر	وہ اطاعت کریں تمہاری

فَلَا تَبْغُوْا	عَلَيْهِنَّ	سَبِيْلًا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيًّا	كَبِيْرًا	وَاِنْ	خِفْتُمْ
تو مت تلاش کرو	ان پر	کوئی الزام	یقیناً اللہ	ہے	بلند	بڑا	اور اگر	تمہیں خوف ہو

شِقَاقَ بَيْنِهِمَا	فَابْعَثُوْا	حَكَمًا	مِّنْ اَهْلِهٖ
ان دونوں کے درمیان باہمی مخالفت کا	تو کھڑا کرو	ایک منصف	اس (مرد) کے گھر والوں سے

وَحَكَمًا	مِّنْ اَهْلِهَا	اِنْ يُّرِيْدَآ	اِصْلَاحًا
اور ایک منصف	اس (عورت) کے گھر والوں سے	اگر وہ دونوں ارادہ کریں گے	اصلاح کرنے کا

يُّوَفِّقِ	اللّٰهُ	بَيْنَهُمَا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَلِيْمًا	خَبِيْرًا
تو مطابقت پیدا کرے گا	اللہ	ان کے درمیان	یقیناً اللہ	ہے	جاننے والا	باخبر

نوٹ۔1

عرب میں رواج تھا کہ کچھ لوگ آپس میں باپ بیٹے اور بھائی بھائی کے رشتے قائم کر لیتے تھے۔ اسی کے تحت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ اس رواج میں یہ بھی شامل تھا کہ منہ بولے رشتے دار بھی حقیقی رشتہ داروں کے ساتھ ترکہ میں حصہ لیتے تھے۔ آیت نمبر۔33 میں اسی کی ہدایت ہے کہ منہ بولے رشتہ داروں کو بھی ان کا حصہ دو۔ بعد میں آیت نمبر 8/75 نازل ہونے سے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ کیونکہ یہ ایک عبوری حکم تھا۔ اللہ تعالیٰ کے عبوری احکام کی حکمت اور ان کے اختتام کی وضاحت آیت نمبر 2/102 کے نوٹ نمبر۔1 میں کی جا چکی ہے۔

681

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النساء(4)

آیت نمبر(36 تا 37)

﴿ وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ
ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا
یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ﴿ۙ۳۶﴾ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَ یَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰہُمُ
اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿ۚ۳۷﴾ ﴾

ج و ر

(ن) جَوۡرًا (1) کسی چیز سے ہٹ جانا۔ گمراہ ہونا۔ بھٹک جانا۔
(2) کسی چیز کے قریب ہونا۔ پڑوسی ہونا۔ حمایتی ہونا۔

جَائِرٌ اسم الفاعل ہے۔ بھٹکنے والا۔ ﴿ وَ عَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَ مِنۡہَا جَآئِرٌ ؕ ﴾ (16/النحل:9)
''اور اللہ پر یعنی اُس تک معتدل راہ ہے اور کوئی اس سے بھٹکنے والا ہے۔''

جَارٌ اسم صفت ہے۔ پڑوسی۔ حمایتی۔ ﴿ لَا غَالِبَ لَکُمُ الۡیَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیۡ جَارٌ لَّکُمۡ ۚ ﴾
(8/الانفال:48) ''کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔''

(افعال) اِجَارَۃً (1) کسی کو کسی سے دور کرنا۔ بچانا۔ (2) قریب کرنا۔ پناہ دینا۔ ﴿ فَمَنۡ یُّجِیۡرُ الۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ
عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۸﴾ ﴾ (67/الملک:28) ''تو کون بچائے گا کافروں کو ایک دردناک عذاب سے۔''

(مفاعلہ) جِوَارًا کسی کے پڑوس میں رہنا۔ ﴿ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوۡنَکَ فِیۡہَاۤ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿ۚۛ۶۰﴾ ﴾ (33/الاحزاب:60)
''پھر وہ لوگ تمہارے پاس نہیں رہیں گے اس میں یعنی مدینہ میں مگر تھوڑے دن۔''

(تفاعل) تَجَاوُرًا ایک دوسرے کے قریب ہونا۔ متصل ہونا۔

مُتَجَاوِرٌ اسم الفاعل ہے۔ ایک دوسرے کے قریب ہونے والا۔ ﴿ وَ فِی الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ ﴾
(13/الرعد:4) ''اور زمین میں ایک دوسرے کے قریب قطعات ہیں۔''

(استفعال) اِسۡتِجَارَۃً پناہ مانگنا۔ ﴿ وَ اِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ
اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ ؕ ﴾ (9/التوبۃ:6) ''اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک پناہ مانگے تم سے تو اس کو پناہ
دو یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کے کلام کو پھر اس کو پہنچا دو اس کے امن کی جگہ میں۔''

ف خ ر

(ن) فَخۡرًا فخر کرنا۔

فَخُوۡرٌ فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا فخر کرنے والا۔ اِترانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَخَّارٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت فخر کرنے والا۔ پھر استعارۃً پانی رکھنے کے مٹکے کے لیے استعمال
ہوتا ہے۔ ﴿ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ ﴿ۙ۱۴﴾ ﴾ (55/الرحمن:14) ''اس نے پیدا کیا
انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی۔''

(تفاعل) تَفَاخُرًا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ ﴿وَتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ﴾ (57/الحدید:20) ''اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر کرنا''

ترکیب

اِحۡسَانًا فعل محذوف اَحۡسِنُوۡا کا مفعول مطلق ہے، جبکہ بِالۡوَالِدَیۡنِ اور بِذِی الۡقُرۡبٰی سے مَامَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ تک متعلق فعل ہیں۔ یَکۡتُمُوۡنَ کا مفعول مَا ہے۔

ترجمہ

وَاعۡبُدُوا	اللّٰہَ	وَلَا تُشۡرِکُوۡا	بِہٖ	شَیۡـًٔا	وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ
اور تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور شریک مت کرو	اس کے ساتھ	کچھ بھی	اور (حسن سلوک کرو) والدین سے

اِحۡسَانًا	وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی	وَالۡیَتٰمٰی	وَالۡمَسٰکِیۡنِ
جیسا حسن سلوک کا حق ہے	اور قرابت داروں سے	اور یتیموں سے	اور مسکینوں سے

وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی	وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ	وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ	وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ
اور رشتہ دار پڑوسی سے	اور دوری والے پڑوسی سے	اور پہلو کے ساتھ رہنے والے سے	اور مسافروں سے

وَمَا	مَلَکَتۡ	اَیۡمَانُکُمۡ ؕ	اِنَّ اللّٰہَ	لَا یُحِبُّ	مَنۡ
اور اس سے جس کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یقیناً اللہ	پسند نہیں کرتا	اس کو جو

کَانَ	مُخۡتَالًا	فَخُوۡرَا ۟ۙ	الَّذِیۡنَ	یَبۡخَلُوۡنَ	وَیَاۡمُرُوۡنَ
ہو	تکبر کرنے والا	اترانے والا	وہ لوگ جو	کنجوسی کرتے ہیں	اور ترغیب دیتے ہیں

النَّاسَ	بِالۡبُخۡلِ	وَیَکۡتُمُوۡنَ	مَآ	اٰتٰىہُمُ	اللّٰہُ	مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ
لوگوں کو	کنجوسی کی	اور چھپاتے ہیں	اس کو جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

وَاَعۡتَدۡنَا	لِلۡکٰفِرِیۡنَ	عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۚ
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب

نوٹ۔1

ان آیات میں اصل ہدایت حقوق العباد کی ہے لیکن بات کی ابتداء حقوق اللہ سے کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برادری یا سوسائٹی کے دباؤ سے اور حکومت کے قوانین سے بچنے کی کوئی راہ انسان تلاش کر ہی لیتی ہے۔ کسی کو دوسروں کا حق ادا کرنے کے لئے حقیقتاً اگر کوئی چیز آمادہ کرسکتی ہے تو صرف اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف ہے۔ اس لئے دوسروں کا حق ادا کرنے کی تاکید سے پہلے اس احساس کو اجاگر کیا گیا ہے۔

جس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے اسے سب سے پہلے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کن لوگوں کا ہم پر حق بنتا ہے، جو ہمیں ادا کرنا ہے۔ آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس ضمن میں وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ کے الفاظ غور طلب ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں، ہم پہلو ساتھی یعنی ہمنشین ۔ یہ بہت ہمہ گیر لفظ ہے۔ اس میں بیوی بچے، دیگر اہل خانہ اور قریبی پڑوسی کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے کاروبار، ملازمت، سفر اور بازار میں خرید و فروخت کے دوران ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح آج کل غلام نہیں ہوتے لیکن ان کی جگہ گھریلو ملازمین کے حقوق آجاتے ہیں کیونکہ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ کا اطلاق ان پر بھی ہوتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔ اس کے لیے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اصولی راہنمائی دے گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اس اصول کے تحت ہر شخص آسانی سے معلوم کر سکتا ہے کہ دوسروں کے اس پر کیا حقوق ہیں؟ البتہ چند تعلقات کے کچھ پہلوؤں کی اس اصول سے پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شوہر بیوی بن کر نہیں سوچ سکتا کہ وہ اپنے لیے کیا پسند کرتی ہے، نہ ہی بیوی شوہر بن کر سوچ سکتی ہے۔ ایک بچہ جب تک خود باپ نہ بن جائے، اس وقت تک وہ نہیں سوچ سکتا کہ ایک والد کیا پسند کرتا ہے۔ تعلقاتِ باہمی کے ایسے پہلوؤں کی وضاحت قرآن مجید اور احادیث میں کر دی گئی ہے۔

اللہ کے بعد بندوں کا حق آتا ہے لیکن ہماری آخرت کے بننے یا بگڑنے کے لحاظ سے بندوں کا حق زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اللہ کے حقوق میں کوتاہی سچی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتی ہے۔ حد یہ ہے کہ بندہ اگر شرک سے بھی سچی توبہ کر لے تو وہ بھی معاف ہو جائے گا۔ لیکن کسی بندے کا حق اللہ بھی معاف نہیں کرے گا جب تک بندہ نہ معاف کرے۔ اور بندوں سے معاف کرانا بھی صرف اس دنیا میں ممکن ہے۔ آخرت میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔

بندوں میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے، اس لیے اس کے متعلق ہدایات زیادہ ہیں۔ والدین اگر مشرک ہوں اور شرک کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں ماننی ہے لیکن اس کے باوجود ان سے بدتمیزی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ان کی خدمت میں کوئی کمی کر سکتے ہیں۔ (آیت نمبر۔ 31 /لقمان: 15)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بوڑھا پایا اور جنتی نہ ہو گیا۔ (مسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (بخاری و مسلم)۔ والدین کی فرمانبرداری یہاں تک کہ اگر آپ نفل نماز پڑھ رہے ہیں اور ان میں سے کوئی آپ کو آواز دیتا ہے تو آپ نیت توڑ کر جائیں، ان کی بات سنیں، کوئی کام ہو تو اسے کر کے پھر نماز پڑھیں۔

ہم لوگوں میں اکثریت کا تاثر یہ ہوتا ہے کہ ہم تو لوگوں کے حقوق کا خیال کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں لیکن دوسرے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ نوٹ کر لیں کہ ویسے تو صبر کرنا اچھی بات ہے لیکن اس مرحلے پر خاموشی اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ آپ دوسروں کی آخرت کی خرابی کو گوارا کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو اپنی آخرت کی خرابی گوارا نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ تم لوگ دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے یعنی مناسب اور موزوں موقع محل دیکھ کر، اور اچھی نصیحت سے یعنی انسان کی ذہنی سطح کے مطابق دل لگتی بات کہہ کر، اور اگر کبھی بحث و مباحثہ کرنا ہی پڑ جائے تو ان لوگوں سے مباحثہ کرو خوبصورت انداز میں کیونکہ غصہ کرنے سے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے تمہاری بات کی وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ (16 / النحل: 125)۔ اسلیے ادائیگی حقوق میں اگر کسی کی کوتاہی ہمارے علم میں آئے تو اسے آگاہ کر دینا چاہیے۔ معاشرے میں یہ روش عام ہو گی تو کوئی ہماری کوتاہی سے ہم کو آگاہ کرے گا۔ اگر سب نے خاموشی اختیار کرنے کی روش اپنائی تو حق تلفیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور معاشرے کا حسن جاتا رہے گا۔

دوسروں کو ان کی کوتاہی سے آگاہ کرنے کے لیے جس احسن طریقے کی مذکورہ آیت میں ہدایت ہے، اس کی عملی تفسیر کی جانب ایک حدیث سے راہنمائی ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے۔ اب غور کریں کہ آئینہ کیا کرتا ہے۔ آپ کے سر یا چہرے پر، جہاں آپ کی نظر نہیں جاتی، اگر کوئی ناپسندیدہ چیز لگی ہوئی ہے، تو آئینہ آپ کو آگاہ کر دیتا ہے۔

آئینہ کا دوسرا کام یہ ہے کہ آپ کی ناپسندیدہ چیز سے وہ نہ صرف آپ کو آگاہ کرتا ہے بلکہ آپ کے علاوہ کسی اور کو کبھی نہیں بتاتا۔ آئینہ کا تیسرا کام یہ ہے کہ اس کی بتائی ہوئی چیز کو اگر آپ خود سے دور نہیں کرتے یعنی آئینہ کا مشورہ قبول نہیں کرتے تو وہ آپ سے ناراض نہیں ہوتا، نہ وہ کسی سے آپ کی شکایت کرتا ہے اور نہ ہی آپ سے قطع تعلق کرتا ہے بلکہ اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ احسن طریقے سے دوسروں کی اصلاح کرنے کے یہ تین اصول ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دے گئے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم اس پر عمل کریں گے۔ اتنا ہی معاشرے کے حسن میں اضافہ ہوگا۔

681

دوسروں کی اصلاح اسی کو زیب دیتی ہے جس نے خود اپنی اصلاح کرلی ہو۔ اس کے لیے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے رویہ کو دوسرے کے رویہ کا تابع مت بناؤ، جو تمہارا حق مارتا ہے تم اس کا حق ادا کرو، کوئی تم پر ظلم کرتا ہے تو اس کے ساتھ تم ظلم مت کرو۔ (تفہیم القرآن۔ تفسیر آیت نمبر۔13/ الرعد:22)

آیت نمبر (38تا42)

﴿وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ
لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ
اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ع﴾

ق ر ن

(س)	قَرْنًا	دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا باہم جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ جڑنا۔
	قَرِيْنٌ	ج قُرَنَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہر وقت جڑا رہنے والا۔ ساتھی۔ ہم نشین۔ ﴿وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ﴾ (41/ حٰمٓ السجدہ:25) ''اور ہم نے تعینات کیے ان کے لیے کچھ ساتھی۔''
	قَرْنٌ	ج قُرُوْنٌ۔ زمانہ۔ ایک سو سال جمع ہونے کا عرصہ۔ پھر ایک زمانے میں ساتھ رہنے والے لوگوں کے لیے آتا ہے۔ امت۔ جماعت۔ ﴿وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۶﴾﴾ (6/ الانعام:6) ''اور ہم نے اُٹھایا ان کے بعد ایک دوسری امت کو۔'' ﴿وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ﴾ (10/ یونس:13) ''اور ہم ہلاک کر چکے ہیں تم سے پہلے قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا۔''
	قَرْنَيْنِ	یہ قَرْنٌ کا تثنیہ ہے۔ ذُوالْقَرْنَيْنِ کا مطلب ہے دو زمانوں یا دو قوموں والا۔ قرآن میں یہ ایک بادشاہ کے نام (اسم علم) کے طور پر آیا ہے۔ ﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ﴾ (18/ الکھف:83) ''یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں۔''
	قَارُوْنَ	حضرت موسیٰؑ کی امت کے ایک سرمایہ دار کا نام ہے۔ ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪﴾ (28/ القصص:76) ''بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر اس نے بغاوت کی ان سے یعنی قوم سے۔''
(افعال)	اِقْرَانًا	دو یا زیادہ چیزوں کو اکٹھا کرنا۔ باندھنا۔
	مُقْرِنٌ	اسم الفاعل ہے۔ باندھنے والا۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ ۙ﴾

(43/الزخرف:13)''پاک ہے وہ جس نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور ہم نہیں تھے اس کو باندھنے والے یعنی قابو پانے والے۔''

(تفعیل) تَقْرِیْنًا: خوب کس کے باندھنا۔

مُقَرَّنٌ: اسم المفعول ہے۔ کس کے باندھا ہوا۔ ﴿وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴾ (14/ابراہیم:49)''اور تو دیکھے گا اس دن مجرموں کو بندھے ہوئے بیڑیوں میں۔''

(افتعال) اِقْتِرَانًا: اہتمام سے متصل ہونا۔ جڑنا۔

مُقْتَرِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ جڑنے والا۔ ﴿اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴾ (43/الزخرف:53)''یا آتے فرشتے اس کے ساتھ متصل ہونے والے ہوتے ہوئے یعنی ساتھ رہنے والے۔''

ث ق ل

(ن) ثَقْلًا: وزن معلوم کرنے کے لیے ہاتھ میں اُٹھانا۔

ثَقَلٌ: ج اَثْقَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ وزن۔ بوجھ۔ ﴿وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ﴾ (29/العنکبوت:13)''اور وہ لوگ لازماً اُٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ دوسرے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ۔''

مِثْقَالٌ: اسم الآلہ ہے۔ تولنے کے اوزان۔ باٹ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(ک) ثِقَالَةً: وزنی ہونا۔ بھاری ہونا۔ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (7/الاعراف:8) ''پس وہ، بھاری ہوئے جس کے پلڑے تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔''

ثَقِيْلٌ: ج ثِقَالٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ وزنی۔ بھاری۔ ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴾ (73/المزمل:5)''بیشک ہم ڈالیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بھاری بات۔'' ﴿وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴾ (13/الرعد:12)''اور وہ اُٹھاتا ہے بھاری بدلیوں کو۔''

(افعال) اِثْقَالًا: کسی کو بھاری کرنا۔ کسی پر بوجھ لادنا۔ ﴿فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ ﴾ (7/الاعراف:189)''پھر جب اس نے بھاری کیا تو دونوں نے پکارا اللہ کو۔''

مُثْقَلٌ: اسم المفعول ہے۔ لدا ہوا۔ بوجھ تلے دبا ہوا۔ ﴿وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا ﴾ (35/فاطر:18) ''اور جب پکارے گی کوئی لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف۔''

(تفاعل) اِثَّاقُلًا: بوجھ کے سبب سے کسی طرف جھک جانا۔ مائل ہونا۔ گر پڑنا۔ ﴿اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ (9/التوبۃ:38)''جب کہا جاتا ہے تم لوگوں سے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم لوگ گرے پڑتے ہو زمین کی طرف۔''

ترکیب

يُنْفِقُوْنَ کا مفعول اَمْوَالَهُمْ ہے، جبکہ رِئَآءَ النَّاسِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے يَكُنْ مجزوم ہوا ہے۔ الشَّيْطٰنُ اس کا اسم ہے اور قَرِيْنًا اس کی خبر ہے۔ فَسَآءَ میں فعل ماضی ہے لیکن یہ جواب شرط بھی ہے اور آفاقی صداقت (آیت۔2/البقرہ:49، نوٹ۔2) بھی ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ قَرِيْنًا تمیز ہے۔ تَكُ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے اور حَسَنَةً اس کی خبر ہے۔ يُضٰعِفُ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ وَجِئْنَا کا مفعول بِكَ ہے اور شَهِيْدًا تمیز ہے۔ تُسَوّٰى فعل مجہول ہے۔ اَلْاَرْضُ اس کا نائب فاعل ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	رِئَآءَ النَّاسِ	وَلَا يُؤْمِنُوْنَ 681
اور وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	لوگوں کو دکھاتے ہوئے	اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ	وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط	وَمَنْ	يَّكُنِ	الشَّيْطٰنُ	لَهٗ	قَرِيْنًا	فَسَآءَ
اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور وہ	ہوا	شیطان	جس کا	ساتھی	تو وہ برا ہے

قَرِيْنًا ۝٣٨	وَمَاذَا	عَلَيْهِمْ	لَوْ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
بطور ساتھی کے	اور کیا ہے	ان پر	اگر	وہ لوگ ایمان لائیں	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَاَنْفَقُوْا	مِمَّا	رَزَقَهُمُ	اللّٰهُ ط	وَكَانَ	اللّٰهُ	بِهِمْ	عَلِيْمًا ۝٣٩
اور خرچ کریں	اس میں سے جو	عطا کیا ان کو	اللہ نے	اور ہے	اللہ	ان کو	جاننے والا

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَظْلِمُ	مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ج	وَاِنْ	تَكُ	حَسَنَةً	يُّضٰعِفْهَا
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	کسی ذرے کے ہم وزن	اور اگر	وہ ہو	کوئی نیکی	تو وہ بڑھاتا ہے اس کو

وَيُؤْتِ	مِنْ لَّدُنْهُ	اَجْرًا عَظِيْمًا ۝٤٠	فَكَيْفَ	اِذَا	جِئْنَا	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
اور وہ دیتا ہے	اپنے پاس سے	ایک شاندار بدلہ	تو کیسا ہوگا	جب	ہم لائیں گے	ہر امت سے

بِشَهِيْدٍ	وَّجِئْنَا	بِكَ	عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ	شَهِيْدًا ۝٤١	يَوْمَئِذٍ	يَّوَدُّ
ایک گواہ کو	اور ہم لائیں گے	آپ کو	ان لوگوں پر	بطور گواہ	اس دن	چاہیں گے

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَعَصَوُا	الرَّسُوْلَ	لَوْ	تُسَوّٰى
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور نافرمانی کی	اِن رسولؐ کی	کہ کاش	ہموار کر دیا جائے

بِهِمُ	الْاَرْضُ ط	وَلَا يَكْتُمُوْنَ	اللّٰهَ	حَدِيْثًا ۝٤٢ ع
ان پر	زمین کو	اور وہ لوگ نہیں چھپائیں گے	اللہ سے	کوئی بات

نوٹ۔1

آیت نمبر۔41 میں هٰٓؤُلَآءِ کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی امت کی طرف ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اس طرح اس آیت سے معلوم ہوا کہ گزشتہ امتوں کے انبیاء اپنی اپنی امت پر بطور گواہ پیش ہوں گے اور آپ ﷺ بھی اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

قرآن مجید کے اس اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو اپنی کسی امت کے متعلق گواہی دے، ورنہ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر ہوتا۔ اس اعتبار سے یہ آیت ختم نبوت کی دلیل بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (43)

681

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ ﴾

س ک ر

(ن)	سَكْرًا	کسی چیز کی روانی کو روک دینا جیسے دریا پر بند بنانا۔
(س)	سَكَرًا	عقل کی روانی کا رُک جانا۔ غصہ یا نشہ سے مدہوش ہونا۔
	سَكَرٌ	مدہوش کرنے والی چیز۔ نشہ آور چیز۔ ﴿ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا ﴾ (16/النحل:67) ''تم لوگ بناتے ہو اس سے نشہ آور چیز۔''
	سَكْرَةٌ	مدہوشی۔ نشہ ﴿ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ﴾ (50/قٓ:19) ''اور آتی ہے موت کی مدہوشی حق کے ساتھ۔''
	سُكٰرٰى	مبالغہ کے وزن فَعْلَانُ کی مؤنث فَعْلٰى اور جمع فُعَالٰى کے وزن پر آتی ہے۔ اس طرح سَكِرَ کے مبالغہ سَكْرٰى کی جمع سُكٰرٰى ہے جسے قرآن مجید میں سُكٰرٰى لکھا گیا ہے۔ بہت زیادہ مدہوش ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفعیل)	تَسْكِيْرًا	گلا گھونٹنا۔ روک دینا۔ ﴿ اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا ﴾ (15/الحجر:15) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ باندھ دی گئیں ہماری نگاہیں۔''

غ س ل

(ض)	غَسْلًا	کسی چیز کو پانی سے دھونا۔ میل کچیل دور کرنا۔
	اِغْسِلْ	فعل امر ہے۔ تو دھو۔ ﴿ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ﴾ (5/المآئدہ:6) ''جب بھی تم لوگ کھڑے ہو نماز کے لیے تو تم لوگ دھوا اپنے چہروں کو۔''
	غِسْلِيْنٌ	دور کیا ہوا میل کچیل۔ زخموں کا دھوون۔ ﴿ وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ ﴾ (69/الحاقۃ:36) ''اور کوئی کھانا نہیں ہوگا۔ مگر زخموں کے دھوون میں سے۔''
(افتعال)	اِغْتِسَالًا	اہتمام سے دھونا۔ نہانا۔ غسل کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	مُغْتَسَلٌ	اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔ نہانے کی جگہ۔ غسل خانہ۔ ﴿ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ ﴾ (38/صٓ:42) ''یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کا۔''

ل م س

(ن۔ض)	لَمْسًا	(۱) کسی چیز کو چھونا۔ (۲) کسی چیز کو ڈھونڈنا۔ ﴿ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ ﴾ (72/الجن:8) ''اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو۔''
(مفاعلہ)	مُلَامَسَةً	ایک دوسرے کو چھونا۔ مباشرت کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِلْتِمَاسًا	اہتمام سے ڈھونڈنا۔ تلاش کرنا۔

اِلۡتَمِسۡ — فعل امر ہے۔ تو تلاش کر۔ ﴿قِیۡلَ ارۡجِعُوۡا وَرَآءَکُمۡ فَالۡتَمِسُوۡا نُوۡرًا ؕ﴾ (57/ الحدید: 13) ''کہا جائے گا تم لوگ واپس جاؤ اپنے پیچھے پھر تلاش کرو نور کو۔'' 681

غ و ط

(ن) غَوۡطًا — گڑھا کھودنا۔ کسی کو غوطہ دینا۔

غَائِطٌ — اسم الفاعل ہے۔ غوطہ دینے والا۔ پھر استعارۃً رفع حاجت کی جگہ کے لیے بھی آتا ہے یعنی باتھ روم۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م س ح

(ف) مَسۡحًا — کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا۔ پونچھنا۔ مسح کرنا۔

اِمۡسَحۡ — فعل امر ہے۔ تو مسح کر۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اَلۡمَسِیۡحُ — فَعِیۡلٌ کا وزن ہے اور حضرت عیسیٰ ؑ کا لقب ہے کیونکہ ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریض اچھے ہو جاتے تھے۔

ترکیب

وَلَا جُنُبًا حال ہے اور لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عطف ہے۔ عَابِرِیۡنَ بھی حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ مَرۡضٰی سے مَآءً تک اِنۡ کی شرط ہے اور فَتَیَمَّمُوۡا جواب شرط ہے، جبکہ فَامۡسَحُوۡا اس کی وضاحت ہے۔

ترجمہ

وَ	الصَّلٰوۃَ	لَا تَقۡرَبُوا	اٰمَنُوۡا	یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ
اس حال میں کہ	نماز کے	تم لوگ قریب مت جاؤ	ایمان لائے	اے لوگو جو

وَلَا جُنُبًا	تَقُوۡلُوۡنَ	مَا	تَعۡلَمُوۡا	حَتّٰی	سُکٰرٰی	اَنۡتُمۡ
اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے	تم کہتے ہو	اس کو جو	تم لوگ جانو	یہاں تک کہ	مدہوش ہو	تم

کُنۡتُمۡ	وَاِنۡ	تَغۡتَسِلُوۡا ؕ	حَتّٰی	عَابِرِیۡ سَبِیۡلٍ	اِلَّا
تم ہو	اور اگر	تم غسل کرلو	یہاں تک کہ	کسی راستے کے گزرنے والے ہوتے ہوئے	مگر

اَوۡ لٰمَسۡتُمُ	مِّنَ الۡغَآئِطِ	مِّنۡکُمۡ	اَحَدٌ	اَوۡ جَآءَ	اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ	مَّرۡضٰۤی
یا تم لوگ مباشرت کرو	باتھ روم سے	تم میں سے	کوئی ایک	یا آئے	یا کسی سفر پر	مریض

فَامۡسَحُوۡا	صَعِیۡدًا طَیِّبًا	فَتَیَمَّمُوۡا	مَآءً	فَلَمۡ تَجِدُوۡا	النِّسَآءَ
تو ہاتھ پھیرو	کسی پاک مٹی سے	تو تم لوگ تیمم کرو	پانی	پھر تم لوگ نہ پاؤ	بیوی سے

غَفُوۡرًا ﴿۴۳﴾	عَفُوًّا	کَانَ	اِنَّ اللّٰہَ	وَاَیۡدِیۡکُمۡ ؕ	بِوُجُوۡھِکُمۡ
بے انتہا بخشنے والا	بے انتہا درگزر کرنے والا	ہے	بیشک اللہ	اور اپنے ہاتھوں پر	اپنے چہروں پر

آیت نمبر (44 تا 46)

681

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یَشۡتَرُوۡنَ الضَّلٰلَۃَ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَضِلُّوا السَّبِیۡلَ ﴿۴۴﴾ وَ اللّٰہُ
اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِکُمۡ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا ٭۫ وَّ کَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیۡرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ
مَّوَاضِعِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا وَ اسۡمَعۡ غَیۡرَ مُسۡمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلۡسِنَتِہِمۡ وَ طَعۡنًا فِی الدِّیۡنِ ؕ وَ
لَوۡ اَنَّہُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا وَ اسۡمَعۡ وَ انۡظُرۡنَا لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ وَ اَقۡوَمَ ۙ وَ لٰکِنۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِہِمۡ
فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۴۶﴾

ط	ع	ن

(ف) طَعۡنًا — کسی کو نیزہ چبھونا۔ طنز کرنا۔ طعنہ دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اُوۡتُوۡا کا نائب فاعل اس میں ھُمۡ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِیۡنَ کے لیے ہے، جبکہ نَصِیۡبًا مفعول ثانی ہے۔ کَفٰی بِاللّٰہِ میں با زائدہ ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ وَلِیًّا اور نَصِیۡرًا تمیز ہیں۔ کَلِمَۃٌ کی جمع کَلِمٌ ہے۔ غَیۡرَ مُسۡمَعٍ حال ہے اس لیے اس کا مضاف غَیۡرَ منصوب ہوا ہے۔ لَیًّا اور طَعۡنًا بھی حال ہیں۔ اَقۡوَمَ افعل تفضیل ہے اور کَانَ کی خبر ثانی ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَی الَّذِیۡنَ	اُوۡتُوۡا	نَصِیۡبًا	مِّنَ الۡکِتٰبِ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی (حالت کی) طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے

یَشۡتَرُوۡنَ	الضَّلٰلَۃَ	وَ یُرِیۡدُوۡنَ	اَنۡ	تَضِلُّوا	السَّبِیۡلَ ﴿۴۴﴾
اور وہ لوگ خریدتے ہیں	گمراہی کو	اور چاہتے ہیں	کہ	تم لوگ (بھی) گمراہ ہو	راستے سے

وَ اللّٰہُ	اَعۡلَمُ	بِاَعۡدَآئِکُمۡ ؕ	وَ کَفٰی	بِاللّٰہِ	وَلِیًّا
اور اللہ	خوب جانتا ہے	تمہارے دشمنوں کو	اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے

وَّ کَفٰی	بِاللّٰہِ	نَصِیۡرًا ﴿۴۵﴾	مِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا	یُحَرِّفُوۡنَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور مددگار کے	جو یہودی ہوئے ان میں وہ بھی ہیں	جو پھیرتے ہیں

الۡکَلِمَ	عَنۡ مَّوَاضِعِہٖ	وَ یَقُوۡلُوۡنَ	سَمِعۡنَا	وَ عَصَیۡنَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور کہتے ہیں	ہم نے سنا	اور ہم نے نافرمانی کی

وَ اسۡمَعۡ	غَیۡرَ مُسۡمَعٍ	وَّ رَاعِنَا	لَیًّۢا
اور (کہتے ہیں) تو سن	نہ سنایا ہوا ہوتے ہوئے	اور (کہتے ہیں) راعنا	مروڑتے ہوئے

بِاَلۡسِنَتِہِمۡ	وَ طَعۡنًا	فِی الدِّیۡنِ ؕ	وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ	قَالُوۡا
اپنی زبانوں کو	اور طعنہ دیتے ہوئے	دین میں	اور یہ کہ اگر وہ لوگ	کہتے

لَكَانَ 681	وَانْظُرْنَا	وَاسْمَعْ	وَاَطَعْنَا	سَمِعْنَا
تو یقیناً وہ ہوتا	اور آپ مہلت دیں ہم کو	اور (کہتے) آپ سنیئے	اور ہم نے اطاعت کی	ہم نے سنا

بِكُفْرِهِمْ	اللّٰهُ	لَّعَنَهُمُ	وَلٰكِنْ	وَاَقْوَمَ	لَّهُمْ	خَيْرًا
ان کے کفر کے سبب سے	اللہ نے	لعنت کی ان پر	اور لیکن	اور زیادہ پائیدار	ان کے لیے	بہتر

قَلِيْلًا ۝46	اِلَّا	فَلَا يُؤْمِنُوْنَ
تھوڑے سے	مگر	پس وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

آیت نمبر (47 تا 50)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا
عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝47 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ
يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝48 اَلَمْ تَرَ اِلَى
الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝49 اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝50 ع ﴾

ط	م	س

(ض)

طَمْسًا: کسی چیز کا حلیہ بگاڑ دینا۔ نام ونشان مٹا دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اِطْمِسْ: فعل امر ہے۔ تو بگاڑ دے۔ ﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ ﴾ (10/یونس:88) ''اے ہمارے رب! تو برباد کردے ان کے اموال کو۔''

ف	ت	ل

(ض)

فَتْلًا: رسی بٹنا۔

فَتِيْلٌ: بٹی ہوئی باریک بتی۔ دھاگہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

مُصَدِّقًا حال ہے۔ فَنَرُدَّ کا فاسببیہ ہے اس لیے مضارع نَرُدَّ حالت نصبی میں ہے۔ فاسببیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَوْنَلْعَنَهُمْ منصوب ہوا ہے۔ اور اس میں هُمْ کی ضمیر وُجُوْهًا کے لیے ہے۔ كَانَ کا اسم اَمْرُ اللّٰهِ ہے اور مَفْعُوْلًا اس کی خبر ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اَنْ يُّشْرَكَ کا نائب فاعل محذوف ہے جو کہ شَيْءٌ ہوسکتا ہے۔ بِهٖ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ اِثْمًا عَظِيْمًا حال ہے۔ فَتِيْلًا تمیز ہے۔ بِهٖ کی ضمیر اَلْكَذِبَ کے لیے ہے۔ اِثْمًا مُّبِيْنًا تمیز ہے۔

ترجمہ

نَزَّلْنَا	بِمَا	اٰمِنُوْا	الْكِتٰبَ	اُوْتُوا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ہم نے اُتارا	اس پر جو	تم لوگ ایمان لاؤ	کتاب	دی گئی	اے لوگو جن کو

نَّطْمِسَ	اَنْ	مِّنْ قَبْلِ	مَعَكُمْ	لِّمَا	مُصَدِّقًا
ہم بگاڑ دیں	کہ	اس سے پہلے	تمہارے ساتھ ہے	اس کی جو	تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے

وُجُوْهًا	فَنَرُدَّهَا	عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ	اَوْ	نَلْعَنَهُمْ 681	كَمَا
کچھ چہروں کو	پس ہم لوٹا دیں ان کو	ان کی پیٹھوں پر	یا	پھر ہم لعنت کریں	جیسے کہ

لَعَنَّآ	اَصْحٰبَ السَّبْتِ ط	وَكَانَ	اَمْرُ اللّٰهِ	مَفْعُوْلًا ﴿٤٧﴾	اِنَّ اللّٰهَ
ہم نے لعنت کی	السبت والوں پر	اور ہوتا ہے	اللہ کا حکم	کیا ہوا	یقیناً اللہ

لَا يَغْفِرُ	اَنْ	يُّشْرَكَ	بِهٖ	وَيَغْفِرُ	مَا
نہیں بخشے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا	اس کو جو

دُوْنَ ذٰلِكَ	لِمَنْ	يَّشَآءُ ج	وَمَنْ	يُّشْرِكْ	بِاللّٰهِ	فَقَدِ افْتَرٰٓى
اس کے علاوہ ہے	جس کے لیے	وہ چاہے گا	اور جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو اس نے جھوٹ گھڑا ہے

اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿٤٨﴾	اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْنَ
ایک عظیم گناہ ہوتے ہوئے	کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان (کی حالت) کی طرف جو

يُزَكُّوْنَ	اَنْفُسَهُمْ ط	بَلِ اللّٰهُ	يُزَكِّيْ	مَنْ	يَّشَآءُ
تزکیہ کرتے ہیں	اپنے نفس کا	بلکہ اللہ	تزکیہ کرتا ہے	اس کا، جس کا	وہ چاہتا ہے

وَلَا يُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا ﴿٤٩﴾	اُنْظُرْ	كَيْفَ	يَفْتَرُوْنَ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	تو دیکھ	کیسے	وہ لوگ گھڑتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ ط	وَكَفٰى	بِهٖٓ	اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٠﴾ ع
اللہ پر	جھوٹ	اور کافی ہے	وہ	بطور واضح گناہ کے

نوٹ۔1

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت نمبر۔47 کے نزول کے بعد بے شمار یہود و نصاریٰ ایمان نہیں لائے پھر بھی مذکورہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ یہ سوال قرآن مجید کے طرزِ بیان کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کا کہنا ہے کہ سرے سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ عذاب ضرور واقع ہوگا، بلکہ اس کے امکان کا ذکر ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

ہمارے چند معتقدین نے اس کو استعارۃً لیا ہے۔ مثلاً مجاہدؒ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کے راستے سے دھکیل کر گمراہی کی طرف متوجہ کر دیں۔ ابو زیدؒ کے نزدیک لوٹا دینا یہ تھا کہ ارضِ حجاز سے بلاد شام میں پہنچا دیا جائے (منقول از تفسیر ابن کثیر)۔ استعارے کی گنجائش اس لیے بھی نکلتی ہے کہ **وُجُوْہ** کا لفظ چہروں کے علاوہ پوری شخصیت اور توجہ وغیرہ کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

کوئی شخص اگر مرنے سے پہلے کسی بھی گناہ سے سچی توبہ کر لے تو وہ معاف ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شرک بھی سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر۔48 میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ ایسے لوگوں میں سے جو شرک میں ملوث

تھے، تو وہ معاف نہیں ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔ اگر کوئی شرک میں ملوث نہیں تھا لیکن کچھ دوسرے گناہ تھے، تو ان کی معافی کا امکان ہے۔ اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرے گا کہ کس کا کون سا گناہ معاف کیے جانے کے قابل ہے۔
681

نوٹ۔3

آیت نمبر۔49 میں اَلَّذِیۡنَ یُزَکُّوۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ کا ہم نے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ سات مختلف ترجموں میں چیک کیا تھا اور ان سب میں اس کا مطلب یہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ خود کو پاکیزہ سمجھتے ہیں یا اپنی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یہ دراصل تفسیری ترجمہ ہے جس کی وضاحت ضروری ہے۔

اِس آیت میں جو طرزِ بیان ہے وہ قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک کے حوالے سے اِن شاءاللہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یقیناً آپؐ ہدایت نہیں دیتے اس کو جس کو آپؐ چاہیں بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے اس کو جس کو وہ چاہتا ہی اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو (28/ القصص: 56)۔ اس مقام پر یہ بات بہت واضح ہے کہ اس آیت میں ہدایت دینے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ نہ صرف مطلوب اور محمود ہے بلکہ بعض اوقات فرض بھی ہے۔ البتہ یہ بات سمجھانا مقصود ہے کہ ہماری اس کوشش کا نتیجہ کس کے حق میں نکلے گا، کب نکلے گا اور کتنا نکلے گا، یہ سارے فیصلے کلیتہً اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور یہ فیصلے وہ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اس لیے اپنی کوشش میں لگے رہو اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ اسی کا نام توکل ہے۔

اِسی طرح آیت زیرِ مطالعہ میں بھی اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ کوشش بھی مطلوب و محمود ہے۔ البتہ یہاں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اس کو کوشش کے نتیجے کو یقینی سمجھ کر خود کو پاک سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ آیت کے مفہوم کے اسی پہلو کو تفسیری ترجموں میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

نوٹ۔4

آیت نمبر۔48 میں اللہ تعالیٰ نے قطعی اعلان کر دیا ہے کہ وہ شرک معاف نہیں کرے گا۔ اس لیے ہر صاحبِ ایمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ شرک کو پہنچاننے کی وہ خود استعداد حاصل کرے اور دوسروں کے کہنے پر بھروسہ نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میدانِ حشر میں یہ بات قبول نہیں کی جائے گی کہ فلاں نے ہم کو غلط بتایا تھا، اس لیے اس کو پکڑو اور ہم کو چھوڑ دو۔ وہ بھی پکڑا جائے گا اور ساتھ میں ہم بھی پکڑے جائیں گے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت موجود ہے۔ مثلاً (7/ الاعراف: 38)۔ (33/ الاحزاب: 67) وغیرہ۔ غلط لوگوں کی پیروی کرنے والوں کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ غور و فکر اور عقل کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا اور کسی تحقیق کے بغیر دسروں کی پیروی کی۔ (17/ بنی اسرائیل: 36)۔ اسلیے کم از کم شرک کی حد تک تو یہ لازمی ہے کہ دوسروں سے فتویٰ مانگنے کے بجائے ہم خود فیصلہ کر سکیں کہ کیا شرک ہے اور کیا نہیں ہے؟ اسی مقصد سے اِس نوٹ میں شرک کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی جارہی ہیں۔

انسانی تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک ان قوموں نے کیا جو اللہ اور آخرت کو مانتے تھے۔ یہود نے حضرت عزیرؑ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا جبکہ بنو اسمٰعیل نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ اس پس منظر میں یہ ایک معجزہ ہے کہ امتِ محمد (ﷺ) تا حال شرک بالذات سے بچی ہوئی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک کرنے کے جرم سے ہم لوگ بھی نہ بچ سکے۔ اس لیے اِس نوٹ میں ہم شرک فی الصفات کے متعلق کچھ اصولی باتیں سمجھیں گے تاکہ اس کو پہچاننے کی صلاحیت حاصل ہوجائے۔

شرک فی الصفات میں مغالطہ لاحق ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے
681
استعمال ہوتے ہیں وہی الفاظ مخلوق کی صفات کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ سمیع ہے تو ہم بھی سنتے ہیں، اللہ عالم ہے تو ہم بھی عالم ہیں، وغیرہ۔ اس سبب سے پیدا ہونے والے مغالطے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ اور مخلوق کی صفات میں تین بنیادی فرق کو ذہن میں رکھیں تاکہ شرک فی الصفات سے بچ سکیں۔

(1) پہلا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی نے اس کو دی نہیں، جبکہ مخلوق کی صفات ان کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہیں تو ان کو ملی ہیں۔

(2) تیسرا اور بہت اہم فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں جبکہ مخلوق کی صفات محدود ہیں۔ مثلاً جو آواز فاصلے پر ہو، اسے ہم نہیں سن سکتے۔ آواز اگر ہلکی ہو تو آواز کا احساس ہوتا ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ہمارے سامنے کئی افراد بیک وقت ایک دوسرے سے بات (CROSS TALK) شروع کر دیں تو سب کی آواز ہمارے کان میں آئے گی لیکن بات کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ سب کچھ ہماری صفت سماعت کے محدود ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ سماعت کے لامحدود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فاصلے اس کے لیے بے معنی ہیں۔ بندہ چاہے قطب شمالی پر ہو یا قطب جنوبی پر، وہ سب کی سنتا ہے۔ آواز کا تیز یا ہلکا ہونا بھی اس کے لیے بے معنی ہے، وہ تو دل میں آنے والے خیال بھی سن لیتا ہے۔ اگر پوری دنیا کے انسان اسے بیک وقت پکاریں تو وہ ہر ایک کی سن لیتا ہے۔ اسی طرح ہم بقیہ صفات کے محدود اور لامحدود ہونے کا فرق سمجھ سکتے ہیں۔

یہ ایک پیمانہ (YARD STICK) ہے جس پر رکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ کیا شرک ہے اور کیا شرک نہیں ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ قرآن مجید میں شرک سے متعلق آیات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اور ان میں اکثریت شرک فی الصفات سے متعلق ہیں۔ نمونے کے طور پر صف دو آیات دیکھ لیں۔

(1) اور تم لوگ اُس کی علاوہ جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ قطمیر (کھجور کی گٹھلی پر پائی جانے والی سفید جھلی) کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم لوگ ان کو پکارو گے تو وہ لوگ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سنیں گے تو تم لوگوں کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تم لوگوں کے شرک کا۔ (35/ فاطر 13۔14)

(2) اسی کو ہی یعنی اللہ کو ہی پکارنا حق ہے۔ اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آتے مگر (اس طرح) جیسے کسی نے پانی کی طرف دونوں ہتھیلیاں پھیلائیں کہ وہ اس کے منھ تک آ پہنچے اور وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ (13/ الرعد: 14)

آیت نمبر (51 تا 55)

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى
مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ ﴾

ج ب ت

681

(x) x — اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

جِبْتٌ — انتہائی نکمی اور ناکارہ چیز۔ واحد اور جمع سب کے لیے ہے۔ پھر استعارۃً بتوں، جادوگروں اور نجومیوں کے لیے آتا ہے (مفردات القرآن)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ق ر

(ن) نَقْرًا — (۱) ٹھونگے مار کر کسی چیز میں سوراخ یا گڑھا کرنا۔ (۲) پھونک مار کر بانسری یا بگل بجانا۔ ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۙ﴾ (74/ المدثر:8) ”پھر جب پھونکا جائے گا بگل میں یعنی صور پھونکا جائے گا۔“

نَاقُوْرٌ — بگل۔ صور۔

نَقِیْرٌ — کھجور کی گٹھلی کا گڑھا۔ یہ کسی انتہائی حقیر چیز کے لیے عربی محاورہ ہے جس کا اردو متبادل ہے ”تِل بھر“۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اُوْتُوْا کا نائب فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اِلَی الَّذِیْنَ کے لیے ہے اور نَصِیْبًا مفعول ثانی ہے۔ اَلطَّاغُوْتِ حرف جرّ ”بِ“ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔ ھٰٓؤُلَآءِ اشارہ ہے لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے لیے جبکہ سَبِیْلًا تمیز ہے۔ اَمْ لَھُمْ میں اَمْ استفہام کا ہے یعنی اَ کے معنی میں ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَی الَّذِیْنَ	اُوْتُوْا	نَصِیْبًا	مِّنَ الْکِتٰبِ	یُؤْمِنُوْنَ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان کی طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے	وہ لوگ ایمان لاتے ہیں

بِالْجِبْتِ	وَالطَّاغُوْتِ	وَیَقُوْلُوْنَ	لِلَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	ھٰٓؤُلَآءِ
توہمات پر	طاغوت پر	اور کہتے ہیں	ان کے لیے جنھوں نے	کفر کیا	کہ یہ لوگ

اَھْدٰی	مِنَ الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	سَبِیْلًا ﴿۵۱﴾	اُولٰٓئِکَ	الَّذِیْنَ
زیادہ ہدایت پر ہیں	ان سے جو	ایمان لائے	بلحاظ راستے کے	وہ لوگ	وہ ہیں

لَعَنَھُمُ	اللّٰہُ ؕ	وَمَنْ	یَّلْعَنِ	اللّٰہُ	فَلَنْ تَجِدَ	لَهٗ
لعنت کی جن پر	اللہ نے	اور جس پر	لعنت کرتا ہے	اللہ	تو تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لیے

نَصِیْرًا ﴿۵۲﴾	اَمْ	لَھُمْ	نَصِیْبٌ	مِّنَ الْمُلْکِ	فَاِذًا	لَّا یُؤْتُوْنَ	النَّاسَ
کوئی مددگار	کیا	ان کے لیے	کوئی حصہ ہے	سلطنت میں	پھر تو	وہ نہیں دیں گے	لوگوں کو

نَقِیْرًا ﴿۵۳﴾	اَمْ	یَحْسُدُوْنَ	النَّاسَ	عَلٰی مَآ	اٰتٰھُمُ	اللّٰہُ	مِنْ فَضْلِهٖ ۚ
تِل بھر بھی	یا	وہ حسد کرتے ہیں	لوگوں سے	اس پر جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

فَقَدْ اٰتَیْنَآ	اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ	الْکِتٰبَ	وَالْحِکْمَةَ	وَاٰتَیْنٰھُمْ
تو ہم دے چکے ہیں	ابراہیمؑ کے پیروکاروں کو	کتاب	اور حکمت	اور ہم نے دی ان کو

مُّلْکًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾	فَمِنْھُمْ مَّنْ	اٰمَنَ	بِهٖ	وَمِنْھُمْ مَّنْ
ایک شاندار سلطنت	تو ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائے	اِس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو

صَدَّ	عَنْهُ ؕ	وَ كَفٰى	بِجَهَنَّمَ	سَعِيْرًا ۝٥٥ 681
رُکے رہے	اِس سے	اور کافی ہے	جہنم	بطور شعلوں والی آگ کے

آیت نمبر (56تا58)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا
لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٥٦ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۟ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝٥٧ اِنَّ
اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝٥٨ ﴾

ن ض ج

(س) نَضْجًا — پھل یا گوشت کا پکنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ج ل د

(ض) جَلْدًا — چمڑے یا کھال پر مارنا۔

اِجْلِدْ — فعل امر ہے۔ تو مار ﴿ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً ﴾ (24/النور:4) ''تو تم لوگ مارو ان کو اسی کوڑے۔''

جَلْدَةٌ — کوڑا۔

جِلْدٌ — ج جُلُوْدٌ۔ کھال۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

نُصْلِیْ کا مفعول اوّل ھُمْ کی ضمیر ہے اور نَارًا مفعول ثانی ہے۔ کُلَّمَا شرطیہ ہے اس لیے نَضِجَتْ ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہو گا۔ بَدَّلْنَا کا مفعول اوّل ھُمْ ہے اور جُلُوْدًا مفعول ثانی ہے۔ غَیْرَھَا میں ھَا کی ضمیر جُلُوْدٌ کے لیے ہے۔ اَنْ تَحْکُمُوْا کا اَنْ، یَاْمُرُکُمْ پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِنَا	سَوْفَ	نُصْلِيْهِمْ	نَارًا ؕ
بیشک وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	عنقریب	ہم ڈالیں گے ان کو	ایک آگ میں

كُلَّمَا	نَضِجَتْ	جُلُوْدُهُمْ	بَدَّلْنٰهُمْ
جب کبھی بھی	پک جائیں گی	ان کی کھالیں	تو ہم تبدیل کر دیں گے ان کو (یعنی ان کے لیے)

جُلُوْدًا	غَيْرَهَا	لِيَذُوْقُوا	الْعَذَابَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
کھالوں کو	ان کے (یعنی پہلی کھالوں کے) علاوہ	تاکہ وہ لوگ چکھیں	عذاب کو	یقیناً اللہ

كَانَ	عَزِيْزًا	حَكِيْمًا ۝٥٦	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
ہے	بالادست	حکمت والا	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک

سَنُدۡخِلُهُمۡ	جَنّٰتٍ	تَجۡرِیۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِیۡنَ
ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے

فِیۡهَاۤ	اَبَدًا ؕ	لَهُمۡ	فِیۡهَاۤ	اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	وَّنُدۡخِلُهُمۡ
اس میں	ہمیشہ	ان کے لئے ہیں	ان میں	پاک کئے ہوئے جوڑے	اور ہم داخل کریں گے ان کو

ظِلًّا ظَلِیۡلًا ۝	اِنَّ اللّٰهَ	یَاۡمُرُكُمۡ	اَنۡ	تُؤَدُّوا	الۡاَمٰنٰتِ
ہمیشگی والے سائے میں	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے تم لوگوں کو	کہ	تم لوگ لوٹا دو	امانتوں کو

اِلٰۤی اَهۡلِهَا ۙ	وَاِذَا	حَكَمۡتُمۡ	بَیۡنَ النَّاسِ	اَنۡ	تَحۡكُمُوۡا
ان کے اہل (یعنی اہلیت والوں) کی طرف	اور جب بھی	فیصلہ کرو	لوگوں کے مابین	(تو یہ) کہ	تم لوگ فیصلہ کرو

بِالۡعَدۡلِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	نِعِمَّا	یَعِظُكُمۡ	بِهٖ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ
عدل سے	بیشک اللہ	کیا ہی اچھی	نصیحت کرتا ہے تم لوگوں کو	اس سے	یقیناً اللہ	ہے

سَمِیۡعًۢا	بَصِیۡرًا ۝
سننے والا	دیکھنے والا

نوٹ۔1

جن لوگوں کے بدن پر کبھی کوئی پھوڑا یا پھنسی نکلی ہے وہ جانتے ہیں کہ جب وہ پک جاتے ہیں تو ان کی کھال گل کر الگ ہو جاتی ہے اور نیچے سے نئی کھال نکلتی ہے۔ اُس وقت وہ اتنی نازل اور حساس ہوتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کو چھو جائے تو آدمی بلبلا اُٹھتا ہے۔ جن لوگوں کو اس کا تجربہ ہے وہ کسی درجے میں لِیَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔

نوٹ۔2

آیت نمبر۔58 میں لفظ امانات جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ صرف مال و دولت ہی امانت نہیں ہوتی بلکہ اس کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے مطابق کسی مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اسی مجلس کی امانت ہے اور اہلِ مجلس کو اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا خیانت ہے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق جس شخص سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے اس لیے اس پر لازم ہے کہ مشورہ وہی دے جو مشورہ مانگنے والے کے حق میں مفید ہے۔ اگر جانتے بوجھتے غلط مشورہ دیا تو اس نے خیانت کی۔

اسی طرح خانۂ کعبہ کی کنجی کی تولیت کے مسئلہ پر اس آیت کا نازل واضح کر دیتا ہے کہ......جتنے بھی عہدے اور منصب ہیں، وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں اور ان کے امین وہ حکام ہیں جن کو اِن عہدوں پر تقرری کا اختیار حاصل ہے۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو علم اور عمل کسی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدے کا اہل نہیں ہے۔ حکومت کے عہدے باشندگان ملک کے حقوق نہیں ہیں جنہیں آبادی کے تناسب کے اصول پر تقسیم کیا جائے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانتیں ہیں جو صرف ان کے اہل لوگوں کو دیئے جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی و تعلق کی بنیاد پر، اہلیت معلوم کیے بغیر دے دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے، نہ اس کا فرض قبول ہوگا، نہ نفل، یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔ (منقول از معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

681

آیت نمبر (59)

﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ
فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ ع ﴾

ترکیب

اُولُوا کی نصب اور جرّ دونوں اُولِیۡ آتی ہے۔ اس آیت میں یہ اَطِیۡعُوۡا پر عطف ہونے کی وجہ سے مفعول ہے اور حالتِ نصب میں ہے۔ کُنۡتُمۡ کا اسم اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور تُؤۡمِنُوۡنَ اس کی خبر ہے۔ ذٰلِکَ مبتداء ہے۔ خَیۡرٌ اس کی خبر اوّل ہے اور اَحۡسَنُ خبر ثانی ہے، جبکہ تَاۡوِیۡلًا تمیز ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اَطِیۡعُوا	اللّٰہَ	وَ اَطِیۡعُوا	الرَّسُوۡلَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اطاعت کرو	ان رسول ؐ کی

وَ اُولِی الۡاَمۡرِ	مِنۡکُمۡ ۚ	فَاِنۡ	تَنَازَعۡتُمۡ	فِیۡ شَیۡءٍ
اور حکم والوں کی	تم میں سے	پھر اگر	تم لوگ تنازعہ کرو	کسی چیز میں

فَرُدُّوۡہُ	اِلَی اللّٰہِ	وَ الرَّسُوۡلِ	اِنۡ کُنۡتُمۡ	تُؤۡمِنُوۡنَ
تو لوٹا دو اس کو	اللہ کی طرف	اور ان رسول ؐ کی طرف	اگر تم لوگ	ایمان رکھتے ہو

بِاللّٰہِ	وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ	ذٰلِکَ	خَیۡرٌ	وَّ اَحۡسَنُ	تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ ع
اللہ پر	اور آخری دن پر	یہ	سب سے بہتر ہے	اور سب سے اچھا ہے	بلحاظ انجام کار کے

نوٹ۔1

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بعد جو اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے وہ اولی الامر کی اطاعت ہے، مسلمانوں کی فکری راہنمائی کرنے والے علم، سیاسی راہنمائی کرنے والے لیڈر، ملکی انتظام کرنے والے حکام، عدالتی فیصلے کرنے والے جج وغیرہ سب اولی الامر میں شامل ہیں۔ جو شخص جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے اس کی اطاعت لازمی ہے۔ اس سے تنازعہ کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل درست نہیں ہے البتہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے تحت ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے، خواہ سے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سننا ہے نہ ماننا ہے۔ (تفہیم القرآن بحوالہ بخاری و مسلم)

بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں قرآن وسنت کی رو سے کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ نہ وہ واجب ہیں نہ حرام ہیں بلکہ اختیاری ہیں۔ ان کو اصطلاح میں مباحات کہا جاتا ہے۔ ایسے معاملات میں عملی انتظام اولی الامر کے سپرد ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

ہندوستان پر انگریزوں کے دورِ حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جیسے کچھ علماء سوء نے اس آیت کے حوالے سے کہا تھا کہ مسلمانوں پر اولی الامر کی اطاعت بھی فرض ہے 681 لیکن اسی آیت میں لفظ اولی الامر کے آگے مِنۡكُمۡ کا اضافہ کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ اطاعت کا حکم ایسے اولی الامر کے لیے ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہو۔

آیت نمبر (60 تا 63)

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا
اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿٦٠﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ
تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۚ ﴿٦١﴾ فَكَيۡفَ اِذَاۤ
اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ
تَوۡفِيۡقًا ﴿٦٢﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۗ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ
قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿٦٣﴾ ﴾

ز ع م

(ن)

زُعۡمًا: کسی غلط یا غیر یقینی بات کو یقینی سمجھنا یا جتانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

زَعَامَةً: کسی چیز کا ذمہ دار اور جواب دِہ ہونا۔ ضامن ہونا۔

زَعۡمٌ: اسم ذات ہے۔ گمان۔ خیال۔ ﴿ هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعۡمِهِمۡ ﴾ (6/الانعام:136) ''یہ اللہ کے لیے ہے ان کے خیال میں۔''

زَعِيۡمٌ: فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ جواب دہ۔ ضامن۔ ﴿ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ ۚ ﴿٤٠﴾ ﴾ (68/القلم:40) ''آپؐ ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے۔''

ح ل ف

(ض)

حَلۡفًا: قسم کھا کر عہد و پیمان کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

حَلَّافٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اور کثرت سے قسم کھانے والا۔ ﴿ وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ ۙ ﴿١٠﴾ ﴾ (68/القلم:10) ''اور کہنا مت مان ہر ایک بے وقعت قسمیں کھانے والے کا۔''

ترکیب

يَتَحَاكَمُوۡا کا مفعول محذوف ہے، اِلَى الطَّاغُوۡتِ متعلق فعل ہے۔ بِهٖ کی ضمیر طاغوت کے لیے ہے۔ اِذَا شرطیہ ہے۔ قِيۡلَ شرط اور رَاَيۡتَ اس کا جواب شرط ہے۔ اس لیے دونوں کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ يَحۡلِفُوۡنَ حال ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَى الَّذِيۡنَ	يَزۡعُمُوۡنَ	اَنَّهُمۡ	اٰمَنُوۡا	بِمَاۤ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف جو	جتاتے ہیں	کہ وہ لوگ	ایمان لائے	اس پر جو

اُنۡزِلَ	اِلَيۡكَ	وَمَاۤ	اُنۡزِلَ	مِنۡ قَبۡلِكَ	يُرِيۡدُوۡنَ	اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا
اتارا گیا	آپؐ کی طرف	اور جو	اتارا گیا	آپؐ سے پہلے	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ فیصلے کے لیے جائیں (جھگڑے کو)

اِلَى الطَّاغُوۡتِ	وَ	قَدۡ اُمِرُوۡۤا	اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا	بِهٖ ؕ	وَيُرِيۡدُ
سرکشوں کی طرف	حالانکہ	حکم دیا گیا ہے ان کو	کہ وہ انکار کریں	اس کا	اور چاہتا ہے

الشَّیْطٰنُ	اَنْ یُّضِلَّهُمْ	ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝۶۰	وَاِذَا	قِیْلَ 681
شیطان	کہ وہ گمراہ کرے ان کو	دور کی گمراہی میں	اور جب بھی	کہا جاتا ہے

لَهُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰی مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	وَاِلَی الرَّسُوْلِ	رَاَیْتَ
ان سے	تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اُتارا	اللہ نے	ان رسولؐ کی طرف	تو آپؐ دیکھتے ہیں

الْمُنٰفِقِیْنَ	یَصُدُّوْنَ	عَنْكَ	صُدُوْدًا ۝۶۱	فَكَیْفَ	اِذَآ
منافقوں کو	(کہ) وہ لوگ رُکتے ہیں	آپؐ سے	جیسے کہ رُکا جاتا ہے	تو کیسا ہوگا	جب

اَصَابَتْهُمْ	مُّصِیْبَةٌۢ	بِمَا	قَدَّمَتْ	اَیْدِیْهِمْ	ثُمَّ
آن لگی ان کو	کوئی مصیبت	اس کے سبب سے جو	آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں نے	پھر

جَآءُوْكَ	یَحْلِفُوْنَ ۖ	بِاللّٰهِ	اِنْ	اَرَدْنَآ
وہ لوگ آئیں گے آپؐ کے پاس	قسم کھاتے ہوئے	اللہ کی	(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے

اِلَّآ	اِحْسَانًا	وَّتَوْفِیْقًا ۝۶۲	اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ	یَعْلَمُ	اللّٰهُ	مَا
مگر	بھلائی کا	اور ہم آہنگ کرنے کا	وہ لوگ ہیں کہ	جانتا ہے	اللہ	اس کو جو

فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۗ	فَاَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَ	عِظْهُمْ	وَقُلْ
ان کے دلوں میں ہے	تو آپؐ اعراض کریں	ان سے	اور	آپؐ نصیحت کریں ان کو	اور آپؐ کہیں

لَّهُمْ	فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ	قَوْلًۢا بَلِیْغًا ۝۶۳
ان سے	ان کے جی (یعنی دل) میں	ایک پہنچنے (یعنی اُترنے) والی بات

نوٹ۔1

آیت نمبر۔60 اپنے حکم اور الفاظ کے اعتبار سے عام ہے، ہر اس شخص کی مذمت اور برائی کا اظہار کرتی ہے جو کتاب وسنت سے ہٹ کر کسی اور باطل کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور یہاں طاغوت سے یہی مراد ہے (ابنِ کثیر)

آیت نمبر (64 تا 65)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝۶۴ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا
شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝۶۵﴾

ح ر ج

(س) **حَرَجًا**: کسی چیز کا تنگ ہونا۔ پھر استعارۃً گناہ ہونے کے لیے آتا ہے کیونکہ احساسِ گناہ انسان کے دل کو تنگ کرتا ہے۔

حَرَجٌ: اسم ذات بھی ہے۔ تنگی۔ گناہ۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ﴾ (22/الحج:78)
''اور اس نے نہیں بنائی تم پر دین میں کوئی تنگی۔'' ﴿لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ﴾ (24/النور:61)
''اندھے پر کوئی گناہ نہیں۔''

ترکیب

لِيُطَاعَ مضارع مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو رسول کے لیے ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ کا لَوْ شرطیہ ہے اور لَوَجَدُوا پر لام جواب شرط کا ہے اس لیے ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ وَرَبِّكَ میں رَبِّ کی جرّ بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے واو قسمیہ ہے۔

ترجمہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	لِيُطَاعَ	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کوئی رسول	مگر	(اس لیے) کہ اس کی اطاعت کی جائے	اللہ کے حکم سے

وَلَوْ	اَنَّھُمْ	اِذْ ظَّلَمُوْٓا	اَنْفُسَھُمْ	جَآءُوْكَ
اور اگر	یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ،	جب انہوں نے ظلم کیا	اپنے آپ پر،	آتے آپؐ کے پاس

فَاسْتَغْفَرُوا	اللّٰهَ	وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ	الرَّسُوْلُ	لَوَجَدُوا
پھر استغفار کرتے	اللہ سے	اور استغفار کرتے ان کے لیے	رسولؐ	تو وہ لوگ پاتے

اللّٰهَ	تَوَّابًا	رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾	فَلَا	وَرَبِّكَ
اللہ کو	بار بار توبہ قبول کرنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا	پس نہیں!	آپؐ کے رب کی قسم

لَا يُؤْمِنُوْنَ	حَتّٰى	يُحَكِّمُوْكَ	فِيْمَا
وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	یہاں تک کہ	وہ حاکم تسلیم کریں آپؐ کو	اس میں، جس میں

شَجَرَ	بَيْنَھُمْ	ثُمَّ	لَا يَجِدُوْا	فِيْٓ اَنْفُسِھِمْ	حَرَجًا	مِّمَّا
اختلاف کیا	آپس میں	پھر	وہ نہ پائیں	اپنے جی میں	کوئی تنگی	اس سے، جو

قَضَيْتَ	وَيُسَلِّمُوْا	تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾
آپؐ نے فیصلہ کیا	اور وہ لوگ تسلیم کریں	جیسے تسلیم کرتے ہیں

نوٹ۔1

اس آیت کا حکم قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لیے نبی وقت ہیں۔ اس لیے آپؐ کی ہدایات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہیں۔ ان کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہوجائے جسے میں لے کر آیا ہوں (تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (66 تا 70)

﴿وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ
اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۙ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ
اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ ع﴾

ر ف ق

681

(ک) رَفَاقَةً: ساتھی ہونا۔ نرمی سے پیش آنا۔

رَفِيْقٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ساتھی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(ن) رَفْقًا: مدد کرنا۔ سہارا دینا۔

مِرْفَقٌ: ج مَرَافِقُ۔ مِفْعَلٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ مدد کرنے یا سہارا دینے کا ذریعہ۔ کہنی۔ ﴿وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴾ (18/ الکھف: 16) ''اور وہ اسباب پیدا کرے گا تمہارے لیے تمہارے کام میں مدد کرنے کے ذریعے کے طور پر۔'' ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ﴾ (5/ المآئدہ: 6) ''تو تم لوگ دھوؤ اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک۔''

(افتعال) اِرْتِفَاقًا: مدد یا سہارا لینا۔

مُرْتَفَقٌ: اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔ سہارا لینے یعنی آرام کرنے کی جگہ۔ ﴿وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴾ (18/ الکھف: 31) ''اور کیا ہی اچھی ہوئی بطور آرام کرنے کی جگہ کے۔''

ترکیب

مَا فَعَلُوْهُ کی ضمیر مفعولی كَتَبْنَا کے حکم کے لیے ہے جس کی وضاحت اَنِ کے ساتھ آگے آئی ہے۔ خَيْرًا اور اَشَدَّ کی نصب كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے، جبکہ تَثْبِيْتًا تمیز ہے۔ الصِّدِّيْقِيْنَ، الشُّهَدَاءِ اور الصّٰلِحِيْنَ، یہ سب مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جرّ میں آئے ہیں اور یہ مِنْ بیانیہ ہے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے اَنْعَمَ کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ حَسُنَ فعل لازم ہے۔ اُولٰٓئِكَ فاعل ہے اور رَفِيْقًا تمیز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	اَنَّا كَتَبْنَا	عَلَيْهِمْ	اَنِ	اقْتُلُوْٓا	اَنْفُسَكُمْ	اَوِ	اخْرُجُوْا
اور اگر	ہم لکھتے	ان پر	کہ	تم لوگ قتل کرو	اپنے آپ کو	یا	تم لوگ نکلو

مِنْ دِيَارِكُمْ	مَّا فَعَلُوْهُ	اِلَّا	قَلِيْلٌ	مِّنْهُمْ ؕ	وَلَوْ
اپنے گھروں سے	تو وہ لوگ نہ کرتے اس کو	مگر	تھوڑے سے	ان میں سے	اور اگر

اَنَّهُمْ	فَعَلُوْا	مَا	يُوْعَظُوْنَ	بِهٖ	لَكَانَ	خَيْرًا
یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ	کرتے	اس کو	نصیحت کی جاتی ہے ان کو	جس کی	تو ہوتا	بہتر

لَّهُمْ	وَاَشَدَّ	تَثْبِيْتًا ۙ۝۶۶	وَّاِذًا	لَّاٰتَيْنٰهُمْ
ان کے لیے	اور (ہوتا) زیادہ سخت	بلحاظ جما دینے کے	اور تب تو	ہم ضرور دیتے ان کو

مِّنْ لَّدُنَّآ	اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ۝۶۷	وَّلَهَدَيْنٰهُمْ	صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۶۸
اپنے پاس سے	ایک عظیم بدلہ	اور ہم ضرور ہدایت دیتے ان کو	ایک سیدھے راستے کی

وَمَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	فَاُولٰٓئِكَ	مَعَ الَّذِيْنَ
اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور اِن رسول کی	تو وہ لوگ	ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے

اَنۡعَمَ	اللّٰهُ	عَلَيۡهِمۡ	مِّنَ النَّبِيّٖنَ	وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ	وَالشُّهَدَآءِ
انعام کرے گا	اللہ	جن پر	نبیوں میں سے	اور کامل سچوں میں سے	اور شہیدوں میں سے

وَالصّٰلِحِيۡنَ	وَحَسُنَ	اُولٰٓئِكَ	رَفِيۡقًا	ذٰلِكَ الۡفَضۡلُ
اور نیک لوگوں میں سے	اور اچھے ہوئے	وہ لوگ	بطور رفیق کے	یہ فضل

مِنَ اللّٰهِ	وَكَفٰى بِاللّٰهِ	عَلِيۡمًا
اللہ (کے پاس) سے ہے	اور کافی ہے اللہ	بطور جاننے والے کے

نوٹ۔1 پیچھے آیت نمبر۔60 سے منافقین کے طرزِ عمل کے متعلق سلسلۂ کلام کا آغاز ہوا تھا۔ زیرِ مطالعہ آیت نمبر۔66 میں انہی کے متعلق ایک امکانی بات کہی گئی ہے کہ ان سے شریعت پر ہی عمل نہیں ہوتا، تو اگر ان سے دین کے لیے کسی بڑی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا تو اس کے پورا ہونے کا کیا امکان ہے۔

نوٹ۔2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں شہادت دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور میں پانچ وقت کی نماز کا بھی پابند ہوں، زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے وہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرے (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (71 تا 74)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِيۡعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنۡكُمۡ لَمَنۡ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَىَّ اِذۡ لَمۡ اَكُنۡ مَّعَهُمۡ شَهِيۡدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنۡ اَصَابَكُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوۡلَنَّ كَاَنۡ لَّمۡ تَكُنۡۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيۡتَنِىۡ كُنۡتُ مَعَهُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ﴿٧٣﴾ فَلۡيُقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يَشۡرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ ؕ وَمَنۡ يُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيُقۡتَلۡ اَوۡ يَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿٧٤﴾ ﴾

ن ف ر

(ض) **نَفَرًا**: (۱) کسی اہم کام کے لیے نکلنا جیسے سفر یا جنگ کے لیے۔ ﴿ وَقَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِى الۡحَـرِّ ؕ قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ ﴾ (9/ التوبۃ:81) ''اور انہوں نے کہا مت نکلو گرمی میں۔ آپؐ کہہ دیجیے جہنم زیادہ سخت ہے بلحاظ گرمی کے۔''
(۲) نَفَرَ عَنۡهُ۔ کسی چیز سے دور بھاگنا۔ نفرت کرنا۔ بدکنا۔

اِنۡفِرۡ: فعل امر ہے تو نکل۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نُفُوۡرٌ: فُعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی بیزاری۔ نفرت۔ ﴿ وَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ﴿٤١﴾ ﴾ (17/ بنی اسرائیل:41) ''اور یہ زیادہ نہیں کرتا ان کو مگر نفرت میں۔''

	نَفَرٌ	کسی کام کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت۔ پھر ہر چھوٹی جماعت کے لیے عام ہے۔ ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ (46/الاحقاف:29) ''اور جب ہم نے پھیرا آپؐ کی طرف جنوں میں سے ایک جماعت کو۔''
	نَفِیْرٌ	مستقل جماعت۔ جتھا۔ ﴿وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا﴾ (17/بنی اسرائیل:6) ''اور ہم نے مدد کی تمہاری مال سے اور بیٹوں سے اور ہم نے کر دیا تم کو سب سے زیادہ بطور جتھے کے۔''
(استفعال)	اِسْتِنْفَارًا	ڈر کر بھاگ جانا۔ بدکنا۔
	مُسْتَنْفِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ بدکنے والا۔ ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ (74/المدثر:50) ''گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں۔''

ث ب ی

(ض)	ثَبْیًا	جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔
	ثُبَةٌ	ج ثُبَاتٌ۔ اکٹھا کیا ہوا گروہ۔ جماعت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ط ء

(ک)	بِطَاءً	سست ہونا۔ دیر لگانا۔
(تفعیل)	تَبْطِئَةً	(1) جان بوجھ کر دیر لگانا۔ (2) دوسروں کو سست کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

ثُبَاتٍ اور جَمِیْعًا دونوں حال ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہیں۔ شَهِیْدًا، كَانَ کی خبر ہے۔ لَیَقُوْلَنَّ کا مقولہ یٰلَیْتَنِیْ سے فَوْزًا عَظِیْمًا تک ہے۔ درمیان میں كَاَنْ لَّمْ سے مَوَدَّةٌ تک جملہ معترضہ ہے۔ مَوَدَّةٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور تَكُنْ کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوا ہے، جبکہ اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے۔ فَاَفُوْزَ کا فاسببیہ ہے جس نے مضارع کو نصب دی ہے۔ فَلْیُقَاتِلْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلَّذِیْنَ ہے۔ وَمَنْ یُّقَاتِلْ کا مَنْ شرطیہ ہے اور یُقَاتِلْ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ نُؤْتِیْهِ جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آجانے کی وجہ سے مجزوم نہیں ہوا۔ اگر سَوْفَ نہ آتا تو پھر یہ مجزوم ہو کر نُؤْتِهٖ آتا ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	خُذُوْا	حِذْرَكُمْ	فَانْفِرُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ پکڑو	اپنے بچاؤ کے ہتھیار کو	پھر تم لوگ نکلو

ثُبَاتٍ	اَوِ	انْفِرُوْا	جَمِیْعًا ﴿۷۱﴾	وَاِنَّ	مِنْكُمْ	لَمَنْ
گروہ در گروہ	یا	تم لوگ نکلو	سب اکٹھا	اور یقیناً	تم میں سے	وہ بھی ضرور ہے جو

لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ	فَاِنْ	اَصَابَتْكُمْ	مُّصِیْبَةٌ	قَالَ
لازماً دیر لگائے گا	پھر اگر	آن لگی تم کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہے گا

قَدْ اَنْعَمَ	اللّٰهُ	عَلَیَّ	اِذْ	لَمْ اَكُنْ	مَّعَهُمْ	شَهِیْدًا ﴿۷۲﴾
انعام کیا ہے	اللہ نے	مجھ پر	جب	میں نہیں تھا	ان کے ساتھ	موقع پر موجود

وَلَئِنْ	اَصَابَكُمْ	فَضْلٌ	مِّنَ اللّٰهِ	لَيَقُوْلَنَّ	كَاَنْ
اور اگر	آن لگے تم کو	کوئی فضل	اللہ (کے پاس) سے	681 تو وہ لازماً کہے گا،	جیسے کہ

لَّمْ تَكُنْ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهٗ	مَوَدَّةٌ	يّٰلَيْتَنِيْ
تھی ہی نہیں	تمہارے درمیان	اور اس کے درمیان	کوئی خیر خواہی،	اے کاش

كُنْتُ	مَعَهُمْ	فَاَفُوْزَ	فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾	فَلْيُقَاتِلْ
میں ہوتا	ان کے ساتھ	تب میں کامیابی پاتا	ایک شاندار کامیابی	پس چاہیے کہ جنگ کریں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	الَّذِيْنَ	يَشْرُوْنَ	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	بِالْاٰخِرَةِ ط
اللہ کی راہ میں	وہ لوگ جنہوں نے	بیچ دیا	دنیا کی زندگی کو	آخرت کے بدلے

وَمَنْ	يُّقَاتِلْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَيُقْتَلْ	اَوْ	يَغْلِبْ	فَسَوْفَ
اور جو	جنگ کرے گا	اللہ کی راہ میں	پھر وہ قتل کیا گیا	یا	غالب آیا	تو عنقریب

نُؤْتِيْهِ	اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾
ہم دیں گے اس کو	ایک عظیم بدلہ

آیت نمبر (75تا76)

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ج وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا لا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا
اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ج اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ ع﴾

ترکیب

فِيْ سَبِيْلِ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ حالتِ جرّ میں آیا ہے اور یہ اسم المفعول ہے۔ مِنْ بیانیہ ہے۔ اَلرِّجَالِ، وَالنِّسَاءِ، وَالْوِلْدَانِ شرح ہے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی۔ كَانَ ضَعِيْفًا آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

وَمَا لَكُمْ	لَا تُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
تمہیں کیا ہے	(کہ) تم لوگ جنگ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	اور ان لوگوں کے لیے جو کمزور ہیں

مِنَ الرِّجَالِ	وَالنِّسَآءِ	وَالْوِلْدَانِ	الَّذِيْنَ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَآ
مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	جو لوگ	کہتے ہیں	اے ہمارے رب

اَخْرِجْنَا	مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ	الظَّالِمِ	اَهْلُهَا ج	وَاجْعَلْ	لَّنَا
تو نکال ہم کو	اس بستی سے	ظالم ہیں	جس کے لوگ	اور تو بنا	ہمارے لیے

مِنْ لَّدُنْكَ	وَلِيًّا ۚ	وَّاجْعَلْ	لَّنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	نَصِيْرًا ۝ 681
اپنے پاس سے	کوئی کارساز	اور تو بنا	ہمارے لیے	اپنے پاس سے	کوئی مددگار

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	يُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ	وَالَّذِيْنَ
جولوگ	ایمان لائے	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	اور جنہوں نے

كَفَرُوْا	يُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ	فَقَاتِلُوْٓا
کفر کیا	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	طاغوت کی راہ میں	پس تم لوگ جنگ کرو

اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ	اِنَّ	كَيْدَ الشَّيْطٰنِ	كَانَ ضَعِيْفًا ۝
شیطان کے کارندوں سے	یقیناً	شیطان کی چالبازی	کمزور (ہوتی) ہے۔

نوٹ۔1

تاریخِ انسانیت شاہد ہے کہ اِس دُنیا میں انسانوں کی محدود بصیرت اور خواہشاتِ نفس پر مبنی جب بھی کوئی سوشل آرڈر رائج ہوا ہے تو اس کا نتیجہ وہ نکلا ہے جس کی طرف زیرِ مطالعہ آیت نمبر۔75 میں اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان، انسان پر بالا دستی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو زمین کے ذرائع اور وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور معاشرے میں انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کا توازن بگڑ جاتا ہے، جسے قرآن میں فساد کہا گیا ہے۔

آیت نمبر۔76 میں بتایا گیا ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے خودساختہ سوشل آرڈر کی برتی کے لیے جنگ کی ہے، آج بھی کر رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گے۔ اہلِ ایمان کی ذمہداری یہ ہے کہ وہ اُس سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کریں جو انسان کے مصور (DESIGNER) اور خالق کا دیا ہوا ہے، جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق و فرائض کے توازن کی ضمانت ہے اور یہی توازن دُنیا میں حقیقی امن و سکون کا ضامن ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر۔76 میں اِس آفاقی صداقت کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ شیطان کی سکھائی ہوئی طاغوتی چالیں ہمیشہ کمزور رہی ہیں اور کمزور رہیں گی البتہ اس کے لیے دو شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اوّلاً یہ کہ یہ چالیں اہلِ ایمان کے مقابلے پر ہوں اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے سوشل آرڈر کی برتری کے خلاف ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی اگر فوت ہو جائے تو پھر شیطان کی تدبیر کا کمزور ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

دونوں شرائط کی موجودگی میں بھی مذکورہ صداقت کے صحیح ادراک کے لیے ذہن میں یہ پہلو بھی واضح ہونا چاہیے کہ شیطانی چالوں کا کمزور ہونا فوری نتائج کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اللہ کے دین (سوشل آرڈر) کی سربلندی کے لیے لڑی جانے والی کچھ جنگوں میں اہل ایمان نے ہار کر بھی بازی جیتی ہے۔ جنگِ اُحد کی شکست فتح مکہ پر منتج ہوئی ہے۔ جنگِ مُوتہ میں رومیوں کی فتح ان کی ایمپائر کے زوال کا سبب بنی ہے۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور میں مذکورہ دونوں شرطیں پوری طرح موجود نہیں تھیں، پھر بھی شیطان کو اُس نام نہاد خلاف کا وجود گوارہ نہ تھا۔ اس نے تاتار کے ہاتھوں اسے ختم کرانے کی تدبیر کی اور اللہ نے اس کی تدبیر کو کامیاب ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس وقت اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، اور شیطان تو کیا جانتا کہ یہ بغداد کا تاراج ہونا دراصل خلافت عثمانیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب ہے۔ اس لیے طاغوت کی کسی وقتی کامیابی کو اِس آفاقی صداقت کا استثناء قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

آیت نمبر (77تا79)

681

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ
الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ
عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۛ وَ
لَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٧﴾ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَإِنْ تُصِبْهُمْ
حَسَنَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَآ أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ أَصَابَكَ
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَأَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ ﴾

ب ر ج

(س) **بَرَجًا** (۱) خوبصورت آنکھوں والا ہونا۔ (۲) کسی چیز کا نمایاں ہونا۔ بلند ہونا۔

بُرْجٌ ج بُرُوْجٌ۔ (۱) گنبد۔ مینار۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) آسمان میں سیاروں کی منزلیں۔ ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا﴾ (15/الحجر:16) ''اور ہم نے بنائیں ہیں آسمان میں منزلیں۔''

(تفعّل) **تَبَرُّجًا** بتکلف خود کو نمایاں کرنا۔ ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (33/الاحزاب:33) ''اور تم عورتیں خود کو نمایاں مت کرو، سابقہ جاہلیت کا نمایاں کرنا۔''

مُتَبَرِّجٌ اسم الفاعل ہے۔ نمایاں کرنے والا۔ ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ؕ﴾ (24/النور:60) ''تو نہیں ہے ان عورتوں پر کوئی گناہ کہ وہ اُتار رکھیں اپنی اوڑھنیاں بغیر نمایاں کرنے والیاں ہوتے ہوئے زینت کو۔''

ش ی د

(ض) **شَيْدًا** عمارت کو بلند کرنا۔ پلستر کر کے مضبوط کرنا۔ نقش و نگار بنا کر مزین کرنا۔

مَشِيْدٌ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ پلستر کرنے یا نقش و نگار بنانے کی جگہ۔ پھر عام طور پر اسم المفعول کے معنی میں آتا ہے۔ مضبوط کیا ہوا۔ مزین کیا ہوا۔ ﴿وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾﴾ (22/الحج:45) ''تو وہ اوندھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور معطل کیے ہوئے کنویں اور مزین کیے ہوئے محل۔''

(تفعیل) **تَشْيِيْدًا** کثرت سے مضبوط یا مزین کرنا۔

مُشَيَّدٌ اسم المفعول ہے۔ خوب مضبوط کیا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ف ق ہ

(س) **فِقْهًا** کسی علم حاضر کے ذریعے اس کے علم غائب تک پہنچنا۔ بات کے ہر پہلو کا احاطہ کر کے سمجھنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) **تَفَقُّهًا** کسی چیز میں بتکلف سوجھ بوجھ حاصل کرنا۔ ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ (9/التوبۃ:122) ''پھر کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت تا کہ وہ لوگ سوجھ بوجھ حاصل کریں دین میں۔''

د ر ک

681

(x)	x	ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا
	دَرَكٌ	کسی کا لاحق ہونا۔ پکڑے جانا۔ ﴿ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴾ (20/طٰہٰ:77) ''آپ کو خوف نہیں ہوگا پکڑے جانے کا اور نہ آپ کو ڈر ہوگا یعنی ڈوبنے کا۔''
	دَرْكٌ	نشیب ۔ گہرائی۔ ﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴾ (4/النساء:145) ''یقینا منافق لوگ سب سے نچلی گہرائی میں ہوں گے آگ کی۔''
(افعال)	اِدْرَاكًا	کسی چیز کا اپنی غایت تک پہنچنا جیسے پھل کا پکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) پالینا۔ (۲) آپکڑنا۔ ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ﴾ (6/آل عمران:103) ''نہیں پاتیں اس کو آنکھیں اور وہ پالیتا ہے آنکھوں کو۔'' ﴿ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِىْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ﴾ (36/یٰسین:40) ''سورج کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ آپکڑے چاند کو۔''
	مُدْرَكٌ	اسم المفعول ہے۔ پکڑا ہوا۔ ﴿ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴾ (26/الشعراء:61) ''کہا موسیٰؑ کے ساتھیوں نے بیشک ہم تو پکڑے ہوئے ہیں۔
(تفاعل)	تَدَارُكًا اور اِدَّارُكًا	باہم ایک دوسرے کو پالینا۔ آملنا۔ ﴿ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ﴾ (7/الاعراف:38) ''یہاں تک کہ جب وہ لوگ آملے اس میں سب کے سب۔''

ترکیب

فَرِيْقٌ اسم الجمع ہے اس لیے فعل يَخْشَوْنَ جمع آیا ہے۔ اَشَدَّ حال ہے۔ خَشْيَةً اس کی تمیز ہے۔ تُظْلَمُوْنَ کا نائب فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور فَتِيْلًا تمیز ہے۔ اَيْنَ مَا شرطیہ ہے اور يُدْرِكْ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ اَلْمَوْتُ اس کا فاعل ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ دراصل فَمَا لِهٰٓؤُلَاۗءِ ہے۔ جیسے فَمَالَكُمْ یا فَمَالَنَا ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کہ هٰٓؤُلَاۗءِ کی لام جر کو فَمَا کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے۔ اَرْسَلْنَا کا مفعول اس کے ساتھ ضمیر كَ ہے اور رَسُوْلًا حال ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْنَ	قِيْلَ	لَهُمْ	كُفُّوْٓا
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف	کہا گیا	جن سے	کہ تم لوگ روکے رکھو

اَيْدِيَكُمْ	وَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ	فَلَمَّا	كُتِبَ
اپنے ہاتھوں کو	اور قائم کرو	نماز کو	اور پہنچاؤ	زکوٰۃ کو	پھر جب	فرض کیا گیا

عَلَيْهِمُ	الْقِتَالُ	اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	يَخْشَوْنَ	النَّاسَ
ان پر	جنگ کرنے کو	تب ہی	ایک فریق	ان میں سے	ڈرتا ہے	لوگوں سے

كَخَشْيَةِ اللّٰهِ	اَوْ	اَشَدَّ	خَشْيَةً	وَقَالُوْا	رَبَّنَا
اللہ سے ڈرنے کی مانند	یا	زیادہ سخت ہوتے ہوئے	بلحاظ ڈر کے	اور انہوں نے کہا	اے ہمارے رب

لِمَ	كَتَبْتَ	عَلَيْنَا	الْقِتَالَ	لَوْلَآ	اَخَّرْتَنَآ	اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ
کیوں	تو نے فرض کیا	ہم پر	جنگ کرنا	کیوں نہیں	تو نے موخر کیا ہم کو	ایک قریبی مدت تک

ترجمہ

قُلْ	مَتَاعُ الدُّنْيَا	قَلِيْلٌ	وَالْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّمَنِ 681
آپ ؐ کہیے	دُنیا کا سامان	تھوڑا ہے	اور آخرت	بہتر ہے	اس کے لیے جس نے

اتَّقٰى	وَلَا تُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا	اَيْنَ مَا
تقویٰ کیا	اور تم لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	جہاں کہیں بھی

تَكُوْنُوْا	يُدْرِكْكُّمُ	الْمَوْتُ	وَلَوْ	كُنْتُمْ	فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ
تم لوگ ہو گے	آ لے گی تم کو	موت	اور اگر	تم ہو	کسی انتہائی مضبوط گنبد میں

وَاِنْ تُصِبْهُمْ	حَسَنَةٌ	يَّقُوْلُوْا	هٰذِهٖ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اور اگر آ لگے ان کو	کوئی بھلائی	تو وہ کہتے ہیں	یہ	اللہ کے پاس سے ہے

وَاِنْ تُصِبْهُمْ	سَيِّئَةٌ	يَّقُوْلُوْا	هٰذِهٖ	مِنْ عِنْدِكَ	قُلْ
اور اگر آ لگے ان کو	کوئی برائی	تو وہ کہتے ہیں	یہ	آپ ؐ کے پاس سے ہے	آپ ؐ کہیے

كُلٌّ	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ	لَا يَكَادُوْنَ
سب کچھ	اللہ کے پاس سے ہے	تو کیا ہے اس قوم کے لیے	قریب نہیں ہے

يَفْقَهُوْنَ	حَدِيْثًا	مَآ اَصَابَكَ	مِنْ حَسَنَةٍ	فَمِنَ اللّٰهِ
کہ وہ سمجھیں	کوئی بات	جو آ لگے تجھ کو	کوئی بھی بھلائی	تو (وہ) اللہ کے پاس سے ہے

وَمَآ اَصَابَكَ	مِنْ سَيِّئَةٍ	فَمِنْ نَّفْسِكَ	وَاَرْسَلْنٰكَ
اور جو آ لگے تجھ کو	کوئی بھی برائی	تو (وہ) تیرے نفس سے ہے	اور ہم نے بھیجا آپ ؐ کو

لِلنَّاسِ	رَسُوْلًا	وَكَفٰى بِاللّٰهِ	شَهِيْدًا
لوگوں کے لیے	رسول ہوتے ہوئے	اور کافی ہے اللہ	بطور گواہ

آیت نمبر (80 تا 83)

﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا
بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ
تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى
اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

ذ ی ع

(ض) ذَيْعًا کسی چیز کا پھیلنا۔ جیسے بدن میں کھجلی پھیلنا۔ بستی میں خبر پھیلنا۔

(افعال) اِذَاعَةً خبر پھیلانا۔ راز فاش کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

681

ن ب ط

(ن۔ض) نَبْطًا کسی جگہ سے پانی کا پھوٹ نکلنا۔

(استفعال) اِسْتِنْبَاطًا کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے کنواں کھود کر پانی نکالنا۔ اجتہاد کر کے کسی بات کے باطن کو نمایاں کرنا۔ حقیقت معلوم کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

طَاعَةٌ اگر یَقُوْلُوْنَ کا مفعول ہوتا تو طَاعَةً آتا۔ اس لیے یہ یَقُوْلُوْنَ کا مقولہ ہے اور DIRECT TENSE میں آیا ہے۔ بَیَّتَ کا فاعل طَائِفَةٌ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کا فعل واحد مذکر کے صیغے میں بھی جائز ہے۔ تَقُوْلُ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو طَائِفَةٌ کے لیے ہے۔ لَعَلِمَهُ میں لام جواب شرط کا ہے اور فعل عَلِمَ کا مفعول ہُ کی ضمیر ہے، جب کہ اس کا فاعل اَلَّذِیْنَ ہے۔ وَلَوْلَا میں لَوْ شرطیہ ہے۔ فَضْلُ اللّٰهِ اور رَحْمَتُهٗ مبتداء ہیں اور ان کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ

مَنْ	یُّطِعِ	الرَّسُوْلَ	فَقَدْ اَطَاعَ	اللّٰهَ
جو	اطاعت کرتا ہے	ان رسولؐ کی	تو اس نے اطاعت کی	اللہ کی

وَمَنْ	تَوَلّٰی	فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	عَلَیْهِمْ	حَفِیْظًا	وَیَقُوْلُوْنَ
اور جو	منہ موڑتا ہے	تو ہم نے نہیں بھیجا آپ کو	ان پر	نگران بنا کر	اور وہ لوگ کہتے ہیں

طَاعَةٌ	فَاِذَا	بَرَزُوْا	مِنْ عِنْدِكَ	بَیَّتَ	طَآئِفَةٌ
فرمانبرداری ہے	پھر جب	وہ نکلتے ہیں	آپؐ کے پاس سے	تو رات میں مشورہ کرتا ہے	ایک گروہ

مِّنْهُمْ	غَیْرَ الَّذِیْ	تَقُوْلُ	وَاللّٰهُ	یَكْتُبُ	مَا
ان میں سے	اس کے علاوہ جو	وہ کہتے ہیں	اور اللہ	لکھتا ہے	اس کو جو

یُبَیِّتُوْنَ	فَاَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَتَوَكَّلْ	عَلَی اللّٰهِ
وہ لوگ رات میں مشورہ کرتے ہیں	تو آپؐ اعراض کریں	ان سے	اور بھروسہ کریں	اللہ پر

وَكَفٰی	بِاللّٰهِ	وَكِیْلًا	اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ	الْقُرْاٰنَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے	تو کیا یہ لوگ غور وفکر نہیں کرتے	قرآن میں

وَلَوْ	كَانَ	مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ	لَوَجَدُوْا	فِیْهِ	اخْتِلَافًا كَثِیْرًا
اور اگر	وہ ہوتا	غیر اللہ کے پاس	تو یہ لوگ پاتے	اس میں	بہت زیادہ اختلاف

وَاِذَا	جَآءَ	هُمْ	اَمْرٌ	مِّنَ الْاَمْنِ	اَوِ الْخَوْفِ
اور جب بھی	آتی ہے	ان کے پاس	کوئی بات	امن میں سے	یا خوف میں سے

اَذَاعُوْا	بِهٖ	وَ	لَوْ	رَدُّوْهُ	اِلَی الرَّسُوْلِ
تو وہ لوگ چرچا کرتے ہیں	اس کا	حالانکہ	اگر	وہ لوٹا دیتے اس کو	ان رسولؐ کی طرف

وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ	مِنْهُمْ	لَعَلِمَهُ	الَّذِيْنَ
اور اختیار والوں کی طرف	اپنوں میں سے	تو علم حاصل کرتے اس کا	وہ لوگ جو

يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ	مِنْهُمْ	وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
حقیقت معلوم کر سکتے ہیں اس کی	ان میں سے	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر

وَرَحْمَتُهٗ	لَاتَّبَعْتُمُ	الشَّيْطٰنَ	اِلَّا قَلِيْلًا
اور اس کی رحمت	تو تم لوگ پیروی کرتے	شیطان کی	سوائے تھوڑے سے لوگوں کے

نوٹ۔1

آیت نمبر ۸۲ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن کا مطالبہ ہے کہ ہر انسان کے مطالب میں غور کرے۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ قرآن میں تدبر کرنا صرف اماموں اور مجتہدوں کا کام ہے۔ البتہ عام لوگ کے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی عالم سے قرآن کو سبقاً سبقاً پڑھ لیں تاکہ غلط فہمی اور مغالطوں سے بچ سکیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں اور جہاں کہیں کوئی شبہہ پیش آئے تو اپنی رائے سے فیصلہ نہ کریں بلکہ کسی عالم سے رجوع کرلیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

آیت نمبر۔ ۸۳ سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کردے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (84 تا 87)

﴿ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ ٨٤ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ
يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ ٨٥ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا
بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ ٨٦ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ٨٧ ع ﴾

ح ر ض

(س) حَرَضًا: کسی خرابی یا غم سے گھل جانا۔ کمزور ہونا۔

حَرَضٌ: صفت ہے۔ کمزور۔ لاغر۔ ﴿ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا ﴾ (12/ یوسف:85) ''یہاں تک کہ آپؑ ہو جائیں لاغر۔''

(تفعیل) تَحْرِيْضًا: کمزوری دور کرنا۔ کسی کام پر ابھارنا۔ اُکسانا۔

حَرِّضْ: فعل امر ہے۔ تو اُکسا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق و ت

(ن) قَوْتًا: غذا دینا۔ رزق دینا۔

قُوْتٌ: ج اَقْوَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ غذا۔ روزی۔ ﴿ وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا ﴾ (41/حم السجدہ:10) ''اور مقدر کیں اس میں اس کی روزیاں۔''

681

(افعال) اِقْتَاتَۃً کسی چیز کو روزی بنانے کی قدرت رکھنا۔

مُقِیْتٌ اسم فاعل ہے۔ قدرت رکھنے والا۔ قادر۔ آیت زیرِ مطالعہ

ترکیب

لَا تُکَلَّفُ مضارع مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں اَنْتَ کی ضمیر ہے اور نَفْسَکَ مفعول ثانی ہے۔ اَشَدُّ افعل تفضیل ہے جبکہ بَاْسًا اور تَنْکِیْلًا اس کی تمیز ہیں۔ مَنْ یَّشْفَعْ شرط ہے اور یَکُنْ لَّہٗ ان کے جواب شرط ہیں۔ نَصِیْبٌ اور کِفْلٌ مبتدا موخر نکرہ ہیں اور یَکُنْ کے اسم ہیں۔ اِن کی خبریں محذوف ہیں جو وَاجِبًا ہو سکتی ہیں، کَانَ کی خبر مُقِیْتًا ہے۔ حُیِّیْتُمْ ماضی مجہول ہے۔ حَدِیْثًا تمیز ہے، اَصْدَقُ کی۔

ترجمہ

فَقَاتِلْ	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ	لَا تُکَلَّفُ	اِلَّا	نَفْسَکَ	وَ	حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ
پس آپؐ جنگ کریں	اللہ کی راہ میں	آپؐ کو پابند نہیں کیا جاتا	سوائے	آپؐ کی ذات کے	اور	آپؐ اُکسائیں مومنوں کو

عَسَی	اللّٰہُ	اَنْ	یَّکُفَّ	بَاْسَ الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	وَاللّٰہُ
قریب ہے	اللہ	کہ	وہ روک دے	ان لوگوں کی جنگ کو جنھوں نے	کفر کیا	اور اللہ

اَشَدُّ	بَاْسًا	وَّ	اَشَدُّ	تَنْکِیْلًا	مَنْ یَّشْفَعْ
زیادہ شدید ہے	سختی کرنے میں	اور	زیادہ شدید ہے	عبرت ناک سزا دینے میں	جو سفارش کرتا ہے

شَفَاعَۃً حَسَنَۃً	یَّکُنْ	لَّہٗ	نَصِیْبٌ	مِّنْھَا	وَمَنْ یَّشْفَعْ
کوئی اچھی سفارش	تو ہو جاتا ہے	اس کے لیے	ایک حصہ	اس میں سے	اور جو سفارش کرتا ہے

شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً	یَّکُنْ	لَّہٗ	کِفْلٌ	مِّنْھَا	وَکَانَ اللّٰہُ
کوئی بری سفارش	تو ہو جاتی ہے	اس کے لیے	ایک ذمہ داری	اس میں سے	اور اللہ ہے

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ	مُّقِیْتًا	وَاِذَا	حُیِّیْتُمْ	بِتَحِیَّۃٍ
ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا	اور جب بھی	تم لوگوں کو سلام کیا جائے	کوئی سلام

فَحَیُّوْا	بِاَحْسَنَ مِنْھَآ	اَوْ رُدُّوْھَا	اِنَّ اللّٰہَ	کَانَ
تو تم لوگ سلام کرو	اس سے زیادہ اچھے سے	یا لوٹا دو اس کو	یقیناً اللہ	ہے

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ	حَسِیْبًا	اَللّٰہُ	لَآ اِلٰہَ	اِلَّا	ھُوَ
ہر چیز پر	حساب لینے والا	اللہ	کوئی اِلٰہ نہیں ہے	مگر	وہ

لَیَجْمَعَنَّکُمْ	اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ	لَا رَیْبَ	فِیْہِ
وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی	کوئی شک نہیں ہے	جس میں

وَمَنْ	اَصْدَقُ	مِنَ اللّٰہِ	حَدِیْثًا
اور کون	زیادہ سچا ہے	اللہ سے	بلحاظ بات کے

نوٹ۔1

میدانِ اُحد سے مکہ واپس ہوتے ہوئے کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگلے سال میدانِ بدر میں دوبارہ جنگ کرنے کا وعدہ ہوا تھا۔ وقت آنے پر اس کی تیاری میں کچھ مسلمانوں کو تامل تھا۔ اس وقت آیت نمبر 84 نازل ہوئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ ستر صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے ساتھ میدانِ بدر میں پہنچ گئے۔اللہ تعالیٰ نے کفارِ قریش کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر نہیں آئے۔اس طرح اللہ نے ان کی جنگ کو روک دیا۔(معارف القرآن)

عمومیت کے پہلو سے آج کل ہمارے لیے اس آیت میں یہ راہنمائی ہے کہ اسلام دُشمن طاقتوں سے مذاکرات اگر نا کام ہو جائیں تو ان کی جنگ کو روکنے کے لیے ان سے جنگ کی جائے۔کیونکہ لوہا لوہے سے کٹتا ہے۔پھول کی پتی سے نہیں۔

نوٹ۔2

کوئی ہمارا مد مقابل (COMPETITOR) اپنا کوئی کام اگر سفارش کے ذریعے نکلوالیتا ہے تو ہم سفارش کرنے والے اور اسے قبول کرنے والے کو برا کہتے ہیں۔اور اگر کبھی ہمارا کوئی کام کسی کی سفارش سے نکل جائے تو ہم اُن دونوں کو ثواب کی خوشخبری دیتے ہیں۔کسی سفارش کے اچھے یا برے ہونے کا یہ معیار غلط ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ جائز اور ناجائز سفارش کا فرق ہمارے ذہن میں واضح ہو۔آیت نمبر ۸۷ کی تفسیر میں معارف القرآن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کسی سفارش کے اچھا یا جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ (۱) جس کی سفارش کی جائے اس کا مطالبہ حق اور جائز ہو۔(۲) آپ اس کا مطالبہ متعلقہ حاکم تک پہنچا دیں۔(۳) اس کا کوئی معاوضہ نہ لیں۔(۴) سفارش قبول کرنے کے لیے متعلقہ حاکم پر کوئی دباؤ نہ ڈالیں اور (۵) حاکم جو بھی فیصلہ کرے اس پر راضی رہیں۔ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے سفارش کرنے والے کو ثواب ملے گا خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفارش کیا کرو۔تمہیں ثواب ملے گا۔پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو۔بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ وہ اپنے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیں۔بریرہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ حکم ہے یا سفارش۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم نہیں سفارش ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں یہ سفارش قبول نہیں کرتی۔رسول اللہ ﷺ نے خوش دلی کے ساتھ ان کو ان کے حال پر رہنے دیا۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی امداد میں لگا رہتا ہے جب وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے۔اسی طرح کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے اللہ سے دعُا مانگنا بھی شفاعت حسنہ میں داخل ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ تیری بھی حاجت پوری فرمائے۔(معارف القرآن)

اچھی اور بُری سفارش کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے جب کچھ لوگوں کو کسی نیکی کے کام پر آمادہ کرتا ہے، تو جب تک وہ لوگ نیکی کرتے رہیں گے، اسے اُس میں حصہ ملتا رہے گا۔اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتا ہے تو جب تک وہ لوگ وہ برائی کرتے رہیں گے وہ برائی اس کے حصے میں بھی آتی رہے گی۔لیکن اس کی وجہ سے نیکی یا برائی کرنے والوں کے اپنے ثواب یا سزا میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

نوٹ۔3

نزول قرآن کے وقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو رہے تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمان دوسرے لوگوں کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آنے لگیں۔اس لیے انہیں آیت نمبر۔86 میں ہدایت کی گئی کہ جو تمہارے ساتھ احترام کا برتاؤ کرے اس کے ساتھ تم بھی ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ احترام سے پیش آؤ۔حق کی دعوت دینے والوں کے لیے تُرش روی اور تلخ کلامی مناسب نہیں ہے۔اس سے نفس کی تسکین ہو جاتی ہے۔مگر اس کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے (تفہیم القرآن) آج کل مختلف مکاتبِ فکر کے مسلمان بھائی آپس میں تعلقات کشیدہ کر لیتے ہیں۔انہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنا چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النساء (۴)

آیت نمبر (89 تا 90)

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ
مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا
مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا
تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۙ﴿٨٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ
حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ
فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ
سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾

ر ک س

(ن) رَکْسًا: کسی چیز کو اُلٹ دینا۔

(افعال) اِرْکَاسًا: کسی چیز کو پہلی حالت کی طرف لوٹا دینا۔ اوندھا کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

فِئَتَيْنِ خبر ہے، اس کا مبتداء تَكُوْنُوْنَ محذوف ہے۔ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ متعلق خبر ہے۔ فَتَكُوْنُوْنَ کی خبر ہونے کی وجہ سے سَوَآءً منصوب ہوا ہے۔ مِيْثَاقٌ مبتداء موخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ یا قَائِمٌ محذوف ہے جبکہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ متعلق خبر ہے۔ حَصِرَتْ کا فاعل صُدُوْرُهُمْ ہے۔

ترجمہ

فَمَا لَكُمْ	فِي الْمُنٰفِقِيْنَ	فِئَتَيْنِ	وَ	اللّٰهُ
تو تمہیں کیا ہے	منافقوں (کے بارے) میں	(تم لوگ ہوتے ہو) دو گروہ	حالانکہ	اللہ نے

اَرْكَسَهُمْ	بِمَا	كَسَبُوْا	اَ	تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَهْدُوْا
لوٹایا ان کو	بسبب اس کے جو	انہوں نے کمایا	کیا	تم لوگ چاہتے ہو	کہ	تم لوگ ہدایت دو

مَنْ	اَضَلَّ	اللّٰهُ	وَمَنْ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَلَنْ تَجِدَ
اس کو جسے	گمراہ کیا	اللہ نے	اور جسے	گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو ہرگز نہیں پائے گا تو

لَهٗ	سَبِيْلًا	وَدُّوْا	لَوْ	تَكْفُرُوْنَ	كَمَا
اس کے لئے	کوئی راہ	انہوں نے چاہا	(کہ) کاش	تم لوگ کفر کرو	اس طرح جیسے

كَفَرُوْا	فَتَكُوْنُوْنَ	سَوَآءً	فَلَا تَتَّخِذُوْا	مِنْهُمْ
انہوں نے کفر کیا	تو تم لوگ ہو جاؤ	برابر	پس تم لوگ مت بناؤ	ان میں سے

اَوْلِيَآءَ	حَتّٰى	يُهَاجِرُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
کوئی کارساز	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اللہ کی راہ میں	پھر اگر	وہ منہ موڑیں

فَخُذُوْهُمْ	وَاقْتُلُوْهُمْ	حَيْثُ	وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪	وَلَا تَتَّخِذُوْا
توتم لوگ گرفتار کروان کو	اور قتل کروان کو	جہاں کہیں	تم لوگ پاؤان کو	اور مت بناؤ

مِنْهُمْ	وَلِيًّا	وَّلَا نَصِيْرًا	اِلَّا الَّذِيْنَ	يَصِلُوْنَ	اِلٰى قَوْمٍۭ
ان میں سے	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	سوائے ان کے جو	تعلق رکھتے ہیں	ایک ایسی قوم سے

بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِّيْثَاقٌ	اَوْ	جَآءُوْكُمْ	حَصِرَتْ
تمہارے درمیان	اور جن کے درمیان	ایک معاہدہ ہے	یا	وہ لوگ آئیں تمہارے پاس،	گھٹن محسوس کریں

صُدُوْرُهُمْ	اَنْ	يُّقَاتِلُوْكُمْ	اَوْ	يُقَاتِلُوْا	قَوْمَهُمْ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ
جن کے سینے	کہ	وہ جنگ کریں تم سے	یا	وہ جنگ کریں	اپنی قوم سے	اور اگر	چاہتا

اللّٰهُ	لَسَلَّطَهُمْ	عَلَيْكُمْ	فَلَقٰتَلُوْكُمْ	فَاِنِ ۚ	اعْتَزَلُوْكُمْ
اللہ	تو غلبہ دیتا ان کو	تم پر	تو وہ ضرور جنگ کرتے تم سے	پھر اگر	وہ کنارہ کش ہوں تم سے

فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ	وَاَلْقَوْا	اِلَيْكُمُ	السَّلَمَ ۙ	فَمَا جَعَلَ	اللّٰهُ
پھر جنگ نہ کریں تم سے	اور وہ ڈالیں،	تمہاری طرف	صلح	تو نہیں بنایا	اللہ نے

لَكُمْ	عَلَيْهِمْ	سَبِيْلًا
تمہارے لئے	ان پر	کوئی راستہ

نوٹ۔1

آیت نمبر۔88 میں کہا گیا ہے کہ جس کو اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے فاعلِ حقیقی ہونے کے لحاظ سے کہی گئی ہے۔اور فاعلِ حقیقی کے مفہوم کی وضاحت آیت نمبر 7 / 2 کے نوٹ۔ ۴ میں کی جاء کی ہے۔

نوٹ۔2

فتح مکہ سے پہلے تہ ہجرت فرض تھی۔ یعنی اُس وقت ہر ایمان لانے والے پر یہ فرض ہوجاتا تھا کہ وہ اپنا قبیلہ اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ میں آکر آباد ہو۔ اگر کچھ لوگ خواہش کے باوجود ہجرت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے، تو انہیں مستضعفین قرار دیا گیا ہے۔ ان کا ذکر آگے آیت نمبر 98 میں آیا ہے۔ لیکن اگر کوئی قدرت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتا تھا تو اسے منافق قرار دیا گیا اور ان کے لئے حکم تھا کہ انہیں گرفتار کرکے قتل کیا جائے۔ البتہ اس حکم سے وہ لوگ مستثنیٰ تھے جن کی وضاحت اگلی آیت میں کی گئی ہے۔

نوٹ۔3

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ (معارف القرآن)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فتح کے بعد دارالکفر سے دار اسلام کی طرف ترکِ وطن کرنا فرض نہیں رہا۔ البتہ اللہ کی رضاجوئی کی نیت سے اگر اب بھی کوئی ترکِ وطن کرتا ہے تو اسے

ہجرت کا ثواب ملے گا۔ جیسے 1857ء کی جنگِ آزادی ہارنے کے بعد بہت سے مسلمان مختلف مسلم ممالک کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی ان کو نہ تو منافق قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ واجب القتل ہیں۔ البتہ دارالکفر میں رہنے کی وجہ سے اسلام پر عمل کرنے میں ان سے جو کمی یا کوتاہی ہوئی، اس کے لئے حکمرانوں کے جبر اور ملکی حالات کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وضاحت آگے آیت نمبر 97 میں کر دی گئی ہے۔

آج کل اول تو کسی حقیقی دارالاسلام کا دنیا میں وجود نہیں ہے اور اگر کچھ نیم دارالاسلام ہیں بھی تو انہوں نے ویزا وغیرہ کی پابندیاں لگا کر تارکینِ وطن کے لئے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اس لئے غالب امکان یہی ہے کہ ہم لوگوں سے شاید ملکی حالات کا عذر قبول کر لیا جائے۔ لیکن اب ہم لوگوں سے یہ ضرور پوچھا جائے گا کہ اپنے احوال اور صلاحیتوں کے مطابق غلبہ اسلام کے جہاد میں کتنا حصہ لیا تھا۔ اگر اس کا جواب تسلی بخش نہ ہوا تو پھر آیت نمبر 97 میں جو وعید ہے، شاید ہم بھی اس کے مستحق قرار دے دیئے جائیں۔

نوٹ۔4

اسلام کے مخالفین کو قتل کرنے کا حکم اس سے پہلے آیت نمبر 2/ 191 میں بھی آیا ہے اور اب آیات زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ ان کے تقابلی مطالعہ سے ایک اہم بات سامنے آتی ہے، اسے سمجھ لیں۔ آیت نمبر 2/ 191 کا حکم کافر حربی قوم کے ایسے افراد کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے حکم ہے کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو۔ جبکہ آیات زیر مطالعہ کا حکم ایسے منافقین کے لئے تھا جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت نہیں کی۔ ان کے لئے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کر دو۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ وہ جہاں بھی ملیں انہیں پہلے گرفتار کرو پھر قتل کرو۔ کیونکہ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ وہ آیت نمبر۔ 90 کے تحت مستثنیٰ یا آیت نمبر۔ 89 کے تحت مستضعفین میں سے تو نہیں ہیں۔ اور اس کے فیصلے کا اختیار مرکز کے پاس تھا۔ اس لئے عام مسلمانوں کا کام یہ تھا کہ وہ انہیں گرفتار کر کے مرکز کے حوالے کر دیں۔ پھر مرکز اگر فیصلہ کرے تو ان کو قتل کیا جائے۔

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام مسلمانوں کو نظم وضبط کا پابند کرتا ہے۔ انارکی روش اختیار کرنا اسلام کے خلاف ہے۔ اس سے نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر (91)

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ
فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿91﴾ ع﴾

ترکیب

سَتَجِدُوْنَ کا مفعول اٰخَرِيْنَ ہے۔ يُرِيْدُوْنَ کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اٰخَرِيْنَ کے لئے ہے۔ رُدُّوْا اور اُرْكِسُوْا ماضی مجہول ہیں لیکن كُلَّمَا شرطیہ کی وجہ سے ان کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يُلْقُوْا اور يَكُفُّوْا مجزوم ہوئے ہیں۔ ترجمہ میں اس کو ظاہر کرنا ہوگا۔

ترجمہ

سَتَجِدُوْنَ	اٰخَرِيْنَ	يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يَّاْمَنُوْكُمْ	وَيَاْمَنُوْا
تم لوگ پاؤ گے	دوسروں کو	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ	امن میں ہوں تم میں	اور امن میں ہوں

قَوْمَهُمْ	كُلَّمَا	رُدُّوْٓا	اِلَى الْفِتْنَةِ	اُرْكِسُوْا
اپنی قوم نے	جب کبھی	وہ لوٹائے جاتے ہیں	آزمائش کی طرف	تو وہ اوندھے کئے جاتے ہیں

فِيْهَا ج	فَاِنْ	لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ	وَيُلْقُوْٓا	اِلَيْكُمُ	السَّلَمَ	وَيَكُفُّوْٓا
اس میں	پھر اگر	وہ کنارہ کش نہ ہوں تم سے	اور نہ ڈالیں	تمہاری طرف	صلح	اور نہ روکیں

اَيْدِيَهُمْ	فَخُذُوْهُمْ	وَاقْتُلُوْهُمْ	حَيْثُ	ثَقِفْتُمُوْهُمْ
اپنے ہاتھوں کو	تو تم لوگ گرفتار کرو ان کو	اور قتل کرو ان کو	جہاں بھی	تم لوگ پاؤ ان کو

وَاُولٰٓئِكُمْ	جَعَلْنَا	لَكُمْ	عَلَيْهِمْ	سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا
اور یہ لوگ ہیں	ہم نے بنائی	تمہارے لئے	جن پر	ایک واضح دلیل

نوٹ۔1

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کا اقرار کر کے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے تھے لیکن رہن سہن اپنے قبیلے کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب کبھی ان کے قبیلے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی کشمکش ہوتی تھی تو قبائلی دباؤ کے تحت مسلمانوں کے خلاف کاروائی میں حصہ لیتے تھے۔

آیت نمبر (92تا93)

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَ
اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾﴾

و د ی

(ض) وَدْيًا: کسی چیز کا بہنا۔

دِيَةً: خون بہا ادا کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

وَادٍ: ج اَوْدِيَةٌ۔ دو ٹیلوں یا پہاڑوں کے درمیان کا نشیبی علاقہ جہاں بارش کا پانی بہتا ہے۔ وادی۔ ﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ﴾ (27/النمل:18) ''یہاں تک کہ جب وہ پہنچے چیونٹیوں کی وادی پر۔'' ﴿اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ﴾ (13/الرعد:17) ''اس نے اُتارا آسمان سے کچھ پانی تو بہہ نکلیں وادیاں۔''

ع م د

(ض) عَمْدًا: (1) قصد کرنا۔ ارادہ کرنا۔ (2) سہارا دینا۔ ستون لگانا۔

عِمَادٌ		اسم جنس ہے واحد عِمَادَۃٌ اور جمع عَمَدٌ ہے۔ جس کا سہارا لیا جائے۔ ستون۔ ﴿ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ ﴾ (89/الفجر:6-7) ''کیا تو نے دیکھا نہیں کیسا کیا تیرے رب نے (قومِ) عاد کے ساتھ (رہنے والے) ارم کے، ستونوں والے۔'' ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ ﴾ (13/الرعد:2) ''اللہ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو ستونوں کے بغیر۔''
تَعَمُّدًا	(تفعّل)	بتکلف قصد کرنا۔ پختہ ارادہ کرنا۔ ﴿ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ﴾ (33/الاحزاب:5) ''اور لیکن وہ، جس کا پختہ ارادہ کیا تمہارے دلوں نے۔''
مُتَعَمِّدٌ		اسم الفاعل ہے۔ پختہ ارادہ کرنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

یَقْتُلَ اور قَتَلَ کے مفعول مُؤْمِنًا ہیں اور خَطَئًا حال ہیں۔ فَتَحْرِیْرُ مضاف رَقَبَۃٍ مضاف الیہ اور مُؤْمِنَۃٍ اس کی صفت ہے۔ یہ پورا مرکب اضافی مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا وَاجِبٌ ہوسکتی ہے۔ دِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ مرکب توصیفی ہے اور مبتداء نکرہ ہے۔ اس کی بھی خبر محذوف ہے۔ اِلٰٓی اَھْلِہٖ قائم مقام خبر ہے۔ یَصَّدَّقُوْا باب تفعّل سے ہے۔ اس کا فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَھْلِہٖ کے لیے ہے۔ مَنْ یَّقْتُلْ کا مفعول مُؤْمِنًا ہے جب کہ مُتَعَمِّدًا حال ہے۔

ترجمہ

وَمَا کَانَ	لِمُؤْمِنٍ	اَنْ	یَّقْتُلَ	مُؤْمِنًا	اِلَّا	خَطَئًا	وَمَنْ
اور نہیں ہے	کسی مومن کے لیے	کہ	وہ قتل کرے	کسی مومن کو	مگر	غلطی سے	اور جس نے

قَتَلَ	مُؤْمِنًا	خَطَئًا	فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ	وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ
قتل کیا	کسی مومن کو	غلطی سے	تو کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	اور سپرد کیا ہوا خون بہا ہے

اِلٰٓی اَھْلِہٖ	اِلَّآ اَنْ	یَّصَّدَّقُوْا	فَاِنْ کَانَ
اس کے گھر والوں کی طرف	سوائے اس کے کہ	وہ اپنا حق چھوڑ دیں	پھر اگر وہ تھا

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّکُمْ	وَھُوَ	مُؤْمِنٌ	فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ	وَاِنْ کَانَ
تمہاری دشمن قوم میں سے	اور وہ	مومن ہو	تو کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	اور اگر وہ تھا

مِنْ قَوْمٍ	بَیْنَکُمْ	وَبَیْنَھُمْ	مِّیْثَاقٌ	فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ
ایک ایسی قوم سے	تمہارے درمیان	اور جن کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	تو سپرد کیا ہوا خون بہا ہے

اِلٰٓی اَھْلِہٖ	وَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ	فَمَنْ	لَّمْ یَجِدْ	فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ
اس کے گھر والوں کی طرف	اور کسی مومن گردن کا آزاد کرنا ہے	پھر جو	نہ پائے (اس کو)	تو لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں

تَوْبَۃً	مِّنَ اللّٰهِ	وَکَانَ اللّٰهُ	عَلِیْمًا	حَکِیْمًا	وَمَنْ	یَّقْتُلْ
توبہ کرتے ہوئے	اللہ سے	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا	اور جو	قتل کرتا ہے

مُؤْمِنًا	مُّتَعَمِّدًا	فَجَزَآؤُهٗ	جَهَنَّمُ	خٰلِدًا	فِيْهَا	وَغَضِبَ
کسی مومن کو	قصداً	تو اس کی سزا	جہنم ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	اور غضب کیا

اللّٰهُ	عَلَيْهِ	وَلَعَنَهٗ	وَاَعَدَّ	لَهٗ	عَذَابًا عَظِيْمًا
اللہ نے	اس پر	اور اس نے لعنت کی اس پر	اور اس نے تیار کیا	اس کے لیے	ایک عظیم عذاب

نوٹ۔1

اب ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو یا تو دارالاسلام کے باشندے ہوں، یا اگر دارالحرب یا دارالکفر میں ہوں تو دشمنانِ اسلام کی کارروائیوں میں ان کی شرکت کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ ایسا کوئی مسلمان نادانستگی میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے تو قاتل کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ اگر مقتول ایسی قوم کا فرد تھا جس کے خلاف اعلانِ جنگ ہو چکا ہے یعنی دارالحرب کا باشندہ تھا تو پھر صرف غلام آزاد کرنا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

لیکن اگر یہ قتل عمداً کیا گیا ہے تو پھر قاتل کی سزا ہمیشگی کی دوزخ ہے۔ یعنی وہ ان مسلمانوں میں شامل نہیں ہوگا جو اپنے گناہوں کے مطابق سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اس پر لعنت کرتا ہے اور اس کے لیے ایک عظیم عذاب اس نے تیار کر رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں واضح کر لیجئے کہ فقہی یا مسلک کے اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو کافر کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ سب مسلمان رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام اس قسم کی پریکٹس کو قطعی طور پر ناپسندیدہ قرار دیتا ہے اور اس بنیاد پر کسی کو قتل کرنے والا ایک مسلمان کا قاتل ہوتا ہے۔

آیت نمبر (94 تا 96)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝94 لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝95ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝96ۧ ﴾

غ	ن	م

(س) غُنْمًا: کہیں سے بکریوں کا ہاتھ لگ جانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ ہر ایسے مال کے لیے آتا ہے جو دشمن سے حاصل کیا جائے۔ مالِ غنیمت حاصل کرنا۔ ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ﴾ (8/ الانفال: 69) ''تو تم لوگ کھاؤ اس میں سے جو مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا حلال اور پاکیزہ ہوتے ہوئے۔''

مَغْنَمٌ: ج مَغَانِمُ۔ اسم ذات ہے۔ مالِ غنیمت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غَنَمٌ: اسم جنس ہے۔ بکریاں۔ ﴿ وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ ﴾ (20/ طٰهٰ: 18) ''اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لیے۔''

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا	ضَرَبْتُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَتَبَيَّنُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں	تو تحقیق کر لیا کرو

وَلَا تَقُوْلُوْا	لِمَنْ	اَلْقٰۤى	اِلَيْكُمُ	السَّلٰمَ	لَسْتَ
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جس نے	ڈالا	تم لوگوں کی طرف	سلام	کہ تو نہیں ہے

مُؤْمِنًا	تَبْتَغُوْنَ	عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	فَعِنْدَ اللّٰهِ
مومن	تم لوگ جستجو کرتے ہو	دُنیوی زندگی کے عارضی سامان کی	تو اللہ کے پاس ہی

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ	كَذٰلِكَ	كُنْتُمْ	مِّنْ قَبْلُ	فَمَنَّ	اللّٰهُ
کثیر مال غنیمت ہیں	اُس کی مانند	تم تھے	اس سے پہلے	پھر احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْكُمْ	فَتَبَيَّنُوْا	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
تم لوگوں پر	پس تم لوگ تحقیق کر لیا کرو	یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

خَبِيْرًا	لَا يَسْتَوِي	الْقٰعِدُوْنَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ
باخبر	برابر نہیں ہوتے	بیٹھنے والے	مومنوں میں سے	جو بغیر تکلیف والے ہوں

وَالْمُجٰهِدُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ؕ	فَضَّلَ	اللّٰهُ	الْمُجٰهِدِيْنَ
اور جہاد کرنے والے	اللہ کی راہ میں	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	زیادہ بلند کیا	اللہ نے	جہاد کرنے والوں کو

بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	عَلَى الْقٰعِدِيْنَ	دَرَجَةً	وَكُلًّا
اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	بیٹھ جانے والوں پر	درجے کے لحاظ سے	اور سب سے

وَّعَدَ	اللّٰهُ	الْحُسْنٰى	وَ فَضَّلَ	اللّٰهُ	الْمُجٰهِدِيْنَ	عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
وعدہ کیا	اللہ نے	خوبصورت	اور زیادہ کیا	اللہ نے	جہاد کرنے والوں کو	بیٹھ جانے والوں پر

اَجْرًا عَظِيْمًا	دَرَجٰتٍ	مِّنْهُ	وَ مَغْفِرَةً
ایک شاندار اجر کے لحاظ سے	درجات ہوتے ہوئے	اس (کی طرف) سے	اور مغفرت ہوتے ہوئے

وَّ رَحْمَةً	وَ كَانَ	اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
اور رحمت ہوتے ہوئے	اور ہے	اللہ	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

نوٹ۔1

جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا اور ہر قسم کے گناہوں میں ملوث ہے، پھر بھی اس کو اسلام سے خارج کہنے یا اس کے ساتھ کافروں کا معاملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ جب تک اس سے کسی ایسے قول و فعل کا صدور نہ ہو جو کفر کی یقینی علامت ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔1

اگر ایک مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حتی المقدور ادائیگی کرتا ہے لیکن اللہ کے دین کی نشر و اشاعت، دعوت و تبلیغ اور سر بلندی کی جدوجہد میں حصہ نہیں لیتا، تو اس کوتاہی کی وجہ سے وہ فاسق یا مردود نہیں ہو جاتا بلکہ ایک اچھا مومن ہی رہتا ہے۔ البتہ جنت کی سوسائٹی میں، مذکورہ جدوجہد میں حصہ لینے والوں کے مقابلہ میں اس کا رُتبہ (STATUS) کمتر ہوگا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے، فرض عین نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کی کافی تعداد وقت کی ضرورت کے مطابق جہاد کرتی رہے، تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گنہگار رہوں گے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آیت نمبر (97 تا 100)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي
الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ
مَصِيْرًا ۙ﴿97﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
سَبِيْلًا ۙ﴿98﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿99﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿100﴾ ع ﴾

ر غ م

(س)	رَغْمًا	(1) ذلیل ہونا۔ (2) رَغِمَ اِلٰی۔ کسی کے پاس جانا۔
(مفاعلہ)	مُرَاغَمَةً	(1) ایک دوسرے کو ذلیل کرنا۔ (2) ایک دوسرے کے پاس جانا۔
	مُرَاغَمٌ	اسم المفعول ہے۔ ظرف کے معنی میں جانے کی جگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

و ق ع

(ف)	وُقُوْعًا اور وَقْعَةً	(1) گر پڑنا۔ (2) ہو پڑنا۔ واقع ہونا۔ (3) ثابت ہونا۔ لازم ہونا۔ ﴿ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ ﴾ (22/الحج:65) ''اور وہ تھامتا ہے آسمان کو کہ کہیں وہ گر پڑے زمین پر۔'' ﴿ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا ﴾ (27/النمل:85) ''اور ثابت ہوئی بات ان لوگوں پر بسبب اس کے جو انہوں نے ظلم کیا۔''
	قَعْ	فعل امر ہے۔ تو گر پڑ۔ تو واقع ہو۔ ﴿ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿29﴾ ﴾ (15/الحجر:29) ''تو تم لوگ گر پڑنا اس کے لیے سجدہ کرنے والوں کی حالت میں۔''
	وَاقِعٌ	اسم الفاعل ہے۔ گر پڑنے والا۔ واقع ہونے والا۔ ﴿ وَظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ ﴾ (7/الاعراف:171) ''اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ یعنی پہاڑ گر پڑنے والا ہے ان پر۔'' ﴿ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿6﴾ ؕ ﴾ (51/الذّٰریٰت:6) ''اور یقیناً بدلہ یعنی بدلے کا دن ضرور واقع ہونے والا ہے۔''
	مَوْقِعٌ	ج مَوَاقِعُ۔ اسم الظرف ہے۔ گر پڑنے کی جگہ۔ ﴿ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿75﴾ ۙ ﴾ (56/الواقعہ:75) ''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گر پڑنے یعنی ڈوبنے کی جگہوں کی۔''
(مفاعلہ)	مُوَاقَعَةً	کسی چیز میں گرنا۔

مُوَاقِعٌ اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا۔ ﴿ وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا ﴾ (18/الکہف:53) ''اور دیکھیں گے مجرم لوگ آگ کو تو وہ گمان کریں گے کہ وہ گرنے والے ہیں اس میں۔''

ترکیب

ظَالِمِیْ دراصل ظَالِمِیْنَ تھا جو اَلَّذِیْنَ کا حال ہونے کی وجہ سے حال نصبی میں ہے اور اَنْفُسِهِمْ کا مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ کُنَّا کا اسم اس میں نَحْنُ کی ضمیر ہے اور مُسْتَضْعَفِیْنَ اس کی خبر ہے۔ تَکُنْ کا اسم اَرْضُ اللّٰهِ ہے اور وَاسِعَةً اس کی خبر ہے۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ استثناء ہے، کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ سے اور اس کی مزید وضاحت مِنَ الرِّجَالِ کے مِنْ بیانیہ سے ہوئی ہے۔ یَجِدْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے اور مرکب توصیفی مُرٰغَمًا کَثِیْرًا اس کا مفعول ہے جب کہ سَعَةً، مُرٰغَمًا پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِیْنَ	تَوَفّٰهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ
بیشک وہ لوگ	پورا پورا لیتے ہیں جن کو (یعنی روح قبض کرتے ہیں)	فرشتے	خود پر ظلم کرنے والے ہوتے ہوئے

قَالُوْا	فِیْمَ	كُنْتُمْ	قَالُوْا	كُنَّا	مُسْتَضْعَفِیْنَ	فِی الْاَرْضِ
وہ کہتے ہیں	کس چیز میں	تم لوگ تھے	وہ لوگ کہتے ہیں	ہم لوگ	کمزور تھے	زمین میں

قَالُوْٓا	اَ	لَمْ تَكُنْ	اَرْضُ اللّٰهِ	وَاسِعَةً	فَتُهَاجِرُوْا	فِیْهَا
وہ (فرشتے) کہتے ہیں	کیا	نہیں تھی	اللہ کی زمین	کشادہ	تم لوگ ہجرت کرتے	اس میں

فَاُولٰٓئِكَ	مَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ	وَسَآءَتْ	مَصِیْرًا	اِلَّا
پس وہ لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے وہ	لوٹنے کی جگہ	سوئے اس کے کہ

الْمُسْتَضْعَفِیْنَ	مِنَ الرِّجَالِ	النِّسَآءِ	وَالْوِلْدَانِ	لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
کمزور ہوں	مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	وہ استطاعت نہ رکھتے ہوں

حِیْلَةً	وَّلَا یَهْتَدُوْنَ	سَبِیْلًا	فَاُولٰٓئِكَ	عَسَی اللّٰهُ اَنْ	یَّعْفُوَ
کسی تدبیر کی	اور وہ نہ پاتے ہوں	کوئی راستہ	تو وہ لوگ ہیں	اُمید ہے کہ اللہ	درگزر کرے

عَنْهُمْ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَفُوًّا	غَفُوْرًا	وَمَنْ یُّهَاجِرْ
جن سے	اور ہے	اللہ	بے انتہا درگزر کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا	اور جو ہجرت کرے گا

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	یَجِدْ	فِی الْاَرْضِ	مُرٰغَمًا كَثِیْرًا	وَّ	سَعَةً	وَمَنْ	یَّخْرُجْ
اللہ کی راہ میں	تو وہ پائے گا	زمین میں	جانے کی کثیر جگہیں	اور	کشادگی	اور جو	نکلتا ہے

مِنْۢ بَیْتِهٖ	مُهَاجِرًا	اِلَی اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	ثُمَّ
اپنے گھر سے	ہجرت کرنے والا ہوتے ہوئے	اللہ کی طرف	اور اس کے رسول کی طرف	پھر

یُدْرِكْهُ	الْمَوْتُ	فَقَدْ وَقَعَ	اَجْرُهٗ	عَلَی اللّٰهِ	وَكَانَ	اللّٰهُ
آلیتی ہے اس کو	موت	تو واقع ہو چکا ہے	اس کا اجر	اللہ پر	اور ہے	اللہ

[illegible] رَّحِيْمًا	غَفُوْرًا
ہر حال میں رحم کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا

آیت نمبر (101 تا 104)

﴿ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ
طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ
اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ
مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا
مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا
تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ ع ﴾

ق ص ر

(ن)	قُصُوْرًا	(1) ناقص ہونا۔ سُست ہونا (لازم)۔ (2) ناقص کرنا۔ نیچا رکھنا۔ کمی کرنا (متعدی)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	قَاصِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ نیچا رکھنے والا۔ کمی کرنے والا۔ ﴿ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ﴾ (38/ صٓ:52) ''اور ان کے پاس نگاہ نیچی رکھنے والیاں ہیں۔''
(ض)	قَصْرًا	(۱) در و دیوار مضبوط کرنا۔ (۲) رہائش دینا۔
	قَصْرٌ	ج قُصُوْرٌ۔ محل۔ ﴿ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ ﴾ (77/ المرسلت:32) ''بیشک وہ یعنی دوزخ پھینکے کی چنگاریاں محل کی مانند۔'' ﴿ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿١٠﴾ ﴾ (25/ الفرقان:10) ''اور وہ بنائے گا آپؐ کے لیے محلات۔''
	مَقْصُوْرٌ	اسم المفعول ہے۔ رہائش دیا ہوا۔ ﴿ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ ﴾ (55/ الرحمٰن:72) ''رہائش دی ہوئی حوریں ہیں خیموں میں۔''
(افعال)	اِقْصَارًا	گھٹانا۔ کم کرنا۔ ﴿ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ ﴾ (7/ الاعراف:202) ''وہ بڑھاتے ہیں ان کو گمراہی میں پھر گھٹاتے نہیں۔''
(تفعیل)	تَقْصِيْرًا	کم کرنا۔ تراشنا۔
	مُقَصِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ تراشنے والا۔ ﴿ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ﴾ (48/ الفتح:27) ''مونڈنے والے اپنے سروں کو اور تراشنے والے۔''

605

س ل ح

(ف) سَلُحًا — ہتھیار پہننا۔ ہتھیار لگانا (اپنے آپ پر)

سِلَاحٌ — ج اَسْلِحَةٌ۔ اسم ذات ہے۔ ہتھیار۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م ط ر

(ن) مَطْرًا — آسمان سے کسی چیز کا برسنا جیسے بارش۔ اولے۔ پتھر وغیرہ۔

مَطَرٌ — اسم ذات ہے۔ برسنے والی چیز۔ بارش۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِمْطَارًا — آسمان سے کسی چیز کو برسانا۔ ﴿ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ﴾ (7/الاعراف: 74) ''اور ہم نے برسایا ان پر ایک برسنے والی چیز۔''

اَمْطِرْ — فعل امر ہے۔ تو برسا۔ ﴿ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ (8/الانفال: 32) ''پھر تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے۔''

مُمْطِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ برسانے والا۔ ﴿ هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ﴾ (46/الاحقاف: 24) ''یہ ایک بادل ہے، ہم پر برسانے والا ہے۔''

ترکیب

جُنَاحٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور لَيْسَ کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ اور عَلَيْكُمْ قائم مقام خبر ہے۔ اِنَّ کا اسم اَلْكٰفِرِيْنَ اور آگے كَانُوْا سے مُبِيْنًا تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ كَانُوْا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو اَلْكٰفِرِيْنَ کے لیے ہے۔ عَدُوًّا مُّبِيْنًا اس کی خبر ہے۔ كُنْتَ اور اَقَمْتَ افعال ماضی ہیں لیکن ان سے پہلے اِذَا شرطیہ آیا ہے اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى نکرہ مخصوصہ ہے اور لَمْ يُصَلُّوْا اس کی خصوصیت ہے۔ قِيٰمًا، قُعُوْدًا اور عَلٰى جُنُوْبِكُمْ، یہ تینوں حال ہیں۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ سے مَوْقُوْتًا تک کے جملے کی بھی وہی ترکیب ہے۔ جو اوپر اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ سے مُبِيْنًا تک کے جملے کی دی گئی ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	ضَرَبْتُمْ	فِي الْاَرْضِ	فَلَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ	تَقْصُرُوْا
اور جب کبھی	تم لوگ سفر کرو	زمین میں	تو نہیں ہے	تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ	تم لوگ کمی کرو

مِنَ الصَّلٰوةِ	اِنْ	خِفْتُمْ	اَنْ	يَّفْتِنَكُمُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
نماز میں سے	اگر	تمہیں خوف ہو	کہ	تمہیں تکلیف دیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ	كَانُوْا	لَكُمْ	عَدُوًّا مُّبِيْنًا	وَاِذَا	كُنْتَ	فِيْهِمْ
یقیناً کافر لوگ	ہیں	تمہارے لیے	کھلے دشمن	اور جب کبھی	آپؐ ہوں	ان میں

فَاَقَمْتَ	لَهُمُ	الصَّلٰوةَ	فَلْتَقُمْ	طَآئِفَةٌ	مِّنْهُمْ
تو آپؐ قائم کریں	ان کے لیے	نماز کو	پس چاہیے کہ کھڑی ہو	ایک جماعت	ان میں سے

مَّعَكَ	وَلْيَاْخُذُوْٓا	اَسْلِحَتَهُمْ	فَاِذَا	سَجَدُوْا
آپؐ کے ساتھ	اور چاہیے کہ وہ لوگ پکڑیں	اپنے اسلحے	پھر جب	وہ سجدہ کرلیں

ترجمہ

607

فَلْيَكُوْنُوْا	مِنْ وَّرَآئِكُمْ	وَلْتَاْتِ	طَآئِفَةٌ اُخْرٰى	لَمْ يُصَلُّوْا
تو چاہیے کہ وہ لوگ ہو جائیں	تمہارے پیچھے	اور چاہیے کہ آئے	دوسری جماعت	جس نے نماز نہیں پڑھی

فَلْيُصَلُّوْا	مَعَكَ	وَلْيَاْخُذُوْا	حِذْرَهُمْ	وَاَسْلِحَتَهُمْ	وَدَّ
تو چاہیے کہ وہ لوگ نماز پڑھیں	آپؐ کے ساتھ	اور چاہیے کہ پکڑیں	اپنا بچاؤ	اور اپنے اسلحے	چاہا

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْ	تَغْفُلُوْنَ	عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ	وَاَمْتِعَتِكُمْ
ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	تم غافل ہوتے	اپنے اسلحے سے	اور اپنے سامانوں سے

فَيَمِيْلُوْنَ	عَلَيْكُمْ	مَّيْلَةً وَّاحِدَةً	وَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكُمْ
تو وہ لوگ دھاوا بول دیں	تم لوگوں پر	یکبارگی حملہ کرکے	اور کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے	تم لوگوں پر

	اِنْ	كَانَ	بِكُمْ	اَذًى	مِّنْ مَّطَرٍ	اَوْ	كُنْتُمْ	مَّرْضٰٓى	اَنْ	تَضَعُوْٓا
	اگر	ہو	تم کو	کوئی تکلیف	بارش سے	یا	تم لوگ ہو	مریض	کہ	تم لوگ رکھ دو

اَسْلِحَتَكُمْ	وَخُذُوْا	حِذْرَكُمْ	اِنَّ	اللّٰهَ	اَعَدَّ	لِلْكٰفِرِيْنَ	
اپنے اسلحوں کو	اور پکڑو	اپنا بچاؤ	یقیناً	اللہ نے	تیار کیا ہے	کافروں کے لیے	

عَذَابًا مُّهِيْنًا	فَاِذَا	قَضَيْتُمُ	الصَّلٰوةَ	فَاذْكُرُوا	اللّٰهَ
ایک رُسوا کرنے والا عذاب	پھر جب	تم لوگ پورا کرلو	نماز کو	تو تم لوگ یاد کرو	اللہ کو

قِيٰمًا	وَّقُعُوْدًا	وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ	فَاِذَا	اطْمَاْنَنْتُمْ
کھڑے ہوئے	اور بیٹھے ہوئے	اور اپنی کروٹوں پر	پھر جب	تم لوگ مطمئن ہو

فَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	اِنَّ	الصَّلٰوةَ	كَانَتْ	عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
تو تم لوگ قائم کرو	نماز کو	بیشک	نماز	ہے	مومنوں پر	مقرر وقت پر فرض

وَلَا تَهِنُوْا	فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ	اِنْ	تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ	فَاِنَّهُمْ
اور تم لوگ سست مت ہو	اس قوم کی جستجو میں	اگر	تکلیف اُٹھایا کرتے ہو تم	تو وہ لوگ (بھی)

يَاْلَمُوْنَ	كَمَا	تَاْلَمُوْنَ	وَتَرْجُوْنَ	مِنَ اللّٰهِ
تکلیف اُٹھاتے ہیں	اس کی مانند جیسی	تم لوگ تکلیف اُٹھاتے ہو	اور تم لوگ اُمید رکھتے ہو	اللہ سے

مَا	لَا يَرْجُوْنَ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلِيْمًا	حَكِيْمًا
اس کی جس کی	وہ لوگ اُمید نہیں رکھتے	اور ہے	اللہ	جاننے والا	حکمت والا

نوٹ۔1

ان آیات میں قصر نماز اور صلوٰۃِ خوف کا بیان ہے جن کی تفصیل خاصی طویل ہے۔ ان کو مستند تفاسیر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں ہم صرف اہم نکات بیان کریں گے۔ واضح رہے کہ یہ پورا نوٹ تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

1۔ آیت نمبر ۱۰۱ میں اِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنَکُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ کے فقرے سے خیال آتا ہے کہ قصر کا تعلق صرف خوف کے سفر کے لیے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی خیال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قصر کی اجازت ایک انعام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے۔ لہٰذا اُس کے انعام کو قبول کرو۔'' یہ آیت قریب قریب تواتر سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امن اور خوف دونوں حالتوں کے سفر میں قصر فرمایا ہے۔

2۔ زمانۂ امن کے سفر میں قصر یہ ہے کہ جن اوقات کی نماز میں چار رکعتیں فرض ہیں ان میں دو رکعتیں پڑھی جائیں اور حالتِ جنگ میں قصر کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جنگی حالات جس طرح اجازت دیں نماز پڑھی جائے۔ اگر حالات زیادہ پُرخطر ہوں تو نماز کو مؤخر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر ہوا۔

3۔ رسول اللہ ﷺ سفر میں فجر کی سنتوں اور عشاء کے وتر کا التزام فرماتے تھے مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے۔ البتہ نفل نماز جب موقع ملتا تھا پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسے بندے کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں۔ فقہ حنفی کے مطابق مسافر جب راستہ طے کر رہا ہو تو سنتیں نہ پڑھنا افضل ہے اور جب کسی جگہ قیام کرلے تو پڑھنا افضل ہے۔

4۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک 48 میل یا اس سے زیادہ طویل سفر میں قصر کیا جائے گا۔ امام مالکؒ کے نزدیک 45 میل، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک 15 میل کے سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔

5۔ سفر میں کسی جگہ 15 دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت ہو تو پھر پوری نماز ادا کرنی ہوگی۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے۔ امام احمدؒ چار دن، جب کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ چار دن سے زیادہ کے ارادۂ قیام پر قصر کو جائز نہیں سمجھتے۔ نبی ﷺ سے اس باب میں کوئی صریح حکم مروی نہیں ہے۔

آیت نمبر (105 تا 109)

﴿ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىکَ اللّٰہُ ؕ وَ لَا تَکُنۡ لِّلۡخَآئِنِیۡنَ خَصِیۡمًا ۙ﴿۱۰۵﴾ وَّ
اسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۰۶﴾ۚ وَ لَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِیۡنَ یَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا
یُحِبُّ مَنۡ کَانَ خَوَّانًا اَثِیۡمًا ﴿۱۰۷﴾ۚۙ یَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰہِ وَ ہُوَ مَعَہُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ
مَا لَا یَرۡضٰی مِنَ الۡقَوۡلِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطًا ﴿۱۰۸﴾ ہٰۤاَنۡتُمۡ ہٰۤؤُلَآءِ جٰدَلۡتُمۡ عَنۡہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ
الدُّنۡیَا ۟ فَمَنۡ یُّجَادِلُ اللّٰہَ عَنۡہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَمۡ مَّنۡ یَّکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ وَکِیۡلًا ﴿۱۰۹﴾ ﴾

ترجمہ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ	اِلَیۡکَ	الۡکِتٰبَ	بِالۡحَقِّ	لِتَحۡکُمَ	بَیۡنَ النَّاسِ
یقیناً ہم نے اُتارا	آپ کی طرف	اس کتاب کو	حق کے ساتھ	تا کہ آپ فیصلہ کریں	لوگوں کے درمیان

بِمَاۤ	اَرٰىکَ	اللّٰہُ	وَلَا تَکُنۡ	لِّلۡخَآئِنِیۡنَ	خَصِیۡمًا
اس سے جو	سمجھایا آپؐ کو	اللہ نے	اور آپؐ مت ہوں	خیانت کرنے والوں کے لیے	جھگڑا کرنے والے

603

وَّ اسْتَغْفِرِ	اللّٰهَ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
اور آپؐ مغفرت چاہیں	اللہ سے	یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

وَلَا تُجَادِلْ	عَنِ الَّذِيْنَ	يَخْتَانُوْنَ	اَنْفُسَهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ
اور تم مناظرہ مت کرو	ان کی طرف سے جنہوں نے	خیانت کی	اپنے آپ سے	یقیناً اللہ

لَا يُحِبُّ	مَنْ	كَانَ	خَوَّانًا	اَثِيْمًا
پسند نہیں کرتا	اس کو جو	ہو	بار بار خیانت کرنے والا	ہمیشہ گناہ کرنے والا

يَّسْتَخْفُوْنَ	مِنَ النَّاسِ	وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ	مِنَ اللّٰهِ	وَهُوَ
وہ پوشیدگی چاہتے ہیں	لوگوں سے	اور پوشیدگی نہیں چاہتے	اللہ سے	اور وہ

مَعَهُمْ	اِذْ	يُبَيِّتُوْنَ	مَا	لَا يَرْضٰى
ان کے ساتھ ہوتا ہے	جب	وہ لوگ رات کو مشورہ کرتے ہیں	اس کا	وہ (یعنی اللہ) راضی نہیں ہوتا

مِنَ الْقَوْلِ	وَكَانَ اللّٰهُ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطًا
جس بات سے	اور اللہ ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں	گھیرنے والا

هٰاَنْتُمْ	هٰٓؤُلَاۗءِ	جٰدَلْتُمْ	عَنْهُمْ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ارے تم لوگ تو	وہ ہو (کہ)	مناظرہ کرتے ہو	ان کی طرف سے	اس دُنیوی زندگی میں

فَمَنْ	يُّجَادِلُ	اللّٰهَ	عَنْهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اَمْ	مَّنْ	يَّكُوْنُ
تو کون	مناظرہ کرے گا	اللہ سے	ان کی طرف سے	قیامت کے دن	یا	کون	ہوگا

عَلَيْهِمْ	وَكِيْلًا
ان کا	کارساز

نوٹ۔1

یہ آیات اور اس کے آگے کی چند آیات ایک خاص واقعہ سے متعلق ہیں جس میں مدینہ میں آباد ایک مسلمان قبیلے کے ایک فرد نے چوری کی اور اس کا الزام ایک یہودی کے سر ڈال دیا۔ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو قبیلے کے لوگوں نے باہم مشورہ کرکے اپنے آدمی کی حمایت میں اور یہودی کی مخالفت میں اپنے دلائل اور شہادتیں پیش کیں جس کو اللہ تعالیٰ نے خیانت اور جدال کہا اور ان آیات کے ذریعے رسول اللہ ﷺ پر حقیقت واضح کر دی۔

”لیکن عام قرآن اسلوب کے مطابق جو ہدایات اس سلسلہ میں دی گئیں وہ مخصوص اس واقعہ کے ساتھ نہیں بلکہ تمام موجودہ اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لیے عام اور بہت اصول اور فروعی مسائل پر مشتمل ہیں۔“ (معارف القرآن)

807

آیت نمبر (103 تا 110)

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا
فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔا
فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ
يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ ﴾

ر م ی

(ض) رَمْيًا (۱) کوئی چیز پھینکنا۔ (۲) کسی پر الزام لگانا۔ تہمت لگانا۔ ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ﴾ (8/الانفال:17) ''اور آپ ﷺ نے نہیں پھینکا، جب آپ ﷺ نے پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔'' ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ (24/النور:4) ''اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر۔''

ترکیب

مَنْ شرطیہ ہے۔ یَعْمَلْ اور یَظْلِمْ اور یَسْتَغْفِرْ، یہ تینوں افعال شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں جب کہ یَجِدْ جواب شرط ہے۔ یَکْسِبْ بھی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور یَکْسِبُهٗ جواب شرط ہے لیکن درمیان میں اِنَّمَا آجانے کی وجہ سے یہ مجزوم نہیں ہوا۔ اسی طرح یَرْمِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور فَقَدِ احْتَمَلَ جواب شرط ہے لیکن فعل ماضی ہے اس لیے محلاً مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَمَنْ	يَّعْمَلْ	سُوْٓءًا	اَوْ	يَظْلِمْ	نَفْسَهٗ	ثُمَّ	يَسْتَغْفِرِ	اللّٰهَ
اور جو	کرتا ہے	کوئی برائی	یا	ظلم کرتا ہے	اپنے آپ پر	پھر	مغفرت مانگتا ہے	اللہ سے

يَجِدِ	اللّٰهَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا	وَمَنْ	يَّكْسِبْ	اِثْمًا
تو وہ پاتا ہے	اللہ کو	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا	اور جو	کماتا ہے	کوئی گناہ

فَاِنَّمَا	يَكْسِبُهٗ	عَلٰي نَفْسِهٖ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلِيْمًا
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کماتا ہے اس کو	اپنی ہی جان پر	اور ہے	اللہ	جاننے والا

حَكِيْمًا	وَمَنْ	يَّكْسِبْ	خَطِيْۗـــــَٔةً	اَوْ	اِثْمًا	ثُمَّ	يَرْمِ	بِهٖ
حکمت والا	اور جو	کماتا ہے	کوئی خطا	یا	کوئی گناہ	پھر	وہ الزام ڈالتا ہے	اس کا

بَرِيْۗـــــًٔا	فَقَدِ احْتَمَلَ	بُهْتَانًا	وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا	وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ
کسی بے گناہ پر	تو اُس نے اُٹھایا ہے	ایک بہتان	اور ایک کھلا گناہ	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل

عَلَيْكَ	وَرَحْمَتُهٗ	لَهَمَّتْ	طَّاۗىِٕفَةٌ	مِّنْهُمْ	اَنْ	يُّضِلُّوْكَ
آپ ؐ پر	اور اس کی رحمت	تو ارادہ کیا تھا	ایک گروہ نے	ان میں سے	کہ	وہ بہکا دیں آپ ؐ کو

وَمَا يُضِلُّوْنَ	اِلَّآ	اَنْفُسَهُمْ	وَمَا يَضُرُّوْنَكَ	مِنْ شَيْءٍ	وَاَنْزَلَ
اور وہ نہیں بہکاتے ہیں	مگر	اپنے آپ کو	اور وہ نہیں نقصان کرتے آپ ؐ کا	کچھ بھی	اور اُتارا

اللّٰهُ	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ	وَعَلَّمَكَ	مَا	لَمْ تَكُنْ	تَعْلَمُ
اللہ نے	آپ ؐ پر	اس کتاب کو	اور حکمت کو	اور سکھایا آپ ؐ کو	وہ، جو	آپ ؐ نہیں	آپ ؐ نہیں جانتے

وَكَانَ	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكَ	عَظِيْمًا
اور ہے	اللہ کا فضل	آپ ؐ پر	بہت عظیم

آیت نمبر (114 تا 115)

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ١١٤ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ١١٥ ع﴾

ترکیب

وَمَنْ شرطیہ ہے اور یَفْعَلْ شرط ہے، جب کہ نُؤْتِيْهِ اس کا جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آ جانے سے یہ مجزوم نہیں ہوا۔ اس طرح وَمَنْ شرطیہ کی شرط یُشَاقِقِ آئی ہے۔ اگر مجزوم ہونے کی وجہ سے مضاعف کا لام کلمہ ساکن ہوتا ہے تو اسے ادغام کر کے اور ادغام کے بغیر، دونوں طرح استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔ یُشَاقِقِ یہاں ادغام کے بغیر آیا ہے اور یَتَّبِعْ بھی شرط ہے جب کہ نُوَلِّهٖ ج اور نُصْلِهٖ جواب شرط ہے۔

ترجمہ

لَا خَيْرَ	فِيْ كَثِيْرٍ	مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ	اِلَّا	مَنْ	اَمَرَ
کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہے	اکثر میں	ان کی سرگوشی میں سے	سوائے اس کے کہ	جو	ترغیب دے

بِصَدَقَةٍ	اَوْ مَعْرُوْفٍ	اَوْ اِصْلَاحٍ	بَيْنَ النَّاسِ	وَمَنْ	يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ
کسی خیرات کی	یا کسی بھلائی کی	یا کسی اصلاح کی	لوگوں کے درمیان	اور جو	کرے گا	یہ

ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ	فَسَوْفَ	نُؤْتِيْهِ	اَجْرًا عَظِيْمًا	وَمَنْ	يُّشَاقِقِ
اللہ کی رضا چاہنے میں	تو عنقریب	ہم دیں گے اس کو	ایک شاندار بدلہ	اور جو	مخالفت کرے گا

الرَّسُوْلَ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	تَبَيَّنَ	لَهُ	الْهُدٰى	وَيَتَّبِعْ
ان رسول کی	اس کے بعد کے جو	واضح ہوئی	اس کے لیے	ہدایت	اور پیروی کرے گا

غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ	نُوَلِّهٖ	مَا	تَوَلّٰى	وَنُصْلِهٖ
مومنوں کے راستے کے علاوہ کی	تو ہم پھیر دیں گے اس کو	ادھر، جدھر	وہ پھرا	اور ہم ڈالیں گے اس کو

جَهَنَّمَ	وَسَاۗءَتْ	مَصِيْرًا
جہنم میں	اور کتنا برا ہے وہ	لوٹنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

721

آیت نمبر (116 تا 121)

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَكَ بِهٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ
قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِكَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمۡ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَیُبَتِّكُنَّ
اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ
خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُهُمۡ وَ یُمَنِّیۡهِمۡ ؕ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا
یَجِدُوۡنَ عَنۡهَا مَحِیۡصًا ﴿۱۲۱﴾﴾

م ر د

(س)	مَرَدًا	(۱) درخت کی ٹہنی کا پتوں کے بغیر ہونا۔ (۲) چکنا ہونا۔
(ن)	مُرُوۡدًا	(۱) ہمسروں سے آگے نکلنا۔ (۲) نافرمان وسرکش ہونا۔ ﴿وَمِنۡ اَهۡلِ الۡمَدِیۡنَةِ ۟ مَرَدُوۡا عَلَی النِّفَاقِ﴾ (9/التوبہ:101) ''اور مدینے والوں میں سے کچھ لوگ آگے بڑھے نفاق پر''
	مَارِدٌ	اسم الفاعل ہے۔ سرکشی کرنے والا ﴿وَحِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ﴾ (37/الصّٰفّٰت:7) ''اور حفاظت کرتے ہوئے ہر ایک سرکشی کرنے والے شیطان سے۔
	مَرِیۡدٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں سرکش۔ آیت زیرِ مطالعہ
(تفعیل)	تَمۡرِیۡدًا	کسی ءیز کو ہموار اور چکنا کرنا۔
	مُمَرَّدٌ	اسم المفعول ہے۔ چکنا کیا ہوا۔ ﴿قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ﴾ (27/النمل:44) ''اس نے کہا کہ یہ ایک چکنا کیا ہوا محل ہے۔''

ب ت ک

(ن۔ض)	بَتۡكًا	کسی چیز کا کاٹنا۔ چیرنا۔
(تفعیل)	تَبۡتِیۡكًا	تسلسل سے کاٹنا۔ چیرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ

غ ی ر

(ض)	غَیۡرًا	کسی چیز سے مختلف ہونا۔ علاوہ ہونا۔
	غَیۡرٌ	مختلف چیز۔ علاوہ چیز۔ ﴿وَ یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ﴾ (2/البقرہ:61) ''اور وہ لوگ قتل کرتے تھے نبیوں کو حق کے علاوہ سے۔''
(افعال)	اِغَارَةً	کسی چیز کو مختلف کرنا۔ تاخت وتاراج کرنا۔ غارت گری کرنا۔
	مُغِیۡرٌ	اسم الفاعل ہے۔ تاراج کرنے والا۔ ﴿فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا﴾ (101/العدیٰت:3) ''پھر قتل وغارت کرنے والے صبح کو۔''
(تفعیل)	تَغۡیِیۡرًا	کسی کی صورت یا صفات بدل دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ

	تَغْيِیْرًا	اسم الفاعل ہے۔ بدلنے والا۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (8/الانفال:53) ''یہ اس لئے کہ اللہ نہیں ہے بدلنے والا اس نعمت کو، اس نے انعام کیا جسے کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ لوگ بدلیں اس کو جو ان کے جی میں ہے۔''
(تفعّل)	تَغَیُّرًا	بدل جانا۔ ﴿وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ﴾ (47/محمد:15) ''اور نہریں ہیں دودھ کی، نہیں بدلتا اس کا مزہ۔''

ح ی ص

(ض)	حَیْصًا	کسی چیز سے بچنا۔ ہٹنا۔
	مَحِیْصٌ	اسم الظرف ہے۔ بچنے کی جگہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اِنْ یَّدْعُوْنَ کا اِنْ نافیہ ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ آگے اِلَّآ آرہا ہے۔ اگر یہ اِنْ شرطیہ ہوتا تو مضارع کو مجزوم کرتا اور اِنْ یَّدْعُوْا آتا۔ وَقَالَ کا واو حالیہ ہے اور قَالَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا کے لئے ہے۔ فَلَیُبَتِّکُنَّ اور فَلَیُغَیِّرُنَّ دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ ان کا فاعل ھُمْ کی ضمیر ہے جو مِنْ عِبَادِکَ کے لئے ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	لَا یَغْفِرُ	اَنْ	یُّشْرَكَ	بِهٖ	وَیَغْفِرُ
یقیناً اللہ	نہیں بخشے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا

مَا	دُوْنَ ذٰلِكَ	لِمَنْ	یَّشَآءُ ط	وَمَنْ	یُّشْرِكْ	بِاللّٰهِ
اس کو جو	اس کے علاوہ ہے	جس کے لئے	وہ چاہے گا	اور جو	شریک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ

فَقَدْ ضَلَّ	ضَلٰلًا بَعِیْدًا	اِنْ یَّدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اِلَّآ	اِنٰثًا ج
تو وہ گمراہ ہوا ہے	دور کا گمراہ ہونا	وہ لوگ نہیں پکارتے	اس کے علاوہ	مگر	عورتوں کو

وَاِنْ یَّدْعُوْنَ	اِلَّا	شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا	لَّعَنَهُ	اللّٰهُ	وَ
اور وہ نہیں پکارتے	مگر	سرکش شیطان کو	لعنت کی جس پر	اللہ نے	اور

قَالَ	لَاَتَّخِذَنَّ	مِنْ عِبَادِكَ	نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا
اس نے کہا	میں لازماً ہتھیا لوں گا	تیرے بندوں میں سے	ایک مقرر حصہ

وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ	وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ
اور میں لازماً بہکاؤں گا ان کو	اور میں لازماً تمناؤں میں مبتلا کروں گا ان کو

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ	فَلَیُبَتِّكُنَّ	اٰذَانَ الْاَنْعَامِ
اور میں لازماً ترغیب دوں گا ان کو	پھر وہ لوگ لازماً چیریں گے	چوپاؤں کے کان

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ	فَلَیُغَیِّرُنَّ	خَلْقَ اللّٰهِ ط
اور میں لازماً ترغیب دوں گا ان کا	پھر وہ لوگ لازماً بدلیں گے	اللہ کی خلقت کو

وَمَنۡ	یَّتَّخِذِ	الشَّیۡطٰنَ	وَلِیًّا	مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	فَقَدۡ خَسِرَ 721
اور جو	بناتا ہے	شیطان کو	کارساز	اللہ کے علاوہ	تو اس نے گھاٹا اٹھایا ہے

خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا	یَعِدُہُمۡ	وَیُمَنِّیۡہِمۡ ؕ
کھلم کھلا ایک بہت بڑا گھاٹا	وہ وعدے کرتا ہے ان سے	اور وہ تمناؤں میں مبتلا کرتا ہے ان کو

وَمَا یَعِدُہُمُ	الشَّیۡطٰنُ	اِلَّا	غُرُوۡرًا ﴿۱۲۰﴾	اُولٰٓئِکَ	مَاۡوٰىہُمۡ
اور وعدہ نہیں کرتا ان سے	شیطان	مگر	دھوکوں کا	یہ لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ

جَہَنَّمُ	وَلَا یَجِدُوۡنَ	عَنۡہَا	مَحِیۡصًا
جہنم ہے	اور وہ لوگ نہیں پائیں گے	اس سے	کوئی بچنے کی جگہ

نوٹ۔1

اس جگہ جس ردوبدل کو شیطان فعل قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کسی ءیز سے وہ کام لے جس کے لئے خدا نے اسے پیدا نہیں کیا ہے اور کسی چیز سے وہ کام نہ لے جس کے لئے خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ تمام افعال جو انسان اپنی اور اشیاء کی فطرت کے خلاف کرتا ہے، اور وہ تمام صورتیں جو وہ منشائے فطرت سے گریز کے لئے اختیار کرتا ہے، اِس آیت کی رو سے شیطان کی گمراہ کن تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً رہبانیت، مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا، عورتوں کو ان خدمات سے منحرف کرنا جو فطرت نے ان کے سپرد کی ہیں اور انہیں تمدن کے ان شعبوں میں گھسیٹ لانا جن کے لئے مرد پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار افعال جو شیطان کو شاگرد دنیا میں کر رہے ہیں، دراصل یہ معنی رکھتے ہیں کہ یہ لوگ خالق کائنات کے ٹھہرائے ہوئے قوانین کو غلط سمجھتے ہیں اور ان میں اصلاح فرمانا ءاہتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (122 تا 126)

﴿وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ
وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیۡلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیۡسَ بِاَمَانِیِّکُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ ؕ مَنۡ یَّعۡمَلۡ
سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ ۙ وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ
اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ
وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطًا ﴿۱۲۶﴾ ع﴾

ترکیب

وَعۡدَ اللّٰہِ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی فعل محذوف کا مفعول ہے۔ وہ فعل قَدۡ وَقَعَ بھی ہو سکتا ہے۔ حَقًّا حال ہے اور قِیۡلًا تمیز ہے۔ بِاَمَانِیِّکُمۡ اگر لَیۡسَ کی خبر ہوتی پھر لَیۡسَ کے بجائے لَیۡسَتۡ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خبر نہیں ہے اور لَیۡسَ کا اسم اور خبر دونوں محذوف ہیں جو کہ اَمۡرُ الۡقِیٰمَۃِ وَاجِبًا ہو سکتا ہے۔ اس طرح بِاَمَانِیِّکُمۡ متعلق خبر ہے اور اس پر بِ مطابقت کا ہے۔ وَلَا اَمَانِیِّ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ بِ پر عطف ہے۔ یُجۡزَ دراصل مضارع مجہول یُجۡزٰی ہے، جواب شرط ہونے کی وجہ

سے مجزوم ہوا تو ی ، گر گئی۔ وَلَا يَجِدْ کا مفعول وَلِيًّا اور نَصِيْرًا ہیں۔ مِنْ ذَكَرٍ کا مِنْ بیانیہ ہے۔ حَنِيْفًا حال ہے۔ اس
721 کو اِبْرٰهِيْمَ کا حال بھی مانا جاسکتا ہے اور اِتَّبَعَ کی ضمیر فاعلی کا بھی۔ ہماری ترجیح ہے کہ اس کو ضمیر فاعلی کا حال مانا جائے۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	سَنُدْخِلُهُمْ	جَنّٰتٍ
اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکی کے	ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں

تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ
بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہتے ہوئے	اس میں	ہمیشہ

وَعْدَ اللّٰهِ	حَقًّا	وَمَنْ	اَصْدَقُ	مِنَ اللّٰهِ	قِيْلًا
(ہو چکا) اللہ کا وعدہ	حق ہوتے ہوئے	اور کون	زیادہ سچا ہے	اللہ سے	بلحاظ بات کے

لَيْسَ	بِاَمَانِيِّكُمْ	وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ
(قیامت کا معاملہ) نہیں ہے	تمہاری آرزوؤں کے مطابق	اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق

مَنْ	يَّعْمَلْ	سُوْۗءًا	يُّجْزَ	بِهٖ	وَلَا يَجِدْ	لَهٗ
جو	عمل کرے گا	کسی برائی کا	تو اس کو بدلہ دیا جائے گا	اس کا	اور وہ نہیں پائے گا	اپنے لئے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلِيًّا	وَّلَا نَصِيْرًا	وَمَنْ	يَّعْمَلْ	مِنَ الصّٰلِحٰتِ
اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ کوئی مددگار	اور جو	کرے گا	نیکیوں میں سے

مِنْ ذَكَرٍ	اَوْ اُنْثٰى	وَ	هُوَ	مُؤْمِنٌ	فَاُولٰۗىِٕكَ	يَدْخُلُوْنَ
مذکر ہو	یا مونث	اس حال میں کہ	وہ	مومن ہو	تو وہ لوگ	داخل ہوں گے

الْجَنَّةَ	وَلَا يُظْلَمُوْنَ	نَقِيْرًا	وَمَنْ	اَحْسَنُ
جنت میں	اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	ایک تل بھر بھی	اور کون	زیادہ اچھا ہے

دِيْنًا	مِّمَّنْ	اَسْلَمَ	وَجْهَهٗ	لِلّٰهِ	وَ
بلحاظ دین کے	اس سے جس نے	فرمانبردار کیا	اپنے چہرے کو	اللہ کا	اس حال میں کہ

هُوَ	مُحْسِنٌ	وَّاتَّبَعَ	مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ	حَنِيْفًا
وہ	احسان کرنے والا ہے	اور اس نے پیروی کی	ابراہیمؑ کے طریقے کی	یکسو ہو کر

وَاتَّخَذَ	اللّٰهُ	اِبْرٰهِيْمَ	خَلِيْلًا	وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
اور بنایا	اللہ نے	ابراہیمؑ کو	دوست	اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ، جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	مُّحِيْطًا
اور وہ، جو	زمین میں ہے	اور ہے	اللہ	ہر چیز کا	احاطہ کرنے والا

آیت نمبر (127 تا 130)

721

﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ
الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ
تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ
بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ
الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا
بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

ش ح ح

(ن) **شُحًّا**: لالچ کرنا۔ بخل کرنا۔

شُحٌّ: اسم ذات بھی ہے۔ لالچ۔ بخل۔ آیت زیر مطالعہ۔

شَحِيْحٌ: ج اَشِحَّةٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ لالچ کرنے والا۔ لالچی۔ بخیل۔ ﴿اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ﴾ (33/ الاحزاب:19) ''رال ٹپکاتے ہوئے مال پر''

ع ل ق

(س) **عُلُوْقًا**: کسی چیز کا کسی چیز میں پھنس کر اس میں الجھ جانا۔ چمٹ جانا۔ لٹک جانا۔

عَلَقٌ: چمٹی ہوئی یا لٹکی ہوئی چیز۔ جمے ہوئے خون کا لوتھڑا۔ ﴿فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ﴾ (22/ الحج:5) ''تو ہم نے پیدا کیا تم کو ایک مٹی سے پھر ایک پانی کی بوند سے پھر ایک خون کے لوتھڑے سے''

تَعْلِيْقًا: چمٹانا۔ لٹکانا۔

تفعیل **مُعَلَّقٌ**: اسم المفعول ہے۔ لٹکایا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ، فِيْ يَتٰمَى النِّسَاءِ کے فِيْ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے۔ وَاَنْ بھی وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ پر
عطف ہے۔ وَمَا تَفْعَلُوْا کا مَا شرطیہ ہے اس لئے تَفْعَلُوْا مجزوم ہے۔ وَاِنِ امْرَاَةٌ میں اِمْرَاَةٌ مبتداء ہے اور جملہ فعلیہ خَافَتْ اس کی خبر ہے۔ اُحْضِرَتْ کا نائب فاعل اَلْاَنْفُسُ ہے اور اَلشُّحَّ مفعول ثانی ہے۔ يُغْنِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا تو اس کی 'ی' گر گئی ہے۔

ترجمہ

يُفْتِيْكُمْ	اللّٰهُ	قُلِ	فِي النِّسَآءِ	وَيَسْتَفْتُوْنَكَ
بتاتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	آپؐ کہئے	عورتوں کے بارے میں	اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے

فِي الْكِتٰبِ	يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	وَمَا	فِيْهِنَّ
اِس کتاب میں	پڑھ کر سنایا گیا تم لوگوں کو	اور جو	ان عورتوں کے بارے میں

فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ	لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ	مَا	كُتِبَ 721	لَهُنَّ
ایسی عورتوں کے یتیموں کے بارے میں	تم لوگ نہیں دیتے جن کو	وہ جو	فرض کیا گیا	ان کے لئے

وَ	تَرْغَبُوْنَ	اَنْ	تَنْكِحُوْهُنَّ	وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ
اور (پھر بھی)	رغبت رکھتے ہو	کہ	تم لوگ نکاح کروان سے	اور لڑکوں میں سے کمزوروں کے بارے میں

وَاَنْ	تَقُوْمُوْا	لِلْيَتٰمٰى	بِالْقِسْطِ ؕ	وَمَا	تَفْعَلُوْا	مِنْ خَيْرٍ
اور یہ کہ	تم لوگ قائم رہو	یتیموں کے لئے	انصاف پر	اور جو	تم لوگ کرو گے	کوئی بھی بھلائی

فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِهٖ	عَلِيْمًا	وَاِنِ	امْرَاَةٌ	خَافَتْ	مِنْۢ بَعْلِهَا
تو یقیناً اللہ	ہے	اس کو	جاننے والا	اور اگر	کوئی عورت	خوف رکھتی ہے	اپنے شوہر سے

نُشُوْزًا	اَوْ	اِعْرَاضًا	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْهِمَآ	اَنْ	يُّصْلِحَا
بدمزاجی کا	یا	بے توجہی کا	تو کوئی گناہ نہیں ہے	ان دونوں پر	کہ	وہ دونوں سمجھوتہ کرلیں

بَيْنَهُمَا	صُلْحًا	وَالصُّلْحُ	خَيْرٌ	وَاُحْضِرَتِ	الْاَنْفُسُ
آپس میں	صلح کا	اور صلح	بہتر ہے	اور حاضر کی گئی (یعنی رچا بسا دی گئی)	طبیعتوں میں

الشُّحَّ	وَاِنْ	تُحْسِنُوْا	وَتَتَّقُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
لالچ	اور اگر	تم لوگ احسان کرو	اور تقویٰ کرو	تو یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

خَبِيْرًا	وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا	اَنْ	تَعْدِلُوْا	بَيْنَ النِّسَآءِ	وَلَوْ
باخبر	اور تم لوگ ہرگز استطاعت نہیں رکھتے	کہ	عدل کرو	عورتوں کے مابین	اور اگر (یعنی خواہ)

حَرَصْتُمْ	فَلَا تَمِيْلُوْا	كُلَّ الْمَيْلِ	فَتَذَرُوْهَا
تم لوگ خواہش کرو	تو پھر تم لوگ ایک (ہی) کے مت ہو رہو	بالکل ایک طرف کا ہونا	کہ چھوڑ دو اس کو (یعنی دوسری بیوی کو)

كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ	وَاِنْ	تُصْلِحُوْا	وَتَتَّقُوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	غَفُوْرًا
لٹکائی ہوئی کی مانند	اور اگر	تم لوگ اصلاح کرو	اور تقویٰ کرو	تو یقیناً اللہ	ہے	بے انتہا بخشنے والا

رَّحِيْمًا	وَاِنْ	يَّتَفَرَّقَا	يُغْنِ	اللّٰهُ	كُلًّا
ہر حال میں رحم کرنے والا	اور اگر	وہ دونوں الگ ہو جائیں	تو بے نیاز کردے گا	اللہ	سب کو

مِّنْ سَعَتِهٖ	وَكَانَ	اللّٰهُ	وَاسِعًا	حَكِيْمًا
اپنی وسعت سے	اور ہے	اللہ	وسعت دینے والا	حکمت والا

نوٹ۔1

بعض لوگوں کو کہنا ہے کہ پہلے یعنی اسی سورہ کی آیت نمبر۔۳ میں عدل کی شرط کے ساتھ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ لیکن اب آیت نمبر۔۱۲۹ میں عدل کو ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو منسوخ کردیا گیا

اس آیت میں اگر صرف اتنا ہی کہا ہوتا کہ تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے ، تو پھر اس استدلال کو قبول کرنا ممکن تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ہدایت موجود ہے کہ ایسی صورت میں ایک ہی بیوی کے مت ہو رہو۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ ابتدا میں جو ہدایت دی گئی تھیں ان کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے سلسلے میں کچھ الجھنیں اور سوالات پیدا ہوئے تھے۔ ان کی وضاحت ان آیات زیر مطالعہ میں کی گئی ہے۔ اس پس منظر میں آیت نمبر۔ ۱۲۹ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ طبعی میلان اور دلی لگاؤ کے پہلو سے تمام بیویوں کے درمیان برابری کرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اور اسلام کا یہ اصول ہے کہ جس چیز پر انسان کا اختیار نہ ہو تو اس پر اس سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس پہلو سے برابری نہ کرنے پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ دلی لگاؤ میں فرق کے باوجود تمام بیویوں کے حقوق کی ادائیگی میں برابری کرنا تمہارے اختیار میں ہے۔ اس لئے اس میں کوتاہی پر تمہارا مواخذہ ہوگا۔

آیت نمبر (131 تا 134)

﴿ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ
اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ﴾

ترکیب

وَصَّيْنَا کا مفعول اول اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ہے اور اِيَّاكُمْ اس کا مفعول ثانی ہے۔ يَاْتِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور اس کی 'ی' گری ہوئی ہے۔ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مبتداء موخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور فَعِنْدَ اللّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَلَقَدْ وَصَّيْنَا
اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	اور بیشک ہم تاکید کر چکے ہیں

الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَاِيَّاكُمْ	اَنِ	اتَّقُوا	اللّٰهَ
ان لوگوں کو جن کو	دی گئی	کتاب	تم لوگوں سے پہلے	اور تم لوگوں کو بھی	کہ	تقویٰ کرو	اللہ کا

وَاِنْ	تَكْفُرُوْا	فَاِنَّ	لِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
اور اگر	تم لوگ انکار کرو گے	تو یقینا	اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ، جو

فِي الْاَرْضِ	وَكَانَ	اللّٰهُ	غَنِيًّا	حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾	وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
زمین میں ہے	اور ہے	اللہ	بے نیاز	حمد کیا ہوا	اور اللہ ہی کے لئے ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے

يَّشَآ	اِنْ 721	وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾	بِاللّٰهِ	وَكَفٰى	فِى الْاَرْضِ ؕ	وَمَا
وہ چاہے	اگر	بطور کام نکالنے والے کے	اللہ	اور کافی ہے	زمین میں ہے	اور وہ، جو

اللّٰهُ	وَكَانَ	بِاٰخَرِيْنَ ؕ	وَيَاْتِ	اَيُّهَا النَّاسُ	يُذْهِبْكُمْ
اللہ	اور ہے	دوسروں کو	اور وہ لے آئے گا	اے لوگو	تو وہ لے جائے گا تم لوگوں کو

فَعِنْدَ اللّٰهِ	ثَوَابَ الدُّنْيَا	كَانَ يُرِيْدُ	مَنْ	قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾	عَلٰى ذٰلِكَ
تو اللہ کے (پاس تو)	دُنیا کے ثواب کا	ارادہ کرے گا	جو	قدرت رکھنے والا	اس پر

بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع	سَمِيْعًا	اللّٰهُ	وَكَانَ	ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ
دیکھنے والا	سننے والا	اللہ	اور ہے	دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب ہے

آیت نمبر (135 تا 139)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ
الْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ
لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ؕ ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾ ﴾

ترکیب

كُوْنُوْا کا اسم اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ قَوّٰمِيْنَ اور شُهَدَاءَ، دونوں اس کی خبر ہیں۔ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ کا مبتداء اور خبر دونوں محذوف ہیں، پورا جملہ کچھ اس طرح ہوتا وَلَوْ هُوَ صَوْبٌ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ۔ اَلْوَالِدَيْنِ اور اَلْاَقْرَبِيْنَ عَلٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہیں۔ لفظ اَوْلٰى افعل تفضیل ہے۔ بِهِمَا میں تثنیہ کی ضمیر اَلْوَالِدَيْنِ اور اَلْاَقْرَبِيْنَ کے لئے ہے۔ تَلْوٗا کا مفعول اَلْسِنَتَكُمْ محذوف ہے۔ لِلّٰهِ جَمِيْعًا میں لفظ اللہ پر لام تملیک ہے۔

ترجمہ

قَوّٰمِيْنَ	كُوْنُوْا	اٰمَنُوْا	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
بہت زیادہ نگرانی کرنے والے	تم لوگ ہو جاؤ	ایمان لائے ہو	اے لوگو جو

عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ	وَلَوْ	لِلّٰهِ	شُهَدَآءَ	بِالْقِسْطِ
تمہارے اپنے آپ پر	اور اگر چہ (وہ پڑے)	اللہ کے لئے	(اور) گواہی دینے والے	انصاف کی

فَاللّٰهُ	اَوْ فَقِيْرًا	غَنِيًّا	اِنْ يَّكُنْ	وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ	اَوِ الْوَالِدَيْنِ
تو اللہ	یا محتاج	مالدار	اگر وہ ہوں	اور قرابت داروں پر	یا والدین پر

اَوۡلٰی	بِهِمَا	فَلَا تَتَّبِعُوا	الۡهَوٰۤی	اَنۡ	تَعۡدِلُوۡا 721
زیادہ حمایتی ہے	ان دونوں کا	پس تم لوگ پیروی مت کرو	خواہش کی	کہ	انصاف (نہ) کرو

وَاِنۡ	تَلۡوٗۤا	اَوۡ	تُعۡرِضُوۡا	فَاِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	بِمَا
اور اگر	تم لوگ مروڑتے ہو (زبانوں کو)	یا	بے رخی کرتے ہو	تو یقیناً اللہ	ہے	اس سے جو

تَعۡمَلُوۡنَ	خَبِيۡرًا	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اٰمِنُوۡا	بِاللّٰهِ
تم لوگ کرتے ہو	باخبر	اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر

وَرَسُوۡلِهٖ	وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡ	نَزَّلَ	عَلٰى رَسُوۡلِهٖ
اور اس کے رسول پر	اور اس کتاب پر جو	اس نے بتدریج اتاری	اپنے رسول پر

وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡۤ	اَنۡزَلَ	مِنۡ قَبۡلُ ؕ	وَمَنۡ	يَّكۡفُرۡ	بِاللّٰهِ	وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
اور اس کتاب پر جو	اتاری	اس سے پہلے	اور جو	انکار کرے گا	اللہ کا	اور اس کے فرشتوں کا

وَكُتُبِهٖ	وَرُسُلِهٖ	وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	فَقَدۡ ضَلَّ	ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا
اور اس کی کتابوں کا	اور اسکے رسولوں کا	اور آخری دن کا	تو وہ گمراہ ہوا ہے	دور کی گمراہی میں

اِنَّ الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	ثُمَّ	كَفَرُوۡا	ثُمَّ اٰمَنُوۡا	ثُمَّ كَفَرُوۡا	ثُمَّ
بیشک جو لوگ	ایمان لائے	پھر	انہوں نے کفر کیا	پھر ایمان لائے	پھر کفر کیا	پھر

ازۡدَادُوۡا	كُفۡرًا	لَّمۡ يَكُنِ	اللّٰهُ	لِيَغۡفِرَ	لَهُمۡ
وہ لوگ زیادہ ہوئے	بلحاظ کفر کے	تو ہرگز نہیں ہے	اللہ	کہ وہ معاف کرے	ان کو

وَلَا لِيَهۡدِيَهُمۡ	سَبِيۡلًا	بَشِّرِ	الۡمُنٰفِقِيۡنَ	بِاَنَّ
اور نہ (یہ) کہ وہ ہدایت دے ان کو	راستے کی	آپؐ بشارت دیجئے	منافقوں کو	اس کی کہ

لَهُمۡ	عَذَابًا اَلِيۡمَا	اۨلَّذِيۡنَ	يَتَّخِذُوۡنَ	الۡكٰفِرِيۡنَ	اَوۡلِيَآءَ
ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	(یہ) وہ لوگ (ہیں) جو	بناتے ہیں	کافروں کو	کارساز

مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ	اَ	يَبۡتَغُوۡنَ	عِنۡدَهُمُ	الۡعِزَّةَ	فَاِنَّ الۡعِزَّةَ
مومنوں کے علاوہ	کیا	یہ لوگ تلاش کرتے ہیں	ان کے پاس	عزت کو	تو یقیناً عزت تو

لِلّٰهِ	جَمِيۡعًا
اللہ ہی کی ملکیت ہے	کل کی کل

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۱۳۵ میں اللہ تعالیٰ کا حکم بہت واضح ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا ہے کہ انصاف کرو۔ بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ انصاف کی نگہبانی کرنے والے بنو۔ اس طرز کلام سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انصاف کرنے کا اختیار تو معاشرے

721

میں چند افراد کو حاصل ہوتا ہے اور انصاف کرنا ان کا فرض ہے۔ البتہ انصاف کی نگہبانی کرنا معاشرے کے ہر فرد پر فرض ہے۔ اس لئے کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حق بات کہنے اور حق کی گواہی دینے سے گریز کرے، خواہ اس کے نتیجے میں اپنا نقصان ہوتا ہو یا والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہوتا ہو، مزید یہ کہ اس فرض کی ادائیگی میں نہ تو کسی مالدار کی کوئی رعایت کرے اور نہ کسی غریب پر ترس کھائے۔

ہم لوگ اپنے رب کے اس حکم کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو اس کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

نوٹ۔2

آیت نمبر ۱۳۶ میں جو لوگ ایمان لائے ہیں، انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ تم لوگ ایمان لاؤ۔ یہ دراصل اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کی بات ہے۔ اس لئے کہ ایک شخص جب دین کی مبادیات کا زبان سے اقرار کر لیتا ہے تو وہ اہل ایمان کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اب اس سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ یہ ہے کہ جن باتوں کا زبان سے اقرار کیا ہے، ان پر اب دلی یقین کی کیفیت بھی پیدا کرو۔ اس حکم کی اہمیت کو سمجھ لیں۔

اس دنیا میں کسی کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ صرف زبانی اقرار کی بنیاد پر ہوگا، کیونکہ دلی یقین کو ناپنے کا ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ زبانی اقرار ایک جامد حقیقت ہے۔ اس کا وجود یا تو ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اس میں کسی کمی بیشی کا امکان نہیں۔ اس لئے دنیاوی حقوق میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ کسی باپ کا ایک بیٹا عابد و زاہد اور فرمانبردار ہے، جبکہ دوسرا بیٹا فاسق و فاجر اور نافرمان ہے۔ لیکن والد کے انتقال پر ترکہ میں دونوں کو برابر حصہ ملے گا۔ فرمانبردار کو زیادہ اور نافرمان کو کم دینے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی اولاد کا عاق کرنے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

آخرت میں فیصلے کے وقت بھی پہلے زبانی اقرار کی ضرور پڑے گی۔ کیونکہ اقرار کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کا حساب الگ الگ ہوگا۔ اقرار کرنے والوں کی نمازوں کی پہلے گنتی ہوگی۔ اگر نمازوں کی گنتی پوری ہوگی تو حساب کتاب آگے بڑھے گا اور باقی نیکیوں کی گنتی ہوگی۔

اعمال کی گنتی کے بعد ان کا وزن ہوگا۔ یہ وہ مرحلہ ہے جہاں دلی یقین کی ضرورت پڑے گا۔ اس لئے کہ ایک مسلمان دلی یقین کے ساتھ نیکیاں کرتا رہا اور دوسرا یقین سے خالی دل کے ساتھ نیکیاں کرتا رہا تو دونوں کی نیکیاں گنتی میں اگر برابر بھی ہوں، تب بھی وزن میں برابر نہیں ہوں گی۔ ایک نیکی کے عوض دس سے سات سو نیکی کے اجر کے فیصلے میں نیکی کرنے والے کی ظروف و احوال کے ساتھ اس کی نیت اور دلی کیفیت کا بھی عمل دخل ہوگا۔ اس لئے زبانی اقرار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ دلی یقین بھی پیدا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے مطالبے کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جس طرح زبانی اقرار ایک جامد حقیقت ہے اور اس میں کمی بیشی کا امکان نہیں ہے، اسی طرح دلی یقین ایک متغیر حقیقت ہے اور اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے آخرت میں کامیابی کے خواہشمند مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے دلی یقین کے لئے فکر مند رہے، اللہ سے دعا بھی کرتا رہے اور اسے برابر چیک بھی کرتا رہے۔ جس طرح ذیابطیس کا مریض صبح و شام اپنا شوگر لیول چیک کرتا ہے۔

آیت نمبر (140 تا 141)

721

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ
جَمِيْعَا ۙ﴿140﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ
لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿141﴾ۧ

خ و ض

(ن) خَوْضًا (1) پانی کی تہہ میں اُترنا۔ (2) بال کی کھال نکالنا۔ لاحاصل گفتگو کرنا۔ بے پر کی اُڑانا۔ آیت زیرِ مطالعہ ہے۔

خَائِضٌ اسم الفاعل ہے۔ لاحاصل گفتگو کرنے والا۔ ﴿وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿45﴾﴾ (74/المدثر:45) ''اور ہم لوگ لاحاصل گفتگو کرتے تھے لاحاصل بات کرنے والوں کے ساتھ۔''

ح و ذ

(ن) حَوْذًا حفاظت کرنا۔ نگہبانی کرنا۔

(استفعال) اِسْتِحْوَاذًا گھیر لینا۔ غالب ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

سَمِعْتُمْ کا مفعول اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ بِهَا میں هَا کی ضمیر اٰيٰتِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔ جَمِيْعًا تمیز ہے اور تاکید کے لیے ہے۔ اِنْ شرطیہ کی وجہ سے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتْحٌ اور نَصِيْبٌ مبتداء مؤخر نکرہ اور كَانَ کا اسم ہیں، ان کی خبریں محذوف ہیں۔ وَنَمْنَعْكُمْ کا مجزوم ہونا بتا رہا ہے کہ یہ اَلَمْ پر عطف ہے۔ لَنْ يَّجْعَلَ کا مفعول سَبِيْلًا ہے۔

ترجمہ

سَمِعْتُمْ	اِذَا	اَنْ	فِي الْكِتٰبِ	عَلَيْكُمْ	وَقَدْ نَزَّلَ
تم لوگ سنو	جب کبھی	کہ	کتاب میں	تم لوگوں پر	اور وہ (یعنی اللہ) اُتار چکا ہے

فَلَا تَقْعُدُوْا	بِهَا	وَيُسْتَهْزَاُ	بِهَا	يُكْفَرُ	اٰيٰتِ اللّٰهِ
تو مت بیٹھو	ان کا	اور مذاق اُڑایا جاتا ہو	ان کا	(کہ) انکار کیا جاتا ہو	اللہ کی آیات کو

اِنَّكُمْ	فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ	يَخُوْضُوْا	حَتّٰى	مَعَهُمْ
یقیناً تم لوگ	ان کے علاوہ کسی اور بات میں	وہ لوگ مشغول ہو جائیں	یہاں تک کہ	ان کے ساتھ

وَالْكٰفِرِيْنَ	جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ	اِنَّ اللّٰهَ	مِّثْلُهُمْ	اِذًا
اور کافروں کو	منافقوں کو جمع کرنے والا ہے	بیشک اللہ	ان جیسے ہوگے	پھر تو

فَاِنْ	بِكُمْ	يَتَرَبَّصُوْنَ	اَلَّذِيْنَ	جَمِيْعًا	فِيْ جَهَنَّمَ
پھر اگر	تمہارے بارے میں	انتظار کرتے ہیں	(یہ) وہ لوگ (ہیں) جو	سب کو	جہنم میں

کَانَ	لَکُمْ	فَتْحٌ	مِّنَ اللّٰہِ	قَالُوْٓا	اَلَمْ نَکُنْ 721	مَّعَکُمْ
ہوتی ہے	تمہارے لیے	کوئی فتح	اللہ (کی طرف) سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا ہم نہیں تھے	تمہارے ساتھ

وَاِنْ	کَانَ	لِلْکٰفِرِیْنَ	نَصِیْبٌ	قَالُوْٓا	اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ	عَلَیْکُمْ
اور اگر	ہوتا ہے	کافروں کے لیے	کوئی حصہ	تو وہ کہتے ہیں	کیا ہم قابو یافتہ نہ تھے	تم پر

وَنَمْنَعْکُمْ	مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ	فَاللّٰہُ	یَحْکُمُ	بَیْنَکُمْ
اور کیا ہم نے نہیں بچایا تم کو	مومنوں سے	پس اللہ	فیصلہ کرے گا	تم لوگوں کے درمیان

یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ	وَلَنْ یَّجْعَلَ	اللّٰہُ	لِلْکٰفِرِیْنَ	عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ	سَبِیْلًا
قیامت کے دن	اور ہرگز نہیں بنائے گا	اللہ	کافروں کے لیے	مومنوں پر	کوئی الزام

نوٹ۔1 سورۃ النساء مدنی ہے۔ اس سے پہلے مکی دور میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر۔ ۶۸ میں یہی حکم آ چکا تھا جس کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

نوٹ۔2 اللہ کی آیات کا انکار کرنے اور مذاق اُڑانے کے مفہوم میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے قیامت تک کے لیے ان لوگوں کو بھی شامل کیا ہے جو قرآن کی غلط تفسیر کریں یا اس کے معانی میں تحریف کریں یا بدعات نکالیں (مظہری، ج ۲۔ ص ۲۶۳)۔ تفسیر بحر محیط میں ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس بات کا زبان سے کہنا گناہ ہے اس کا کانوں سے باختیار سننا بھی گناہ ہے۔ اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ جب وہ اس گفتگو کو ختم کر کے کوئی بات شروع کر دیں تو پھر ایسے لوگوں کی مجلس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تفسیر مظہری میں دونوں آراء کی تطبیق اس طرح کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بلاضرورت شرکت کرنا تو حرام ہے۔ البتہ کسی شرعی ضرورت کے تحت یا دعوت و تبلیغ کے لیے شرکت کی جائے تو جائز ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

نوٹ۔1 دیندار لوگوں کی محفل میں بھی اگر شخصیات زیرِ بحث ہوں اور غیبت و بہتان کا بازار گرم ہو، تو اللہ کے حکم کی یہ خلاف ورزی بھی اس کی آیات کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ اوّل انہیں اس کام سے روکیں اور اگر نہ مانیں تو احتجاجاً واک آؤٹ کر جائیں۔

آیت نمبر (142 تا 147)

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ
وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۟ۙ ۱۴۲ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ۖۗ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ
اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ۱۴۳ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ
اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۱۴۴ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ
تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۟ۙ ۱۴۵ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ
الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۱۴۶ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَ
اٰمَنْتُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ۱۴۷ ﴾

721

ک س ل

(س) | كَسِلًا | کاہل ہونا۔ سستی کرنا۔
كَسْلَانُ | ج كُسَالٰى۔ فَعْلَانُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی کاہل۔ سست۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ذ ب ذ ب

(رباعی) | ذَبْذَبَةً | کسی لٹکی ہوئی چیز کا ہوا میں ہلنا (گھڑی کے پینڈولم کی طرح)۔ مضطرب ہونا۔
مُذَبْذَبٌ | اسم الفاعل ہے جو صفت کے طور پر آتا ہے۔ مضطرب ہونے والا یعنی مضطرب۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ف ل

(ن۔س۔ک) | سَفَالًا | (۱) نیچا یا پست ہونا۔ (۲) حقیر یا گھٹیا ہونا۔
سَافِلٌ | فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پست۔ حقیر۔ ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾ (15/الحجر:74) ''تو کر دیا ہم نے اس کے یعنی بستی کے بلند کو اس کا پست۔''
اَسْفَلُ | مؤنث سُفْلٰى۔ افعل تفضیل ہے۔ زیادہ پست۔ زیادہ حقیر۔

ترکیب

قَامُوْا کی ضمیر فاعلی هُمْ کا حال كُسَالٰى ہے۔ يُرَاءُوْنَ بھی انہی کا حال ہے۔ لَا يَذْكُرُوْنَ کی ضمیر فاعلی هُمْ کا حال مُذَبْذَبِيْنَ ہے۔ ذٰلِكَ کا اشارہ ذکر اللہ کی طرف ہے۔ اَلدَّرْكِ الْاَسْفَلِ تفضیل کل ہے۔ مَا يَفْعَلُ کا مَا استفہامیہ ہے۔

ترجمہ

اِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	يُخٰدِعُوْنَ	اللّٰهَ	وَهُوَ	خَادِعُهُمْ	وَاِذَا
بیشک	منافق لوگ	دھوکہ دیتے ہیں	اللہ کو	اور وہ	ان کو دھوکہ دینے والا ہے	اور جب بھی

قَامُوْٓا	اِلَى الصَّلٰوةِ	قَامُوْا	كُسَالٰى	يُرَآءُوْنَ
وہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں	نماز کے لیے	تو وہ کھڑے ہوتے ہیں	انتہائی سستی سے	دکھاتے ہوئے

النَّاسَ	وَلَا يَذْكُرُوْنَ	اللّٰهَ	اِلَّا قَلِيْلًا	مُّذَبْذَبِيْنَ	بَيْنَ ذٰلِكَ
لوگوں کو	اور وہ لوگ نہیں یاد کرتے	اللہ کو	مگر تھوڑا سا	مضطرب ہوتے ہوئے	اس کے دوران

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ	وَمَنْ	وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَلَنْ تَجِدَ
نہ اس طرف ہوتے ہیں	اور نہ اُس طرف ہوتے ہیں	اور جس کو	گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو، تُو ہرگز نہیں پائے گا

لَهٗ	سَبِيْلًا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	الْكٰفِرِيْنَ
اس کے لیے	کوئی راستہ	اے لوگو! جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ مت بناؤ	کافروں کو

اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	اَ	تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَجْعَلُوْا	لِلّٰهِ
کارساز	مومنوں کے علاوہ	کیا	تم لوگ چاہتے ہو	کہ	تم بناؤ	اللہ کے لیے

عَلَيْكُمْ	سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا	اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ	فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ	مِنَ النَّارِ
اپنے خلاف	ایک واضح دلیل	یقیناً منافق لوگ	سب سے نچلی گہرائی میں ہیں	آگ کے

721

وَلَنْ تَجِدَ	لَهُمْ	نَصِيْرًا	اِلَّا الَّذِيْنَ	تَابُوْا	وَاَصْلَحُوْا
اور تو ہرگز نہیں پائے گا	ان کے لیے	کوئی مددگار	سوائے ان کے جنہوں نے	توبہ کی	اور اصلاح کی

وَاعْتَصَمُوْا	بِاللّٰهِ	وَاَخْلَصُوْا	دِيْنَهُمْ	لِلّٰهِ	فَاُولٰٓئِكَ
اور مضبوطی سے پکڑا	اللہ کو	اور خالص کیا	اپنے دین کو	اللہ کے لیے	تو وہ لوگ

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ	وَسَوْفَ	يُؤْتِ	اللّٰهُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	اَجْرًا عَظِيْمًا	مَا	يَفْعَلُ
مومنوں کے ساتھ ہیں	اور عنقریب	دے گا	اللہ	مومنوں کو	ایک شاندار بدلہ	کیا	کرے گا

اللّٰهُ	بِعَذَابِكُمْ	اِنْ	شَكَرْتُمْ	وَاٰمَنْتُمْ	وَكَانَ	اللّٰهُ
اللہ	تمہارے عذاب سے	اگر	تم لوگ شکر کرو	اور ایمان لاؤ	اور ہے	اللہ

شَاكِرًا	عَلِيْمًا
قدردان	جاننے والا

آیت نمبر (148 تا 152)

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝١٤٨ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ
تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝١٤٩ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ
اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ ۝١٥٠ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝١٥١ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝١٥٢ ع﴾

ترجمہ

لَا يُحِبُّ	اللّٰهُ	الْجَهْرَ	بِالسُّوْٓءِ	مِنَ الْقَوْلِ	اِلَّا	مَنْ	ظُلِمَ
نہیں پسند کرتا	اللہ	نمایاں کرنا	برائی کو	بات سے	سوائے اس کے	جس پر	ظلم کیا گیا

وَكَانَ	اللّٰهُ	سَمِيْعًا	عَلِيْمًا	اِنْ	تُبْدُوْا	خَيْرًا	اَوْ
اور ہے	اللہ	سننے والا	جاننے والا	اگر	تم لوگ نمایاں کرو	کسی بھلائی کو	یا

تُخْفُوْهُ	اَوْ	تَعْفُوْا	عَنْ سُوْٓءٍ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	عَفُوًّا
چھپاؤ اس کو	یا	درگزر کرو	کسی برائی سے	تو یقیناً	اللہ	ہے	بے انتہا درگزر کرنے والا

قَدِيْرًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَكْفُرُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ	وَيُرِيْدُوْنَ
قدرت رکھنے والا	بیشک	جو لوگ	انکار کرتے ہیں	اللہ کا	اور اس کے رسولوں کا	اور چاہتے ہیں

اَنْ	يُّفَرِّقُوْا	بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ	وَيَقُوْلُوْنَ

کہ	وہ لوگ فرق کریں	اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان	اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ

721

نُؤْمِنُ	بِبَعْضٍ	وَّ نَكْفُرُ	بِبَعْضٍ	وَّ يُرِيْدُوْنَ	اَنْ
ہم ایمان لاتے ہیں	کسی پر	اور انکار کرتے ہیں	کسی کا	اور چاہتے ہیں	کہ

يَّتَّخِذُوْا	بَيْنَ ذٰلِكَ	سَبِيْلًا	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰفِرُوْنَ	حَقًّا
وہ لوگ بنائیں	اس کے درمیان	ایک راستہ	وہ لوگ	ہی کافر ہیں	یقیناً

وَ اَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابًا مُّهِيْنًا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب	اور جو لوگ	ایمان لائے	اللہ پر

وَ رُسُلِهٖ	وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا	بَيْنَ اَحَدٍ	مِّنْهُمْ	اُولٰٓئِكَ
اور اس کے رسولوں پر	اور انہوں نے فرق نہیں کیا	کسی ایک کے درمیان	ان میں سے	وہ لوگ ہیں

سَوْفَ	يُؤْتِيْهِمْ	اُجُوْرَهُمْ	وَ كَانَ اللّٰهُ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
عنقریب	وہ دے گا جن کو	ان کے اجر	اور اللہ ہے	بے انتہا بخشنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا

نوٹ۔1

آیت نمبر 147 میں ہدایت کی گئی ہے کہ اشخاص کے تعین کے ساتھ برائی کا اظہار صرف مظلوم کے لیے جائز ہے، دوسروں کے لیے اللہ اس کو پسند نہیں فرماتا۔ دوسرے شخص کو اگر کسی برائی کا ذکر کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عام صیغے میں بات کرے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عام صیغے میں فرماتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر۔47 اور 149 کا حاصل یہ ہے کہ ظلم کے جواب میں ظلم کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ظلم کا بدلہ انصاف سے ہی لیا جا سکتا ہے اور بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے مگر صبر کرنا اور معاف کر دینا بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (153 تا 155)

﴿ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا
اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ
ذٰلِكَ ۚ وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ
سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ
كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ ﴿۱۵۵﴾ ﴾

ط ب ع

(ف) طَبْعًا کسی چیز کو ڈھال کر کوئی شکل دینا جیسے سکہ ڈھالنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (1) کوئی تصویر یا نقش و نگار بنانا۔ (2) کسی چیز پر کچھ چھاپنا یا چھاپ لگانا۔ آیت زیرِ مطالعہ

ترجمہ

يَسْـَٔلُكَ	اَهْلُ الْكِتٰبِ	اَنْ	تُنَزِّلَ	عَلَيْهِمْ	كِتٰبًا	مِّنَ السَّمَآءِ 721
مانگتے ہیں آپؐ سے	اہل کتاب	کہ	آپؐ اُتاریں	ان پر	کوئی کتاب	آسمان سے

فَقَدْ سَاَلُوْا	مُوْسٰٓى	اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ	فَقَالُوْٓا
تو وہ لوگ مانگ چکے ہیں	موسیٰؑ سے	اس سے زیادہ بڑی (چیز)	تو انہوں نے کہا

اَرِنَا	اللّٰهَ	جَهْرَةً	فَاَخَذَتْهُمُ	الصّٰعِقَةُ	بِظُلْمِهِمْ
آپؐ دکھائیں ہمیں	اللہ کو	کھلم کھلا	تو پکڑا ان کو	آسمانی بجلی نے	ان کے ظلم کے سبب سے

ثُمَّ اتَّخَذُوا	الْعِجْلَ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
پھر انہوں نے بنایا	بچھڑے کو (اِلٰہ)	اس کے بعد کہ	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)

فَعَفَوْنَا	عَنْ ذٰلِكَ	وَاٰتَيْنَا	مُوْسٰى	سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا	وَرَفَعْنَا
پھر ہم نے درگزر کیا	اس سے	اور ہم نے دیا	موسیٰؑ کو	واضح غلبہ	اور ہم نے بلند کیا

فَوْقَهُمُ	الطُّوْرَ	بِمِيْثَاقِهِمْ	وَقُلْنَا	لَهُمُ	ادْخُلُوا
ان لوگوں کے اوپر	کوہِ طور کو	ان کے پختہ عہد کے لیے	اور ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ داخل ہو

الْبَابَ	سُجَّدًا	وَّقُلْنَا	لَهُمْ	لَا تَعْدُوْا
دروازے میں	سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	اور ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ حد سے مت بڑھو

فِي السَّبْتِ	وَاَخَذْنَا	مِنْهُمْ	مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا	فَبِمَا
ہفتے کے دن میں	اور ہم نے لیا	ان سے	ایک مضبوط عہد	پس جو (ان کی سزا ہے) وہ ہے

نَقْضِهِمْ	مِّيْثَاقَهُمْ	وَكُفْرِهِمْ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
ان کے توڑنے کے سبب سے	اپنے عہد کو	اور ان کے انکار کرنے کے سبب سے	اللہ کی نشانیوں کا

وَقَتْلِهِمُ	الْاَنْۢبِيَآءَ	بِغَيْرِ حَقٍّ	وَّقَوْلِهِمْ
اور ان کے قتل کرنے کے سبب سے	نبیوں کو	کسی حق کے بغیر	اور ان کے کہنے کے سبب سے

قُلُوْبُنَا	غُلْفٌ	بَلْ	طَبَعَ	اللّٰهُ	عَلَيْهَا
ہمارے دل	غلافوں میں بند ہیں	(ہرگز نہیں) بلکہ	چھاپ لگادی	اللہ نے	ان پر (یعنی دلوں پر)

بِكُفْرِهِمْ	فَلَا يُؤْمِنُوْنَ	اِلَّا قَلِيْلًا
ان کے کفر کے سبب سے	پس یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	مگر تھوڑے سے

آیت نمبر (156 تا 159)

721

﴿ وَّ بِكُفۡرِهِمۡ وَ قَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا ۙ﴿۱۵۶﴾ وَّ قَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ
رَسُوۡلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ ؕ مَا
لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا
حَكِيۡمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ
شَهِيۡدًا ۚ﴿۱۵۹﴾ ﴾

ترکیب

قَتَلۡنَا کا مفعول اَلۡمَسِيۡحَ ہے اور اس کا بدل عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ہے۔ پھر عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ کا بدل رَسُوۡلَ اللّٰهِ ہے۔ بِهٖ اور مَوۡتِهٖ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ ؑ کے لیے ہیں۔ اسی طرح يَكُوۡنُ کا اسم اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو حضرت عیسیٰ ؑ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَّ بِكُفۡرِهِمۡ	وَ قَوۡلِهِمۡ	عَلٰى مَرۡيَمَ	بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا	وَّ قَوۡلِهِمۡ
اور ان کے کفر کے سبب سے	اور ان کے کہنے سے	بی بی مریم پر	ایک عظیم بہتان	اور ان کے کہنے سے

اِنَّا	قَتَلۡنَا	الۡمَسِيۡحَ	عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ	رَسُوۡلَ اللّٰهِ	وَمَا قَتَلُوۡهُ
کہ ہم نے	قتل کیا	مسیح ؑ کو	جو عیسیٰ ابن مریم ہیں	جو اللہ کے رسول ہیں	اور انہوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَمَا صَلَبُوۡهُ	وَلٰـكِنۡ	شُبِّهَ	لَهُمۡ
اور نہ ہی انہوں نے سولی چڑھایا ان کو	اور لیکن	مشتبہ کیا گیا (معاملہ)	ان کے لیے

وَاِنَّ	الَّذِيۡنَ	اخۡتَلَفُوۡا	فِيۡهِ	لَفِىۡ شَكٍّ	مِّنۡهُ	مَا لَهُمۡ
اور بیشک	جن لوگوں نے	اختلاف کیا	اس میں	یقیناً (وہ) شک میں ہیں	اس (کی طرف) سے	نہیں ہے ان کے لیے

بِهٖ	مِنۡ عِلۡمٍ	اِلَّا	اتِّبَاعَ	الظَّنِّ	وَمَا قَتَلُوۡهُ
جس کے بارے میں	کسی قسم کا کوئی علم	سوائے اس کے کہ	پیروی کرنا	گمان کی	اور انہوں نے نہیں قتل کیا ان کو

يَقِيۡنًا	بَلْ	رَّفَعَهُ	اللّٰهُ	اِلَيۡهِ	وَكَانَ اللّٰهُ	عَزِيۡزًا	حَكِيۡمًا
یقیناً	بلکہ	اٹھایا ان کو	اللہ نے	اپنی طرف	اور اللہ ہے	بالادست	حکمت والا

وَاِنۡ	مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ	اِلَّا	لَيُؤۡمِنَنَّ	بِهٖ	قَبۡلَ مَوۡتِهٖ
اور نہیں ہے	اہل کتاب میں کوئی	مگر یہ کہ	وہ لازماً ایمان لائے گا	ان پر	ان کی موت سے پہلے

وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	يَكُوۡنُ	عَلَيۡهِمۡ	شَهِيۡدًا
اور قیامت کے دن	وہ ہوں گے	ان پر	گواہ

نوٹ۔1

حضرت عیسیٰ ؑ کے رفع آسمانی کی وضاحت آیت نمبر۔ 3/55 کے نوٹ۔ 1 میں کی جاچکی ہے۔ آیات زیرِ مطالعہ میں اس عقیدے کی بہت واضح الفاظ میں تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کو نعوذ باللہ قتل کیا گیا۔

یا سولی پر چڑھایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ ان لوگوں کے لیے مشتبہ کر دیا گیا تھا۔

اس معاملے کو کس طرح مشتبہ کیا گیا، اس کی وضاحت قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کوئی[721] حدیث میری نظر سے گزری ہے۔ البتہ اس کی تفسیر میں ابنِ کثیرؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور وہب بن منبہؒ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ جب شاہی سپاہیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے مکان کا محاصرہ کیا تو اس وقت آپؑ کے ساتھ سترہ حواری تھے۔ آپؑ نے فرمایا تم میں سے کون اسے پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شبیہہ ڈالی جائے، میری جگہ وہ قتل کیا جائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ ایک حواری اس کے لیے تیار ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کی جگہ ان کو قتل کر کے صلیب پر لٹکا یا گیا۔ جب کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھالیا۔

آیت نمبر (160 تا 162)

﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿۱۶۰﴾ وَّ
اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا
عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ ع ﴾

ترکیب

طَيِّبٰتٍ نکرہ موصوفہ ہے اور اُحِلَّتْ اس کی صفت ہے۔ بِصَدِّهِمْ کے ب اسببیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَخْذِهِمُ اور اَكْلِهِمْ مجرور ہوئے ہیں۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

فَبِظُلْمٍ	مِّنَ الَّذِيْنَ	هَادُوْا	حَرَّمْنَا	عَلَيْهِمْ	طَيِّبٰتٍ
پس ظلم کے سبب سے	ان میں سے جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیں	ان پر	کچھ ایسی پاکیزہ چیزیں جو

اُحِلَّتْ	لَهُمْ	وَبِصَدِّهِمْ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	كَثِيْرًا
حلال کی گئی تھیں	ان کے لیے	اور ان کے روکنے کے سبب سے	اللہ کے راستے سے	بہتوں کو

وَّ اَخْذِهِمُ	الرِّبٰوا	وَ	قَدْ نُهُوْا	عَنْهُ	وَ اَكْلِهِمْ
اور ان کے پکڑنے کے سبب سے	سود کو	حالانکہ	وہ لوگ روکے گئے تھے	اس سے	اور ان کے کھانے کے سبب سے

اَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ	وَ اَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	مِنْهُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا
لوگوں کے مال کو	باطل (طریقے) سے	اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ان میں سے	ایک دردناک عذاب

لٰكِنِ	الرّٰسِخُوْنَ	فِي الْعِلْمِ	مِنْهُمْ	وَ الْمُؤْمِنُوْنَ	يُؤْمِنُوْنَ
لیکن	جم جانے والے	علم میں	ان میں سے	ایمان لانے والے	جو ایمان لاتے ہیں

بِمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	وَمَآ	اُنْزِلَ	مِنْ قَبْلِكَ	وَالْمُقِيْمِيْنَ 721
اس پر جو	اُتارا گیا	آپؐ کی طرف	اور جو	اُتارا گیا	آپؐ سے پہلے	اور قائم رکھنے والے ہوتے ہوئے

الصَّلٰوةَ	وَالْمُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ وَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
نماز کے	اور پہنچانے والے	زکوٰۃ کو	اور ایمان لانے والے	اللہ پر	اور آخری دن پر

اُولٰٓئِكَ	سَنُؤْتِيْهِمْ	اَجْرًا عَظِيْمًا
یہ لوگ ہیں	ہم دیں گے جن کو	ایک عظیم بدلہ

نوٹ۔1

آیت نمبر۔160 میں یہودیوں کا ایک جرم یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خود اللہ کے راستے سے منحرف ہونے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں اپنی تمام صلاحتیں اور وسائل صرف کرتے ہیں اور اس جرم پر یہ آج تک بڑی استقامت سے قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے دُنیا میں جب بھی کوئی تحریک اٹھتی ہے تو اس کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی سرمایہ کام کرتا نظر آتا ہے (تفہیم القرآن)۔ آج کل امریکہ کی سربراہی میں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی جو تحریک برپا ہے وہ بھی یہودی ذہن اور سرمائے کی پیداوار ہے۔

آیت نمبر (163 تا 169)

﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ ﴿١٦٣﴾ وَ
رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا
مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ
اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا
لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۙ ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ ﴾

ط ر ق

(ن) طَرْقًا: (1) ہتھوڑا مارنا۔ لوہا کاٹنا۔ (2) کسی چیز میں راستہ بنانا۔

طُرُوْقًا: رات میں آنا۔

طَارِقٌ: اسم الفاعل ہے۔ رات میں آنے والا۔ ستارہ۔ ﴿ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿٣﴾ ﴾ (86/الطارق:2-3) ''اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے رات میں آنے والا، (وہ ہے) تارہ چمکنے والا۔''

طَرِيْقٌ: مؤنث طَرِيْقَةٌ ج طَرَائِقُ۔ (1) چلنے کا راستہ۔ ﴿ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ ﴾ (20/طٰهٰ:77) ''پھر تو بنا ان کے لیے ایک راستہ سمندر میں۔'' ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ ﴾ (23/المؤمنون:17) ''اور بیشک ہم نے تخلیق کیے ہیں تمہارے اوپر سات راستے۔''

(2) کوئی کام کرنے یا عمل کرنے کا طریقہ۔ راہ۔ مسلک۔ آیت زیر مطالعہ اور ﴿وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴾ (20/طٰہٰ:63) 721 ''اور وہ دونوں لے جائیں تمہارے بے مثال چلن کو۔'' ﴿كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ (72/الجن:11) ''ہم تھے الگ الگ راہوں پر۔''

ترکیب

اَلنَّبِيّٖنَ، اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے۔ اِلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ کے بعد تمام پیغمبروں کے نام بھی اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ آیت نمبر 164 میں دو مرتبہ اور 165 میں ایک مرتبہ رُسُلًا آیا ہے ان سے پہلے کَانُوْا محذوف ہے۔ اس کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور رُسُلًا خبر ہے۔ مُبَشِّرِيْنَ اور مُنْذِرِيْنَ حال ہیں۔ حُجَّةٌ مبتداء مؤخر نکرہ اور يَكُوْنَ کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو بَاقِيًا ہوسکتی ہے۔

ترجمہ

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	كَمَآ	اَوْحَيْنَآ	اِلٰى نُوْحٍ	وَّالنَّبِيّٖنَ
بیشک ہم نے وحی کی	آپؐ کی طرف	جیسے کہ	ہم نے وحی کی	نوحؑ کی طرف	اور نبیوں کی طرف

مِنْۢ بَعْدِهٖ	وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْمٰعِيْلَ	وَاِسْحٰقَ
انؑ کے بعد	اور ہم نے وحی کی	ابراہیمؑ کی طرف	اور اسماعیلؑ کی طرف	اور اسحاقؑ کی طرف

وَيَعْقُوْبَ	وَالْاَسْبَاطِ	وَعِيْسٰى	وَاَيُّوْبَ	وَيُوْنُسَ
اور یعقوبؑ کی طرف	اور (ان کی) نسل کی طرف	اور عیسیٰؑ کی طرف	اور ایوبؑ کی طرف	اور یونسؑ کی طرف

وَهٰرُوْنَ	وَسُلَيْمٰنَ	وَاٰتَيْنَا	دَاوٗدَ	زَبُوْرًا	وَرُسُلًا
اور ہارونؑ کی طرف	اور سلیمانؑ کی طرف	اور ہم نے دی	داوٗدؑ کو	زبور	اور (تھے) کچھ رسول

قَدْ قَصَصْنٰهُمْ	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ	وَرُسُلًا	لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
ہم نے بیان کیا ہے جن کا	آپؐ پر	اس سے پہلے	اور (تھے) کچھ رسول	ہم نے نہیں بیان کیا جن کا

عَلَيْكَ	وَكَلَّمَ	اللّٰهُ مُوْسٰى	تَكْلِيْمًا	رُسُلًا	مُّبَشِّرِيْنَ
آپؐ پر	اور کلام کیا	اللہ نے موسیٰؑ سے	جیسے کلام کرتے ہیں	(وہ تھے) کچھ رسول	خوشخبری دینے والے

وَمُنْذِرِيْنَ	لِئَلَّا يَكُوْنَ	لِلنَّاسِ	عَلَى اللّٰهِ	حُجَّةٌۢ	بَعْدَ الرُّسُلِ
اور خبردار کرنے والے	تاکہ (باقی) نہ رہے	لوگوں کے پاس	اللہ پر	الزام کا موقع	رسولوں کے بعد

وَكَانَ اللّٰهُ	عَزِيْزًا	حَكِيْمًا	لٰكِنِ	اللّٰهُ	يَشْهَدُ	بِمَآ	اَنْزَلَ
اور اللہ ہے	بالادست	حکمت والا	لیکن	اللہ	گواہی دیتا ہے	اس کی جو	اس نے اُتارا

اِلَيْكَ	اَنْزَلَهٗ	بِعِلْمِهٖ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	يَشْهَدُوْنَ
آپؐ کی طرف	کہ اس نے اُتارا اس کو	اپنے علم سے	اور فرشتے	(بھی) گواہی دیتے ہیں

وَكَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	بیشک	جن لوگوں نے	کفر کیا	اور رُکے رہے	اللہ کے راستے سے

قَدْ ضَلُّوْا	ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَظَلَمُوْا	لَمْ يَكُنِ 721
وہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں	دور کا گمراہ ہونا	بیشک	جنہوں نے	کفر کیا	اور ظلم کیا	ہے ہی نہیں

اللّٰهُ	لِيَغْفِرَ	لَهُمْ	وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ	طَرِيْقًا	اِلَّا
اللہ	کہ وہ معاف کرے	ان کو	اور نہ ہی (یہ) کہ وہ ہدایت دے ان کو	کسی راہ کی	سوائے

طَرِيْقَ جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا	وَكَانَ	ذٰلِكَ
جہنم کی راہ کے	ایک حالت میں رہنے والے ہیں	اس میں	ہمیشہ	اور ہے	یہ

عَلَى اللّٰهِ	يَسِيْرًا
اللہ پر	آسان

نوٹ۔1

آیت نمبر۔165 میں فرمایا کہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ سلسلۂ نبوت و رسالت حجت نہیں ہے بلکہ اتمام حجت ہے۔ انسانوں پر اصل حجت ان کی فطرت کے داعیان اور فکر وعقل کی صلاحیتیں ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اگر کسی انسان تک کسی نبی یا رسول کی دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ جواب دہ ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انسانی فطرت خیر وشر کے شعور سے محروم نہیں ہے اور نہ ہی عقل حق و باطل کے امتیاز سے قاصر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے انسان کو عقل وفطرت کی راہنمائی کے ساتھ وحی اور انبیاء کی راہنمائی سے بھی نوازا تاکہ گمراہوں کے لیے کوئی ادنیٰ عذر بھی باقی نہ رہے۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (170 تا 173)

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ
وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا
لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ
اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ ﴾

غ ل و

(ن) غُلُوًّا تیر کو انتہائی دور تک پھینکنا۔ مبالغہ کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

721

ن ک ف

(ن) نَکْفًا ناک بھوں چڑھانا۔ بیزار ہونا۔

(استفعال) اِسْتِنْکَافًا باعثِ ننگ سمجھنا۔ عار سمجھ کر رُکنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

پہلی آیت میں فعل امر فَاٰمِنُوْا کے بعد اور اگلی آیت میں اِنْتَھُوْا کے بعد خَیْرًا آیا ہے، اس سے پہلے فَیَکُوْنُ محذوف ہے۔ اس کا اسم اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے اور خَیْرًا اس کی خبر ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْحَقَّ منصوب ہے۔ اَلْمَسِیْحُ مبتداء ہے اور عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اس کا بدل ہے۔ جب کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور کَلِمَتُهٗ اور رُوْحٌ اس کی خبریں ہیں۔ ثَلٰثَةٌ اگر لَا تَقُوْلُوْا کا مفعول ہوتا تو ثَلٰثَةً آتا ہے۔ اس کی رفع بتارہی ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں اسے DIRECT TENSE میں نقل کیا گیا ہے (دیکھیں آیت نمبر۔2/58، ترکیب)۔ اَنْ یَّکُوْنَ کا اسم وَلَدٌ ہے اور خبر محذوف ہے۔ یَسْتَنْکِفُ کا فاعل اَلْمَسِیْحُ اور اَلْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ہیں۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَکُمُ	الرَّسُوْلُ	بِالْحَقِّ	مِنْ رَّبِّکُمْ
اے لوگو!	تمہارے پاس آچکے ہیں	یہ رسول	حق کے ساتھ	تمہارے رب کی طرف سے

فَاٰمِنُوْا	خَیْرًا	لَّکُمْ	وَاِنْ	تَکْفُرُوْا	فَاِنَّ
پس تم لوگ ایمان لاؤ	(تو وہ ہوگا) بہتر	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگ انکار کرو گے	تو یقیناً

لِلّٰهِ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ ؕ	وَکَانَ اللّٰهُ	عَلِیْمًا	حَکِیْمًا
اللہ کے لیے ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	اور اللہ ہے	جاننے والا	حکمت والا

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ	لَا تَغْلُوْا	فِیْ دِیْنِکُمْ	وَلَا تَقُوْلُوْا	عَلَی اللّٰهِ	اِلَّا	الْحَقَّ
اے اہل کتاب	تم لوگ مبالغہ مت کرو	اپنے دین میں	اور تم لوگ مت کہو	اللہ پر	سوائے	حق کے

اِنَّمَا	الْمَسِیْحُ	عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	وَکَلِمَتُهٗ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مسیحؑ	جو عیسیٰؑ ابن مریم ہیں	(وہ) اللہ کے رسول ہیں	اور اس کا فرمان ہیں

اَلْقٰھَآ	اِلٰی مَرْیَمَ	وَرُوْحٌ	مِّنْهُ	فَاٰمِنُوْا
اس نے ڈالا جس کو	بی بی مریم کی طرف	اور ایک روح ہیں	اس (کی طرف) سے	پس تم لوگ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ	وَلَا تَقُوْلُوْا	ثَلٰثَةٌ	اِنْتَھُوْا
اللہ پر	اور اس کے رسولوں پر	اور تم لوگ مت کہو	''(کہ وہ) تین ہیں''	تم لوگ باز آجاؤ

خَیْرًا	لَّکُمْ	اِنَّمَا	اللّٰهُ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	سُبْحٰنَهٗٓ
(تو وہ ہوگا) بہتر	تمہارے لیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اللہ	واحد الٰہ ہے	وہ پاک ہے

اَنْ	یَّکُوْنَ	لَهٗ	وَلَدٌ	لَهٗ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا
(اس سے) کہ	ہو	اس کے لیے	کوئی اولاد	اس کا ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو

721

فِی الْاَرْضِ	وَکَفٰی	بِاللّٰہِ	وَکِیْلًا	لَنْ یَّسْتَنْکِفَ	الْمَسِیْحُ
زمین میں ہے	اور کافی ہے	اللہ	بطور کام بنانے والے کے	ہرگز عار نہیں سمجھتے	مسیحؑ

اَنْ	یَّکُوْنَ	عَبْدًا	لِّلّٰہِ	وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ	وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ
(اس کو) کہ	وہ ہوں	ایک بندے	اللہ کے	اور نہ ہی مقرب فرشتے	اور جو عار سمجھ کر رُکے گا

عَنْ عِبَادَتِہٖ	وَیَسْتَکْبِرْ	فَسَیَحْشُرُھُمْ	اِلَیْہِ	جَمِیْعًا
اس کی عبادت سے	اور تکبیر کرئے گا	تو وہ اکٹھا کرے گا ان کو	اپنی طرف	کل کے کل کو

فَاَمَّا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	فَیُوَفِّیْھِمْ	اُجُوْرَھُمْ
پس وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیک	تو وہ پورا پورا دے گا ان کو	ان کے بدلے

وَیَزِیْدُھُمْ	مِّنْ فَضْلِہٖ	وَاَمَّا الَّذِیْنَ	اسْتَنْکَفُوْا	وَاسْتَکْبَرُوْا
اور وہ زیادہ دے گا ان کو	اپنے فضل سے	اور وہ لوگ جو	عار سمجھ کر رُکے	اور تکبر کیا

فَیُعَذِّبُھُمْ	عَذَابًا اَلِیْمًا	وَّلَا یَجِدُوْنَ	لَھُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ
تو وہ عذاب دے گا ان کو	ایک دردناک عذاب	اور وہ لوگ نہیں پائیں گے	اپنے لئے	اللہ کے سوا

وَلِیًّا	وَّلَا نَصِیْرًا
کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار

نوٹ۔1

دین میں مبالغہ کا مطلب یہ ہے کہ دین میں جس چیز کا جو درجہ اور مقام ہے اس کو اس سے بڑھا دیا جائے۔ جو حکم مستحب کے درجہ میں ہے اسے فرض اور واجب کا درجہ دیا جائے۔ کسی فقیہہ یا مجتہد یا صحابیؓ کو امام معصوم بنا دیا جائے۔ اللہ کے نبی اور رسول کو شریک خدا یا خدا بنا دیا جائے۔ اس کی تعظیم مطلوب ہے اس کی عبادت شروع کر دی جائے۔ یہ اور اسی قبیل کی ساری باتیں غلو میں داخل ہیں۔ یوں تو اس غلو میں تمام اہل مذاہب مبتلا ہوئے ہیں، یہاں تک کہ ہم مسلمان بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے، لیکن نصٰریٰ کو اس فساد میں امامت کا درجہ حاصل ہے۔ (تدبر القرآن)

نوٹ۔2

اس کائنات میں ہر چیز اللہ کے حکم سے ہی وجود میں آتی ہے۔ البتہ اس حکم پر عملدرآمد اس کے تخلیق کردہ کسی نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن عیسیٰؑ باپ کے بغیر وجود میں آئے تھے۔ اس لئے **کَلِمَتُهٗ** کا اضافہ کر کے بتا دیا کہ یہ بھی اللہ کا ہی فرمان تھا اور حضرت عیسیٰؑ کا وجود اللہ تعالیٰ کی کلمہ کن کا مظہر ہے۔

کَلِمَتُهٗ کی طرف اگر آگے **رُوْحُهٗ** آتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ اس کی یعنی اللہ کی روح ہیں، لیکن ضمیر کے ساتھ **مِنْ** کا اضافہ کر کے اس عقیدے کی نفی کر دی گئی اور واضح کر دیا گیا کہ ہر ذی روح کی طرح حضرت عیسیٰؑ کی روح بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔

آیت نمبر (174 تا 176)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ؕ ﴿۱۷۵﴾
يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا
تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً
رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَكُمْ	بُرْهَانٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
اے لوگو!	آچکی ہے تمہارے پاس	ایک روشن دلیل	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَ اَنْزَلْنَاۤ	اِلَيْكُمْ	نُوْرًا مُّبِيْنًا	فَاَمَّا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ
اور ہم نے اتارا	تمہاری طرف	ایک روشن نور	پس وہ لوگ جو	ایمان لائے	اللہ پر

وَاعْتَصَمُوْا	بِهٖ	فَسَيُدْخِلُهُمْ	فِيْ رَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَفَضْلٍ
اور انہوں نے مضبوطی سے پکڑا	اس کو	تو وہ داخل کرے گا ان کو	رحمت میں	اپنے (پاس) سے	اور فضل میں

وَّيَهْدِيْهِمْ	اِلَيْهِ	صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا	يَسْتَفْتُوْنَكَ
اور وہ ہدایت دے گا ان کو	اپنی طرف	ایک سیدھے راستے کی	یہ لوگ فتویٰ مانگتے ہیں آپؐ سے

قُلِ	اللّٰهُ	يُفْتِيْكُمْ	فِي الْكَلٰلَةِ	اِنِ	امْرُؤٌا	هَلَكَ	لَيْسَ
آپؐ کہئے	اللہ	فتویٰ دیتا ہے تم کو	کلالہ (کے بارے) میں	اگر	ایک مرد	ہلاک ہوا	نہیں ہے

لَهٗ	وَلَدٌ	وَّلَهٗۤ	اُخْتٌ	فَلَهَا	نِصْفُ مَا	تَرَكَ
اس کی	کوئی اولاد	اور اس کی	ایک بہن ہے	تو اس کے لئے ہے	اس کا آدھا جو	اس نے چھوڑا

وَهُوَ	يَرِثُهَاۤ	اِنْ	لَّمْ يَكُنْ	لَّهَا	وَلَدٌ
اور وہ مرد (یعنی بھائی)	وارث ہوگا اس عورت کا (یعنی بہن کا)	اگر	نہ ہو	اس عورت کی	کوئی اولاد

فَاِنْ	كَانَتَا	اثْنَتَيْنِ	فَلَهُمَا	الثُّلُثٰنِ	مِمَّا	تَرَكَ
پھر اگر	وہ ہوں	دو عورتیں (یعنی بہنیں)	تو ان دونوں کے لئے ہے	دو تہائی	اس میں سے جو	اس نے چھوڑا

وَاِنْ	كَانُوْۤا	اِخْوَةً	رِّجَالًا	وَّنِسَآءً	فَلِلذَّكَرِ	مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ
اور اگر	وہ لوگ ہوں	بھائی بہن	کچھ مرد	اور کچھ عورتیں	تو مرد کے لئے ہے	دو عورتوں کے حصوں جیسا

يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	اَنْ	تَضِلُّوْا	وَاللّٰهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
واضح کرتا ہے	اللہ	تم لوگوں کے لئے	کہ (کہیں)	تم لوگ گمراہ ہو جاؤ	اور اللہ	ہر ایک چیز کا	جاننے والا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

753

سورۃ المائدہ (۵)

آیت نمبر (1 تا 2)

﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ۬ؕ اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَہِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی الصَّیۡدِ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ۱ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَ لَا الشَّہۡرَ الۡحَرَامَ وَ لَا الۡہَدۡیَ وَ لَا الۡقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رِضۡوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۲ ﴾

ب ھ م

(x) x ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

بَہِیۡمَۃٌ جس کے منہ سے نکلی ہوئی آواز مبہم ہو۔ بے زبان۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ص ی د

(ض) صَیۡدًا شکار کرنا۔

صَیۡدٌ اسم ذات بھی ہے۔ شکار۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افتعال) اِصۡطِیَادًا شکار کھیلنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق ل د

(ض) قَلۡدًا (1) رسی بٹنا۔ (2) گلے میں تلوار یا کوئی چیز لٹکانا۔

قِلَادَۃٌ ج قَلَآئِدُ۔ گلے میں پڑی ہوئی کوئی چیز جیسے پٹہ۔ ہار۔ نیکلس وغیرہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مِقۡلَادٌ ج مَقَالِیۡدُ۔ پٹہ کھولنے کا آلہ۔ کنجی۔ ﴿ لَہٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ ﴾ (39/الزمر:63) ''اس کے لیے ہی ہیں زمین اور آسمانوں کی کنجیاں۔''

ج ر م

(ض) جَرۡمًا کسی کو کسی برائی پر آمادہ کرنا۔ پھر مطلقاً آمادہ کرنے کے لیے بھی آتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ

(س) جَرَمًا صاف ہونا۔ یقینی ہونا۔

جَرَمٌ صاف۔ یقینی۔ ﴿ لَا جَرَمَ اَنَّ لَہُمُ النَّارَ ﴾ (16/النحل:62) ''نہیں! یقینی ہے کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے۔'' اس میں لَا منفصلہ ہے۔ جیسے لَاۤ اُقۡسِمُ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں قسم نہیں کھاتا، بلکہ لَا الگ یعنی منفصل ہے اور اُقۡسِمُ الگ ہے۔ اس لیے اس کا مطلب ہے نہیں! میں قسم کھاتا ہوں۔ ایسے ہی لَا جَرَمَ کا لَا بھی الگ یعنی منفصل ہے۔ عام قاری کو اس باریکی میں الجھانے کے بجائے عام طور پر اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ''کوئی شک نہیں ہے۔''

(افعال) **اِجْرَامًا** برائی کرنا۔ جرم کرنا۔ ﴿فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴾ (11/ھود: 35) ''تو مجھ پر ہے میرا اجرم کرنا اور میں بری ہوں اس سے جو تم لوگ جرم کرتے ہو۔''
753

مُجْرِمٌ اسم الفاعل ہے۔ جرم کرنے والے۔ مجرم۔ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ (8/الانفال: 8) ''اور خواہ کراہیت کریں مجرم لوگ۔''

ش ن ء

(ف۔س) **شَنَاٰنٌ** بغض رکھنا۔ نفرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

شَانِئٌ اسم الفاعل ہے۔ بغض رکھنے والا۔ ﴿اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴾ (108/الکوثر: 3) ''بے شک آپؐ سے بغض رکھنے والا ہی انتہائی بے نام ونشان ہے۔''

ترکیب

اُحِلَّتْ کا نائب فاعل بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ہے جو کہ مرکب اضافی ہے لیکن اردو محاورے کی ضرورت کے تحت اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا یعنی بے زبان مویشی۔ غَيْرَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس کا مضاف الیہ مُحِلِّيْنَ تھا جو اَلصَّيْدِ کا مضاف بنا تو اس کا نون اعرابی گر گیا۔ اَلْقَلَآئِدَ سے پہلے ذَوَاتِ محذوف ہے یعنی پٹوں والے۔ اٰمِّيْنَ اسم الفاعل ہے اور لَا تُحِلُّوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ پھر اس نے فعل کا عمل کیا ہے تو اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَوْفُوْا	بِالْعُقُوْدِ	اُحِلَّتْ	لَكُمْ
اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ پورا کرو	عہدوں کو	حلال کیا گیا	تمہارے لیے

بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ	اِلَّا مَا	يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ
بے زبان مویشیوں کو	سوائے اس کے جو	پڑھ کر سنایا جائے گا تم کو	شکار کو حلال کرنے والے نہ ہوتے ہوئے

وَ	اَنْتُمْ	حُرُمٌ	اِنَّ اللّٰهَ	يَحْكُمُ	مَا
اس حال میں کہ	تم لوگ	محترم ہو (یعنی احرام میں ہو)	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے	وہ جو

يُرِيْدُ	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُحِلُّوْا	شَعَآئِرَ اللّٰهِ
وہ ارادہ کرتا ہے	اے لوگوں جو	ایمان لائے	تم لوگ حلال مت کرو (بے ادبی کے لیے)	اللہ کی علامتوں کو

وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَلَا الْهَدْيَ	وَلَا الْقَلَآئِدَ	وَلَآ اٰمِّيْنَ
اور نہ ہی محترم مہینے کو	اور نہ ہی قربانی کے جانور کو	اور نہ ہی پٹے (والوں) کو	اور نہ ہی ارادہ کرنے والوں کو

الْبَيْتَ الْحَرَامَ	يَبْتَغُوْنَ	فَضْلًا	مِّنْ رَّبِّهِمْ	وَرِضْوَانًا
اس محترم گھر کا	جو تلاش کرتے ہیں	فضل کو	اپنے رب (کی طرف) سے	اور (اس کی) رضا کو

وَاِذَا	حَلَلْتُمْ	فَاصْطَادُوْا	وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
اور جب	تم لوگ حلال ہو جاؤ (یعنی احرام کھول دو)	تو شکار کرو	اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے

شَنَاٰنُ قَوۡمٍ	اَنۡ	صَدُّوۡكُمۡ	عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ	اَنۡ	تَعۡتَدُوۡا 753
کسی قوم کی دشمنی	(کیوں) کہ	انہوں نے روکا تم کو	مسجد حرام سے	کہ	تم لوگ زیادتی کرو

وَتَعَاوَنُوۡا	عَلَى الۡبِرِّ	وَالتَّقۡوٰى ۖ	وَلَا تَعَاوَنُوۡا
اور تم لوگ آپس میں تعاون کرو	نیکی میں	اور تقویٰ میں	اور تعاون مت کرو

عَلَى الۡاِثۡمِ	وَالۡعُدۡوَانِ ۖ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ
گناہ میں	اور زیادتی میں	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	سزا دینے کا سخت ہے

نوٹ۔1

چوپاؤں میں سے اَنۡعَام یعنی مویشی ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جن کے پیر کے سم چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں۔ اس لحاظ سے بھیڑ، بکری، اونٹ، ہرن، نیل گائے وغیرہ سب انعام ہیں۔ لیکن گھوڑے، گدھے، شیر، ریچھ، وغیرہ انعام نہیں ہیں۔ شائد یہی وجہ ہے کہ آیت نمبر آل عمران 14 میں گھوڑوں کو انعام میں شامل نہیں کیا گیا اور ان کا ذکر الگ کیا گیا ہے۔ گھوڑوں کے حلال ہونے کا علم اور اسی طرح سے پرندوں میں سے کسی کے حلال ہونے اور کسی کے حرام ہونے کا علم ہمیں احادیث سے حاصل ہوتا ہے۔

آیت نمبر (3)

﴿ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ ۚ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِكُمۡ فِسۡقٌ ؕ اَلۡيَوۡمَ يَـئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡـنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِ ؕ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝3 ﴾

ل ح م

(ف) لَحۡمًا: گوشت کھلانا۔

لَحۡمٌ: ج لُحُوۡمٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ گوشت۔ ﴿لَنۡ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا﴾ "ہرگز نہیں پہنچتے اللہ کو ان کے گوشت اور نہ ہی ان کے خون۔" (22/ الحج: 37)

خ ن ق

(ن) خَنۡقًا: گلا گھونٹنا۔

(انفعال) اِنۡخِنَاقًا: گلا گھٹنا۔

مُنۡخَنِقٌ: اسم الفاعل ہے۔ گلا گھٹ کر مرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

و ق ذ

(ض) وَقۡذًا: مہلک چوٹ لگانا۔

مَوْقُوْذٌ — اسم المفعول ہے۔مہلک چوٹ لگا یا ہوا۔چوٹ سے مارا ہوا۔آیت زیر مطالعہ۔
753

ر	د	ی

(س) رَدًی — تباہ و برباد ہونا۔ ہلاک ہونا۔گڑھے میں گرنا۔﴿ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴾ (20/طٰہٰ:16) ’’پس ہرگز نہ روکے تجھ کو اس سے یعنی قیامت پر ایمان لانے سے وہ، جو ایمان نہیں لاتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی، ورنہ تو ہلاک ہوگا۔

(افعال) اِرْدَاءً — تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔﴿ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ ﴾ (41/حٰم سجدہ:23) ’’اور یہ تمہارا وہ گمان ہے جو تم نے گمان کیا اپنے رب کے بارے میں تو اس نے تم کو ہلاک کیا۔‘‘

(تفعّل) تَرَدِّی — ہلاک ہونا۔گڑھے میں گرنا۔﴿ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴾ (92/الیل:11) ’’اور کام نہ آئے گا اس کے اس کا مال جب وہ ہلاکت میں گرے گا۔‘‘

مُتَرَدِّی — اسم الفاعل ہے۔گڑھے میں گرنے والا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ن	ط	ح

(ف) نَطْحًا — سینگ مارنا۔

نَطِیْحٌ — فَعِیْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔سینگ مارا ہوا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ذ	ک	و

(ن) ذَکًا — جانور کو ذبح کرنا۔

(تفعیل) تَذْکِیَۃٌ — خوب اچھی طرح ذبح کرنا۔آیت زیر مطالعہ۔

ز	ل	م

(ن) زَلْمًا — خطا کرنا۔

زَلَمٌ — ج اَزْلَامٌ بغیر پر کا تیر۔ایسے تیر جن سے فال نکالتے ہیں۔آیت زیر مطالعہ۔

خ	م	ص

(ن) خَمْصًا — شدید بھوک سے پیٹ کا پچک جانا۔کمر سے لگ جانا۔

مَخْمَصٌ — اسم الظرف ہے۔شدید بھوک کے وقت۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ی	ء	س

(س) یَاْسًا — نا امید ہونا۔مایوس ہونا۔آیت زیر مطالعہ۔

یَئُوْسٌ — فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔انتہائی مایوس۔﴿ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴾ (17/بنی اسرائیل:83) ’’اور جب کبھی اس کو لگے برائی تو وہ ہو جاتا ہے انتہائی مایوس۔‘‘

(استفعال) اِسْتِیْئَاسًا — ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔مایوس ہونا۔﴿ فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ﴾ (12/یوسف:80) ’’پھر جب وہ لوگ نا امید ہوئے اس سے یعنی یوسفؑ سے تو وہ لوگ الگ ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے۔‘‘

ترکیب

حُرِّمَتْ ماضی مجہول ہے۔آگے اس کے نائب الفاعل آئے ہیں۔اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔اس کے بعد مَاذُبِحَ اور اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بھی نائب الفاعل ہیں۔اَلْيَوْمَ ظرف، دِيْنًا تمیز اور غَيْرَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ترجمہ

حُرِّمَتْ	عَلَيْكُمُ	الْمَيْتَةُ	وَالدَّمُ	وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ	وَمَآ	اُهِلَّ
حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو	اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا

لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ	وَالْمُنْخَنِقَةُ	وَالْمَوْقُوْذَةُ	وَالْمُتَرَدِّيَةُ
غیر اللہ کے لیے	جس کو	اور گلا گھٹ کر مرنے والے کو	اور چوٹ سے مارے ہوئے کو	اور گڑھے میں گرنے والے کو

وَالنَّطِيْحَةُ	وَمَآ	اَكَلَ	السَّبُعُ	اِلَّا مَا	ذَكَّيْتُمْ قف
اور سینگ مارے ہوئے کو	اور اس کو، جس کو	کھایا	درندے نے	سوائے اس کے جس کو	اچھی طرح ذبح کیا تم نے

وَمَا	ذُبِحَ	عَلَى النُّصُبِ	وَاَنْ	تَسْتَقْسِمُوْا	بِالْاَزْلَامِ ط
اور اس کو، جس کو	ذبح کیا گیا	استھان پر	اور یہ کہ	تم لوگ تقسیم کرو	فال نکالنے کے تیروں سے

ذٰلِكُمْ	فِسْقٌ ط	اَلْيَوْمَ	يَئِسَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ دِيْنِكُمْ
یہ	نافرمانی ہے	آج کے دن	مایوس ہوئے	وہ لوگ جنھوں نے	کفر کیا	تمہارے دین سے

فَلَا تَخْشَوْهُمْ	وَاخْشَوْنِ ط	اَلْيَوْمَ	اَكْمَلْتُ	لَكُمْ
پس تم لوگ مت ڈرو ان سے	اور ڈرو مجھ سے	آج کے دن	میں نے مکمل کیا	تمہارے لیے

دِيْنَكُمْ	وَاَتْمَمْتُ	عَلَيْكُمْ	نِعْمَتِيْ	وَرَضِيْتُ
تمہارے دین کو	اور میں نے تمام کر دیا	تم لوگوں پر	اپنی نعمت کو	اور میں نے پسند کیا

لَكُمُ	الْاِسْلَامَ	دِيْنًا ط	فَمَنِ	اضْطُرَّ	فِيْ مَخْمَصَةٍ
تمہارے لیے	اسلام کو	بطور دین کے	پھر جو	لاچار کیا گیا	سخت بھوک کے وقت میں

غَيْرَ مُتَجَانِفٍ	لِّاِثْمٍ لا	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
مائل ہونے والا ہوئے بغیر	گناہ کے لیے	تو یقیناً اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

اسلام سے کافروں کی مایوسی کا مطلب یہ ہے کہ اس دن ان کی یہ توقع ختم ہوگئی کہ وہ اسلام میں کچھ خلط ملط کر سکیں یا اپنے دین کو اسلام میں گڈ مڈ کر لیں۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اکیاسی (81) دن حیات رہے۔ (ابن کثیر)۔ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا۔ جو چند آیتیں اس کے بعد نازل ہوئیں۔ ان میں یا تو ترغیب و ترتیب کے مضامین تھے یا انہی احکام کی تاکید تھی جن کا بیان پہلے ہو چکا تھا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (4تا5)

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ط قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ لا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ
مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ۴ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ز وَ
هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۵ ع ﴾

ج ر ح

753

(ف)	جَرْحًا	(ا) کمانا۔ (۲) زخمی کرنا۔ ﴿وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾ (6/الانعام: 60) ''اور وہ جانتا ہے جو تم لوگ کماتے ہو دن میں۔''
	جُرْحٌ	ج جُرُوْحٌ۔ اسم ذات ہے۔ زخم۔ ﴿وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ (5/المآئدہ: 45) ''اور زخموں میں بدلہ ہے۔''
	جَارِحَةٌ	ج جَوَارِحُ۔ یہ اسم الفاعل جَارِحٌ کا مؤنث ہے۔ زخمی کرنے والا۔ درندہ۔ آیت زیر مطالعہ۔
(افتعال)	اِجْتِرَاحًا	اہتمام سے کمانا۔ ﴿الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ﴾ (45/الجاثیۃ: 21) ''جنہوں نے کمائیں برائیاں۔''

ک ل ب

(ض)	کَلْبًا	کتے کی طرح آواز نکالنا۔ بھونکنا۔
	کَلْبٌ	اسم ذات ہے۔ کتا۔ ﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ﴾ (7/الاعراف: 176) ''پس اس کی مثال کتے کی مثال کی مانند ہے۔''
(تفعیل)	تَكْلِيْبًا	کتوں کو شکار کے لیے سُدھانا۔
	مُكَلِّبٌ	اسم الفاعل ہے۔ سُدھانے والا۔

ترکیب

اُحِلَّ کا نائب فاعل اَلطَّيِّبٰتُ اور وَمَا ہیں۔ مُكَلِّبِيْنَ حال ہے۔ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ میں هُنَّ کی ضمیر اَلْجَوَارِحِ کے لیے ہے۔ دونوں جگہ طَعَامُ اپنے مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مبتداء ہے اور حِلٌّ ان کی خبریں ہیں جبکہ لَكُمْ اور لَهُمْ متعلق خبر ہیں۔ وَالْمُحْصَنٰتُ سے اَخْدَانٍ تک پورا فقرہ حِلٌّ لَّكُمْ پر عطف ہے۔ جس میں مخاطب اہل ایمان ہیں اور حِلٌّ لَّهُمْ پر نہیں ہے، جس میں غائب کی ضمیر اہل کتاب کے لیے ہے کیونکہ اِذَا شرطیہ کے بعد اٰتَيْتُمُوْهُنَّ آیا ہے، جو جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہوگا کہ اے ایمان والو! جب تم ان عورتوں کو ان کے حقوق دے دو تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ مُحْصِنِيْنَ اور مُسٰفِحِيْنَ حال ہیں۔ مُتَّخِذِيْ دراصل مُتَّخِذِيْنَ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون گرا ہوا ہے اور یہ بھی حال ہے۔

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	مَاذَآ	اُحِلَّ	لَهُمْ	قُلْ
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	وہ کیا ہے جو	حلال کی گئی	ان کے لیے	آپ کہہ دیجئے

اُحِلَّ	لَكُمُ	الطَّيِّبٰتُ	وَمَا	عَلَّمْتُمْ	مِّنَ الْجَوَارِحِ
حلال کیا گیا	تمہارے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور اس کو جو	تم نے سکھایا	درندوں میں سے

مُكَلِّبِيْنَ	تُعَلِّمُوْنَهُنَّ	مِمَّا	عَلَّمَكُمُ
شکار کے لیے سدھانے والا ہوتے ہوئے	تم لوگ سکھاتے ہو ان کو	اس میں سے جو	سکھایا تم کو

اللّٰهُ	فَكُلُوْا	مِمَّآ	اَمْسَكْنَ	عَلَيْكُمْ	وَاذْكُرُوا	اسْمَ اللّٰهِ
اللہ نے	تو تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	انہوں نے تھاما	تمہارے لیے	اور ذکر کرو	اللہ کے نام کا

عَلَیۡهِ ۖ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ۝۴	اَلۡیَوۡمَ	اُحِلَّ
اس پر	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	حساب لینے کا تیز ہے	آج کے دن	حلال کیا گیا

لَكُمُ	الطَّیِّبٰتُ ؕ	وَطَعَامُ الَّذِیۡنَ	اُوۡتُوا	الۡكِتٰبَ	حِلٌّ	لَّكُمۡ ۖ
تمہارے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور ان کا کھانا جن کو	دی گئی	کتاب	حلال ہے	تمہارے لیے

وَطَعَامُكُمۡ	حِلٌّ	لَّهُمۡ	وَالۡمُحۡصَنٰتُ	مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ	وَالۡمُحۡصَنٰتُ
اور تمہارا کھانا	حلال ہے	ان کے لیے	اور خاندانی عورتیں	مسلمان عورتوں میں سے	اور خاندانی عورتیں

مِنَ الَّذِیۡنَ	اُوۡتُوا	الۡكِتٰبَ	مِنۡ قَبۡلِكُمۡ	اِذَاۤ	اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ
ان میں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے (حلال ہیں تمہارے لیے)	جب	تم دو ان کو

اُجُوۡرَهُنَّ	مُحۡصِنِیۡنَ	غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ	وَلَا مُتَّخِذِیۡۤ اَخۡدَانٍ ؕ
ان کے حقوق	حفاظت کرنے والا ہوتے ہوئے	بدکاری نہ کرنے والا ہوتے ہوئے	اور نہ ہی یاری بنانے والا ہوتے ہوئے

وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ	بِالۡاِیۡمَانِ	فَقَدۡ حَبِطَ	عَمَلُهٗ ۡ	وَهُوَ	فِی الۡاٰخِرَةِ
اور جو انکار کرتا ہے	ایمان کا	تو اکارت ہو چکے ہیں	اس کے عمل	اور وہ ہے	آخرت میں

مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ
خسارہ پانے والوں میں سے

آیت نمبر (6 تا 7)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَ اَیۡدِیَكُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَ امۡسَحُوۡا
بِرُءُوۡسِكُمۡ وَ اَرۡجُلَكُمۡ اِلَی الۡكَعۡبَیۡنِ ؕ وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا ؕ وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤی اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ اَوۡ
جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا فَامۡسَحُوۡا
بِوُجُوۡهِكُمۡ وَ اَیۡدِیۡكُمۡ مِّنۡهُ ؕ مَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیَجۡعَلَ عَلَیۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّ لٰكِنۡ یُّرِیۡدُ لِیُطَهِّرَكُمۡ وَ لِیُتِمَّ
نِعۡمَتَهٗ عَلَیۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝۶ وَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ وَ مِیۡثَاقَهُ الَّذِیۡ وَاثَقَكُمۡ بِهٖۤ ۙ اِذۡ قُلۡتُمۡ
سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝۷ ﴾

ک ع ب

(ن۔ض) **کَعُوْبًا** (1) کوئی بھی اُٹھنے والی یا اُبھرنے والی چیز۔ (2) کوئی مکعب چیز یعنی جس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی ایک جیسی ہو۔

کَعْبٌ کسی چیز کی اُبھری ہوئی گرہ۔ جیسے گنّے کے دو پوروں کے درمیان کی گرہ یا پنڈلی اور پیر کے درمیان کی گرہ یعنی ٹخنہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

كَعْبَةٌ کوئی مربع کمرہ۔خانہ کعبہ۔﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ﴾ (5/[illegible]:97)''بنایا اللہ نے کعبہ کو محترم گھر۔''

كَاعِبٌ ج كَوَاعِبُ۔اسم الفاعل ہے۔اُٹھنے والا۔ابھرنے والا۔پھر استعارۃً نوعمر لڑکی کے لیے بھی آتا ہے۔﴿ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴾ (78/النبا:33)''اور نوعمر لڑکیاں ہم عمر۔''

ترکیب

فَاغْسِلُوْا کا مفعول اول وُجُوْهَكُمْ اور مفعول ثانی اَيْدِيَكُمْ ہے۔اس لیے دونوں کے مضاف حالتِ نصب میں ہیں۔وَامْسَحُوْا کا مفعول بِرُءُوْسِكُمْ ہے جو کہ بَا کے صلہ کی وجہ سے مجرور ہے۔وَاَرْجُلَكُمْ اگر وَامْسَحُوْا کا مفعول ہوتا تو بَا کے صلہ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں وَاَرْجُلِكُمْ آتا۔لیکن اَرْجُلَكُمْ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ فَاغْسِلُوْا کا مفعول ثالث ہے۔صَعِيْدًا طَيِّبًا کے بعد فَامْسَحُوْا کا مفعول بِوُجُوْهِكُمْ ہے۔بَا کے صلہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَيْدِيْكُمْ حالتِ جر میں آیا ہے۔اس لیے یہ اس فَامْسَحُوْا کا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِذَا	قُمْتُمْ	اِلَى الصَّلٰوةِ	فَاغْسِلُوْا	وُجُوْهَكُمْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ اٹھو	نماز کی طرف	تو دھولو	اپنے چہروں کو

وَاَيْدِيَكُمْ	اِلَى الْمَرَافِقِ	وَامْسَحُوْا	بِرُءُوْسِكُمْ	وَاَرْجُلَكُمْ
اور اپنے ہاتھوں کو	کہنیوں تک	اور مسح کرو	اپنے سروں کا	اور (دھولو) اپنے پیروں کو

اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ	وَاِنْ	كُنْتُمْ	جُنُبًا	فَاطَّهَّرُوْا ؕ	وَاِنْ	كُنْتُمْ	مَّرْضٰۤى
دونوں ٹخنوں تک	اور اگر	تم لوگ ہو	ناپاک	تو خود کو پاک کرو	اور اگر	تم لوگ ہو	مریض

اَوْ	عَلٰى سَفَرٍ	اَوْ جَآءَ	اَحَدٌ	مِّنْكُمْ	مِّنَ الْغَآئِطِ	اَوْ لٰمَسْتُمُ
یا (ہو)	کسی سفر پر	یا آئے	کوئی ایک	تم میں سے	باتھ روم سے	یا تم لوگ مباشرت کرو

النِّسَآءَ	فَلَمْ تَجِدُوْا	مَآءً	فَتَيَمَّمُوْا	صَعِيْدًا طَيِّبًا	فَامْسَحُوْا	بِوُجُوْهِكُمْ
بیوی سے	پھر تم لوگ نہ پاؤ	پانی	تو تیمم کرو	کسی پاک مٹی سے	تو مسح کرو	اپنے چہروں کا

وَاَيْدِيْكُمْ	مِّنْهُ	مَا يُرِيْدُ	اللّٰهُ	لِيَجْعَلَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ حَرَجٍ
اور اپنے ہاتھوں کا	اس سے	نہیں چاہتا	اللہ	کہ وہ بنائے	تم لوگوں پر	کسی قسم کی کوئی تنگی

وَّلٰكِنْ	يُّرِيْدُ	لِيُطَهِّرَكُمْ	وَلِيُتِمَّ	نِعْمَتَهٗ
اور لیکن (یعنی بلکہ)	وہ چاہتا ہے	کہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اور (یہ) کہ وہ تمام کرے	اپنی نعمت کو

عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ۞	وَاذْكُرُوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ
تم لوگوں پر	شائد کہ	حق مانو	اور یاد	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر	اور اس کے اس پختہ عہد کو

وَاثَقَكُمْ	بِهٖۤ ۙ	اِذْ	قُلْتُمْ	سَمِعْنَا	وَاَطَعْنَا ۫
اس نے معاہدے میں جکڑا تم لوگوں کو	جس سے	جب	تم لوگوں نے کہا	ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی

وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
اور تقویٰ کرو	اللہ کا	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (باتوں) کو

آیت نمبر (8 تا 11)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ
اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰۤىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ ﴾

ترکیب

اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ وَعَدَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کسی سے وعدہ کیا اور کیا وعدہ کیا۔ اس کا مفعول اول اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ ہے اور مفعول ثانی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ہے۔ اس لیے پورا جملہ محلاً حالت نصب میں ہے۔ آیت نمبر۔11 میں ''نعمت'' لمبی تا سے لکھی گئی ہے۔ جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کَفَّ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كُوْنُوْا	قَوّٰمِيْنَ	لِلّٰهِ	شُهَدَآءَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ ہو جاؤ	خوب نگرانی کرنے والے	اللہ کی خاطر	گواہی دینے والے

بِالْقِسْطِ	وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ	شَنَاٰنُ قَوْمٍ	عَلٰۤى	اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ	اِعْدِلُوْا ۟
انصاف کی	اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے	کسی قوم کی دشمنی	اس پر	کہ تم لوگ عدل نہ کرو	(بلکہ) تم لوگ عدل کرو

هُوَ	اَقْرَبُ	لِلتَّقْوٰى	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	خَبِيْرٌۢ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
یہ	زیادہ قریب ہے	تقویٰ سے	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	یقیناً اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

وَعَدَ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ ۙ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ
وعدہ کیا	اللہ نے	ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک	(کہ) ان کے لیے	مغفرت ہے

وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَكَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَاۤ	اُولٰۤىِٕكَ
اور ایک شاندار بدلہ ہے	اور وہ لوگ جنھوں نے	انکار کیا	اور جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	(تو) وہ لوگ

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اذْكُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
دوزخ والے ہیں	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	تم لوگوں پر

اِذۡ	هَمَّ	قَوۡمٌ	اَنۡ	یَّبۡسُطُوۡۤا	اِلَیۡكُمۡ	اَیۡدِیَهُمۡ	فَكَفَّ
جب	ارادہ کیا	ایک قوم نے	کہ	وہ لوگ پھیلائیں	تمہاری طرف	اپنے ہاتھوں کو	تو اس نے روکا

اَیۡدِیَهُمۡ	عَنۡكُمۡ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلۡیَتَوَكَّلِ	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
ان کے ہاتھوں کو	تم سے	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	مومن لوگ

نوٹ۔1

زیرمطالعہ ایت نمبر۔8 کا مضمون سورۃ النساء کی آیت نمبر۔135 میں بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ گزر چکا ہے۔دونوں کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو عدل وانصاف سے روکنے کے عموماً دو سبب ہوا کرتے ہیں۔ایک اپنے نفس یا عزیزوں کی طرفداری اور دوسرے کی عداوت۔سورۃ النساء میں پہلے سبب کی اور آیت زیرمطالعہ میں دوسرے سبب کی نشاندہی کی گئی ہے اور حکم یہ دیا ہے کہ اپنے نفس، والدین اور عزیزوں کی رعایت میں انصاف کا دامن مت چھوڑو۔اور کسی دشمنی کی وجہ سے، اس کو نقصان پہنچانے کے لیے بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے مت جانے دو۔(معاویہ القرآن)

نوٹ۔2

ان دونوں آیتوں میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ سچی گواہی دینے سے پہلوتہی مت کرو تا کہ فیصلہ کرنے والوں کو حق اور انصاف سے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔قرآن مجید میں متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے کہ سچی گواہی دینے میں کوتاہی اور سستی نہ کی جائے۔مثلاً ایک جگہ فرمایا کہ ''تم لوگ مت چھپاؤ گواہی کو، اور جو چھپاتا ہے اس کو تو یقیناً اس کا دل گناہ کرنے والا ہے'' (2۔283)۔اس سے یہ واضح ہوجاتی ہیں کہ سچی گواہی دینا واجب اور اس کو چھپانا سخت گناہ ہے۔

اس کے ساتھ ہی قرآن مجید میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ ''تکلیف نہ دی جائے کسی لکھنے والے کو اور نہ ہی کسی گواہ کو'' (2۔282)۔اس حکم پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ موقع کے سچے گواہ کو شاذونادر ہی ملتے ہیں۔لوگ ایسی جگہوں سے دور بھاگتے ہیں کہ کہیں گواہی میں نام نہ آجائے۔پولیس ادھر اُدھر کے گواہوں سے خانہ پری کرتی ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت کم مقدمات کا فیصلہ حق وانصاف پر ہوتا ہے۔عدالتیں مجبور ہیں کیونکہ جیسی شہادتیں ان کے پاس پہنچتی ہیں۔وہ انھیں کی بنیاد پر فیصلہ کرسکتی ہیں۔جبکہ آج بھی سعودی عرب اور بعض دوسرے ممالک میں قرآن کی اس ہدایت پر عمل ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں جرائم اور مقدمات کی نہ تو اتنی کثرت ہے اور نہ ہی گواہی دینا کوئی مصیبت ہے۔

اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ آج کل عام طور پر شہادت کا مطلب صرف یہ لیا جاتا ہے کہ مقدمات میں عدالت کے سامنے گواہی دینا۔لیکن قرآن وسنت کی اصطلاح میں لفظ شہادت اس سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔مثلاً کسی کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دینا کہ وہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں ہے یا نوکری کرنے کے قابل نہیں ہے۔یہ بھی ایک شہادت ہے۔اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہوکر گناہِ کبیرہ

ہو گیا ہے۔اس طرح امتحانات میں طلبا کے پرچوں پر نمبر لگانا ایک شہادت ہے۔اگر جان بوجھ کر یالا پرواہی سے نمبروں میں پیشی کر دی گئی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے اور حرام اور سخت گناہ ہے۔

اسی طرح انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے۔جس میں ووٹ دینے والے کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ اس کے نزدیک یہ امیدوار اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے بھی اور دیانت وامانت کے اعتبار سے بھی نمائندہ بننے کے قابل ہے، مگر ہم لوگوں نے اس کو محض ہار جیت کا کھیل سمجھ رکھا ہے۔اس لیے ووٹ اکثر رشتہ داری یا دوستی کی بنیاد پر استعمال ہوتا ہے، کبھی کسی دباؤ کے تحت استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی فروخت کر دیا جاتا ہے۔اور تو اور پڑھے لکھے دیندار مسلمان بھی نا اہل لوگوں کو ووٹ دیتے وقت کبھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم یہ جھوٹی گواہی دے کر مستحق لعنت وعذاب بن رہے ہیں۔

ووٹ دینے کی از روئے قرآن ایک دوسری حیثیت بھی ہے جس کو شفاعت یا سفارش کہا جاتا ہے کہ ووٹ دینے والا گویا سفارش کرتا ہے کہ فلاں امیدوار کو نمائیدگی دی جائے۔سفارش کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو اچھی سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوتا ہے اور جو کوئی بری سفارش کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں سے ایک ذمہ داری ہوتی ہے۔(4-85) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نمائندہ جب کوئی غلط اور ناجائز کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسے ووٹ دینے والوں کو بھی پہنچے گا۔(معارف القرآن)

شہادت (گواہی) اور شفاعت (سفارش) کی جو مذکورہ بالا تفسیر مفتی محمد شفیعؒ نے کی ہے۔انتخابات کے وقت اس پر عمل کرنے میں ہمیں کچھ الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان میں سے دو زیادہ عام ہیں۔مناسب ہے کہ ان کی وضاحت یہاں پر کر دی جائے تاکہ جو اللہ کے حکم پر عمل کرنے کا جذبہ رکھتا ہے وہ اطمینان قلب کے ساتھ اس پر عمل کرے۔(مرتب)

امیدوار اگر ہماری برادری یا قبیلے کا ہے تو ہمارے ووٹ پر اس کا حق بنتا ہے۔یا امیدوار ہماری اپنی پارٹی کے ٹکٹ پر کھڑا ہوا ہے تو اس کو ووٹ دینا امیر کا حکم ہے۔اس کی صلاحیت اور امانت و دیانت قابل اعتماد نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ رشتہ داروں کا حق ادا کرنا اور امیر کی اطاعت کرنا بھی اللہ کا ہی حکم ہے۔اس مسئلہ کا حل سورۃ النساء کی آیت نمبر۔135 میں موجود ہے جہاں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ انصاف پر قائم رہو خواہ وہ ہمارے اپنے یا والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہو۔اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کسی کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔اللہ معصیت میں۔یعنی اگر کسی رشتہ دار کا حق ادا کرنے سے یا امیر کی اطاعت کرنے سے اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو یہ دونوں چیزیں ساقط ہو جائیں گی اور اللہ کا حکم قائم رہے گا۔

دوسری الجھن یہ ہوتی ہے کہ کہیں فلاں پارٹی کی حکومت نہ بن جائے اس لیے کم برائی والے (LESSER EVIL) کو ووٹ دے دو۔یہ خود فریبی ہے۔کسی کی حکومت کے آنے یا نہ آنے کے متعلق قیامت میں ہم سے جواب طلب نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس پر ہمارا اختیار نہیں ہے۔وہاں ہم سے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ ایک اہل اور دیانتدار شخص کے حق میں ووٹ کیوں نہیں دیا تھا یا ایک نا اہل اور بد دیانت کو ووٹ کیوں دیا تھا۔

آیت نمبر (12 تا 14)

753

﴿وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ
لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝۱۲ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ
فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴﴾

ن ق ب

(ن) نَقْبًا: کسی چمڑے یا دیوار میں سوراخ کرنا۔ نقب لگانا۔ ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝۹۷﴾ (18 / الکھف: 97) ''اور انہیں قدرت نہیں اس میں سوراخ کرنے کی۔''

(س) نَقَبًا: راستوں پر چلنا (یعنی فضا میں سوراخ کرنا)۔''

(ک) نَقَابَةً: (۱) سوراخ میں سے جھانکنا یعنی ایسی جگہ سے نگرانی کرنا جہاں سے نگرانی کرنے والا دوسروں کو دیکھ سکے لیکن اس کو نہ دیکھا جا سکے۔
(۲) سردار ہونا۔ کیونکہ سردار دوسروں سے معلومات حاصل کر کے اپنی قوم کی نگرانی کرتا ہے۔

نَقِيْبٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نگرانی کرنے والا۔ سردار۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَنْقِيْبًا: کثرت سے آنا جانا۔ بھاگ دوڑ کرنا۔ ﴿فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ﴾ (50 / قٓ: 36) ''تو انہوں نے بھاگ دوڑ کی شہروں میں۔''

ع ز ر

(ض) عَزْرًا: کسی کو اس کے فرائض سے آگاہ کرنا۔ مدد کرنا۔

(تفعیل) تَعْزِيْرًا: کسی کی تعظیم میں اس کے مشن کو تقویت دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غ ر و

(س) غَرَاءً: چمٹنا۔ لازم ہونا۔

(افعال) اِغْرَاءً: (۱) چمٹانا۔ لازم کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(۲) کسی کو کسی پر حاوی کر دینا۔ ﴿لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ﴾ (33 / الاحزاب: 60) ''ہم لازماً حاوی کر دیں گے آپؐ کو ان پر۔''

ص ن ع

(ف) صَنْعًا اور صُنْعًا: کسی خام مال سے اچھی چیز بنانا۔ کاریگری کرنا۔ صنعت کاری کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اِصْنَعْ — فعل امر ہے۔﴿ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ ﴾ (23/المؤمنون:27)''تو ہم نے وحی کیا انؑ کی طرف کہ آپؑ کشتی بنائیں۔''

مَصْنَعٌ — ج مَصَانِعُ۔اسم الظرف ہے۔صنعت گری کی جگہ۔قلعہ۔محل۔﴿ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ﴾ (26/الشعراء:129)''اور تم لوگ بناتے ہو محلات شائد کہ تم ہمیشہ رہو گے۔''

(افعال) اِصْنَاعًا — کسی چیز کو بڑی مہارت سے بنانا۔ پرورش کرنا۔ پروان چڑھانا۔﴿ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:39)''اور تا کہ تو پروان چڑھایا جائے میری نگاہ کے سامنے۔''

(افتعال) اِصْطِنَاعًا — اہتمام سے بنانا۔﴿ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:41)''اور میں نے اہتمام سے پروان چڑھایا آپؑ کو اپنے واسطے۔

ترکیب

اِثْنِيْ دراصل اِثْنَيْنِ ہے جو بَعَثْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ نَقِيْبًا تمیز ہے۔ لَئِنْ میں اِنْ شرطیہ پر لام تاکید ہے۔ اِنْ شرطیہ کی وجہ سے آگے شرط میں افعال ماضی کے ترجمے مستقبل میں ہوں گے۔ فَبِمَا میں بَا سببیہ ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے نَقْضِهِمْ کا مضاف مجرور ہوا ہے۔ نَقْضِ مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے۔ مِيْثَاقَهُمْ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔ تَطَّلِعُ باب افتعال کا مضارع ہے۔ خَائِنَةٍ پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَةٌ۔ بِمَا كَانُوْا میں بَا فعل يُنَبِّئُ کا صلہ ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ اَخَذَ	اللّٰهُ	مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ	وَبَعَثْنَا	مِنْهُمُ
اور بیشک لیا ہے	اللہ نے	بنی اسرائیل سے عہد	اور ہم نے اٹھائے (یعنی مقرر کیے)	ان میں سے

اثْنَيْ عَشَرَ	نَقِيْبًا	وَقَالَ	اللّٰهُ	اِنِّيْ	مَعَكُمْ	لَئِنْ	اَقَمْتُمُ
بارہ	نقیب	اور کہا	اللہ نے	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں	بیشک اگر	تم لوگ قائم کرو گے

الصَّلٰوةَ	وَاٰتَيْتُمُ	الزَّكٰوةَ	وَاٰمَنْتُمْ	بِرُسُلِيْ	وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ	وَاَقْرَضْتُمُ	اللّٰهَ
نماز کو	اور پہنچاؤ گے	زکوٰۃ کو	اور ایمان لاؤ گے	میرے رسولوں پر	اور تقویت دو گے ان کو	اور قرضہ دو گے	اللہ کو

قَرْضًا حَسَنًا	لَاُكَفِّرَنَّ	عَنْكُمْ	سَيِّاٰتِكُمْ
جیسا خوبصورت قرضہ دینے کا حق ہے	تو میں لازماً دور کروں گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو

وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	فَمَنْ
اور میں لازماً داخل کروں گا تم لوگوں کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	پھر جو

كَفَرَ	بَعْدَ ذٰلِكَ	مِنْكُمْ	فَقَدْ ضَلَّ	سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾	فَبِمَا
انکار کرے گا	اس کے بعد	تم میں سے	تو وہ ضرور گمراہ ہوگا	راستے کے درمیان سے	پس بسبب اس کے جو

نَقۡضِهِمۡ	مِّيۡثَاقَهُمۡ	لَعَنّٰهُمۡ	وَجَعَلۡنَا	قُلُوۡبَهُمۡ	753 قٰسِيَةً ۚ
ان کا توڑنا ہے	اپنے عہد کو	ہم نے لعنت کی ان پر	اور ہم نے بنا دیا	ان کے دلوں کو	سخت ہونے والا

يُحَرِّفُوۡنَ	الۡكَلِمَ	عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ ۙ	وَنَسُوۡا	حَظًّا	مِّمَّا
وہ لوگ پھیرتے ہیں	کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور انھوں نے بھلا دیا	ایک حصہ	اس کے بعد

ذُكِّرُوۡا	بِهٖ ۚ	وَلَا تَزَالُ	تَطَّلِعُ	عَلٰى خَآئِنَةٍ
ان کو نصیحت کی گئی	جس سے	اور ہمیشہ	آپ ؐ آگاہ ہوں گے	کسی بڑے وعدہ خلاف پر

مِّنۡهُمۡ	اِلَّا	قَلِيۡلًا	مِّنۡهُمۡ	فَاعۡفُ	عَنۡهُمۡ	وَاصۡفَحۡ ؕ
ان میں سے	سوائے اس کے کہ	تھوڑے سے	ان میں سے	تو آپ درگزر کریں	ان سے	اور نظر انداز کریں

اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾	وَمِنَ الَّذِيۡنَ	قَالُوۡۤا	اِنَّا	نَصٰرٰٓى
یقیناً اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو	اور ان میں وہ بھی ہیں جنھوں نے	کہا	کہ ہم	نصاریٰ ہیں

اَخَذۡنَا	مِيۡثَاقَهُمۡ	فَنَسُوۡا	حَظًّا	مِّمَّا	ذُكِّرُوۡا	بِهٖ ۖ
ہم نے لیا	ان سے عہد	تو انہوں نے بھلا دیا	ایک حصہ	اس میں سے	ان کو نصیحت کی گئی	جس سے

فَاَغۡرَيۡنَا	بَيۡنَهُمُ	الۡعَدَاوَةَ	وَالۡبَغۡضَآءَ	اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ؕ	وَسَوۡفَ
تو ہم نے چپکا دیا	ان کے مابین	عداوت کو	اور بغض کو	قیامت کے دن تک	اور عنقریب

يُنَبِّئُهُمُ	اللّٰهُ	بِمَا	كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ
جتادے گا ان کو	اللہ	وہ جو	وہ کرتوت کیا کرتے تھے

نوٹ۔1

سَوَاءَ السَّبِيۡلِ مرکب اضافی ہے اور اس کا لفظی ترجمہ ''راستے کا درمیان'' بنتا ہے لیکن اردو میں اس مفہوم کے لیے مرکب توصیفی ''درمیانی راستہ'' استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سَوَاءُ السَّبِيۡلِ اور اَلصِّرَاطُ الۡمُسۡتَقِيۡمِ قرآن مجید کی اہم اصطلاحات ہیں جن کا مفہوم اردو ترجمے میں منتقل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ان کے معانی مراد کی وضاحت ضروری ہے۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ یہ وضاحت تفہیم القرآن سے ماخوذ ہے۔

یہ دنیا ہر انسان کا کمرہ امتحان ہے اور امتحان کی غرض سے ہر انسان کے اندر بہت سی مختلف اور باہم متصادم صلاحیتوں، جذبات اور رجحانات کو ودیعت کر کے اسے امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ ہمارے نفس اور جسم کے تقاضے بھی مختلف ہیں جبکہ روح اور طبیعت کے بھی مختلف تقاضے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ہم کسی موڈ میں ہوتے ہیں اور کبھی ہمارا موڈ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے باہمی ربط و تعلقات سے جو اجتماعی زندگی وجود میں آتی ہے وہ بھی بہت پیچیدہ اور متصاد تعلقات باہمی سے مرکب ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں یہاں ہر شخص کے جہاں کچھ

753

حقوق ہیں وہیں اس کے کچھ فرائض ہیں پھر اس دنیا میں جو سامانِ زندگی ہمارے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ اسے استعمال کرنے اور آپس میں تقسیم کرنے پر بھی انفرادی اور اجتماعی سطح پر بہت سے پیچیدا اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

انسان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے وہ اپنے پورے عرصہ حیات پر پھیلے ہوئے تمام مسائل ہر پہلو پر بیک وقت ایک متوازن نظر ڈال سکے۔ اس لیے وہ خود اپنی زندگی کیلئے کوئی ایسا راستہ نہیں بنا سکتا جس کے سارے جذبات و رجحانات میں توازن قائم رہ سکے اور تمام انفرادی تقاضوں کے ساتھ وہ انصاف کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسان اپنی زندگی کا راستہ خود متعین کرتا ہے تو ضروریات میں سے کوئی ایک ضرورت اور مسائل میں سے کوئی ایک مسئلہ اس کے دماغ پر اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ دوسری ضروریات اور مسائل کے ساتھ وہ بالا ادہ یا بلا ارادہ ناانصافی کرنے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زندگی کا توازن بگڑ جاتا ہے، جس کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح فساد ہے۔ انسان کی یہ کج روی اپنی انتہا کو پہنچنے لگتی ہے تو باقی ضروریات اور مسائل بغاوت کر کے زور لگاتے ہیں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ پھر انسان ان میں سے کچھ کی طرف توجہ کر کے اور باقیوں کو نظر انداز کر کے ایک نئی ٹیڑھی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنی خود ساختہ میٹرھی (ZIG ZAG) راہوں پر اپنی زندگی کا سفر طے کرتا ہے۔

زندگی کی ایک راہ ایسی بھی ہے جو ان ٹیڑھی میٹرھی راہوں کے عین وسط میں واقع ہے۔ جس میں نہ کوئی افراط ہے اور نہ تفریط ہے۔ اس لیے اس راہ پر سفر کرتے ہوئے انسان اپنی تمام ضروریات کو ان کا حق دے سکتا ہے اور مسائل کے ہر پہلو کا احاطہ کرتے ہوئے انھیں حل کر سکتا ہے اس طرح وہ دنیاوی زندگی اطمینان اور سکون سے بسر کر سکتا ہے اور دائمی زندگی میں اپنی مراد پا سکتا ہے۔ ہر انسان کی فطرت اسی درمیانی اور متوازن راہ کو تلاش کرتی لیکن انسان اسے معلوم کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس نشاندہی وہی ہستی کر سکتی ہے جو انسان کی مصور (DESIGNER) اور خالق ہے۔ اور اس نے اپنے رسول اسی لیے بھیجے کہ اس راہ کی طرف وہ انسانوں کی راہنمائی کرے۔ قرآن اسی راہ کو سَوَاءُ السَّبِيْلِ اور اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ کہتا ہے۔

علم وحی سے محروم بعض فلسفیوں نے یہ دیکھ کر کہ انسانی زندگی پے درپے ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف دھکے کھاتی چلتی جا رہی ہے، یہ غلط نتیجہ نکال لیا کہ ''جدلی عمل'' (DIALECTICAL PROCESS) انسانی زندگی کے ارتقاء کا فطری قریق ہے۔ چنانچہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ انسان کے ارتقاء کا راستہ یہ ہے کہ پہلے ایک انتہا پسندانہ دعویٰ (THESIS) اسے ایک رخ پر بہالے جائے، پھر اس کے جواب میں دوسرا انتہا پسندانہ دعویٰ (ANTITHESIS) اسے دوسری انتہا کی طرف کھینچے اور پھر دونوں کے امتزاج (SYNTHESIS) سے ارتقاء حیات کا راستہ بنے۔ حالانکہ دراصل یہ ارتقاء کی راہ نہیں ہے بلکہ بدنصیبی کے دھکے ہیں جو انسانی زندگی کے فلاحی ارتقاء میں مانع ہو رہے ہیں۔ فلاحی ارتقاء کی راہ یعنی سواء السبیل علم وحی کی روشنی کے بغیر نظر نہی آتی اور اس پر ثابت قدم رہنا ایمان کی قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

نوٹ۔2

753
آج کل کے عیسائیوں کے حالات سے یہ شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ وہ باہم متحد ہیں۔لیکن آیت زیرِ مطالعہ میں بات ان لوگوں کی ہے جو عیسائی مذہب کے پابند ہیں۔ان کی فرقہ بندی اور عداوت آج بھی ہے،خصوصاً کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی عداوت (معارف القرآن سے ماخوذ)۔دنیاوی سطح پر عیسائیوں کے باہمی بغض اور عداوت کی وجہ سے گزشتہ صدی میں انسانیت کو دو عالمگیر جنگوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا وقتی طور پر یہ عداوت کچھ دب گئی ہے لیکن ختم نہیں ہوئی ہے۔اس کا اظہار دوبارہ جرمنی،فرانس،اور اٹلی وغیرہ کے رویہ سے ہورہا ہے جو انھوں نے امریکہ اور برطانیہ کے خلاف عراق کے مسئلہ پر اختیار کیا ہوا ہے۔(فروری 2003)

سبق-753 49/3	
15/5 تا 45	

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ المائدہ (5)

آیت نمبر (15 تا 19)

﴿ يٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ
كَثِيۡرٍ ؕ قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ
يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّهۡلِكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗ
وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ وَالنَّصٰرٰى نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلۡ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمۡ بِذُنُوۡبِكُمۡ ؕ
بَلۡ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ ؕ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا
بَيۡنَهُمَا وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ عَلٰى فَتۡرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ
تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِيۡرٍ وَّلَا نَذِيۡرٍ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَشِيۡرٌ وَّنَذِيۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۹﴾ ﴾

ف ت ر

(ن) **فُتُوۡرًا**: تیزی کے بعد ساکن ہونا یعنی وقفہ آنا یا سُست پڑنا۔ ہلکا ہونا۔ ﴿ يُسَبِّحُوۡنَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفۡتُرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ ﴾ (21/الانبیاء:20) ”تسبیح کرتے ہیں رات اور دن کے وقت، وہ لوگ سُست نہیں پڑتے۔“

فَتۡرَةٌ: اسم ذات ہے۔ وقفہ۔ سستی۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) **تَفۡتِيۡرًا**: وقفہ دینا۔ سست کرنا۔ ہلکا کرنا۔ ﴿ لَا يُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ ﴾ (43/الزخرف:75) ”وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا ان سے۔“

ترکیب

كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ کو ماضی استمراری بھی مانا جاسکتا ہے لیکن ہماری ترجیح یہ ہے كُنۡتُمۡ کو فعل ناقص اور تُخۡفُوۡنَ کو اس کی خبر مانا جائے اور ترجمہ جملہ اسمیہ کا کیا جائے۔ يَهۡدِىۡ بِهٖ میں ضمیر واحد آئی ہے۔ اور بِهِمَا نہیں آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ ایک ہی چیز ہے۔ يَهۡدِىۡ کا مفعول اول مَنۡ ہے اور سُبُلَ السَّلٰمِ مفعول ثانی ہے۔ هُوَ ضمیر فاصل ہے اور اَلۡمَسِيۡحُ خبر ہے جبکہ اِبۡنُ مَرۡيَمَ اس کا بدل ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ	قَدۡ جَآءَ	كُمۡ	رَسُوۡلُنَا	يُبَيِّنُ	لَكُمۡ
اے اہل کتاب	آچکا ہے	تمہارے پاس	ہمارا رسولؐ	جو واضح کرتا ہے	تمہارے لیے

كَثِيۡرًا	مِّمَّا	كُنۡتُمۡ	تُخۡفُوۡنَ	مِنَ الۡكِتٰبِ	وَيَعۡفُوۡا	عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ
بہت کچھ	اس میں سے جو	تم لوگ	چھپاتے ہو	کتاب میں سے	اور وہ درگزر کرتا ہے	بہتوں سے

قَدْ جَآءَكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	نُوْرٌ	وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾	يَّهْدِيْ	بِهِ
آچکا ہے تمہارے پاس	اللہ (کی طرف) سے	ایک نور	اور ایک واضح کتاب	ہدایت دیتا ہے	اس سے

اللّٰهُ	مَنِ	اتَّبَعَ	رِضْوَانَهٗ	سُبُلَ السَّلٰمِ	وَيُخْرِجُهُمْ	مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اللہ	اس کو جس نے	پیروی کی	اس کی رضا کی	سلامتی کی راہوں کی	اور وہ نکالتا ہے ان کو	اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ	بِاِذْنِهٖ	وَيَهْدِيْهِمْ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾	لَقَدْ كَفَرَ
نور کی طرف	اپنے حکم سے	اور وہ ہدایت دیتا ہے ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف	یقیناً کفر کیا ہے

الَّذِيْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّ	اللّٰهَ	هُوَ الْمَسِيْحُ	ابْنُ مَرْيَمَ ؕ	قُلْ	فَمَنْ
ان لوگوں نے جنہوں نے	کہا	کہ	اللہ	مسیحؑ ہی ہیں	جو بی بی مریم کے بیٹے ہیں	آپؐ کہیے	تو کون

يَّمْلِكُ	مِنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا	اِنْ	اَرَادَ	اَنْ	يُّهْلِكَ
اختیار رکھتا ہے	اللہ سے (اس کے مقابلہ پر)	کچھ بھی	اگر	وہ ارادہ کرے	کہ	وہ ہلاک کرے

الْمَسِيْحَ	ابْنَ مَرْيَمَ	وَاُمَّهٗ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا ؕ
مسیحؑ کو	جو بی بی مریم کے بیٹے ہیں	اور انؑ کی والدہ کو	اور اس کو جو	زمین میں ہے	سب کو

وَلِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا ؕ
اور اللہ کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	اور اس کی جو	ان دونوں کے درمیان ہے

يَخْلُقُ	مَا يَشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾	وَقَالَتِ
وہ تخلیق کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے	اور کہا

الْيَهُوْدُ	وَالنَّصٰرٰى	نَحْنُ	اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ	وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ	قُلْ	فَلِمَ
یہودیوں نے	اور نصاریٰ نے	ہم	اللہ کے بیٹے ہیں	اور اس کے چہیتے ہیں	آپؐ کہہ دیجئے	پھر کیوں

يُعَذِّبُكُمْ	بِذُنُوْبِكُمْ ؕ	بَلْ	اَنْتُمْ	بَشَرٌ	مِّمَّنْ
وہ عذاب دیتا ہے تم کو	تمہارے گناہوں کے سبب سے	بلکہ	تم لوگ	ایک بشر ہو	اس میں سے جو

خَلَقَ ؕ	يَغْفِرُ	لِمَنْ	يَّشَآءُ	وَيُعَذِّبُ	مَنْ
اس نے تخلیق کیا	وہ بخشتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ عذاب دیتا ہے	اس کو جس کو

يَّشَآءُ ؕ	وَلِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
وہ چاہتا ہے	اور اللہ کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	اور اس کی جو	ان دونوں کے درمیان ہے

وَاِلَيْهِ	الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾	يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	قَدْ جَآءَكُمْ	رَسُوْلُنَا	يُبَيِّنُ
اور اس کی طرف ہی	لوٹنا ہے	اے اہل کتاب	تمہارے پاس آچکا ہے	ہمارا رسولؐ	وہ کھولتا ہے

لَكُمْ	عَلٰى فَتْرَةٍ	مِّنَ الرُّسُلِ	اَنْ	تَقُوْلُوْا	مَا جَآءَنَا	مِنْۢ بَشِيْرٍ
تمہارے لیے	وقفہ پر	رسولوں کے	کہ (کہیں)	تم لوگ کہو	نہیں آیا ہمارے پاس	کوئی بھی بشارت دینے والا

وَّلَا نَذِيْرٍ	فَقَدْ جَآءَكُمْ	بَشِيْرٌ	وَّنَذِيْرٌ ط
اور نہ ہی کوئی خبردار کرنے والا	تو آچکا ہے تمہارے پاس	ایک بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا

وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ ع
اور اللہ	ہر ایک چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ۔1

حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کی درمیانی مدت میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ برابر جاری رہا اس میں کبھی وقفہ نہیں ہوا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک کے درمیانی عرصہ میں سلسلہ انبیاء بند رہا۔ اس سے پہلے کبھی اتنا زمانہ انبیاء کی بعثت سے خالی نہیں رہا۔ اسی لیے اس زمانے کو زمانہ فترت کہتے ہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (20 تا 26)

﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّ
اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا
تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا
حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا
قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ
فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع﴾

ج ب ر

(ن) جَبْرًا: (1) زبردستی یا دباؤ سے کسی چیز کی اصلاح کرنا۔ جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت الجبار اسی معنی میں ہے۔ (2) کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کام پر مجبور کرنا۔ زبردستی کرنا۔ بندوں کی صفت عموماً اسی معنی میں آتی ہے۔

جَبَّارٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ (1) بار بار اور کثرت سے اصلاح کرنے والا۔
(2) بار بار اور کثرت سے زبردستی کرنے والا۔ زبردست۔ طاقتور۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ت ی ہ

(ض) تَيْهًا: راستے سے بھٹک جانا۔ سرگردان پھرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ء	س	و

753

(ن) اَسَوًا — مایوسیوں کا علاج کرنا۔ کسی کو کسی کے لیے نمونہ بنانا۔

اُسْوَةٌ — وہ چیز جس سے تسلی حاصل کی جائے۔ نمونہ۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (33/ الاحزاب: 21) ’’بیشک ہو چکا ہے تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بھلائی حاصل کرنے والا ایک نمونہ۔

(س) اَسٰی — مایوس ہونا۔ افسوس کرنا۔ ﴿فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۹۳﴾ (7/ الاعراف: 93) ’’پھر کیسے میں افسوس کروں ایک کافر قوم پر۔‘‘

لَا تَاْسَ — فعل نہی ہے۔ تو افسوس مت کر۔ تو مایوس مت ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

يٰقَوْمِ دراصل يٰقَوْمِيْ ہے۔ لَا تَرْتَدُّوْا کے لائے نہی پر عطف مانیں تو فَتَنْقَلِبُوْا مجزوم ہے اور فَا کو سببیہ مانیں تو یہ حالتِ نصب میں ہے۔ ہماری ترجیح ہے کہ اسے فَا سببیہ مانا جائے۔ اِنَّ کا اسم قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور فِيْهَا قائم مقام خبر ہے۔ رَبِّ بھی دراصل رَبِّيْ ہے۔ اَرْبَعِيْنَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔ سَنَةً اِس کی تمیز ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ	يٰقَوْمِ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
اور جب کہا	موسیٰؑ نے	اپنی قوم سے	اے میری قوم!	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر

اِذْ جَعَلَ	فِيْكُمْ	اَنْۢبِيَآءَ	وَجَعَلَكُمْ	مُّلُوْكًا	وَّاٰتٰىكُمْ
جب اس نے بنائے	تم لوگوں میں سے	انبیاء	اور بنایا تم لوگوں کو	بادشاہ	اور اس نے دیا تم لوگوں کو

مَّا	لَمْ يُؤْتِ	اَحَدًا	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۰	يٰقَوْمِ	ادْخُلُوا
وہ، جو	اس نے نہیں دیا	کسی ایک کو	تمام عالموں میں سے	اے میری قوم	تم لوگ داخل ہو جاؤ

الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ	الَّتِيْ	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَكُمْ	وَلَا تَرْتَدُّوْا	عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ
پاک کی ہوئی زمین میں	جس کو	لکھا	اللہ نے	تمہارے لیے	اور مت پھر جانا	اپنی پیٹھوں پر

فَتَنْقَلِبُوْا	خٰسِرِيْنَ ۝۲۱	قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِنَّ	فِيْهَا	قَوْمًا جَبَّارِيْنَ
ورنہ ہو جاؤ گے	نقصان اٹھانے والے	انہوں نے کہا	اے موسیٰؑ	کہ	اس میں ہے	ایک زبردست قوم

وَاِنَّا	لَنْ نَّدْخُلَهَا	حَتّٰى	يَخْرُجُوْا	مِنْهَا	فَاِنْ	يَّخْرُجُوْا	مِنْهَا
اور ہم	ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ نکلیں	اس سے	پھر اگر	وہ لوگ نکلیں	اس سے

فَاِنَّا	دٰخِلُوْنَ ۝۲۲	قَالَ رَجُلٰنِ	مِنَ الَّذِيْنَ	يَخَافُوْنَ	اَنْعَمَ	اللّٰهُ
تو ہم	داخل ہونے والے ہیں	کہا دو مردوں نے	ان میں سے جو	ڈرتے ہیں (اللہ سے)	انعام کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمَا	ادْخُلُوْا	عَلَيْهِمُ	الْبَابَ	فَاِذَا	دَخَلْتُمُوْهُ
جن پر،	(کہ) داخل ہو جاؤ	ان پر	دروازے سے	پھر جب	تم لوگ داخل ہو گے اس سے

فَاِنَّكُمْ	غٰلِبُوْنَ ۚ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَتَوَكَّلُوْٓا	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾
تو یقیناً تم لوگ	غلبہ پانے والے ہو گے	اور اللہ پر ہی	پس تم لوگ بھروسہ کرو	اگر تم لوگ	مومن ہو

قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِنَّا	لَنْ نَّدْخُلَهَآ	اَبَدًا	مَّا دَامُوْا	فِيْهَا
انہوں نے کہا	اے موسیٰؑ	کہ ہم	ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں	کبھی بھی	جب تک وہ رہیں گے	اس میں

فَاذْهَبْ	اَنْتَ	وَرَبُّكَ	فَقَاتِلَآ	اِنَّا	هٰهُنَا	قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾
پس جائیں	آپؑ	اور آپؑ کا رب	پھر آپ دونوں جنگ کریں	بیشک ہم	یہیں	بیٹھنے والے ہیں

قَالَ	رَبِّ	اِنِّيْ	لَآ اَمْلِكُ	اِلَّا	نَفْسِيْ	وَاَخِيْ
کہا (موسیٰؑ نے)	اے میرے رب	کہ میں	اختیار نہیں رکھتا	سوائے	اپنی جان	اور اپنے بھائی کے

فَافْرُقْ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾	قَالَ	فَاِنَّهَا
پس تو جُدائی ڈال دے	ہمارے درمیان	اور نافرمانی کرنے والی قوم کے درمیان	کہا (اللہ نے)	تو یہ

مُحَرَّمَةٌ	عَلَيْهِمْ	اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ	يَتِيْهُوْنَ	فِي الْاَرْضِ ۭ
حرام کی گئی ہے	ان پر	چالیس سال تک	یہ لوگ بھٹکتے پھریں گے	زمین میں

فَلَا تَاْسَ	عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾
تو آپؑ افسوس نہ کریں	نافرمانی کرنے والی قوم پر

ترکیب

مصر سے نکلنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کی منزل فلسطین تھی۔ آپؑ جب اس کے پاس پہنچے تو دشتِ فاران میں قیام فرمایا اور بنو اسرائیل کے بارہ سرداروں کو وہاں کے حالا معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ واپس آ کر ان سرداروں نے علاقے کی زرخیزی اور شادابی کی رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا وہاں پر آباد لوگ بڑے قدآور اور زورآور ہیں۔ یہ سُن کر بنو اسرائیل نے حوصلہ ہار دیا اور جس مُلک میں آباد ہونے کے لیے یہاں تک پہنچے تھے، اس میں داخل ہونے کے بجائے پھر مصر پلٹ جانے کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کو بتایا کہ یہ علاقہ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ بارہ میں سے دو سرداروں نے بھی ان کی ہمت بندھانے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے اپنے رسول کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (27 تا 31)

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ
قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا
بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ
فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى
اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ۚۛ ﴾

ب ح ث

753

(ف) بَحْثًا کسی چیز کو کھود کر اس میں کچھ تلاش کرنا۔ کُریدنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ج ز

(ض) عَجْزًا کسی کام کو کرنے کی قدرت نہ رکھنا۔ بے اختیار ہونا۔ عاجز ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

عَجُوْزٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت بے اختیار۔ بوڑھی عورت۔ ﴿ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ﴾ (11/ھود:72) ''کیا میں جنوں گی اس حال میں کہ میں بڑھیا ہوں۔''

عُجُزٌ ج اَعْجَازٌ۔ کھجور کا کھوکلا تنا۔ ﴿کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝﴾ (54/القمر:20) ''گویا کہ وہ کسی اُکھڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں۔''

(افعال) اِعْجَازًا کسی کو بے اختیار کرنا۔ عاجز کرنا۔ ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ﴾ (35/الفاطر:44) ''اور اللہ وہ نہیں ہے کہ اس کو بے اختیار کر دے کوئی بھی چیز۔''

مُعْجِزٌ اسم الفاعل ہے۔ بے اختیار کرنے والا۔ عاجز کرنے والا۔ ﴿وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝﴾ (6/الانعام:134) ''اور تم لوگ عاجز کرنے والے نہیں ہو۔''

(مفاعلہ) مُعَاجَزَۃً کسی کو ہرانے کی کوشش کرنا۔ مسابقت کرنا۔

مُعَاجِزٌ اسم الفاعل ہے۔ ہرانے کی کوشش کرنے والا۔ آگے نکلنے کی کوشش کرنے والا۔ ﴿وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ﴾ (22/الحج:51) ''اور وہ لوگ جو بھاگ دوڑ کرتے ہیں ہماری نشانیوں میں ہرانے والا ہوتے ہوئے۔''

ن د م

(س) نَدَمًا پشیمان ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

نَادِمٌ اسم الفاعل ہے۔ پشیمان ہونے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نَدَامَۃٌ اسم ذات ہے۔ پشیمانی۔ شرمندگی۔ ﴿وَ اَسَرُّوا النَّدَامَۃَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ج﴾ (10/یونس:54) ''اور چھپائیں گے پشیمانی کو جب وہ لوگ دیکھیں گے عذاب۔''

ترکیب

نَبَاَ کا مضاف الیہ ابْنَیْنِ تھا جو آگے اٰدَمَ کا مضاف بنا تو اس کا نون گر گیا۔ بِبَاسِطٍ اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور اس کا مفعول یَدًا تھا۔ یائے متکلم اس کا مضاف الیہ ہے اس لیے یَدًا کی تنوین ختم ہوئی اور یَدِیَ استعمال ہوا۔ بِاِثْمِیْ کی بَا پر عطف ہونے کی وجہ سے اِثْمِکَ حالتِ جر میں آیا ہے۔ فَطَوَّعَتْ کا فاعل نَفْسُہٗ ہے۔ غُرَابًا نکرہ مخصوصہ ہے اور یَبْحَثُ فِی الْاَرْضِ اس کی خصوصیت ہے۔ لِیُرِیَہٗ میں ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی قاتل کے لیے ہے۔ یُوَارِیْ کی ضمیر فاعلی بھی قاتل کے لیے ہے۔ ھٰذَا الْغُرَابِ مرکب اشاری مِثْلَ کا مضاف الیہ ہے اس لیے اَلْغُرَابِ حالتِ جر میں آیا ہے جبکہ مِثْلَ کی نصب اَکُوْنَ کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ فَاُوَارِیَ کا فا سببیہ ہے جس نے مضارع اُوَارِیَ کو نصب دی ہے۔

ترجمہ

اِذْ	بِالْحَقِّ م	نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ	وَاتْلُ عَلَیْھِمْ
جب	حق کے ساتھ	حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی خبر	اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو

قَرَّبَا	قُرْبَانًا	فَتُقُبِّلَ	مِنْ اَحَدِهِمَا	وَلَمْ يُتَقَبَّلْ
ان دونوں نے پیش کی	ایک قربانی	تو قبول کی گئی	ان دونوں کے ایک سے	اور نہیں قبول کی گئی

مِنَ الْاٰخَرِ ؕ	قَالَ	لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ	قَالَ	اِنَّمَا
دوسرے سے	اس نے کہا	میں لازماً قتل کروں گا تجھ کو	اس نے کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَتَقَبَّلُ	اللّٰهُ	مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝٢٧	لَئِنْۢ	بَسَطْتَّ	اِلَيَّ	يَدَكَ
قبول کرتا ہے	اللہ	تقویٰ کرنے والوں سے	البتہ اگر	تو بڑھائے گا	میری طرف	اپنا ہاتھ

لِتَقْتُلَنِيْ	مَاۤ اَنَا	بِبَاسِطٍ	يَّدِيَ	اِلَيْكَ	لِاَقْتُلَكَ ۚ
تاکہ تو قتل کرے مجھ کو	تو میں	بڑھانے والا نہیں ہوں	اپنا ہاتھ	تیری طرف	کہ میں قتل کروں تجھ کو

اِنِّيْۤ	اَخَافُ	اللّٰهَ	رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٨	اِنِّيْۤ	اُرِيْدُ
بیشک میں	ڈرتا ہوں	اللہ سے	جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا ہے	بیشک میں	چاہتا ہوں

اَنْ	تَبُوْۤاَ	بِاِثْمِيْ	وَاِثْمِكَ	فَتَكُوْنَ	مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ
کہ	تو لوٹے	میرے گناہ کے ساتھ	اور اپنے گناہ کے ساتھ	نتیجتاً تو ہو جائے	آگ والوں میں سے

وَذٰلِكَ	جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝٢٩ ۚ	فَطَوَّعَتْ	لَهٗ	نَفْسُهٗ	قَتْلَ اَخِيْهِ
اور یہ (ہی)	ظلم کرنے والوں کا بدلہ ہے	پس راضی کیا	اس کو	اس کے نفس نے	اپنے بھائی کے قتل پر

فَقَتَلَهٗ	فَاَصْبَحَ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٣٠	فَبَعَثَ	اللّٰهُ	غُرَابًا
تو اس نے قتل کیا اس کو	نتیجتاً وہ ہو گیا	خسارہ اُٹھانے والوں میں سے	پھر بھیجا	اللہ نے	ایک ایسا کوا

يَّبْحَثُ	فِي الْاَرْضِ	لِيُرِيَهٗ	كَيْفَ	يُوَارِيْ	سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ
جو کُریدتا ہے	زمین میں	تاکہ وہ (یعنی اللہ) دکھائے اس کو	(کہ) کیسے	وہ چھپائے	اپنے بھائی کی لاش کو

قَالَ	يٰوَيْلَتٰۤى	اَ	عَجَزْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ
اس نے کہا	ہائے میری بدبختی	کیا	مَیں عاجز ہوا	(اس سے بھی) کہ	مَیں ہوتا	اس کوے کے جیسا

فَاُوَارِيَ	سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ	فَاَصْبَحَ	مِنَ النّٰدِمِيْنَ
تو مَیں چھپاتا	اپنے بھائی کی لاش کو	پھر وہ ہو گیا	پشیمان ہونے والوں میں سے

ترکیب

قرآن کریم کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں ہے اس لیے اس میں کسی واقعہ کو تفصیلات کے ساتھ اوّل سے آخر تک بیان نہیں کیا جاتا۔ البتہ ہدایت کے لیے گزشتہ اقوام کی سرگزشت میں عبرت اور نصیحت کے پہلو کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس لیے قرآن کا عام اسلوب یہ ہے کہ اکثر پورا واقعہ ایک جگہ بیان نہیں کرتا، بلکہ اس کے جتنے حصے سے اس جگہ کی نصیحت کا تعلق ہوتا ہے، اس کا وہی حصہ وہاں بیان کرتا ہے (معارف القرآن)۔ اس لیے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے حق میں مفید بات یہ ہے کہ وہ ان تفصیلات کی تلاش میں کوملبس نہ بنیں، جنہیں قرآن مجید نے نظر انداز کر دیا ہے اور اپنی توجہ کو مقصودِ کلام پر مرتکز کریں ورنہ ہدایت سے محرومی کا اندیشہ ہے۔

نوٹ۔2

قابیل کو یہ جان کر کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی ہابیل پر غصہ آیا کہ اس کی قربانی کیوں قبول ہوئی۔ حالانکہ اس کی قربانی قبول نہ ہونے میں ہابیل کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ قصور اس کا اپنا تھا۔ لیکن جب آدمی پر حسد کا دورہ پڑتا ہے تو اس کو اپنی نالائقیاں نظر نہیں آتیں، بلکہ وہ اپنی ناکامی کے اسباب دوسروں پر ڈالتا ہے (تدبر القران)۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ میں حاسد کے حسد کے علاج کا ذکر کیا گیا ہے کہ کسی کو جب یہ نظر آئے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی ہے جو اس کو حاصل نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنی عملی کوتاہی اور گناہوں کی اصلاح کی فکر کرے۔

آیت نمبر (32 تا 34)

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۴ۧ﴾

ن ف و

(ن) نَفْوًا: کسی کو کسی جگہ سے ہٹانا۔ نکالنا۔ (۱) ملک بدر کرنا۔ (۲) قید کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ فَسَادٍ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ بِغَيْرِ کا دوسرا مضاف الیہ ہے۔ قَتَلَ کا مفعول النَّاسَ ہے اور جَمِيْعًا تمیز ہے۔ اَحْيَاهَا کی ضمیر نَفْسًا کے لیے ہے۔ اِنَّ کا اسم كَثِيْرًا مِّنْهُمْ ہے اور لَمُسْرِفُوْنَ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ	كَتَبْنَا	عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اَنَّهٗ	مَنْ	قَتَلَ
اس وجہ سے	ہم نے فرض کیا	بنی اسرائیل پر	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جس نے	قتل کیا

نَفْسًۢا	بِغَيْرِ نَفْسٍ	اَوْ	فَسَادٍ	فِي الْاَرْضِ	فَكَاَنَّمَا	قَتَلَ
کسی جان کو	کسی جان کے (بدلے کے) بغیر	یا	کسی فساد کے بغیر	زمین میں	تو گویا کہ	اس نے قتل کیا

النَّاسَ	جَمِيْعًا ۭ	وَمَنْ	اَحْيَاهَا	فَكَاَنَّمَآ	اَحْيَا	النَّاسَ
انسانوں کو	تمام کے تمام	اور جس نے	زندہ رکھا اس کو	تو گویا کہ	اس نے زندہ رکھا	انسانوں کو

جَمِيْعًا ۭ	وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	بِالْبَيِّنٰتِ ۡ	ثُمَّ	اِنَّ
تمام کے تمام	اور آ چکے ہیں ان کے پاس	ہمارے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	پھر	بیشک

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ	بَعْدَ ذٰلِكَ	فِي الْاَرْضِ	لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲	اِنَّمَا
ان میں سے اکثر	اس کے بعد	زمین میں	یقیناً حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ	يُحَارِبُوْنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَيَسْعَوْنَ 753	فِي الْاَرْضِ
ان لوگوں کی سزا جو	لڑتے ہیں	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اور بھاگ دوڑ کرتے ہیں	زمین میں

فَسَادًا	اَنْ	يُّقَتَّلُوْٓا	اَوْ يُصَلَّبُوْٓا	اَوْ تُقَطَّعَ
فساد پھیلانے کو	(یہ ہے) کہ	وہ لوگ قتل کیے جائیں	یا سولی دیئے جائیں	یا کاٹے جائیں

اَيْدِيْهِمْ	وَاَرْجُلُهُمْ	مِّنْ خِلَافٍ	اَوْ يُنْفَوْا	مِنَ الْاَرْضِ ؕ	ذٰلِكَ
ان کے ہاتھ	اور ان کے پیر	مخالف (طرف) سے	یا وہ قید کیے جائیں	زمین سے (نکال کر)	یہ

لَهُمْ	خِزْيٌ	فِي الدُّنْيَا	وَلَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٣٣ ۙ
ان کے لیے	رسوائی ہے	دُنیا میں	اور ان کے لیے	آخرت میں	ایک عظیم عذاب ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ	تَابُوْا	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَقْدِرُوْا	عَلَيْهِمْ ۚ	فَاعْلَمُوْٓا
سوائے ان کے جنہوں نے	توبہ کی	اس سے پہلے	کہ	تم لوگ قابو پاؤ	ان پر	پس جان لو

اَنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
کہ اللہ	بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

نوٹ-1

اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کا مطلب ہے اسلام کے عدل اجتماعی اور اس کے قوانین کے خلاف تگ و دو کرنا۔ چھوٹے پیمانے پر راہزانی و ڈکیتی ہو یا بڑے پیمانے پر اسلامی نظام کی جگہ کوئی دوسرا نظام قائم کرنے کی جدوجہد ہو، وہ دراصل اللہ اور اسکے رسول کے خلاف جنگ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تعزیراتِ ہند میں ہر اس شخص کو جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کرے، بادشاہ کے خلاف لڑائی (WAGING WAR AGAINST THE KING) کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

مختلف سزائیں بیان کر دی گئی ہیں۔ اب یہ عدالت کا کام ہے کہ ہر مجرم کو اس کے جُرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے (تفہیم القرآن)۔ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ کے متعلق حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر مجرم کو یہاں سے نکال کر دوسرے شہروں میں آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہاں کے لوگوں کو ستائے گا۔ اس لیے ایسے مجرم کو قید کر دیا جائے۔ یہی اس کو زمین سے نکالنا ہے کہ زمین میں کہیں چل پھر نہیں سکتا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی یہ اختیار فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-3

شریعتِ اسلام میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں۔ (1) تعزیرات۔ (2) قصاص اور (3) حدود۔ جن جرائم کی سزا قرآن وسنت نے متعین نہیں کی بلکہ حکام کی صوابدید پر چھوڑا ہے ان کو تعزیرات کہتے ہیں۔ حالات کے تحت یہ سزائیں ہلکی یا سخت بھی کی جا سکتی ہیں اور معاف بھی کی جا سکتی ہیں۔ ان میں حکام کے اختیارات وسیع ہیں۔

جن جرائم کی سزائیں قرآن وسنت نے متعین کر دی ہیں ان میں سے ایک قسم کی سزا کو قصاص کہتے ہیں۔

ان میں حقوق العباد کا پہلو غالب ہے۔اس لیے جُرم ثابت ہو جانے کے بعد عدالت یا حکومت کو مجرم کی سزا میں تخفیف کرنے یا معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔البتہ یہ اختیار نہیں ہے۔البتہ یہ اختیار متاثر بندے یا مقتول کے ولی کو حاصل ہو جاتا ہے۔وہ چاہے تو سزا دلوائے یا قصاص لے لے یا فی سبیل اللہ معاف کر دے۔

قرآن وسنت کی معین کردہ سزاؤں کی دوسری قسم کو حدود کہتے ہیں۔ان میں حقوق اللہ کا پہلو غالب ہے۔اس لیے جرم ثابت ہو جانے کے بعد سزا میں معمولی سا تغیر وتبدل یا کمی بیشی کرنے کی حکومت یا عدالت یا متاثر بندے کو اجازت نہیں ہے۔اسی طرح توبہ کر لینے سے بھی دنیوی سزا معاف نہیں ہوگی۔البتہ مخلصانہ توبہ سے آخرت کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔حدود اللہ میں سفارش کرنے اور سننے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

حدود کی سزائیں سخت ہیں اور ان کے نفاذ کا قانون بھی سخت ہے لیکن معاملہ کو معتدل کرنے کے لیے ثبوت مجرم کی شرطیں بھی سخت رکھی گئی ہیں۔اور ثبوت میں ادنیٰ سا شُبہ بھی پایا تو حد ساقط ہو جاتی ہے البتہ تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔مثلاً زنا کے ثبوت میں تین گواہ ہیں جو ثقہ ہیں جن پر جھوٹ کا شبہ نہیں ہو سکتا مگر از روئے شریعت چوتھا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے حدِ شرعی جاری نہیں ہوگی لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی۔بلکہ عدالت اس کو مناسب تعزیری سزا دے گی۔

(معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (35 تا 37)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝35 اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا
تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝36 يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝37 ﴾

و س ل

(ض) وَسِيْلَةً کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنا (مفردات القرآن)۔اللہ تک تقرب حاصل کرنا۔(المنجد)

وَسِيْلَةٌ اسم ذات بھی ہے۔تقرب۔قربت۔آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

وَابْتَغُوْا کا مفعول اَلْوَسِيْلَةَ ہے۔اِلَيْهِ اور سَبِيْلِهٖ کی ضمیریں اَللّٰهُ کے لیے ہیں۔لَوْ شرطیہ ہے۔مِثْلَهٗ اور مَعَهٗ کی ضمیریں مَا فِي الْاَرْضِ کے لیے ہیں۔جَمِيْعًا تمیز ہے۔مَا تُقُبِّلَ ماضی مجہول ہے لیکن یہ لَوْ کا جواب شرط ہے اس لیے اس کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	وَابْتَغُوْٓا	اِلَيْهِ	الْوَسِيْلَةَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تلاش کرو	اس کی طرف	قربت کو

وَجَاهِدُوْا	فِيْ سَبِيْلِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ۝35	اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْ
اور تم لوگ جدوجہد کرو	اس کی راہ میں	شائد کہ تم	فلاح پاؤ	یقیناً جنہوں نے	کفر کیا	اگر

753

اَنَّ	لَهُمْ	مَّا	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّ مِثْلَهٗ	مَعَهٗ
یہ کہ	ان کے لیے	وہ ہو جو	زمین میں ہے	سب کا سب	اور اس کے جیسا	اس کے ساتھ

لِيَفْتَدُوْا	بِهٖ	مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	مَا تُقُبِّلَ
تاکہ وہ خود کو چھڑائیں	جسے دے کر	قیامت کے دن کے عذاب سے	تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا

مِنْهُمْ ج	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۳۶	يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يَّخْرُجُوْا	مِنَ النَّارِ
ان سے	اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	وہ لوگ چاہیں گے	کہ	وہ نکلیں	آگ سے

وَ	مَا هُمْ	بِخٰرِجِيْنَ	مِنْهَا ز	وَلَهُمْ	عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۳۷
حالانکہ	وہ لوگ	نکلنے والے نہیں ہیں	اس سے	اور ان کے لئے	ایک ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب ہے

نوٹ۔1

عربی وَسِیلَۃٌ کے معنی میں بھی آتا ہے اور ''ذریعہ'' کے معنی میں بھی لیکن قرآن مجید میں یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ قربت کے معنی میں آیا ہے اذان سننے کے بعد ہم جو دعا مانگتے ہیں اس میں یہ لفظ قربت کے مقام کے لئے آیا ہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خدا کے منع کردہ کاموں سے رُکے رہو اور اس کی طرف قربت تلاش کرو حضرت مجاہدؒ، حضرت ابو وائلؒ حضرت حسنؒ حضرت ابن زیدؓ اور بہت سے مفسرین سے بھی یہی مروی ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے اعمال سے اس قریب ہوتے جاؤ۔ ان ائمہ نے وسیلے کے جو معنی اس آیت میں کیے ہیں اس پر سب مفسرین کا گویا اجماع ہے اور کسی ایک کا بھی خلاف نہیں ہے ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ وسیلے سے بڑا اور درجہ جنت میں کوئی نہیں ہے پس تم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلے کے ملنے کی دعا کرو۔ (لفظِ وسیلۃ کے معنی کے لیے دیکھیں معارف القرآن اور تفسیر ماجدی)۔ (منقول از ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (38 تا 40)

﴿ وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۳۸
فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۴۰ ﴾

س ر ق

(ض) سَرِقَۃً: کوئی چیز چرانا۔ ﴿ يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ج ﴾ (12/یوسف:81) ''اے ہمارے باپ بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی۔''

سَارِقٌ: اسم الفاعل ہے۔ چوری کرنے والا۔ چور۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افتعال) اِسْتِرَاقًا: اہتمام سے چُرانا۔ ﴿ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ ﴾ (15/الحجر:18) ''سوائے اس کے جس نے چپکے سے چُرایا سننے کو۔''

753

ترکیب

اَلسَّارِقُ اور اَلسَّارِقَۃُ پر لام جنس ہے اور یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے حالتِ رفع میں ہیں۔ ان کی خبر محذوف ہے جو اِذَا سَرَقَا ہوسکتی ہے۔ اِذَا محذوف کا جواب شرط فَاقْطَعُوْا ہے۔ جَزَاءً اور نَكَالًا حال ہیں۔

ترجمہ

وَالسَّارِقُ	وَالسَّارِقَۃُ	فَاقْطَعُوْٓا	اَيْدِيَهُمَا
اور چوری کرنے والا	اور چوری کرنے والی (جب چوری کریں)	تو کاٹ دو	ان دونوں کے ہاتھ

جَزَآءً	بِمَا	كَسَبَا	نَكَالًا	مِّنَ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ
بدلہ ہوتے ہوئے	بسبب اس کے جو	ان دونوں نے کمایا	عبرت ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ

عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾	فَمَنْ	تَابَ	مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ	وَاَصْلَحَ	فَاِنَّ اللّٰهَ
بالادست ہے	حکمت والا ہے	پھر جس نے	توبہ کی	اپنے ظلم کے بعد	اور اصلاح کی	تو یقیناً اللہ

يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾	اَلَمْ	تَعْلَمْ
اس کی توبہ قبول کرتا ہے	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	کیا	تو نے نہیں جانا

اَنَّ	اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	يُعَذِّبُ	مَنْ
کہ	اللہ	اس کی ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	وہ عذاب دیتا ہے	اس کو، جس کو

يَّشَآءُ	وَيَغْفِرُ	لِمَنْ	يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾
وہ چاہتا ہے	اور وہ بخش دیتا ہے	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے

نوٹ۔1

متعدد احادیث میں مختلف اشیاء کی چوری پر ہاتھ کاٹنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اِن احادیث اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلوں کی بنیاد پر مختلف فقہاء نے مختلف چیزوں کو ہاتھ کاٹنے کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہو، کھیل اور موسیقی کے آلات، چرتے ہوئے جانور اور بیت المال کی چوری ہاتھ کاٹنے کی سزا سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے چوروں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ چور اگر چوری کرنے کے بعد، خواہ گرفتاری سے پہلے یا بعد میں، توبہ کرلے تو دُنیاوی سزا یعنی ہاتھ کاٹنے کی سزا معاف نہیں ہوگی۔ اس کی توبہ قبول ہونے کا مطلب آخرت کے عذاب سے معافی ملنا ہے۔ (معارف القرآن)

753

آیت نمبر (5/ المآئدہ: 41 تا 43)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ
قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ
فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ ع ﴾

س ح ت

(ف) سَحْتًا — پھل سے چھلکا اُتارنا یا گوشت سے چربی چھیلنا۔ کسی کو ہلاک کرنا۔

سُحْتٌ — حرام اور ناپاک کمائی جو دُنیا میں عار اور آخرت میں ہلاکت کا سبب بنے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِسْحَاتًا — جڑ سے اُکھاڑ دینا۔ بیخ کنی کرنا۔ ﴿لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ﴾ (20/ طٰہٰ: 61) ”تم لوگ مت باندھو اللہ پر جھوٹ ورنہ وہ اُکھاڑ پھینکے گا تم لوگوں کو عذاب سے۔“

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ	لَا يَحْزُنْكَ	الَّذِيْنَ	يُسَارِعُوْنَ	فِي الْكُفْرِ
اے رسولؐ	چاہیے کہ غمگین نہ کریں آپؐ کو	وہ لوگ جو	بھاگ دوڑ کرتے ہیں	کفر میں

مِنَ الَّذِيْنَ	قَالُوْۤا	اٰمَنَّا	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَ	لَمْ تُؤْمِنْ
ان میں سے جنہوں نے	کہا	ہم ایمان لائے	اپنے منہ سے	حالانکہ	ایمان لائے ہی نہیں

قُلُوْبُهُمْ ۛۚ	وَمِنَ الَّذِيْنَ	هَادُوْا ۛۚ	سَمّٰعُوْنَ	لِلْكَذِبِ
ان کے دل	اور ان میں سے جو	یہودی ہیں	بہت ٹوہ لگانے والے ہیں	جھوٹ (پھیلانے) کے لیے

سَمّٰعُوْنَ	لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ	لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ	يُحَرِّفُوْنَ
جاسوسی کرنے والے ہیں	ایک دوسری قوم کے لیے	جو ابھی نہیں آئے آپؐ کے پاس	وہ لوگ پھیرتے ہیں

الْكَلِمَ	مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ	يَقُوْلُوْنَ	اِنْ	اُوْتِيْتُمْ	هٰذَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں (کے تعین) کے بعد سے	کہتے ہیں	اگر	تم لوگوں کو دیا جائے	یہ

فَخُذُوْهُ	وَاِنْ	لَّمْ تُؤْتَوْهُ	فَاحْذَرُوْا ؕ	وَمَنْ	يُّرِدِ	اللّٰهُ

تو پکڑلو اس کو	اور اگر	تم کو نہ دیا جائے وہ	تو تم لوگ بچو	اور جس کے لیے	ارادہ کرتا ہے	اللہ

753

فِتْنَتَهٗ	فَلَنْ تَمْلِكَ	لَهٗ	مِنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا ط	اُولٰٓئِكَ
اس کی آزمائش کا	تو آپؐ کو ہرگز اختیار نہیں	اس کے لیے	اللہ سے	کچھ بھی	وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ	لَمْ يُرِدِ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّطَهِّرَ	قُلُوْبَهُمْ ط	لَهُمْ	فِي الدُّنْيَا
جن کے لیے	ارادہ نہیں کیا	اللہ نے	کہ	وہ پاک کرے	ان کے دلوں کو	ان کے لیے	دُنیا میں

خِزْيٌ ۚ	وَّلَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾	سَمّٰعُوْنَ
ایک رسوائی ہے	اور ان کے لیے	آخرت میں	ایک عظیم عذاب ہے	بہت ٹوہ لگانے والے

لِلْكَذِبِ	اَكّٰلُوْنَ	لِلسُّحْتِ ط	فَاِنْ	جَآءُوْكَ
جھوٹ (پھیلانے) کے لیے	رج کے کھانے والے	حرام کی کمائی	پھر اگر	وہ لوگ آئیں آپؐ کے پاس

فَاحْكُمْ	بَيْنَهُمْ	اَوْ	اَعْرِضْ	عَنْهُمْ ۚ	وَاِنْ	تُعْرِضْ	عَنْهُمْ
تو آپؐ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	یا	اعراض کریں	ان سے	اور اگر	آپؐ اعراض کریں گے	ان سے

فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ	شَيْـًٔا ط	وَاِنْ	حَكَمْتَ	فَاحْكُمْ
تو وہ ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے آپؐ کو	کچھ بھی	اور اگر	آپؐ فیصلہ کریں	تو آپؐ فیصلہ کریں

بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ ط	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾	وَكَيْفَ
ان کے درمیان	انصاف سے	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	انصاف کرنے والوں کو	اور کیسے

يُحَكِّمُوْنَكَ	وَ	عِنْدَهُمُ	التَّوْرٰىةُ	فِيْهَا	حُكْمُ اللّٰهِ
وہ فیصلہ کراتے ہیں آپؐ سے	اس حال میں کہ	ان کے پاس	تورات ہے	اس میں	اللہ کا حکم ہے

ثُمَّ	يَتَوَلَّوْنَ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ط	وَمَآ اُولٰٓئِكَ	بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ ع
پھر	منہ پھیرتے ہیں	اس کے (نزول) کے بعد	اور وہ لوگ	ایمان لانے والے نہیں ہیں

نوٹ۔1

اللہ کی طرف سے کسی کو فتنہ میں ڈالنے کا ایک مطلب یہ ہے، اور یہاں یہی مراد ہے، کہ کسی شخص کے اندر جب برائی پرورش پاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ایسے مواقع لاتا ہے جس میں اس کی سخت آزمائش ہوتی ہے، تاکہ وہ سنبھل جائے اور اپنی اصلاح کر لے۔ لیکن اگر وہ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا تو پھر وہ مزید برائی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وہ فتنہ ہے جس سے کسی بگڑتے ہوئے انسان کو بچالینا اس کے کسی خیرخواہ کے بس میں نہیں ہوتا۔ (تفہیم القرآن)

753

آیت نمبر (5/ المآئدہ:44 تا 45)

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ
وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا
تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ
أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَ
ٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ
ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٤٥﴾ ﴾

ح ب ر

(ن) حَبَرًا: آراستہ کرنا۔ نقش ونگار بنانا۔

(س) حَبَرًا: کسی چیز کا اپنے نشانات چھوڑ جانا۔

حِبْرٌ: ج اَحْبَارٌ۔ عالم دین (کیونکہ وہ علم سے آراستہ ہوتا ہے اور اپنے علم کے اثرات چھوڑ جاتا ہے)۔'' آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِحْبَارًا: کسی کو مسرور کرنا۔ آؤ بھگت کرنا۔ ﴿ فَهُمْ فِى رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ (30/ الروم:15) ''تو ان لوگوں کی ایک باغ میں آؤ بھگت کی جائے گی۔''

ء ن ف

(س) اَنَفًا: (۱) خود دار ہونا۔ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دینا۔ (۲) ناپسند کرنا۔ ناک بھوں چڑھانا۔

اَنْفٌ: ہر چیز کی ابتداء جیسے (۱) پہاڑ کی چوٹی۔ (۲) ناک۔ آیت زیر مطالعہ۔

اٰنِفًا: ظرف ہے اس لیے منصوب ہوتا ہے۔ شروع میں۔ ابھی۔ ﴿ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۗ ﴾ (47/ محمد:16) ''انہوں نے کیا فرمایا ابھی۔''

ترکیب

جملہ فعل ماضی اَنْزَلْنَا سے شروع ہوا ہے اس لیے یَحْكُمُ سے پہلے کَانَ محذوف مانا جائے گا اور اس کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ اَلنَّبِيُّوْنَ موصول ہے اور اَلَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا صلہ ہے۔ صلہ اور موصول مل کر یَحْكُمُ کا فاعل ہے۔ جبکہ لِلَّذِيْنَ هَادُوْا یَحْكُمُ سے متعلق ہے۔ اَلرَّبّٰنِيُّوْنَ اور اَلْاَحْبَارُ بھی یَحْكُمُ کے فاعل ہیں جبکہ بِمَا بھی یَحْكُمُ سے متعلق ہیں۔ عَلَيْهِ کی ضمیر کِتٰبِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے لَمْ یَحْكُمْ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

اِنَّآ	اَنْزَلْنَا	التَّوْرٰىةَ	فِيْهَا	هُدًى	وَّنُوْرٌ ۚ	يَحْكُمُ	بِهَا
بیشک ہم نے	نازل کیا	تورات کو	اس میں	ہدایت ہے	اور نور ہے	فیصلہ کیا کرتے تھے	اس سے

النَّبِيُّوْنَ	الَّذِيْنَ	اَسْلَمُوْا	لِلَّذِيْنَ	هَادُوْا	وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ
انبیاء کرامؑ	جنہوں نے	تابعداری کی،	ان کے لیے جو	یہودی ہوئے	اور اللہ والے لوگ (بھی)

وَالْاَحْبَارُ	بِمَا	اسْتُحْفِظُوْا	مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ	وَكَانُوْا
اور علماء (بھی)	اس وجہ سے کہ	وہ محافظ بنائے گئے	اللہ کی کتاب کے	اور وہ لوگ تھے

عَلَيْهِ	شُهَدَآءَ	فَلَا تَخْشَوُا	النَّاسَ	وَ	اخْشَوْنِ	وَلَا تَشْتَرُوْا
اس پر	گواہ	پس تم لوگ مت ڈرو	لوگوں سے	اور	مجھ سے ڈرو	اور مت خریدو

بِاٰيٰتِيْ	ثَمَنًا قَلِيْلًا	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
میری آیات کے عوض	تھوڑی سی قیمت	اور جو	فیصلہ نہیں کرتے	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے

فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۴	وَكَتَبْنَا	عَلَيْهِمْ	فِيْهَآ	اَنَّ	النَّفْسَ	بِالنَّفْسِ
تو وہ لوگ	ہی کافر ہیں	اور ہم نے لکھا	ان پر	اس میں	کہ	جان کا بدلہ	جان ہے

وَالْعَيْنَ	بِالْعَيْنِ	وَالْاَنْفَ	بِالْاَنْفِ	وَالْاُذُنَ	بِالْاُذُنِ	وَالسِّنَّ
اور وہ آنکھ کا بدلہ ہے	آنکھ سے	اور ناک کا بدلہ ہے	ناک سے	اور کان کا بدلہ ہے	کان سے	اور دانت کا بدلہ ہے

بِالسِّنِّ	وَالْجُرُوْحَ	قِصَاصٌ	فَمَنْ	تَصَدَّقَ بِهٖ	فَهُوَ	كَفَّارَةٌ
دانت سے	اور زخموں کا بھی	بدلہ ہے	تو جس نے	اپنا حق چھوڑا	تو یہ	کفارہ ہے گناہوں کا

لَّهٗ	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اس کے لئے	اور جو	فیصلہ نہیں کرتے	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کارخیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:info@khuddam-ul-quran.com,www.khuddam-ul-quran.com

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

768

سورۃ المائدہ (۳)

آیت نمبر (46تا50)

﴿ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ
فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۴۶ۭ وَلْيَحْكُمْ
اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۴۷ وَاَنْزَلْنَآ
اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ
لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۴۸ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ وَ
احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ
بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۴۹ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ
اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۵۰ۧ ﴾

ء ث ر

(ن۔ض)	اَثَرًا	(1) کسی چیز کا اپنا نشان چھوڑ جانا جو اس کے وجود پر دلیل ہو۔(2) کسی کا احترام کرنا۔
	اَثَرٌ	ج اٰثَارٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ نشان۔ اثر۔ نقش قدم۔﴿ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ﴾ (48/الفتح:29) ''ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔سجدوں کے نشان سے۔'' ﴿ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ ﴾ (20/طٰہٰ:96) ''تو میں نے قبضے میں لیا ایک مٹھی بھر فرشتے کے نقش قدم سے۔''
	اُثْرَةٌ	ج اَثَارَةٌ۔ کسی علم کا بقیہ حصہ۔﴿ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ ﴾ (46/الاحقاف:4) ''تم لوگ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کسی علم کے باقی حصے۔''
(افعال)	اِيْثَارًا	کسی کو کسی پر ترجیح دینا۔﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ۡ﴾ (87/الاعلیٰ:16) ''بلکہ تم لوگ ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو۔''

ھ ی م ن

(رباعی)	هَيْمَنَةً	حفاظت کرنا۔نگرانی کرنا۔
	مُهَيْمِنٌ	اسم الفاعل ہے۔حفاظت اور نگرانی کرنے والا۔

ش ر ع

(ف)	شَرْعًا	کسی کے لیے قانون بنانا۔﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا ﴾ (42/الشوریٰ:13) ''اس نے قانون بنایا تمہارے لیے نظامِ حیات میں سے، وہی جس کا حکم دیا تھا نوح ؑ کو۔''

563

شِرْعَةٌ	قوانین کا مجموعہ۔ دستور۔ آیت زیر مطالعہ۔
شَرِيْعَةٌ	قوانین کی پابندی کرنے کا لائحہ عمل۔ راستہ۔ ضابطہ ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا﴾ (45/الجاثیہ: 18) ''پھر ہم نے رکھا آپ ﷺ کو ایک ضابطے پر حکم سے میں، تو آپ ﷺ پیروی کریں اس کی۔''

(ف)

شُرُوْعًا	پانی میں گھسنا۔
شَارِعَةٌ	ج شُرَّعٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی میں گھسنے والی۔ ﴿اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا﴾ (7/الاعراف: 163) ''جب آتیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں ان کے ہفتے کے دن پانی میں تیرتی ہوئی۔''

ن ھ ج

(ف)

نَهْجًا	راستہ چلنا۔
مِنْهَاجٌ	راستہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ کی ضمیر آیت نمبر۔44 میں مذکور النَّبِيُّوْنَ، الرَّبّٰنِيُّوْنَ اور اَلْاَحْبَارُ کے لیے ہے۔ مُصَدِّقًا حال ہے۔ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةً، یہ دونوں بھی حال ہیں۔ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ میں اَلْكِتٰبَ پر لام تعریف ہے جبکہ مِنَ الْكِتٰبِ میں اَلْكِتٰبِ پر لام جنس ہے۔ عَمَّا دراصل عَنْ مَا ہے۔ اس سے پہلے کوئی ایسا فعل محذوف ہے جس کے ساتھ عَنْ کا صلہ آتا ہے۔ یہاں پر فَتُعْرِضَ محذوف ماننا مناسب ہے۔ وَلٰكِنْ کے بعد بھی کوئی فعل محذوف ہے جیسے فَرَّقْتُمْ۔ اَصَابَ۔ يُصِيْبُ۔ اِصَابَةً (ٹھیک نشانے پر لگنا لازم ہے لیکن یہاں پر یہ بِ کے صلے کے ساتھ آیا ہے اس لیے متعدی ہو گیا یعنی ٹھیک نشانے پر لگانا)۔

ترجمہ

وَقَفَّيْنَا	عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ	بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ	مُصَدِّقًا
اور ہم نے پیچھے بھیجا	ان کے نقوش قدم پر	عیسیٰؑ ابن مریم کو	تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے

لِّمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	مِنَ التَّوْرٰىةِ	وَاٰتَيْنٰهُ	الْاِنْجِيْلَ	فِيْهِ	هُدًى
اس کی جو	انؑ کے سامنے ہے	تورات میں سے	اور ہم نے دی انؑ کو	انجیل	اس میں	ہدایت ہے

وَّنُوْرٌ	وَّمُصَدِّقًا	لِّمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	مِنَ التَّوْرٰىةِ
اور نور ہے	اور تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس کے سامنے ہے	تورات میں سے

وَهُدًى	وَّمَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِيْنَ	وَلْيَحْكُمْ
اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور نصیحت ہوتے ہوئے	اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے	اور چاہیے کہ فیصلہ کریں

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	فِيْهِ ؕ	وَمَنْ	لَّمْ يَحْكُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ
انجیل والے	اس سے جو	اُتارا	اللہ نے	اس میں	اور جو	فیصلہ نہیں کرتا	اس سے جو	نازل کیا

اللّٰهُ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾	وَاَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ	الْكِتٰبَ
اللہ نے	تو وہ لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں	اور ہم نے نازل کیا	آپؐ کی طرف	اِس کتاب کو

بِالْحَقِّ	مُصَدِّقًا	لِّمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	مِنَ الْكِتٰبِ	وَمُهَيْمِنًا
حق کے ساتھ	تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس کے سامنے ہے	کتابوں میں سے	اور نگراں ہوتے ہوئے

عَلَيْهِ	فَاحْكُمْ	بَيْنَهُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	وَلَا تَتَّبِعْ
ان پر	پس آپؐ فیصلہ کریں	ان کے درمیان	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	اور آپؐ پیروی مت کریں

اَهْوَآءَهُمْ	عَمَّا	جَآءَكَ	مِنَ الْحَقِّ ؕ	لِكُلٍّ
ان کی خواہشات کی	(ورنہ آپ گریز کریں گے) اس سے جو	آیا آپ کے پاس	حق میں سے	سب کے لیے

جَعَلْنَا	مِنْكُمْ	شِرْعَةً	وَّمِنْهَاجًا ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَعَلَكُمْ
ہم نے بنایا	تم میں سے	ایک دستور	اور ایک راستہ	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو وہ بناتا تم کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلٰكِنْ	لِّيَبْلُوَكُمْ	فِيْ مَآ	اٰتٰىكُمْ
ایک اُمت	اور لیکن (اس نے فرق رکھا تم میں)	تا کہ وہ آزمائے تم کو	اس میں جو	اس نے دیا تم کو

فَاسْتَبِقُوا	الْخَيْرٰتِ ؕ	اِلَى اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ	جَمِيْعًا
پس سبقت کرو	بھلائیوں میں	اللہ کی طرف ہی	تمہارے لوٹنے کی جگہ ہے	سب کی

فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿٤٨﴾	وَاَنِ	احْكُمْ
پھر وہ بتلائے گا تم کو	وہ،	تم لوگ اختلاف کیا کرتے تھے جس میں	اور یہ کہ	آپؐ فیصلہ کریں

بَيْنَهُمْ	بِمَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	وَلَا تَتَّبِعْ	اَهْوَآءَهُمْ
ان کے درمیان	اس سے جو	نازل کیا	اللہ نے	اور آپؐ پیروی مت کریں	ان کی خواہشات کی

وَاحْذَرْهُمْ	اَنْ	يَّفْتِنُوْكَ	عَنْۢ بَعْضِ مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
اور ان سے محتاط رہیں	کہ (کہیں)	وہ لوگ پھسلادیں آپؐ کو	اس کے بعض سے جو	نازل کیا	اللہ نے

اِلَيْكَ ؕ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمْ	اَنَّمَا	يُرِيْدُ	اللّٰهُ
آپؐ کی طرف	پھر اگر	وہ لوگ روگردانی کریں	تو جان لو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ

اَنْ	يُّصِيْبَهُمْ	بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ	وَاِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنَ النَّاسِ
کہ	وہ نشانہ بنائے ان کو	ان کے گناہوں کے کچھ سے	اور یقیناً	بہت	لوگوں

56/3

لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾	اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ	يَبْغُوْنَ ط	وَمَنْ	اَحْسَنُ
توحکم عدولی کرنے والے ہیں	تو کیا جاہلیت کا فیصلہ	وہ لوگ چاہتے ہیں	اور کون	زیادہ اچھا ہے

مِنَ اللّٰهِ	حُكْمًا	لِّقَوْمٍ	يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
اللہ سے	بلحاظ فیصلہ کرنے کے	ایسے لوگوں کے لیے	جو یقین کرتے ہیں

نوٹ۔1

جاہلیت کا لفظ اسلام کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے (یعنی جو طریقہ اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا وہ جاہلیت ہے)۔ اسلام کا طریقہ سراسر علم ہے کیونکہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی ہے۔ اس کے برعکس ہر وہ طریقہ جو اسلام سے مختلف ہے جاہلیت کا طریقہ ہے۔ عرب کے زمانہ قبل اسلام کو جاہلیت کا دور اسی معنی میں کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں علم کے بغیر وہم وگمان اور خواہشات کی بنا پر انسانوں نے اپنے لیے زندگی کے طریقے مقرر کر لیے تھے۔ یہ طرزِ عمل جس دور میں بھی اور جہاں کہیں بھی انسان اختیار کرے گا اسے بہرحال جاہلیت ہی کا طرزِ عمل کہا جائے گا۔ مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ محض ایک جزوی علم ہے اور کسی معنی میں بھی انسان کی راہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے بے نیاز ہو کر جو نظامِ زندگی اِس جزوی علم کے ساتھ ظنون واوہام اور قیاسات وخواہشات کی آمیزش کر کے بنا لیے گئے ہیں وہ بھی اسی طرح جاہلیت کی تعریف میں آتے ہیں جس طرح قدیم زمانے کے جاہلی طریقے اِس تعریف میں آتے تھے۔ (تفہیم القرآن)

مولانا مودودیؒ کی مذکورہ وضاحت سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ''جاہلیت'' محض ایک لفظ نہیں بلکہ قرآن مجید کی ایک مخصوص اصطلاح ہے اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کو سمجھ لینے سے کسی بھی معاشرے کا تجزیاتی جائزہ لینے میں بہت مدد ملتی ہے۔

(1) سورۃ اٰلِ عمران کی آیت نمبر۔154 ''ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ'' آیا ہے یعنی جاہلیت کا گمان اور مذکورہ بالا وضاحت کے بعد اب ہم اس کا ترجمہ کر سکتے ہیں کہ غیر اسلامی گمان۔ یہ اعتقادی گمراہی کی جہت ہے۔ پاکستان کے مسلم معاشرے میں اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے بلی کے راستہ کاٹ جانے کو منحوس خیال کرنا یا رشتے کے بھائی بہنوں (چچا زاد۔ ماموں زاد وغیرہ) کا ایک دوسرے سے پردہ کرنے کو دقیانوسیت سمجھنا۔

(2) اس کے بعد سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۔50 میں ''حُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ'' آیا ہے یعنی جاہلیت کا فیصلہ۔ یہ قانونی گمراہی کی جہت ہے۔آج کل جیسے رجم کی سزا کا انکار کرنا یا ہاتھ کاٹنے اور برسرعام کوڑے مارنے کی سزا کو وحشیانہ قرار دینا وغیرہ۔

(3) اس کے بعد سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 33 میں ''تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ'' آیا ہے یعنی جاہلیت کا دکھاوا کرنا۔ یہ خود کو نمایاں کرنے اور نمود و نمائش کی جہت ہے۔آج کل جیسے شادی، بیاہ میں روشنی کا اہتمام کرنا یا عورتوں کا بن سنور کر غیر مردوں کے سامنے جانا۔وغیرہ

(4) اس کے بعد سورۂ الفتح کی آیت نمبر۔26 میں حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ آیا ہے یعنی جاہلیت کی حمیت۔ یہ غیرت اور خودداری میں گمراہی کی جہت ہے۔آج کل جیسے غیرت کے نام پر قتل کرنا یک وقت تین طلاق دینے کو درست سمجھنا جبکہ یہ گناہ ہیں۔

آیت نمبر (51 تا 56)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ
فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا
عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ؕ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ
هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ﴾

ج ھ د

(ف) جَهْدًا: کسی کام میں طاقت صرف کرنا۔کوشش کرنا۔آیت زیر مطالعہ۔

جُهْدٌ: اسم ذات ہے۔کوشش۔محنت۔﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ﴾ (9/التوبہ:79) ''اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے۔''

(مفاعلہ) مُجَاهَدَةً: کسی کے مقابلے پر محنت صرف کرنا۔کشمکش کرنا۔﴿ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ ﴾ (29/العنکبوت:6) ''اور جس نے کشمکش کی تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کشمکش کرتا ہے اپنے ہی لیے۔''

جَاهِدْ: فعل امر ہے۔تو کشمکش کر۔جدوجہد کر۔﴿ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ ﴾ (25/الفرقان:52) ''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے جدوجہد کریں اس سے یعنی قرآن سے جیسے کہ بڑی جدوجہد کرنے کا حق ہے۔''

ل	و	م

56/3

(ن) لَوْمًا: بُرا بھلا کہنا۔ ملامت کرنا۔ ﴿ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ ﴾ (12/یوسف:32) ''تو یہ وہ ہے تم عورتوں نے ملامت کی مجھ کو جس کے بارے میں۔''

لُمْ: فعل امر ہے۔ تو ملامت کر۔ ﴿ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ﴾ (14/ابراہیم:22) ''پس تم لوگ ملامت مت کرو مجھ کو اور ملامت کرو اپنے آپ کو۔''

لَوْمَةٌ: اسم ذات ہے۔ ملامت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

لَائِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ ملامت کرنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَلُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ ملامت کیا ہوا۔ ﴿ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴾ (51/الذریات:54) ''پس آپؐ منہ پھیر لیں ان سے تو آپؐ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں یعنی آپؐ پر کوئی الزام نہیں ہے۔''

لَوَّامٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار ملامت کرنے والا۔ ﴿ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۭ ﴾ (75/القیٰمہ:2) ''اور نہیں! مَیں قسم کھاتا ہوں بار بار ملامت کرنے والے نفس کی۔''

(افعال) اِلَامَةً: اپنے آپ کو ملامت کرنا۔

مُلِيْمٌ: اسم الفاعل ہے۔ خود کو ملامت کرنے والا۔ ﴿ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴾ (51/الذاریات:40) ''تو ہم نے پھینکا ان کو پانی میں اس حال میں کہ وہ خود کو ملامت کرنے والا تھا۔''

(تفاعل) تَلَاوُمًا: ایک دوسرے کو ملامت کرنا۔ ﴿ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴾ (68/القلم:30) ''تو ان کے بعض سامنے آئے بعض کے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے۔''

ح	ز	ب

(ن) حَزْبًا: سخت ہونا۔ مضبوط ہونا۔

حِزْبٌ: ج اَحْزَابٌ۔ مضبوط جتھا یا گروہ۔ لشکر۔ ﴿ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ ﴾ (13/الرعد:36) ''اور گروہوں میں وہ بھی ہیں جو انکار کرتے ہیں اس کے بعض کا۔''

ترکیب

يُسَارِعُوْنَ کی ضمیر فاعلی هُمْ ہے جو کہ اَلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے لیے ہے جبکہ فِيْهِمْ کی ضمیر یہود اور نصاریٰ کے لیے ہے۔ بِالْفَتْحِ کی بَا پر عطف ہونے کی وجہ سے اَمْرٍ مجرور ہوا ہے۔ فَيُصْبِحُوْا کا فا سببیہ ہے۔ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ مرکب اضافی ہے اور اس کے مضاف جَهْدَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ پورا مرکب فعل محذوف جَهَدُوْا کا مفعول مطلق ہے۔ يُحِبُّهُمْ کی ضمیر فاعلی هُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور يُحِبُّوْنَهٗ کی ضمیر فاعلی هُمْ ہے جو بِقَوْمٍ کے لیے ہے۔ بِقَوْمٍ کی صفت ہونے کی وجہ سے اَذِلَّةٍ اور اَعِزَّةٍ مجرور ہیں۔ حِزْبٌ اسم جمع ہے اس لیے اس کی خبر اَلْغٰلِبُوْنَ جمع آئی ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	الْيَهُوْدَ	وَالنَّصٰرٰٓى	اَوْلِيَاۗءَ	بَعْضُهُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	یہودیوں کو	اور نصرانیوں کو	دوست	ان کے بعض

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ	وَمَنْ	يَّتَوَلَّهُمْ	مِّنْكُمْ	فَاِنَّهٗ	مِنْهُمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
بعض کے کارساز ہیں	اور جو	دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو یقیناً وہ	ان میں سے ہے	بیشک اللہ

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾	فَتَرَى	الَّذِيْنَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	پس تو دیکھے گا	ان کو جن کے	دلوں میں	ایک روگ ہے

يُّسَارِعُوْنَ	فِيْهِمْ	يَقُوْلُوْنَ	نَخْشٰٓى	اَنْ	تُصِيْبَنَا	دَآئِرَةٌ ؕ
(کہ) وہ لپکتے ہیں	ان میں	(اور) کہتے ہیں	ہم ڈرتے ہیں	کہ	آن لگے ہم کو	کوئی گردش

فَعَسَى	اللّٰهُ	اَنْ	يَّاْتِيَ	بِالْفَتْحِ	اَوْ	اَمْرٍ	مِّنْ عِنْدِهٖ	فَيُصْبِحُوْا
تو قریب ہے	اللہ	کہ	وہ لے آئے	فتح	یا	کوئی حکم	اپنے پاس سے	نتیجتاً وہ ہو جائیں

عَلٰى مَآ	اَسَرُّوْا	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ؕ	وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
اس پر جو	انہوں نے چھپایا	اپنے جیوں میں	ندامت کرنے والے	اور کہیں گے	وہ لوگ جو	ایمان لائے

اَ	هٰٓؤُلَآءِ	الَّذِيْنَ	اَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ	اِنَّهُمْ
کیا	یہ	وہ لوگ ہیں جنہوں نے	قسم کھائی	اللہ کی	جیسا کہ اپنی قسموں سے کوشش کرنے کا حق ہے	کہ وہ لوگ

لَمَعَكُمْ ؕ	حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	فَاَصْبَحُوْا	خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ضرور تمہارے ساتھ ہیں	اکارت ہوئے	ان کے اعمال	تو وہ ہو گئے	خسارہ پانے والے	اے لوگو جو

اٰمَنُوْا	مَنْ	يَّرْتَدَّ	مِنْكُمْ	عَنْ دِيْنِهٖ	فَسَوْفَ	يَاْتِي	اللّٰهُ	بِقَوْمٍ
ایمان لائے	جو	پھرے گا	تم میں سے	اپنے دین سے	تو عنقریب	لائے گا	اللہ	ایک ایسی قوم

يُّحِبُّهُمْ	وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ	اَذِلَّةٍ	عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
وہ محبت کرے گا جن سے	اور وہ محبت کریں گے اس سے	نرم ہوں گے	مومنوں پر

اَعِزَّةٍ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ	يُجَاهِدُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَخَافُوْنَ
سخت ہوں گے	کافروں پر	وہ لوگ جدوجہد کریں گے	اللہ کی راہ میں	اور وہ نہیں ڈریں گے

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ	ذٰلِكَ	فَضْلُ اللّٰهِ	يُؤْتِيْهِ	مَنْ
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے	یہ	اللہ کا فضل ہے	وہ دیتا ہے اسے	اس کو جسے

يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾	اِنَّمَا
وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت رکھنے والا ہے	علم والا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

وَلِيُّكُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	الَّذِيْنَ
تم لوگوں کا رفیق	اللہ ہے	اور اس کے رسولؐ ہیں	اور وہ لوگ ہیں جو	ایمان لائے	جو لوگ (کہ)

يُقِيۡمُوۡنَ	الصَّلٰوةَ	وَ يُؤۡتُوۡنَ	الزَّكٰوةَ	وَهُمۡ	رٰكِعُوۡنَ	وَمَنۡ
قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور پہنچاتے ہیں	زکوٰۃ کو	اور وہ لوگ	جھکنے والے ہیں	اور جو

يَّتَوَلَّ	اللّٰهَ	وَرَسُوۡلَهٗ	وَالَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	فَاِنَّ
دوستی کرے گا	اللہ سے	اور اس کے رسولؐ سے	اور ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	تو بیشک

حِزۡبَ اللّٰهِ	هُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ
اللہ کی جماعت	ہی غالب ہونے والی ہے

نوٹ۔1

آیات زیرِ مطالعہ کے نزول کے وقت تک عرب میں کفر اور اسلام کی کشمکش کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اسلام ایک طاقت بن چکا تھا لیکن مقابل کی طاقتیں بھی زبردست تھیں۔ اُس وقت عرب میں عیسائیوں اور یہودیوں کی معاشی قوت سب سے زیادہ تھی۔ عرب کے سرسبز وشاداب خطے ان کے قبضے میں تھے۔ ان کے سودی قرضوں کا جال ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ اس لیے دائرہ اسلام میں شامل کچھ دنیا پرستی کے روگی لوگوں کو خطرہ تھا کہ اسلام کا ساتھ دیتے ہوئے ان سب قوموں سے تعلقات منقطع کرنا سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے خطرناک ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

کفر و اسلام کی کشمکش کی جو صورتحال ان آیات کے نزول کے وقت عرب میں تھی، بالکل وہی صورتحال آج پوری دنیا میں ہے۔ آج مسلم امت میں جہاں کچھ مخلص دیوانے ہیں، وہیں دنیا پرست فرزانے بھی ہیں، جو کافر قوموں سے قطع تعلق کو خوش کشی قرار دے رہے ہیں کیونکہ کفار کی معاشی اور فوجی برتری ناقابل تسخیر نظر آرہی ہے۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ بالآخر مسلم امت ہی غالب ہونے والی ہے۔ (ان شاءاللہ)

یہ بات بھی ذہن میں واضح رہنی چاہیے کہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے کافروں سے تعلقات کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ پورے قرآن مجیدن، سنت اور صحابۂ کرامؓ کے عمل کو سامنے رکھ کر لائحہ عمل بنتا ہے اس کی وضاحت آیت نمبر۔3/ آل عمران: 28 کے نوٹ۔1 میں کی جاچکی ہے۔ اس لحاظ سے آج تک (15/ دسمبر 2002ء) امریکہ، برطانیہ، بھارت اور اسرائیل کافر حربی کے زمرے میں آتے ہیں۔ باقی غیر مسلم ممالک کو فی الحال کافر حربی قرار دینا محل نظر ہے۔

نوٹ۔2

آیت نمبر۔51 میں کہا گیا ہے کہ یہود ونصاریٰ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہ قرآن کی پیشنگوئیوں میں سے ایک ایسی پیشنگوئی ہے جو اب پوری ہوئی ہے۔ عیسائی عقیدے کے مطابق یہودی حضرت عیسیٰؑ کے قاتل ہیں۔ اس لیے اس آیت کے نزول کے وقت یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اور ان کی یہ دشمنی بیسویں صدی کے وسط تک قائم تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ اس وقت وہاں مدتوں سے عیسائی حکومت تھی اور انہوں نے وہاں یہودیوں کے داخلے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو یروشلم میں آنے اور وہاں آباد ہونے کی اجازت دی تھی۔ 1939ء کی دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی میں ہٹلر نے یہودیوں کا قتلِ عام کیا تو وہ لوگ جرمنی سے بھاگ کر یورپ کے ممالک میں پناہ گزیں ہوئے۔ اُس

وقت کوئی عیسائی ملک انہیں اپنے ملک میں آباد کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا۔ پھر بڑی کوششوں سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہر ملک کے لیے یہودیوں کو آباد کرنے کا کوٹہ مقرر کیا گیا۔ کیوبا اور امریکہ میں آباد کیے جانے والے یہودیوں کو لے کر ایک بحری جہاز یورپ سے روانہ ہوا۔ جب وہ کیوبا پہنچا تو وہاں کی حکومت نے اپنے کوٹے کے صرف بیس فیصد افراد کو اُترنے کی اجازت دی اور باقی کو لینے سے انکار کر دیا۔ جب یہ جہاز امریکہ پہنچا تو انہوں نے ایک آدمی کو بھی اُترنے کی اجازت نہیں دی اور سب کو لے کر جہاز کو یورپ واپس آنا پڑا۔ پھر موجودہ پوپ سے پہلے والے پوپ صاحب نے یہودیوں کو عیسیٰؑ کا خون معاف کرنے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست بنے۔ اس طرح یہ قرآنی پیشنگوئی پوری ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

آیت نمبر (57 تا 61)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝57 وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ۭ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝58 قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝59 قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ
اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ
مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝60 وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا
بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝61 ﴾

ل ع ب

(ف) لُعُبًا — بچے کے منہ سے رال ٹپکنا۔ لُعاب نکلنا۔

(س) لَعِبًا — تفریح کے لیے کوئی کام کرنا۔ کھیلنا۔ ﴿ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝98 ﴾ (7/الاعراف:98) ''اور کیا امن میں ہو گئے بستی والے اِس سے کہ ان کے پاس آئے ہماری سختی دن کے وقت اس حال میں کہ وہ کھیلتے ہوں۔''

لَعِبٌ — اسم ذات ہے۔ کھیل کود۔ تفریح۔ آیت زیر مطالعہ۔

لَاعِبٌ — اسم الفاعل ہے۔ کھیلنے والا۔ کھلاڑی۔ ﴿ اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝55 ﴾ (21/الانبیاء:55) ''کیا تو لایا ہمارے پاس حق یا تو کھیلنے والوں میں سے ہے۔''

ترکیب

لَا تَتَّخِذُوْا کے مفعول اوّل اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا اور اَلْکُفَّارَ ہیں جبکہ اس کا مفعول ثانی اَوْلِیَآءَ ہے۔ اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا کا مفعول اوّل دِیْنَکُمْ جبکہ اس کے مفعول ثانی هُزُوًا اور لَعِبًا ہیں۔ مِنَ الَّذِیْنَ کا مِنْ بیانیہ ہے۔ اِتَّخَذُوْهَا کی ضمیر مفعولی نَادَیْتُمْ کے مصدر مُنَادَاةٌ کے لیے ہے۔ اُنَبِّئُکُمْ کا مفعول بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ ہے اور شَرٍّ افعل تفضیل ہے۔ جبکہ مَثُوْبَةً اس کی تمیز ہے۔ شَرٌّ بھی افعل تفضیل ہے اور مَکَانًا اس کی تمیز ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوا	الَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	دِيْنَكُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	ان لوگوں کو جنہوں نے	بنا لیا	تمہارے دین کو

هُزُوًا	وَّ لَعِبًا	مِّنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَالْكُفَّارَ
ہنسی	اور کھیل	ان لوگوں میں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے	اور (نہ ہی) کافروں کو

اَوْلِيَآءَ ۚ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾	وَاِذَا
(اپنا) کارساز	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	اور جب بھی

نَادَيْتُمْ	اِلَى الصَّلٰوةِ	اتَّخَذُوْهَا	هُزُوًا	وَّ لَعِبًا ؕ	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
تم لوگ پکارتے ہو	نماز کی طرف	تو وہ لوگ بناتے ہیں اس کو	ہنسی	اور کھیل	یہ اس لیے کہ وہ

قَوْمٌ	لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾	قُلْ	يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ	هَلْ تَنْقِمُوْنَ
ایک ایسی قوم ہیں جو	عقل استعمال نہیں کرتے	آپ کہہ دیجیے	اے اہل کتاب	تم لوگ کیا برا مانتے ہو

مِنَّاۤ	اِلَّاۤ اَنْ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَمَاۤ	اُنْزِلَ	اِلَيْنَا	وَمَاۤ
ہم سے	سوائے اس کے کہ	ہم ایمان لائے	اللہ پر	اور اس پر جو	نازل کیا گیا	ہماری طرف	اور اس پر جو

اُنْزِلَ	مِنْ قَبْلُ ۙ	وَاَنَّ	اَكْثَرَكُمْ	فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾	قُلْ
نازل کیا گیا	اس سے پہلے	اس حال میں کہ	تمہارے اکثر لوگ	نافرمانی کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے

هَلْ	اُنَبِّئُكُمْ	بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ	مَثُوْبَةً	عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	مَنْ
کیا	میں خبر دوں تم لوگوں کو	اس سے زیادہ بری چیز کی	بطور بدلے کے	اللہ کے پاس	وہ لوگ

لَّعَنَهُ	اللّٰهُ	وَغَضِبَ	عَلَيْهِ	وَجَعَلَ	مِنْهُمُ	الْقِرَدَةَ	وَالْخَنَازِيْرَ
لعنت کی جن پر	اللہ نے	اور اس نے غضب کیا	جن پر	اور اس نے بنایا	جن میں سے	بندر	اور سور

وَعَبَدَ	الطَّاغُوْتَ ؕ	اُولٰٓئِكَ	شَرٌّ	مَّكَانًا
اور جنہوں نے غلامی کی	طاغوت کی	وہ لوگ	سب سے زیادہ برے ہیں	بلحاظ ٹھکانے کے

وَّاَضَلُّ	عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾	وَاِذَا	جَآءُوْكُمْ
اور سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں	سیدھی راہ سے	اور جب بھی	وہ آتے ہیں تمہارے پاس

قَالُوْۤا	اٰمَنَّا	وَ	قَدْ دَّخَلُوْا	بِالْكُفْرِ	وَهُمْ	قَدْ خَرَجُوْا
تو کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	حالانکہ	وہ داخل ہوئے تھے	کفر کے ساتھ	اور وہ	نکلے

بِهٖ ؕ	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا	كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾
اس کے ساتھ	اور اللہ	خوب جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپایا کرتے ہیں

563

آیت نمبر (62 تا 66)

﴿ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٢ لَوْ
لَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝٦٣ وَ
قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ
يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ
الْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٦٤ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ
جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٦٥ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝٦٦ ع ﴾

ط ف ء

(س)	طُفُوْءٌ	کسی چیز کی روشنی کا ختم ہوجانا۔ آگ کا بجھ جانا۔
(افعال)	اِطْفَاءٌ	روشنی کو ختم کرنا۔ آگ بجھانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق ص د

(ض)	قَصْدًا	اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔
	اِقْصِدْ	فعل امر ہے۔ تو میانہ روی اختیار کر۔ ﴿ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ ﴾ (31/لقمان:19) ''اور تو میانہ روی اختیار کر اپنی چال میں۔''
	قَصْدٌ	کسی چیز کا اوسط۔ درمیان۔ ﴿ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ ﴾ (16/النحل:9) ''اور اللہ پر ہے راستے کا اعتدال یعنی اسے واضح کرنا۔''
	قَاصِدٌ	فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ درمیان میں ہونے والا یعنی درمیانی۔ متوسط۔ ﴿ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ ﴾ (9/التوبہ:42) ''اگر ہوتا کوئی قریبی سامان اور درمیانی سفر تو وہ لوگ ضرور ہی پیروی کرتے آپؐ کی۔''
(افتعال)	اِقْتِصَادًا	اہتمام سے میانہ رو ہونا۔
	مُقْتَصِدٌ	اسم الفاعل ہے۔ اہتمام سے میانہ روی اختیار کرنے والا یعنی میانہ رو۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

كَثِيْرًا صفت ہے، اس کا موصوف رِجَالًا محذوف ہے۔ فِيْ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَكْلِهِمْ کا مضاف اَكْلِ مجرور ہوا اور اس مصدر نے فعل کا عمل کیا ہے۔ السُّحْتَ اس کا مفعول ہے۔ اسی طرح قَوْلِهِمْ کے مصدر قَوْلِ کا مفعول اَلْاِثْمَ ہے۔ لَوْلَا کے بعد فعل مضارع يَنْهٰى آیا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ترجمہ ہوگا اَلْيَهُوْدُ عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے واحد مونث قَالَتْ بھی جائز ہے۔ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اگر قَالَتْ کا مفعول ہوتا تو پھر يَدَ اللّٰهِ آتا۔ يَدُ کی رفع بتا رہی

ہے کہ یہود جس طرح کہتے تھے۔ ان کی بات کو ویسے ہی یعنی (DIRECT TENSE) میں نقل کیا گیا ہے۔ عربی میں اعراب کی سہولت موجود ہونے کی وجہ سے مقولہ (DIRECT TENSE) کی پہچان کے لیے کوئی شناختی نشان لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی، جیسے کہ انگریزی میں ضرورت ہوتی ہے۔ یَدٰهُ میں یَدٰ دراصل یَدَانِ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے اور ہُ کی ضمیر اس کا مضاف الیہ ہے۔ یَدٌ مؤنث سماعی ہے اس لیے اس کی خبر میں مَبْسُوْطَةٌ کا تثنیہ مَبْسُوْطَتٰنِ آیا ہے۔ لَيَزِيْدَنَّ کا مفعول كَثِيْرًا ہے اور یہاں بھی رِجَالًا محذوف ہے، جبکہ اس کا فاعل مَا اُنْزِلَ ہے۔ طُغْيَانًا اور كُفْرًا اس کی تمیز ہیں۔ آیت نمبر۔65-66، دونوں میں لَوْ شرطیہ ہیں۔ اس لیے افعال ماضی کا ترجمہ اس لحاظ سے ہوگا۔ سماعِ آفاقی صداقت ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔2/البقرہ:49،نوٹ۔2)

ترجمہ

وَتَرٰى	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	يُسَارِعُوْنَ	فِي الْاِثْمِ
اور آپؐ دیکھیں گے	بہت سے لوگوں کو	ان میں سے	کہ وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں	گناہ میں

وَالْعُدْوَانِ	وَاَكْلِهِمُ	السُّحْتَ ؕ	لَبِئْسَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾
اور زیادتی میں	اور اپنے کھانے میں	ناپاک کمائی کو	یقیناً بہت برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے ہیں

لَوْلَا	يَنْهٰىهُمُ	الرَّبّٰنِيُّوْنَ	وَالْاَحْبَارُ	عَنْ قَوْلِهِمُ	الْاِثْمَ
کیوں نہ ایسا ہوا کہ	روکتے ان کو	اللہ والے	اور علماء	ان کی بات سے	گناہ کی

وَاَكْلِهِمُ	السُّحْتَ ؕ	لَبِئْسَ	مَا	كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾	وَقَالَتِ
اور ان کے کھانے سے	ناپاک کمائی کو	یقیناً بہت برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتوت کرتے ہیں	اور کہا

الْيَهُوْدُ	يَدُ اللّٰهِ	مَغْلُوْلَةٌ ؕ	غُلَّتْ	اَيْدِيْهِمْ	وَلُعِنُوْا	بِمَا
یہودیوں نے	اللہ کا ہاتھ	بندھا ہوا ہے	باندھے گئے	ان کے ہاتھ	اور ان پر لعنت کی گئی	بسبب اس کے جو

قَالُوْا ۘ	بَلْ	يَدٰهُ	مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ	يُنْفِقُ	كَيْفَ	يَشَآءُ ؕ
انھوں نے کہا	بلکہ	اس کے دونوں ہاتھ	کھلے ہوئے ہیں	وہ خرچ کرتا ہے	جیسے	وہ چاہتا ہے

وَلَيَزِيْدَنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	مَّآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	مِنْ رَّبِّكَ
اور لازماً زیادہ کرے گا	بہت سے لوگوں کو	ان میں سے	وہ، جو	نازل کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف سے)

طُغْيَانًا	وَّكُفْرًا ؕ	وَاَلْقَيْنَا	بَيْنَهُمُ	الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَآءَ
بلحاظ سرکشی کے	اور بلحاظ انکار کے	اور ہم نے ڈالا	ان کے مابین	عداوت	اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ	كُلَّمَآ	اَوْقَدُوْا	نَارًا	لِّلْحَرْبِ	اَطْفَاَهَا
قیامت کے دن تک	جب بھی	وہ لوگ بھڑکاتے ہیں	کوئی آگ	لڑائی کے لیے	تو بجھاتا ہے اس کو

اللّٰہُ	وَيَسْعَوْنَ	فِي الْاَرْضِ	فَسَادًا ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ
اللہ	وہ لوگ بھاگ دوڑ کرتے ہیں	زمین میں	فساد مچانے کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾	وَلَوْ اَنَّ	اَهْلَ الْكِتٰبِ	اٰمَنُوْا	وَاتَّقَوْا	لَكَفَّرْنَا
فسادیوں کو	اور اگر یہ کہ	اہل کتاب	ایمان لائیں	اور تقویٰ اختیار کریں	تو ہم دور کر دیں گے

عَنْهُمْ	سَيِّاٰتِهِمْ	وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ	جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾	وَلَوْ اَنَّهُمْ
ان سے	ان کی برائیوں کو	اور ہم داخل کریں گے ان کو	نعمت کے باغوں میں	اور اگر یہ کہ وہ لوگ

اَقَامُوا	التَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ	وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِمْ	مِّنْ رَّبِّهِمْ
قائم کریں	تورات کو	اور انجیل کو	اور اس کو جو	نازل کیا گیا	ان کی طرف	ان کے رب کی طرف سے

لَاَكَلُوْا	مِنْ فَوْقِهِمْ	وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ	مِنْهُمْ	اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ
تو وہ لوگ کھائیں گے	اپنے اوپر سے	اپنے پیروں کے نیچے سے	ان میں	ایک میانہ رو گروہ ہے

وَكَثِيْرٌ	مِّنْهُمْ	سَآءَ	مَا	يَعْمَلُوْنَ
اور اکثر	ان میں سے	برا ہے	وہ، جو	وہ کرتے ہیں

نوٹ-1

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی قوم میں گناہ کے کام کئے جائیں اور کوئی آدمی اس قوم میں رہتا ہے اور ان کو منع نہیں کرتا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں پر عذاب بھیج دے۔ حضرت یوشعؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے، جن میں چالیس ہزار نیک لوگ ہیں اور ساٹھ ہزار بدعمل ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ رب العالمین بدکاروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے تو ارشاد ہوا کہ یہ نیک لوگ ان بدکاروں کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ کھانے پینے اور ہنسی دل لگی میں شریک رہتے تھے۔ میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر بھی ان کے چہرے پر کوئی ناگواری کا اثر تک نہ آیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (67 تا 71)

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ
النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ
كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ

اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهِمۡ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَهۡوٰۤى اَنۡفُسُهُمۡ ۙ فَرِیۡقًا كَذَّبُوۡا وَ فَرِیۡقًا

یَّقۡتُلُوۡنَ ﴿۷۰﴾ ٭ وَ حَسِبُوۡۤا اَلَّا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ فَعَمُوۡا وَ صَمُّوۡا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ ثُمَّ عَمُوۡا وَ صَمُّوۡا كَثِیۡرٌ

مِّنۡهُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیۡرٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۱﴾

ترکیب

لَسۡتُمۡ کا اسم اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور عَلٰی شَیۡءٍ قائم مقام خبر ہے۔ فَلَا تَاۡسَ فعل نہی ہے اور مجزوم ہونے کی وجہ سے تَاۡسٰی کی 'یا' گری ہوئی ہے۔ مَنۡ اٰمَنَ میں مِنۡهُمۡ محذوف ہے۔ خَوۡفٌ مبتداء نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور عَلَیۡهِمۡ قائم مقام خبر ہے۔ وَاَرۡسَلۡنَا میں لَقَدۡ محذوف ہے۔ فَرِیۡقًا کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ كَذَّبُوۡا اور یَقۡتُلُوۡنَ کے مفعول مقدم ہیں۔ اَلَّا میں اَنۡ کی وجہ سے تَكُوۡنَ منصوب ہوا ہے اور یہ كَانَ تامّہ ہے۔

(آیت نمبر۔2/البقرہ:193، نوٹ۔1)

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ	بَلِّغۡ	مَاۤ	اُنۡزِلَ	اِلَیۡكَ	مِنۡ رَّبِّكَ ؕ
اے رسولؐ!	آپؐ پہنچاتے رہیں	اس کو جو	نازل کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف) سے

وَاِنۡ	لَّمۡ تَفۡعَلۡ	فَمَا بَلَّغۡتَ	رِسَالَتَهٗ ؕ	وَاللّٰهُ	یَعۡصِمُكَ
اور اگر	آپؐ (یہ) نہیں کریں گے	تو آپؐ نے نہیں پہنچایا	اس کے پیغام کو	اور اللہ	بچائے گا آپؐ کو

مِنَ النَّاسِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا یَهۡدِی	الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۷﴾	قُلۡ	یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ
لوگوں سے	بیشک اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر قوم کو	آپؐ کہیے	اے اہل کتاب!

لَسۡتُمۡ	عَلٰی شَیۡءٍ	حَتّٰی	تُقِیۡمُوا	التَّوۡرٰىةَ	وَالۡاِنۡجِیۡلَ	وَمَاۤ
تم لوگ نہیں ہو	کسی چیز پر	یہاں تک کہ	تم لوگ قائم کرو	تورات کو	اور انجیل کو	اور اس کو جو

اُنۡزِلَ	اِلَیۡكُمۡ	مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ	وَلَیَزِیۡدَنَّ	كَثِیۡرًا	مِّنۡهُمۡ
نازل کیا گیا	تم لوگوں کی طرف	تمہارے رب (کی طرف) سے	اور لازماً زیادہ کرے گا	اکثر لوگوں کو	ان میں سے

مَّاۤ	اُنۡزِلَ	اِلَیۡكَ	مِنۡ رَّبِّكَ	طُغۡیَانًا	وَّ كُفۡرًا ۚ
وہ، جو	نازل کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی طرف سے)	بلحاظ سرکشی کے	اور بلحاظ انکار کرنے کے

فَلَا تَاۡسَ	عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾	اِنَّ الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا
پس آپؐ افسوس نہ کریں	کافر قوم پر	بیشک وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور جو یہودی ہوئے

وَالصّٰبِـُٔوۡنَ	وَالنَّصٰرٰی	مَنۡ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ	وَعَمِلَ
اور صابئی ہوئے	اور نصاریٰ ہوئے	(ان میں سے) جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور عمل کیا

صَالِحًا	فَلَا خَوۡفٌ	عَلَيۡهِمۡ	وَلَا هُمۡ	يَحۡزَنُوۡنَ ۝٦٩	لَقَدۡ اَخَذۡنَا
نیک	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	یقیناً ہم لے چکے ہیں

مِيۡثَاقَ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	وَاَرۡسَلۡنَاۤ	اِلَيۡهِمۡ	رُسُلًا ؕ	كُلَّمَا	جَآءَهُمۡ	رَسُوۡلٌۢ
بنی اسرائیل کا پختہ عہد	اور ہم بھیج چکے ہیں	ان کی طرف	بہت سے رسول	جب بھی	آیا ان کے پاس	کوئی رسول

بِمَا	لَا تَهۡوٰۤى	اَنۡفُسُهُمۡ ۙ	فَرِيۡقًا	كَذَّبُوۡا	وَفَرِيۡقًا
اس کے ساتھ جو	پسند نہیں کرتے	ان کے جی	تو ایک فریق کو	انہوں نے جھٹلایا	اور ایک فریق کو

يَّقۡتُلُوۡنَ ۝٧٠ ق	وَحَسِبُوۡۤا	اَلَّا تَكُوۡنَ	فِتۡنَةٌ	فَعَمُوۡا
وہ قتل کرتے ہیں	اور انہوں نے گمان کیا	کہ نہیں ہوگی	کوئی آفت	پس وہ لوگ اندھے ہوئے

وَصَمُّوۡا	ثُمَّ	تَابَ	اللّٰهُ	عَلَيۡهِمۡ	ثُمَّ	عَمُوۡا	وَصَمُّوۡا
اور بہرے ہوئے	پھر	متوجہ ہوا (اپنی شفقت کے ساتھ)	اللہ	ان پر	پھر	اندھے ہو گئے	اور بہرے ہو گئے

كَثِيۡرٌ	مِّنۡهُمۡ ؕ	وَاللّٰهُ	بَصِيۡرٌۢ	بِمَا	يَعۡمَلُوۡنَ
اکثر	ان میں سے	اور اللہ	ہمیشہ دیکھنے والا ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کارخیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ المائدہ (۵)

آیت نمبر (72 تا 77)

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
اَنْصَارٍ ۝٧٢ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا
عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٧٣ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَ
اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧٤ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٧٥ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٧٦ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ
السَّبِيْلِ ۝٧٧ ع ﴾

ء ف ک

(ض) **اَفَكًا**: (1) کسی چیز کو اس کے رُخ سے پھیر دینا۔ (2) جھوٹ گھڑنا۔ جھوٹی چیزیں بنانا۔ ﴿ اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ ﴾ (46/الاحقاف:22) ''کیا تو آیا ہمارے پاس تا کہ تو پھیر دے ہم کو ہمارے خداؤں سے۔'' ﴿ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝١١٧ ﴾ (7/الاعراف:117) ''تو جب ہی اس نے ان کے گھڑے ہوئے (شعبدہ) کو نگلنا شروع کر دیا۔''

اِفْكٌ: اسم ذات ہے۔ گھڑا ہوا جھوٹ۔ بہتان۔ ﴿ هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝١٢ ﴾ (24/النور:12) ''یہ ایک کھلا بہتان ہے۔''

اَفَّاكٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار بکثرت جھوٹ گھڑنے والا۔ بہتان لگانے والا۔ ﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝٧ ﴾ (45/الجاثیۃ:7) ''تباہی ہے ہر ایک بہتان باز گنہگار کے لیے۔''

(افتعال) **اِئْتِفَاكًا**: کسی جگہ یا بستی کا اُلٹ جانا۔ اوندھا ہونا۔

مُؤْتَفِكَةٌ: اسم الفاعل ہے۔ اُلٹ جانے والی۔ ﴿ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝٥٣ ﴾ (53/النجم:53) ''اور اُلٹ جانے والی بستی کو اس نے نیچے گرایا۔''

ترکیب

اِنَّ کا اسم اَللّٰهَ ہے، اَلْمَسِيْحُ اس کی خبر معرف باللام آئی ہے اس لیے هُوَ کی ضمیر فاصل آئی ہے، جبکہ اِبْنُ مَرْيَمَ بدل ہے اَلْمَسِيْحُ کا۔ اِنَّهٗ میں ہٗ کی ضمیر اِنَّ کا اسم ہے جبکہ مَنْ يُّشْرِكْ سے اَلْجَنَّةَ تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ قَدْ خَلَتْ کا فاعل اَلرُّسُلُ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے واحد مؤنث کا صیغہ بھی جائز ہے۔ اُمُّهٗ میں ہٗ کی ضمیر اَلْمَسِيْحُ کے لیے ہے۔ غَيْرَ الْحَقِّ حال ہے اس لیے غَيْرَ منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

لَقَدْ كَفَرَ	الَّذِيْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّ اللّٰهَ	هُوَ الْمَسِيْحُ	ابْنُ مَرْيَمَ ؕ	وَ
یقیناً کفر کر چکے	وہ لوگ جنہوں نے	کہا	بیشک اللہ	ہی مسیح ؑ ہے	جو مریم کا بیٹا ہے	حالانکہ

قَالَ	الْمَسِيْحُ	يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبَّكُمْ ؕ
کہا	مسیح ؑ نے	اے بنی اسرائیل	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	جو میرا رب ہے	اور تمھارا رب ہے

اِنَّهٗ	مَنْ	يُّشْرِكْ	بِاللّٰهِ	فَقَدْ حَرَّمَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِ	الْجَنَّةَ
بیشک وہ	جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو حرام کر چکا ہے	اللہ	اس پر	جنت کو

وَمَاْوٰىهُ	النَّارُ ؕ	وَمَا	لِلظّٰلِمِيْنَ	مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾
اور اس کا ٹھکانا	آگ ہے	اور نہیں ہے	ظلم کرنے والوں کے لیے	کسی قسم کا کوئی مددگار

لَقَدْ كَفَرَ	الَّذِيْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّ	اللّٰهَ	ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ	وَمَا
بیشک کفر کر چکے	اور وہ لوگ جنہوں نے	کہا	کہ	اللہ	تین کا تیسرا ہے	اور نہیں ہے

مِنْ اِلٰهٍ	اِلَّآ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ	وَاِنْ	لَّمْ يَنْتَهُوْا	عَمَّا	يَقُوْلُوْنَ
کسی قسم کا کوئی اِلٰہ	سوائے	واحد الٰہ کے	اور اگر	یہ لوگ باز نہ آئے	اس سے جو	یہ کہتے ہیں

لَيَمَسَّنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾	اَفَلَا
تو لازماً پہنچے گا	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	تو کیوں نہیں

يَتُوْبُوْنَ	اِلَى اللّٰهِ	وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ	وَ	اللّٰهُ	غَفُوْرٌ
یہ لوگ پلٹتے	اللہ کی طرف	اور معافی مانگتے اس سے	جبکہ	اللہ	بے انتہا معاف کرنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾	مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ	اِلَّا	رَسُوْلٌ ۚ	قَدْ خَلَتْ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	مریم کے بیٹے مسیح ؑ نہیں ہیں	مگر	ایک رسول	گزر چکے ہیں

مِنْ قَبْلِهِ	الرُّسُلُ ؕ	وَاُمُّهٗ	صِدِّيْقَةٌ ؕ	كَانَا يَاْكُلٰنِ	الطَّعَامَ ؕ
ان سے پہلے	بہت سے رسول	اور ان کی والدہ	سچی ہیں	وہ دونوں کھاتے تھے	کھانا

اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُبَيِّنُ	لَهُمُ	الْاٰيٰتِ	ثُمَّ انْظُرْ	اَنّٰى
تو دیکھو	کیسے	ہم واضح کرتے ہیں	ان کے لیے	نشانیوں کو	پھر دیکھو	کہاں سے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾	قُلْ	اَتَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا
یہ لوگ پھیرے جاتے ہیں	آپ ؐ کہیے	کیا تم لوگ عبادت کرتے ہو	اللہ کے علاوہ	اس کی جو

لَا يَمْلِكُ	لَكُمْ	ضَرًّا	وَّلَا نَفْعًا ؕ	وَاللّٰهُ	هُوَ السَّمِيْعُ
مالک نہیں ہے	تمہارے لیے	کسی نقصان کا	اور نہ ہی کسی نفع کا	اور اللہ	ہی سننے والا ہے

الۡعَلِیۡمُ ؀	قُلۡ	یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ	لَا تَغۡلُوۡا	فِیۡ دِیۡنِکُمۡ	غَیۡرَ الۡحَقِّ
جاننے والا ہے	آپ ؐ کہیے	اے اہل کتاب	تم لوگ زیادتی مت کرو	اپنے دین میں	ناحق

وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا	اَہۡوَآءَ قَوۡمٍ	قَدۡ ضَلُّوۡا	مِنۡ قَبۡلُ	وَاَضَلُّوۡا
اور پیروی مت کرو	ایک ایسی قوم کی خواہشات کی	جو بھٹک چکے	اس سے پہلے	اور جنہوں نے گمراہ کیا

کَثِیۡرًا	وَّ ضَلُّوۡا	عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ ؀
بہتوں کو	اور گمراہ ہوئے	راستے کے بیچ سے

نوٹ۔1

حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی پیروکار جو عقائد رکھتے تھے وہ بڑی حد تک اس حقیقت کے مطابق تھے جس کا مشاہدہ انہوں نے خود کیا تھا اور جس کی تعلیم حضرت عیسیٰؑ نے ان کو دی تھی۔ مگر بعد کے عیسائیوں نے ایک طرف ان کی تعظیم میں غلو کر کے اور دوسری طرف ہمسایہ قوموں کے اوہام اور فلسفوں سے متاثر ہو کر ایک بالکل نیا مذہب تیار کر لیا جس کو مسیح ؑ کی اصل تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہ رہا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے چودھویں ایڈیشن میں JESUS CHRIST کے عنوان پر ایک مسیحی عالمِ دینیات ریورینڈ چارلس اینڈرسن اکاٹ کا ایک طویل مضمون شامل ہے۔ اس میں صاحبِ مضمون نے لکھا ہے کہ پہلی تین انجیلوں (متی۔ مرقس۔ لوقا) میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ گمان کیا جا سکتا ہو کہ ان انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کو انسان کے سوا کچھ اور سمجھتے تھے۔ ان کی نگاہ میں وہ ایک انسان تھے۔ درحقیقت انؑ کے حاضر و ناظر ہونے کا اگر دعویٰ کیا جائے تو یہ اس پورے تصور کے بالکل خلاف ہوگا جو ہمیں انجیلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر مسیح ؑ کو قادرِ مطلق سمجھنے کی گنجائش تو انجیلوں میں اور بھی کم ہے۔ فی الواقع یہ بات اِن انجیلوں (یعنی مذکورہ تین انجیلوں) کے تاریخی حیثیت سے معتبر ہونے کی اہم شہادت ہے کہ ان میں ایک طرف مسیح کے فی الحقیقت انسان ہونے کی شہادت محفوظ ہے اور دوسری طرف ان کے اندر کوئی شہادت اس امر کی موجود نہیں ہے کہ مسیح ؑ اپنے آپ کو خدا سمجھتے تھے۔ یہ سینٹ پال تھا جس نے اعلان کیا کہ واقعۂ رفع کے وقت اسی فعل رفع کے ذریعہ سے یسوع کو پورے اختیارات کے ساتھ ابن اللہ کے مرتبہ پر اعلانیہ فائز کیا گیا۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے ایک دوسرے مضمون CHRISTIANITY میں ریورنڈ جارج ولیم ناکس مسیحی کلیسا کے بنیادی عیقدے پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ عقیدۂ تثلیث کا فکری سانچہ یونانی ہے اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہمارے لیے ایک عجیب قسم کا مرکب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل کے ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفے کی صورتوں میں۔ نیقیا کی کونسل نے اس عقیدے میں جو درج کیا ہے اسے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی تمام خصوصیات میں بالکل یونانی فکر کا نمونہ ہے۔

اسی سلسلہ میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے ایک اور مضمون CHURCH HISTORY میں لکھا ہے کہ تیسری صدی عیسوی کے خاتمہ سے پہلے مسیح ؑ کو عام طور پر ''کلام'' کا جدی ظہور تو مان لیا گیا تھا تاہم بکثرت عیسائی ایسے تھے جو مسیح ؑ کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ چوتھی صدی میں اس مسئلہ پر سخت بحثیں چھڑی ہوئی تھیں جن سے کلیسا کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ آخر کار ۳۲۵ء میں نیقیا کی کونسل نے الوہیت مسیح کو باضابطہ سرکاری طور پر اصل مسیحی عقیدہ قرار دیا اور مخصوص الفاظ میں اسے مرتب کر دیا۔ اگرچہ

اس کے بعد بھی کچھ مدت تک جھگڑا چلتا رہا لیکن آخری فتح نیقیا ہی کے فیصلے کی ہوئی۔ اس طرح عقیدۂ تثلیث مسیحی مذہب کا ایک جزو لاینفک قرار دیا گیا۔

802

نوٹ۔2

ابنِ حزمؒ وغیرہ کی رائے ہے کہ حضرت اسحاقؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی والدہ نبیہؓ تھیں کیونکہ بیبی سارہ سے فرشتوں نے کلام کیا تھا۔ (11/ھود:73) حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی تھی۔ (28/القصص:7) اور بی بی مریم سے بھی فرشتے نے کلام کیا تھا۔ (19/مریم:19) جبکہ جمہور علماء کی رائے ہے کہ نبوت مردوں میں رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے پیغام دے کر نہیں بھیجا آپؐ سے پہلے مگر کچھ مردوں کو (12/یوسف:109)۔ (تفسیر ابنِ کثیر سے ماخوذ)

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ کسی سے صرف فرشتوں کا خطاب کر لینا یا کسی کی طرف اللہ کا وحی بھیج دینا اس کے نبی ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ نبی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی قوم کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے مامور بھی کیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ زیرِ مطالعہ آیت نمبر 75 میں بی بی مریم کو نبیہؓ کے بجائے صدیقہ کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (78تا86)

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ ٧٨ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ٧٩ تَرٰي كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ
خٰلِدُوْنَ ٨٠ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا
مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ٨١ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ
اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰي ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا
يَسْتَكْبِرُوْنَ ٨٢ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ
الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ٨٣ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاۗءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ
نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ٨٤ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ٨٥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ٨٦﴾

ق س س

(ن) قَسًّا رات میں کسی چیز کی جستجو کرنا۔

قِسِّیْسٌ رات میں علم کی جستجو کرنے والا۔ نصاریٰ کا عالم پادری۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

د م ع

(ف) دَمْعًا آنسو جاری ہونا۔

دَمْعٌ   اسم ذات بھی ہے۔ آنسو۔ آیت زیر مطالعہ۔   802

ترکیب

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ میں اِبْنِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ فقرہ بھی عَلٰى لِسَانِ کا مضاف الیہ ہے۔ يَتَنَاهَوْنَ باب تفاعل کا مضارع ہے۔ فَعَلُوْهُ کی ضمیر مفعولی مُنْكَرٍ کے لیے ہے۔ هُمْ مبتداء ہے، خٰلِدُوْنَ اس کی خبر ہے اور فِي الْعَذَابِ متعلق خبر مقدم ہے۔ لَوْ شرطیہ ہے۔ كَانُوْا سے اِلَيْهِ تک شرط ہے اور مَا اتَّخَذُوْا جواب شرط ہے۔ كَانُوْا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور يُؤْمِنُوْنَ اس کی خبر ہے۔ لَتَجِدَنَّ کا مفعول اوّل اَشَدَّ ہے جبکہ اَلْيَهُوْدَ اور وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مفعول ثانی ہیں۔ بِاَنَّ کا اسم قِسِّيْسِيْنَ اور رُهْبَانًا ہیں، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنْهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

لُعِنَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ
لعنت کی گئی	ان لوگوں پر جنہوں نے	کفر کیا	بنی اسرائیل میں سے	داوٗدؑ کی زبان پر (یعنی سے)

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ	ذٰلِكَ	بِمَا	عَصَوْا	وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝٧٨
اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے	یہ	اس سبب سے کہ	انہوں نے نافرمانی کی	اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ	عَنْ مُّنْكَرٍ	فَعَلُوْهُ ؕ	لَبِئْسَ	مَا	كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٩
ایک دوسرے کو منع نہیں کیا کرتے تھے	کسی برائی سے	جو انہوں نے کیں	تو کتنا برا ہے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے

تَرٰى	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	يَتَوَلَّوْنَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا ؕ	لَبِئْسَ
تو دیکھے گا	اکثر کو	ان میں سے	کہ وہ دوستی کرتے ہیں	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	تو کتنا برا ہے

مَا	قَدَّمَتْ	لَهُمْ	اَنْفُسُهُمْ	اَنْ	سَخِطَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	وَفِي الْعَذَابِ
وہ، جو	آگے بھیجا	ان کے لیے	ان کے نفسوں نے	کہ	غصہ کیا	اللہ نے	ان پر	اور عذاب میں

هُمْ	خٰلِدُوْنَ ۝٨٠	وَلَوْ	كَانُوْا	يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالنَّبِيِّ
وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور اگر	وہ لوگ ہوتے	کہ ایمان لاتے	اللہ پر	اور ان نبیؐ پر

وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِ	مَا اتَّخَذُوْهُمْ	اَوْلِيَآءَ	وَلٰكِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ
اور اس پر جو	اُتارا گیا	ان کی طرف	تو نہ بناتے ان کو	دوست	اور لیکن	اکثر	ان میں سے

فٰسِقُوْنَ ۝٨١	لَتَجِدَنَّ	اَشَدَّ النَّاسِ	عَدَاوَةً
نافرمانی کرنے والے ہیں	لازماً پائے گا	لوگوں میں سے سخت	بلحاظ دشمنی کے

لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	الْيَهُوْدَ	وَالَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا ۚ	وَلَتَجِدَنَّ
ان کے لیے جو	ایمان لائے	یہودیوں کو	اور ان کو جنہوں نے	شرک کیا	اور تو لازماً پائے گا

اَقۡرَبَهُمۡ	مَّوَدَّةً	لِّلَّذِيۡنَ	اٰمَنُوا	الَّذِيۡنَ	قَالُوۡۤا
ان میں سب سے قریب	بلحاظ دوستی کے	ان کے لیے جو	ایمان لائے	ان کوجنہوں نے	کہا

802

اِنَّا	نَصٰرٰی ؕ	ذٰلِكَ	بِاَنَّ	مِنۡهُمۡ	قِسِّيۡسِيۡنَ	وَرُهۡبَانًا	وَّ اَنَّهُمۡ
کہ ہم	نصرانی ہیں	یہ	اس سبب سے کہ	ان میں	علماء ہیں	اور درویش ہیں	اور یہ کہ وہ لوگ

لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾	وَاِذَا	سَمِعُوۡا	مَاۤ	اُنۡزِلَ	اِلَى الرَّسُوۡلِ	تَرٰۤى
تکبر نہیں کرتے	اور جب	وہ سنتے ہیں	اس کو جو	اُتارا گیا	ان رسول کی طرف	تو تو دیکھتا ہے

اَعۡيُنَهُمۡ	تَفِيۡضُ	مِنَ الدَّمۡعِ	مِمَّا	عَرَفُوۡا	مِنَ الۡحَـقِّ ۚ	يَقُوۡلُوۡنَ
ان کی آنکھوں کو	بھر آتی ہیں	آنسو سے	اس سے جو	انہوں نے پہچانا	حق میں سے	وہ کہتے ہیں

رَبَّنَاۤ	اٰمَنَّا	فَاكۡتُبۡنَا	مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۳﴾	وَمَا لَنَا
اے ہمارے رب!	ہم ایمان لائے	پس تو لکھ دے ہم کو	گواہی دینے والوں کے ساتھ	اور کیا ہے ہم کو

لَا نُؤۡمِنُ	بِاللّٰهِ	وَمَا	جَآءَنَا	مِنَ الۡحَـقِّ ۙ	وَنَطۡمَعُ
(کہ) ہم ایمان نہ لائیں	اللہ پر	اور اس پر جو	آیا ہمارے پاس	حق میں سے	اور ہم اُمید کرتے ہیں

اَنۡ	يُّدۡخِلَنَا	رَبُّنَا	مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۸۴﴾	فَاَثَابَهُمُ	اللّٰهُ
کہ	داخل کرے گا ہم کو	ہمارا رب	صالح لوگوں کے ساتھ	تو بدلے میں دیا ان کو	اللہ نے

بِمَا	قَالُوۡا	جَنّٰتٍ	تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِيۡنَ
بسبب اس کے جو	انہوں نے کہا	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيۡهَا ؕ	وَ	ذٰلِكَ	جَزَآءُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۸۵﴾	وَالَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	وَكَذَّبُوۡا
اس میں	اور	یہ	احسان کرنے والوں کا بدلہ ہے	اور جنہوں نے	کفر کیا	اور جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَاۤ	اُولٰٓئِكَ	اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ﴿۸۶﴾ ع
ہماری نشانیوں کو	وہ لوگ	جہنم والے ہیں

نوٹ-1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلی برائی بنی اسرائیل میں یہی داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلافِ شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا۔ لیکن دوسرے روز جب وہ نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا اور میل جول باقی رکھتا۔ اس وجہ سے سب میں ہی سنگ دلی آ گئی (ابوداؤد)۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا تو تم بھلائی کا حکم اور بُرائی سے منع کرتے رہو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم اس سے دُعائیں بھی کرو گے لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا (مسند احمد اور ترمذی)۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ اچھائی کا حکم اور بُرائی سے ممانعت کرو اس سے پہلے کہ تمہاری دُعائیں قبول ہونے سے روک دی جائیں (ابن ماجہ)

(منقول از ابنِ کثیر)

نوٹ-2

آیات زیر مطالعہ میں یہود، مشرکین اور نصاریٰ کے متعلق جو بات کی گئی ہے وہ مطلق نہیں ہے بلکہ تناسب [illegible] سے ہے۔ آج بھی صورتحال یہی ہے کہ یہودی اور آج کے مشرک یعنی ہندو، مسلمانوں کا وجود بھی گوارہ نہیں کرتے اور انھیں ہستی سے نابود کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ جبکہ عیسائی بھی مسلمانوں کو مغلوب اور دست نگر بنا کر رکھنے کے لیے تو کوشاں ہیں لیکن اس مخالفت میں وہ اتنے شدید نہیں ہیں۔

آیت نمبر (87 تا 89)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٨٧ وَ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ٨٨ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ
بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ
مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ
ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ٨٩ ﴾

ترکیب

طَيِّبٰتِ مضاف ہے اور مَا اس کا مضاف الیہ ہے۔ كُلُوْا کا مفعول مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ہے جبکہ حَلٰلًا طَيِّبًا حال ہے۔ يُؤَاخِذُ باب مفاعلہ کا مضارع ہے۔ "كَفَّارَتُهٗ" کی ضمیر عَقَّدْتُّمْ کے مصدر تَعْقِيْدٌ کے لیے ہے، كِسْوَتُهُمْ کی ضمیر مَسٰكِيْنَ کے لیے ہے۔ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ اور كِسْوَتُهُمْ اور تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ، یہ سب خبریں ہیں، اس لیے ان کے مضاف حالتِ رفع میں ہیں۔ جبکہ ان کی مبتداء "كَفَّارَتُهٗ" ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُحَرِّمُوْا	طَيِّبٰتِ مَآ	اَحَلَّ	اللّٰهُ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ حرام مت کرو	ان پاکیزہ چیزوں کو جس کو	حلال کیا	اللہ نے

لَكُمْ	وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الْمُعْتَدِيْنَ ٨٧	وَكُلُوْا
تمہارے لیے	اور حد سے مت بڑھو	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	حد سے بڑھنے والوں کو	اور کھاؤ

مِمَّا	رَزَقَكُمُ	اللّٰهُ	حَلٰلًا طَيِّبًا ۠	وَّاتَّقُوا	اللّٰهَ الَّذِيْٓ	اَنْتُمْ	بِهٖ
اس میں سے جو	عطا کیا تم کو	اللہ نے	پاکیزہ حلال ہوتے ہوئے	اور تقوٰی کرو	اس اللہ کا	تم لوگ	جس پر

مُؤْمِنُوْنَ	لَا يُؤَاخِذُكُمُ	اللّٰهُ	بِاللَّغْوِ	فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ
ایمان رکھنے والے ہو	جواب طلبی نہیں کرے گا تم سے	اللہ	بغیر سوچی سمجھی بات پر	تمہاری قسموں میں سے

وَلٰكِنْ	يُّؤَاخِذُكُمْ	بِمَا	عَقَّدْتُّمُ	الْاَيْمَانَ ۚ	فَكَفَّارَتُهٗٓ
اور لیکن	وہ جواب طلبی کرے گا تم سے	اس پر جو	پختہ کیا تم نے	قسموں کو	تو اس کا (پختہ کرنے کا) کفارہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ	مِنْ اَوْسَطِ مَا	تُطْعِمُوْنَ	اَهْلِيْكُمْ	اَوْ	كِسْوَتُهُمْ
دس مسکینوں کو کھلانا ہے	اس کے اوسط سے جو	تم لوگ کھلاتے ہو	اپنے گھر والوں کو	یا	ان کو پہنانا ہے

اَوْ	تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ	فَمَنْ	لَّمْ يَجِدْ	فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ	ذٰلِكَ	كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ
یا	کسی گردن کا آزاد کرنا ہے	پھر جو	نہ پائے	تو تین دن کا روزہ رکھنا ہے	یہ	تمہاری قسموں کا کفارہ ہے

اِذَا	حَلَفْتُمْ ؕ	وَاحْفَظُوْٓا	اَيْمَانَكُمْ ؕ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ
جب بھی	تم لوگ قسمیں کھاؤ	اور حفاظت کرو	اپنی قسموں کی	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ

لَكُمْ	اٰيٰتِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ
تمہارے لیے	اپنی آیات کو	شاید کہ تم لوگ	شکر گزار رہو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔87 کے دو مفہوم ہیں۔ایک یہ کہ خود حلال وحرام کے مختار نہ بنو۔حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیا۔دوسرے یہ کہ عیسائی راہبوں، ہندو جوگیوں، بدھ مت کے بھکشوؤں اور اشراقی متصوّفین کی طرح قطعِ لذّات کا طریقہ اختیار نہ کرو۔مذہبی رجحان کے نیک مزاج لوگوں کو ہمیشہ یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس وجسم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں مانع سمجھتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے نفس کو لذتوں سے محروم کرنا ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا صحابۂ کرامؓ میں سے بھی بعض میں یہ سوچ پائی جاتی تھی۔چنانچہ اس سے ممانعت کی متعدد احادیث ہیں۔ایک حدیث میں ارشاد فرمایا یہ لوگوں کو کیا ہوا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانے کو اور خوشبودار اور نیند اور دنیا کی لذتوں کو اپنے حرام کر لیا ہے۔میں نے تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔رہبانیت کے سارے فائدے جہاد سے حاصل ہوتے ہیں۔(تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

قسم کھانے کی چند صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ کسی گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔اس کو ''یمین غوس'' کہتے ہیں۔یہ سخت گناہ کبیرہ ہے اور اس کا کفارہ نہیں ہے۔حقیقی توبہ سے معافی اُمید ہے۔دوسری یہ کہ بلا قصد زبان سے لفظ قسم نکل جائے یا کسی گزشتہ واقعہ پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھائے جبکہ دراصل وہ غلط ہو۔اس کو ''یمین لغو'' کہتے ہیں۔اس پر گناہ نہیں ہے۔اسی لیے کفارہ بھی نہیں ہے۔تیسری یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے۔اس کو ''یمین منعقدہ'' کہتے ہیں۔اس قسم کو توڑنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔(معارف القرآن)

802

آیت نمبر (90 تا 93)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ
یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ
احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۹۲﴾ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ
وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع

ر ج س

(س۔ک) رَجَاسَۃً قبیح کام کرنا۔

رِجْسٌ اسم ذات ہے۔گندگی۔نجاست۔آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اَلْخَمْرُ سے وَالْاَزْلَامُ تک چاروں مبتداء ہیں۔ رِجْسٌ ان کی خبر جمع کے بجائے واحد لا کر اسے ہر مبتداء پر عطف کیا گیا ہے۔ یعنی اصل بات اس طرح تھی۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ ۔آیت میں خبر کو جمع کے بجائے واحد لا کر ان چار جملوں کے تاکیدی مفہوم کو ایک جملے میں سمو دیا گیا ہے۔ اجتناب کے حکم میں اسی تاکیدی مفہوم کو برقرار رکھنے کے لیے ضمیر مفعولی بھی واحد آئی ہے۔ وَیَصُدَّ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَنْ یُّوْقِعَ کے اَنْ پر عطف ہے۔ وَاحْذَرُوْا کا مفعول محذوف ہے۔ اس وجہ سے اس حکم کا مفہوم وسیع ہو کر اطاعت کے پورے دائرے پر محیط ہو گیا ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِنَّمَا	الْخَمْرُ	وَالْمَیْسِرُ	وَالْاَنْصَابُ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	شراب	اور جوا	اور بت

وَالْاَزْلَامُ	رِجْسٌ	مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ	فَاجْتَنِبُوْهُ
اور فال کے تیر	(ہر ایک) نجاست ہے	شیطان کے عمل میں سے	پس تم لوگ دور رہو اس سے (یعنی ہر ایک سے)

لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾	اِنَّمَا	یُرِیْدُ	الشَّیْطٰنُ	اَنْ	یُّوْقِعَ	بَیْنَكُمُ
شائد کہ تم لوگ	فلاح پاؤ	کچھ نہی سوائے اس کے	چاہتا ہے	شیطان	کہ	وہ ڈال دے	تمہارے درمیان

الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَآءَ	فِی الْخَمْرِ	وَالْمَیْسِرِ	وَیَصُدَّكُمْ	عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
عداوت	اور بغض	شراب سے	اور جوئے سے	اور (یہ کہ) وہ روکے تم کو	اللہ کی یاد سے

وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾	وَاَطِیْعُوا	اللّٰهَ	وَاَطِیْعُوا
اور نماز سے	تو کیا	تم لوگ	باز آنے والے ہو	اور تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اطاعت کرو

الرَّسُوْلَ	وَاحْذَرُوْا	فَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	عَلٰى رَسُوْلِنَا 802
ان رسولؐ کی	اور محتاط رہو	پھر اگر	تم لوگ منھ موڑتے ہو	تو جان لو	کہ کچھ نہیں مگر	ہمارے رسول پر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾	لَيْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	جُنَاحٌ
واضح طور پر پہنچانا ہے	نہیں ہے	ان پر جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک	کوئی گناہ

فِيْمَا	طَعِمُوْٓا	اِذَا مَا	اتَّقَوْا	وَّاٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
اس میں جو	کھایا پیا	جبکہ وہ، جو	انہوں نے تقویٰ کیا	اور ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک

ثُمَّ	اتَّقَوْا	وَّاٰمَنُوْا	ثُمَّ	اتَّقَوْا
پھر	انہوں نے (مزید) تقویٰ کیا	اور (مزید) ایمان لائے (یعنی پختہ کیا)	پھر	(مزید) تقویٰ کیا

وَّاَحْسَنُوْا	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
اور خوب نیک کاری کی	اور اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

نوٹ۔1

عربی میں کھانے کے لیے اَکَلَ اور پینے کے لیے شَرِبَ کے الفاظ ہیں۔ جبکہ طَعِمَ کا اصل مفہوم ہے ''چکھنا''۔ اب کسی چیز کو کھا کر بھی چکھا جا سکتا ہے اور پی کر بھی۔ اس طرح طَعِمَ میں کھانے اور پینے، دونوں کا مفہوم شامل ہو جاتا ہے۔ مثلاً آیت نمبر۔2/249 میں یہ لفظ پینے کے مفہوم میں آیا ہے۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔93 میں یہ لفظ اپنے جامع مفہوم میں آیا ہے جس کو ہم نے ترجمے میں ظاہر کیا ہے۔

نوٹ۔2

شراب اور جوئے کے متعلق سب سے پہلے آیت نمبر۔2/219 میں بتایا جا چکا تھا کہ ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔ اس کے بعد آیت نمبر۔3-43 میں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ پھر زیرِ مطالعہ آیت نمبر۔90 میں ان کو مطلق حرام قرار دے دیا گیا۔ اس حکم کے آنے سے پہلے رسول اللہؐ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو خبردار کیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے۔ لہٰذا جس کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دے۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے اعلان کرایا کہ اب جس کے پاس شراب ہے وہ نہ تو اسے پی سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ اسے ضائع کر دے۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی۔ ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر استعمال کرنے کی تو اجازت ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ آپؐ نے اس دسترخوان پر کھانا کھانے سے بھی منع فرمایا جس پر شراب پی جا رہی ہو۔ (تفہیم القرآن)

اب اس کے بعد بھی کوئی دانشور اگر اس زعم میں مبتلاء ہو جائے۔ کہ وہ قرآن کو نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سمجھتا ہے اور دعویٰ کرے کہ قرآن مجید میں کہیں بھی شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا، تو پھر کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔ اکثر دانشور بڑے مہذب اور انتہائی نفاست پسند ہوتے ہیں۔ انسانی عمل کے نجاستوں کے ذکر سے بھی ان کو گھن آتی ہے۔ فقہ کی کتابوں میں ایسی چیزوں کے تذکرے پر یہ ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ اور شیطان

کے عمل کی نجاستوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ لگتا ہے کہ یہ لوگ اپنی وحشت کو دانش وری سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیونکہ۔

وحشت میں ہر نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

آیت نمبر (94 تا 96)

﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَیَبۡلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیۡءٍ مِّنَ الصَّیۡدِ تَنَالُہٗۤ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ رِمَاحُکُمۡ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ مَنۡ
یَّخَافُہٗ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۹۴﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ وَ
اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ وَ مَنۡ قَتَلَہٗ مِنۡکُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ
ہَدۡیًۢا بٰلِغَ الۡکَعۡبَۃِ اَوۡ کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسٰکِیۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوۡقَ وَبَالَ اَمۡرِہٖ ؕ عَفَا اللّٰہُ عَمَّا
سَلَفَ ؕ وَ مَنۡ عَادَ فَیَنۡتَقِمُ اللّٰہُ مِنۡہُ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَکُمۡ صَیۡدُ الۡبَحۡرِ وَ طَعَامُہٗ
مَتَاعًا لَّکُمۡ وَ لِلسَّیَّارَۃِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ صَیۡدُ الۡبَرِّ مَا دُمۡتُمۡ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡہِ
تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۹۶﴾ ﴾

ر م ح

(ف) رَمۡحًا　نیزہ مارنا۔

رُمۡحٌ　ج رِمَاحٌ۔ اسم ذات ہے۔ نیزہ۔ آیت زیرِ مطالعہ

ترکیب

تَنَالُ مضارع کا واحد مؤنث کا صیغہ ہے اور اس کی ضمیر مفعولی اَلصَّیۡدِ کے لیے ہے، جبکہ اَیۡدِیۡکُمۡ اور رِمَاحُکُمۡ اس کے فاعل ہیں۔ فَجَزَآءٌ مبتداء نکرہ ہے اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے۔ مِنَ النَّعَمِ کا مِنۡ بیانیہ ہے اور یہ مَاقَتَلَ کا نہیں بلکہ جَزَآءٌ کا بیان یعنی وضاحت ہے۔ مِنۡ تبعیضیہ بھی ہوسکتا ہے۔ تب جَزَآءٌ کی وضاحت یَحۡکُمُ بِہٖ ... ہوگی۔ یَحۡکُمُ کا فاعل ذَوَا عَدۡلٍ ہے۔ ہَدۡیًا حال ہے۔ بٰلِغَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ کَفَّارَۃٌ مبتداء نکرہ ہے اس کی بھی خبر محذوف ہے اور طَعَامُ مَسٰکِیۡنَ مبتداء کی وضاحت ہے۔ اسی طرح عَدۡلُ ذٰلِکَ مبتداء کی خبر محذوف ہے جبکہ صِیَامًا مبتداء کی تمیز ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	لَیَبۡلُوَنَّکُمۡ	اللّٰہُ	بِشَیۡءٍ	مِّنَ الصَّیۡدِ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	لازماً آزمائے گا تم لوگوں کو	اللہ	کسی چیز سے	شکار میں سے

تَنَالُہٗۤ	اَیۡدِیۡکُمۡ	وَرِمَاحُکُمۡ	لِیَعۡلَمَ	اللّٰہُ	مَنۡ	یَّخَافُہٗ	بِالۡغَیۡبِ ۚ
پہنچیں گے جس کو	تمہارے ہاتھ	اور تمہارے نیزے	تاکہ جان لے	اللہ	کون	ڈرتا ہے اس سے	بن دیکھے

فَمَنِ	اعۡتَدٰی	بَعۡدَ ذٰلِکَ	فَلَہٗ	عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۹۴﴾	یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا
پھر جو	زیادتی کرے گا	اس کے بعد	تو اس کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اے لوگو! جو	ایمان لائے

لَا تَقْتُلُوا	الصَّيْدَ	وَ	اَنْتُمْ	حُرُمٌ ؕ	وَمَنْ	قَتَلَهٗ 802	مِنْكُمْ
تم لوگ قتل مت کرو	شکار کو	اس حال میں کہ	تم لوگ	احرام میں ہو	اور جو	قتل کرے گا اس کو	تم میں سے

مُّتَعَمِّدًا	فَجَزَآءٌ	مِّثْلُ مَا	قَتَلَ	مِنَ النَّعَمِ	يَحْكُمُ	بِهٖ
جانتے بوجھتے ہوئے	تو بدلہ (واجب) ہے	اس کے جیسا جو	اس نے قتل کیا	مویشی میں سے	فیصلہ کریں	جس کا

ذَوَا عَدْلٍ	مِّنْكُمْ	هَدْيًا	بٰلِغَ الْكَعْبَةِ	اَوْ	كَفَّارَةٌ
دو انصاف والے	تم میں سے	ہدیہ ہوتے ہوئے	کعبہ کو پہنچنے والا ہوتے ہوئے	یا	کفارہ (واجب) ہے

طَعَامُ مَسٰكِيْنَ	اَوْ	عَدْلُ ذٰلِكَ	صِيَامًا	لِّيَذُوْقَ	وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ
مسکینوں کا کھانا	یا	اس کے برابر	روزہ رکھنا ہے	تاکہ وہ چکھے	اپنے کام کا وبال

عَفَا	اللّٰهُ	عَمَّا	سَلَفَ ؕ	وَمَنْ	عَادَ	فَيَنْتَقِمُ	اللّٰهُ	مِنْهُ ؕ
درگزر کیا	اللہ نے	اس سے جو	پہلے گزرا	اور جو	دوبارہ کرے گا	تو انتقام لے گا	اللہ	اس سے

وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾	اُحِلَّ	لَكُمْ	صَيْدُ الْبَحْرِ	وَطَعَامُهٗ
اور اللہ	بالادست ہے	انتقام والا ہے	حلال کیا گیا	تمہارے لیے	پانی کا شکار	اور اس کا کھانا

مَتَاعًا	لَّكُمْ	وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ	وَحُرِّمَ	عَلَيْكُمْ	صَيْدُ الْبَرِّ
سامان ہوتے ہوئے	تمہارے لیے	اور قافلے والوں کے لیے	اور حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	خشکی کا شکار

مَا دُمْتُمْ	حُرُمًا ؕ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ الَّذِيْٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ
جب تک تم لوگ رہو	احرام میں	اور تقویٰ کرو	اس اللہ کا	جس کی طرف	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے

آیت نمبر (97 تا 100)

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٧﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٨﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٩٩﴾
قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ﴾

ترکیب

جَعَلَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو بنایا اور کیا بنایا۔ یہاں جَعَلَ کا مفعول اوّل اَلْكَعْبَةَ ہے۔ لیکن اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ مفعولی ثانی نہیں ہے بلکہ یہ اَلْكَعْبَةَ کا بدل ہے اور مفعول ثانی قِيٰمًا ہے۔ اَلشَّهْرَ الْحَرَامَ، اَلْهَدْيَ اور اَلْقَلَآئِدَ،

یہ سب بھی جَعَلَ کے مفعول اوّل ہیں اور ان پر لام جنس ہے جبکہ ان کا مفعولِ ثانی بھی قِیٰمًا ہے۔ یَسْتَوِیْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے اَلْخَبِیْثُ اور اَلطَّیِّبُ حالت رفع میں آئے ہیں اور اَعْجَبَ کا فاعل کَثْرَۃُ ہے۔

ترجمہ

جَعَلَ	اللّٰهُ	الْكَعْبَةَ	الْبَيْتَ الْحَرَامَ	قِيٰمًا	لِّلنَّاسِ
بنایا	اللہ نے	کعبہ کو	جو یہ محترم گھر ہے	باقی رہنے کا مدار	لوگوں کے لئے

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَالْهَدْيَ	وَالْقَلَآئِدَ ۭ	ذٰلِكَ
اور محترم مہینوں کو (بھی)	اور قربانی کے جانوروں کو (بھی)	اور پٹوں (والوں) کو (بھی)	یہ

لِتَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا
اس لئے کہ تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	آسمانوں میں ہے	اور اس کو جو

فِي الْاَرْضِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ ۹۷	اِعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ
زمین میں ہے	اور یہ کہ	اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے	اور تم لوگ جان لو	کہ	اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۹۸	مَا
گرفت کا سخت ہے	اور یہ کہ	اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	اور ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	نہیں ہے

عَلَى الرَّسُوْلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ ۭ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	وَمَا
ان رسول ﷺ پر	مگر	پہنچانا	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ ظاہر کرتے ہو	اور اس کو جو

تَكْتُمُوْنَ ۹۹	قُلْ	لَّا يَسْتَوِي	الْخَبِيْثُ	وَالطَّيِّبُ	وَلَوْ
تم لوگ چھپاتے ہو	آپ ﷺ کہہ دیجئے	برابر نہیں ہوتیں	ناپاک	اور پاکیزہ (چیزیں)	اور اگرچہ

اَعْجَبَكَ	كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ	لَعَلَّكُمْ
بھلی لگے تجھ کو	ناپاک کی کثرت	تو تقویٰ کرو	اللہ کا	اے ہوشمندو	شائد کہ تم لوگ

تُفْلِحُوْنَ
فلاح پاؤ

نوٹ۔1

کسی اصول یا چیز کے معقول اور پسندیدہ ہونے کے دلیل کے طور پر اکثر سننے میں آتا ہے کہ ”یہ تو ساری دنیا مانتی ہے“۔ ”یہ بات تو بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ ہے“۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔100 میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اعلان کر دیجئے کہ کسی چیز کا رواج پا جانا اس کے معقول اور پسندیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ غلط معیار ہے جو انسانوں نے اختیار کر لیا ہے۔ جو انسان تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اسے سوچنا چاہیے کہ ہندوستان کے سارے ہندو گائے کے

پیشاب کو کتنا بھی پوتر یعنی پاکیزہ قرار دے لیں، پھر بھی اس کے پیشاب کی نجاست میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اسے سوچنا چاہیے اگر گائے کا پیشاب واقع ہی اتنا پاکیزہ ہے تو پھر اس کے گوبر سے پرہیز کیوں؟ جس طرح وہ گائے کے پیشاب 802 کو اپنے سر اور چہرے پر ملتے ہیں اسی طرح اس کا گوبر بھی مل لیا کریں۔ بالکل اسی طرح سے جوا، شراب، سود اور اس قبیل کی باقی چیزیں خواہ کتنا بھی رواج پا جائیں، پھر بھی ان کی خباثت اپنی جگہ برقرار رہے گی۔

آیت نمبر (101 تا 105)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ
الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا
كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ
قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ﴾

س ی ب

(ض) سَيْبًا : پانی کا اِدھر اُدھر بہنا۔ مویشی کا آزاد پھرنا۔

سَآئِبَةٌ : اسم الفاعل ہے۔ آزاد پھرنے والی۔ اصطلاحاً ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ح م ی

(ض) حَمْيًا : کسی چیز کو کسی سے روکنا۔ بچانا۔ حمایت کرنا۔

حَامٍ : اسم الفاعل ہے۔ بچانے والا۔ اصطلاحاً ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

(س) حُمِيًّا : کسی چیز کا بہت تیز گرم ہو جانا۔

حَامِيَةٌ : اسم الفاعل ہے۔ گرم ہونے والی۔ ﴿ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ ﴾ (88/الغاشیۃ:4) ''وہ گریں گے ایک جلنے والی یعنی دہکتی ہوئی آگ میں۔''

حَمِيَّةٌ : اسم ذات ہے۔ جذبات کی گرمی کا اُبال۔ جوش۔ عصبیت۔ ﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ ﴾ (48/الفتح:26) ''اور جب رکھا انہوں نے جنہوں نے کفر کیا، اپنے دلوں میں عصبیت۔''

(افعال) اِحْمَاءً : کسی چیز کو خوب گرم کرنا۔ تپانا۔ ﴿ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ﴾ (9/التوبہ:35) ''جس دن تپایا جائے گا اس کو جہنم کی آگ میں۔''

ترکیب

شَیْءٌ کی جمع اَشْیَاءُ غیر منصرف آتی ہے۔ یہاں اَشْیَاءَ حالتِ جر میں ہے اور نکرہ موصوفہ ہے۔ آگے جملہ شرطیہ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ اس کی صفت ہے۔ تُبْدَ دراصل باب افعال کے مضارع مجہول میں مؤنث کا صیغہ تُبْدٰی ہے اور اِنْ کی وجہ سے اس کی ''ی'' گری ہوئی ہے، جبکہ تَسُؤْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم آیا ہے۔ سَآئِبَۃٍ اور وَصِیْلَۃٍ اور حَامٍ، یہ سب مِنْ بَحِیْرَۃٍ کی مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوئے ہیں اور یہ مِنْ تبعیضیہ ہے۔ لَا یَضُرُّ کا فاعل مَنْ ہے۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَسْـَٔلُوْا	عَنْ اَشْیَآءَ	اِنْ	تُبْدَ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت پوچھو	ایسی چیزوں کے بارے میں	کہ اگر	وہ ظاہر کردی جائیں

لَکُمْ	تَسُؤْکُمْ ج	وَاِنْ	تَسْـَٔلُوْا	عَنْھَا	حِیْنَ	یُنَزَّلُ
تمہارے لیے	تو وہ بری لگے تم کو	اور اگر	تم لوگ پوچھو گے	ان کے بارے میں	اس وقت کہ	اتارا جاتا ہے

الْقُرْاٰنُ	تُبْدَ	لَکُمْ ط	عَفَا	اللّٰہُ	عَنْھَا ط	وَاللّٰہُ	غَفُوْرٌ
قرآن	تو وہ ظاہر کردی جائیں گی	تمہارے لیے	درگزر کیا	اللہ نے	اس سے	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

حَلِیْمٌ ١٠١	قَدْ سَاَلَھَا	قَوْمٌ	مِّنْ قَبْلِکُمْ	ثُمَّ	اَصْبَحُوْا	بِھَا	کٰفِرِیْنَ ١٠٢
بردبار ہے	پوچھ چکی ہے ان کو	ایک قوم	تم سے پہلے	پھر	وہ لوگ ہوگئے	اس کا	انکار کرنے والے

مَا جَعَلَ	اللّٰہُ	مِنْ بَحِیْرَۃٍ	وَّلَا سَآئِبَۃٍ	وَّلَا وَصِیْلَۃٍ	وَّلَا حَامٍ لا
نہیں بنایا	اللہ نے	کسی قسم کا کوئی بحیرہ	اور نہ کوئی قسم کا کوئی سائبہ	اور نہ کسی قسم کا کوئی وصیلہ	اور نہ ہی کوئی حامی

وَّلٰکِنَّ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	یَفْتَرُوْنَ	عَلَی اللّٰہِ	الْکَذِبَ ط	وَاَکْثَرُھُمْ
اور لیکن (یعنی بلکہ)	جنہوں نے	انکار کیا	وہ لوگ گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	اور ان اکثر

لَا یَعْقِلُوْنَ ١٠٣	وَاِذَا	قِیْلَ	لَھُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰی مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰہُ
عقل سے کام نہیں لیتے	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	ان سے	کہ تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اتارا	اللہ نے

وَاِلَی الرَّسُوْلِ	قَالُوْا	حَسْبُنَا	مَا	وَجَدْنَا	عَلَیْہِ	اٰبَآءَنَا ط
اور ان رسول ؐ کی طرف	تو وہ کہتے ہیں	کافی ہے ہم کو	وہ	ہم نے پایا	جس پر	اپنے آباؤاجداد کو

اَوَ	لَوْ	کَانَ	اٰبَآؤُھُمْ	لَا یَعْلَمُوْنَ	شَیْـًٔا	وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ١٠٤
تو کیا	اگر	تھے	ان کے آباؤاجداد	کہ نہیں جانتے تھے	کچھ بھی	اور نہ ہدایت پاتے تھے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	عَلَیْکُمْ	اَنْفُسَکُمْ ج	لَا یَضُرُّکُمْ	مَّنْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگوں پر (ذمہ داری) ہے	اپنی جانوں کی	نقصان نہیں دے گا تم کو	وہ، جو

ضَلَّ	اِذَا	اهْتَدَيْتُمْ ؕ	اِلَى اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ	جَمِيْعًا	فَيُنَبِّئُكُمْ
گمراہ ہوا	جبکہ	تم ہدایت پر ہو	اللہ کی طرف ہی	تم کو لوٹنا ہے	سب کو	پھر وہ آگاہ کردے گا تم کو

بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾
اس کے بارے میں جو	تو لوگ عمل کیا کرتے تھے

نوٹ۔1

نبی ﷺ خود بھی لوگوں کو کثرتِ سوال سے اور خواہ مخواہ ہر بات کی کھوج لگانے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ ایسی ہی ایک حدیث میں ہے ''اللہ نے کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرو، کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کے پاس نہ پھٹکو۔ کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے، بغیر اس کے کہ اسے بھول لاحق ہوئی ہو۔ لہٰذا ان کی کھوج نہ لگاؤ'' اب جو شخص مجمل کو مفصل اور غیر معین کو معین کرتا ہے، وہ درحقیقت مسلمانوں کو بڑے خطرے میں ڈالتا ہے۔

(تفہیم القرآن)

سلسلۂ وحی منقطع ہونے کے بعد بھی سوالات گھڑ گھڑ کر ان کی تحقیقات میں پڑنا یا بے ضرورت چیزوں کے متعلق سوالات کرنا مذموم ہی رہے گا، کیونکہ اس میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان ہونے کی ایک خوبی یہ ہے کہ آدمی فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان جو فضول چیزوں کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں کہ موسیٰؑ کی والدہ کا کیا نام تھا اور نوحؑ کی کشتی کا طول و عرض کیا تھا، جن کا کوئی اثر انسان کے عمل پر نہیں پڑتا، ایسے سوالات کرنا مذموم ہے جبکہ ایسے سوالات کرنے والے اکثر حضرات دین کے ضروری اور اہم مسائل سے بے خبر ہوتے ہیں۔

(معارف القرآن)

نوٹ۔2

آغازِ اسلام سے قبل یہ رواج عام تھا کہ مختلف طریقوں سے مویشیوں کو مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ پھر نہ کوئی اس پر سوار ہوتا، نہ اس کا دودھ پیا جاتا، نہ اسے ذبح کیا جاتا، نہ اس کا اُون اُتارا جاتا۔ اسے حق ہوتا کہ جس کھیت اور چراگاہ میں چاہے چرے اور جس گھاٹ سے چاہے پانی پیئے۔ ایسے مویشیوں کے مختلف نام تھے۔ تقدس کی علامت کے طور پر جس اونٹنی کے کان چیر کر آزاد کرتے اسے بحیرہ کہتے۔ کوئی منت پوری ہونے پر شکرانے کے طور پر جس اونٹ یا اونٹنی کو آزاد کرتے اسے سائبہ کہتے۔ کوئی بکری اگر پہلی بار یک نر اور ایک مادہ، جڑواں بچے دیتی تو نر بچے کو آزاد چھوڑ دیتے۔ اسے وصیلہ کہتے۔ جس اونٹ کا پوتا سواری دینے کے قابل ہو جاتا، اسے بھی آزاد چھوڑ دیتے۔ اسے حام کہتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

زیر مطالعہ آیت نمبر۔104 میں دوسری کی غلطی ظاہر کرنے ایک مؤثر طریقہ بتلایا گیا ہے جس سے مخاطب کی دل آزادی نہ ہو۔ یوں نہیں فرمایا کہ تمہارے باپ دادا جاہل اور گمراہ تھے۔ بلکہ ایک سوال پر سوچنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کیا باپ دادا کی پیروی اس حالت میں بھی معقول بات ہوگی جبکہ باپ دادا نہ علم رکھتے ہوں نہ عمل۔ پھر اگلی آیت میں دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنے والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ جب تم نے حق کی تبلیغ اور تعلیم کی مقدور بھر کوشش کر لی اور اس کے بعد بھی کوئی گمراہی پر جما رہے، تو تم اس کی فکر میں نہ پڑو۔ اس حالت میں دوسروں کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (معارف القرآن)

802

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ المائدہ (5)

آیت نمبر (106 تا 108)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ
اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةُ الۡمَوۡتِ ؕ تَحۡبِسُوۡنَهُمَا مِنۡۢ بَعۡدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِىۡ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ۙ وَلَا نَكۡتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا
لَّمِنَ الۡاٰثِمِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوۡمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيۡنَ اسۡتَحَقَّ عَلَيۡهِمُ
الۡاَوۡلَيٰنِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعۡتَدَيۡنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدۡنٰٓى
اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجۡهِهَاۤ اَوۡ يَخَافُوۡۤا اَنۡ تُرَدَّ اَيۡمَانٌۢ بَعۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾ ع﴾

ح ب س

(ض) حَبۡسًا کسی کو اٹھنے یا نکلنے سے روکے رکھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ث ر

(ن) عِثَارًا پھسل جانا۔ بلا ارادہ کسی بات پر مطلع ہونا (لازم ہے۔ عَلٰی کے صلہ کے ساتھ متعدی ہوجاتا ہے) آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِعۡثَارًا کسی کو کسی بات پر مطلع کرنا۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ﴾ (18/الکھف:21) ''اس طرح ہم نے اطلاع کردی ان کی۔''

ترکیب

شَهَادَةُ مضاف ہے۔ بَيۡنِ اس کا مضاف الیہ ہے اور کُمۡ کا مضاف بھی۔ یہ فقرہ مبتدا ہے۔ اس کی خبر اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ ہے۔ اس لئے اِثۡنٰنِ حالت رفع میں آیا ہے۔ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اس میں حَضَرَ کا فاعل اَلۡمَوۡتُ ہے اور اس کا مفعول اَحَدَکُمۡ ہے۔ اِذَا کی شرط حَضَرَ کُمۡ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ ہے اور حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ جواب شرط ہے۔ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ کا تعلق تَحۡبِسُوۡنَ سے ہے جبکہ لَا نَشۡتَرِىۡ کا تعلق يُقۡسِمٰنِ سے ہے۔ اَوۡلَيٰنِ صفت ہے فَاٰخَرٰنِ کی۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ	اِذَا	حَضَرَ	اَحَدَكُمۡ	الۡمَوۡتُ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تمہاری مابین کی گواہی	جب کبھی	سامنے آئے	تمہارا کسی ایک کے	موت

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ	اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ	مِّنْكُمْ	اَوْ	اٰخَرٰنِ	مِنْ غَيْرِكُمْ
تو وصیت کے وقت	دو عدل والے ہیں	تم میں سے	یا	دوسرے دو ہیں	تمہارے غیر میں سے

اِنْ	اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ	فِي الْاَرْضِ	فَاَصَابَتْكُمْ	مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ	تَحْبِسُوْنَهُمَا
اگر	تم لوگ سفر کرو	زمین میں	پھر آن پہنچے تم کو	موت کی مصیبت	تم لوگ روکے رکھو گے دونوں کو

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ	فَيُقْسِمٰنِ	بِاللّٰهِ	اِنِ ارْتَبْتُمْ	لَا نَشْتَرِيْ	بِهٖ
نماز کے بعد سے	پھر وہ دونوں قسم کھائیں گے	اللہ کی،	اگر تمہیں شبہ ہو	(کہ) ہم نہیں خیر یدتے	اس سے

ثَمَنًا	وَّلَوْ	كَانَ	ذَا قُرْبٰى ۙ	وَلَا نَكْتُمُ	شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ	اِنَّآ
کوئی قیمت	اور اگر	وہ ہو	قرابت والا	اور ہم نہیں چھپاتے	اللہ کی گواہی کو	بیشک ہم

اِذًا	لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾	فَاِنْ	عُثِرَ	عَلٰٓى	اَنَّهُمَا	اسْتَحَقَّآ
پھر تو	ضرور گناہ کرنے والوں میں سے ہیں	پھر اگر	مطلع کیا جائے	اس پر	کہ وہ دونوں	مستحق ہوئے

اِثْمًا	فَاٰخَرٰنِ	يَقُوْمٰنِ	مَقَامَهُمَا	مِنَ الَّذِيْنَ
گناہ کے	تو دوسرے دو	کھڑے ہوں گے	ان دونوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر	ان لوگوں میں سے جو

اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ	الْاَوْلَيٰنِ	فَيُقْسِمٰنِ	بِاللّٰهِ
حقدار ہوا ان پر (یعنی جس کا حق دبایا گیا)	زیادہ قریبی (میت کے)	پھر وہ دونوں قسم کھائے گے	اللہ کی

لَشَهَادَتُنَآ	اَحَقُّ	مِنْ شَهَادَتِهِمَا	وَمَا اعْتَدَيْنَآ	اِنَّآ	اِذًا
یقیناً ہماری گواہی	زیادہ برحق ہے	ان دونوں کی گواہی سے	اور ہم نے زیادتی نہیں کی	بیشک ہم	پھر تو

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾	ذٰلِكَ	اَدْنٰٓى	اَنْ	يَّاْتُوْا	بِالشَّهَادَةِ
ضرور ظلم کرنے والوں میں سے ہیں	یہ	زیادہ نزدیکی ہے	کہ	لوگ لائے	گواہی کو

عَلٰى وَجْهِهَآ	اَوْ	يَخَافُوْٓا	اَنْ	تُرَدَّ	اَيْمَانٌۢ
اس کے چہرے پر (یعنی ٹھیک ٹھیک)	یا	لوگ ڈریں	کہ	رد کیا جائے	(ہماری) قسموں کو

بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَاسْمَعُوْا ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي
ان کی قسموں کے بعد	اور تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور سنو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع
نافرمانی کرنے والی قوم کو

نوٹ۔1

یہ آیت اس وقت اتری جبکہ ایک آدمی مر گیا اور اس وقت وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ شروع اسلام کا زمانہ تھا۔ سب شہر دار الحرب تھے۔ لوگ کافر تھے۔ وراثت کا کوئی قانون نہ تھا۔ بطور وصیت تقسیم ہوتی تھی۔ پھر وصیت منسوخ ہوگئی اور وراثت فرض ہوگئی اور لوگ قانون وراثت پر عمل کرنے لگے۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (109 تا 111)

﴿ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ ﴾

ح و ر

(ن) حَوْرًا: گھومنا، واپس ہونا۔ ﴿ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ ﴾ (84/الانشقاق:14) ''بیشک اس نے گمان کیا کہ وہ ہرگز واپس نہیں ہوگا۔''

(س) حَوَرًا: آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا بہت نمایاں ہونا، آنکھ کا خوبصورت ہونا۔

اَحْوَرُ: مؤنث حَوْرَاءُ ج حُوْرٌ فعل الوان وعیوب ہے۔ خوبصورت آنکھ والا۔ ﴿ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ ﴾ (44/الدخان:54) ''اور ہم نے جوڑے بنا دیے ان کے خوبصورت آنکھوں والیوں سے۔''

(مفاعلہ) مُحَاوَرَةً: بات کو واپس کرنا یعنی (1) جواب دینا (2) نصیحت کرنا۔ ﴿ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ ﴾ (18/الکھف:37) ''کہا اس سے اس کے ساتھی نے اس حال میں کہ وہ نصیحت کرتا تھا اس کو۔''

حَوَارِيٌّ: اسم نسبت ہے۔ نصیحت والا، مددگار۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفاعل) تَحَاوُرًا: باہم ایک دوسرے کی بات کا جواب دینا، گفتگو کرنا۔ ﴿ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ ﴾ (58/المجادلۃ:1) ''اور اللہ سنتا ہے تم دونوں کی باہمی گفتگو کو۔''

ترکیب

لَا عِلْمَ پر لائے نفی جنس ہے اور اَلْغُيُوْبِ پر لام جنس ہے، اِذْ قَالَ اللّٰهُ کا جملہ اِذْ سے شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے اس جملہ میں جتنے مضارع آئے ہیں ان سب کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (2/12-11 نوٹ۔1 دیکھیں) کَهْلًا حال ہے۔ وَاشْهَدْ کے مخاطب حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ اس کا مخاطب خود ذات باری تعالیٰ بھی ہوسکتی ہے۔

ترجمہ

يَوْمَ	يَجْمَعُ	اللّٰهُ	الرُّسُلَ	فَيَقُوْلُ	مَاذَآ	اُجِبْتُمْ ۭ	قَالُوْا
جس دن	جمع کرے گا	اللہ	تمام رسولوں کو	پھر وہ کہے گا	کیا	جواب دیا گیا تم لوگوں کو	وہ کہیں گے

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا	اِنَّكَ اَنْتَ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾	اِذْ	قَالَ	اللّٰهُ
کسی قسم کا کوئی علم نہیں ہے ہمیں	بیشک تو ہی	تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے	جب	کہا	اللہ نے

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	اذْكُرْ	نِعْمَتِيْ	عَلَيْكَ	وَعَلٰى وَالِدَتِكَ	اِذْ
اے عیسیٰؑ ابن مریم	آپؑ یاد کریں	میری نعمت کو	آپؑ پر	اور آپؑ کی والدہ پر	جب

اَيَّدْتُّكَ	بِرُوْحِ الْقُدُسِ	تُكَلِّمُ	النَّاسَ	فِي الْمَهْدِ	وَكَهْلًا
میں نے تقویت دی آپؑ کو	روح القدس سے	آپؑ کلام کرتے تھے	لوگوں سے	گہوارے میں	اور ادھیڑ عمری کی حالت میں

وَاِذْ	عَلَّمْتُكَ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ	وَالتَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ	وَاِذْ
اور جب	میں نے علم دیا آپؑ کو	کتاب کا	اور حکمت کا	اور تورات کا	اور انجیل کا	اور جب

تَخْلُقُ	مِنَ الطِّيْنِ	كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ	بِاِذْنِيْ	فَتَنْفُخُ	فِيْهَا
آپؑ بناتے تھے	گارے سے	پرندوں کی شکل جیسا	میری اجازت سے	پھر آپؑ پھونکتے تھے	اس میں

فَتَكُوْنُ	طَيْرًا	بِاِذْنِيْ	وَتُبْرِئُ	الْاَكْمَهَ	وَالْاَبْرَصَ
تو وہ ہو جاتا تھا	اڑنے والا	میری اجازت سے	اور آپؑ شفا دیتے تھے	پیدائشی اندھے کو	اور کوڑھی کو

بِاِذْنِيْ	وَاِذْ	تُخْرِجُ	الْمَوْتٰى	بِاِذْنِيْ	وَاِذْ	كَفَفْتُ
میری اجازت سے	اور جب	آپؑ نکالتے تھے	مردہ کو	میری اجازت سے	اور جب	میں نے روکا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	عَنْكَ	اِذْ	جِئْتَهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَقَالَ	الَّذِيْنَ
بنی اسرائیل کو	آپؑ سے	جب	آپؑ لائے ان کے پاس	واضح (نشانیاں)	تو کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے

كَفَرُوْا	مِنْهُمْ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾	وَاِذْ
کفر کیا	ان میں سے	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو	اور جب

اَوْحَيْتُ	اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ	اَنْ	اٰمِنُوْا	بِيْ	وَبِرَسُوْلِيْ
میں نے حکم دیا	حواریوں کو	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ	مجھ پر	اور میرے رسول پر

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَاشْهَدْ	بِاَنَّنَا	مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
تو انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	اور آپ گواہ رہیں	اس پر کہ ہم	فرمابرداری کرنے والے ہیں

نوٹ-1

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رسولوں سے پوچھے گا کہ دعوت کا جواب دیا گیا تھا،تو وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ،غیب کا علم تو صرف آپ کو ہے۔یہاں سوال یہ ہے کہ ہر رسول کی امت کے وہ لوگ جو ان کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ،ان کے بارے میں تو یہ جواب صحیح ہے، لیکن وہ لوگ جو انہی کے ہاتھ پر ایمان لائے اوران کے احکام کی پیروی کی ان کے سامنے کرتے رہے،ان کے بارے میں یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا،اس بات کو سمجھ لیں۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان کے سامنے ہونے کے باوجود اس کے ایمان وعمل کی گواہی دے سکتا ہے تو غلبہ اعتبار سے دے سکتا ہے۔ورنہ دلوں میں اور حاقیقی یعنی قلبی ایمان کسی کو وحی الٰہی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے ،اور ہر امت میں منافقین کے گروہ رہے ہیں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور احکام خداوندی کی پیروی کرئے ،انبیائے کرام اور ان کی امتیں ان کو دنیا میں مومن کہنے پر مجبور ہیں خواہ وہ دل میں مومن مخلص ہو یا منافق۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ظاہر پر حکم جاری کرتے ہیں مخفی رازوں کا متولی اللہ ہے۔

اس ضابطہ کے تحت دنیا میں انبیا کرام اور کے ظاہر پر حسن ظن کے مطابق کسی کے مومن ہونے کی گواہی دے سکتے ہیں لیکن آج وہ دنیا ختم ہو چکی ہے جس کا مدار ظن وگمان پر تھا۔یہ میدان حشر ہے یہاں حقائق کو آشکارا کیا جائے گا اس لئے رسولوں کا یہ جواب صحیح ہے کہ ہمیں حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔(معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ-2

عسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی کو صلیب پر پھانسی دی گئی تھی۔یہ بات خلاف واقع ہے۔اِس لئے قرآن اس کی تردید کرتا ہے حضرت عیسی کے معجزات کے متعلق عیسائیوں کا جو عقیدہ ہے۔وہ مطابق واقع ہے۔اس لئے قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے لیکن ان معجزات کو دلیل بنا کر کچھ عیسائی حضرت عیسی کو الوہیت کا حامل اور کچھ عیسائی حضرت عیسی کو الوہیت میں شریک قرار دیتے ہیں یہ بات بھی خلاف واقع ہے۔اس لئے قرآن اس کی بھی تردید کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ وہ یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی اجازت سے دکھاتے ہیں۔

آیت نمبر(112تا115)

﴿ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٥﴾ ﴾

م	ی	د

(ض) مَیْدًا: ہلنا، لرزنا۔ ﴿ وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ﴾ (16/النحل:15) ''اور اس نے ڈالے زمین میں کچھ لنگر یعنی پہاڑ کہ کہیں وہ نہ لرزے تم کو لے کر۔''

مَآئِدَةٌ: اسم الفاعل مَآئِدٌ کا مؤنث ہے۔ لرزنے والی۔ پھر کھانا چنے ہوئے دستر خوان کے لئے آتا ہے کیونکہ اس میں چنی ہوئی خوراک مہمانوں کے درمیان ہلتی رہتی ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَطْمَئِنَّ، نَعْلَمَ اور نَكُوْنَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ تَكُوْنَ واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو مَآئِدَةً کے لئے ہے، جبکہ عِيْدًا اور اٰيَةً اس کی خبریں ہیں۔ عَذَابًا نکرہ مخصوصہ ہے۔

ترجمہ

اِذْ	قَالَ	الْحَوَارِيُّوْنَ	يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	هَلْ	يَسْتَطِيْعُ	رَبُّكَ	اَنْ
جب	کہا	حواریوں نے	اے عیسیٰؑ ابن مریم	کیا	قدرت رکھتا ہے	آپؑ کا رب	کہ

يُّنَزِّلَ	عَلَيْنَا	مَآئِدَةً	مِّنَ السَّمَآءِ ؕ	قَالَ	اتَّقُوا اللّٰهَ	اِنْ
وہ اتارے	ہم پر	ایک چنا ہوا دستر خوان	آسمان سے	انہوںؑ نے کہا	اللہ کا خوف کرو	اگر

كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ	قَالُوْا	نُرِيْدُ	اَنْ	نَّاْكُلَ	مِنْهَا	وَ تَطْمَئِنَّ
تم لوگ ہو	مومن	انہوں نے کہا	ہم چاہتے ہیں	کہ	ہم کھائیں	اس میں سے	اور مطمئن ہوں

قُلُوْبُنَا	وَنَعْلَمَ	اَنْ	قَدْ صَدَقْتَنَا	وَنَكُوْنَ	عَلَيْهَا
ہمارے دل	اور ہم جان لیں	کہ	آپؑ نے سچ کہا ہے ہم سے	اور ہم ہو جائیں	اس پر

مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾	قَالَ	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	اللّٰهُمَّ	رَبَّنَآ	اَنْزِلْ
گواہی دینے والوں میں سے	کہا	عیسیٰؑ ابن مریم نے	اے اللہ	اے ہمارے رب	تو اتار

عَلَيْنَا	مَآئِدَةً	مِّنَ السَّمَآءِ	تَكُوْنُ	لَنَا	عِيْدًا	لِّاَوَّلِنَا
ہم پر	ایک چنا ہوا دستر خوان	آسمان سے	وہ ہو جائے گا	ہمارے لئے	خوشی کا دن	ہمارے پہلوں کے لئے

وَاٰخِرِنَا	وَاٰيَةً	مِّنْكَ ۚ	وَارْزُقْنَا	وَاَنْتَ
اور ہمارے پچھلوں کے لئے	اور ایک نشانی	تیری طرف سے	اور تو عطا کر ہم کو	اور تو

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾	قَالَ	اللّٰهُ	اِنِّيْ	مُنَزِّلُهَا	عَلَيْكُمْ ۚ
سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے	کہا	اللہ نے	کہ میں	اتارنے والا ہوں اس کو	تم لوگوں پر

فَمَنْ	يَّكْفُرْ	بَعْدُ	مِنْكُمْ	فَاِنِّيْٓ	اُعَذِّبُهٗ	عَذَابًا
پھر جو	ناشکری کرے گا	بعد میں	تم میں سے	تو یقیناً میں	عذاب دوں گا اس کو	ایک ایسا عذاب

لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ	اَحَدًا	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ؑ ﴿۱۱۵﴾
(کہ) میں عذاب نہیں دوں گا ویسا	کسی ایک کو (بھی)	تمام عالموں میں سے

نوٹ۔1

مائدہ کے جس واقعہ کا ان آیات میں ذکر ہے اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن شاگردوں نے حضرت عیسیٰؑ سے براہ راست تعلیم حاصل کی تھی، وہ ان کو ایک انسان اور اللہ کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کے وہم و گمان میں بھی اپنے مرشد کے خدا یا شریک خدا یا فرزند خدا ہونے کا تصور نہیں تھا۔ نیز یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے خود بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے ایک بندۂ بے حد اختیار کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 120)

﴿ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ
سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ
لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ
وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ
اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؑ ﴿۱۲۰﴾ ﴾

ترکیب

اَنْ اَقُوْلَ کا مفعول مَا ہے۔ لَيْسَ کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو مَا کی ضمیر کی عائد بھی ہے اور بِحَقٍّ اس کی خبر ہے۔ يَوْمُ مضاف ہے اور آگے کا پورا جملہ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اس ترکیب کا اردو میں ترجمہ کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے يَوْمُ کا ترجمہ هٰذَا کی خبر کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

ترجمہ

وَاِذْ	قَالَ	اللّٰهُ	يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	ءَ	اَنْتَ	قُلْتَ	لِلنَّاسِ	اتَّخِذُوْنِيْ
اور جب	کہا	اللہ نے	اے عیسیٰؑ ابن مریم	کیا	آپؑ نے	کہا تھا	لوگوں سے	تم لوگ بنالو مجھ کو

ترجمہ

وَاُمِّيَ	اِلٰهَيْنِ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	قَالَ	سُبْحٰنَكَ	مَا يَكُوْنُ
اور میری والدہ کو	دو الٰہ	اللہ کے علاوہ	انہوںؑ نے کہا	تیری پاکیزگی ہے	نہیں تھا

لِيْٓ	اَنْ	اَقُوْلَ	مَا	لَيْسَ	لِيْ ق	بِحَقٍّ ؕ	اِنْ	كُنْتُ قُلْتُهٗ	فَقَدْ
میرے لیے	کہ	میں کہوں	اس کو	نہیں ہے جس کا	مجھے	کوئی حق	اگر	میں نے کہا ہوتا اسے	تو یقیناً

عَلِمْتَهٗ ؕ	تَعْلَمُ	مَا	فِيْ نَفْسِيْ	وَلَآ اَعْلَمُ	مَا	فِيْ نَفْسِكَ ؕ
تو نے جان لیا ہوتا اس کو	تو جانتا ہے	اس کو جو	میرے جی میں ہے	اور میں نہیں جانتا	اس کو جو	تیرے جی میں ہے

اِنَّكَ اَنْتَ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾	مَا قُلْتُ	لَهُمْ	اِلَّا	مَآ	اَمَرْتَنِيْ
بیشک تو ہی	تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے	نہیں کہا میں نے	ان سے	مگر	وہی	تو نے حکم دیا مجھے

بِهٖٓ	اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبَّكُمْ ج	وَكُنْتُ	عَلَيْهِمْ
جس کا	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	جو میرا رب ہے	اور جو تمہارا رب ہے	اور میں تھا	ان پر

شَهِيْدًا	مَّا دُمْتُ	فِيْهِمْ ج	فَلَمَّا	تَوَفَّيْتَنِيْ	كُنْتَ اَنْتَ	الرَّقِيْبَ
گواہ	جب تک میں رہا	ان میں	پھر جب	تو نے لے لیا مجھے	تو تو ہی تھا	نگران

عَلَيْهِمْ ؕ	وَاَنْتَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾	اِنْ تُعَذِّبْهُمْ	فَاِنَّهُمْ
ان پر	اور تو	ہر چیز پر	گواہ رہے	اگر تو عذاب دے ان کو	تو بے شک یہ لوگ

عِبَادُكَ ج	وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ	فَاِنَّكَ اَنْتَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾
تیرے بندے ہیں	اور اگر تو بخش دے ان کو	تو بیشک تو ہی	بالا دست ہے	حکمت والا ہے

قَالَ اللّٰهُ	هٰذَا	يَوْمُ	يَنْفَعُ	الصّٰدِقِيْنَ	صِدْقُهُمْ ؕ	لَهُمْ	جَنّٰتٌ
کہا اللہ نے	یہ	دن ہے	(کہ) نفع دے گا	سچوں کو	ان کا سچ	انہی کے لیے	ایسے باغات ہیں

تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ
بہتی ہیں	جن کے دامن سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے ہیں	اس میں	ہمیشہ

رَضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوْا	عَنْهُ ؕ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾	لِلّٰهِ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	یہ	عظیم کامیابی ہے	اللہ کے لیے ہی ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	فِيْهِنَّ ؕ	وَهُوَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ؑ ﴿۱۲۰﴾
زمین اور آسمان کی سلطنت	اور اس کی جو	ان میں ہے	اور وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ۔1

عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف عیسیٰؑ اور روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بی بی مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا۔ بی بی مریم کی الوہیت یا قدّوسیّت کے متعلق کوئی اشارہ تک بائبل میں موجود نہیں ہے۔ عیسیٰؑ کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دنیا اس تخیل سے بالکل ناآشنا تھی۔ تیسری صدی عیسوی کے آخری در میں اسکندریہ کے بعض علماء دینیات نے پہلی مرتبہ بی بی مریم کے لیے اُمُّ اللہ یعنی مادرِ خدا کے الفاظ استعمال کیے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ الوہیت مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ ابتداء میں چرچ اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اور مریم پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیتا تھا۔ پھر ۴۳۱ء میں منعقد ہونے والی کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں بی بی مریم کے لیے مادرِ خدا کا لقب استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم پرستی کا جو مرض اب تک کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا، وہ کلیسا کے اندر بھی پھیلنے لگا۔ حتیٰ کہ نزول قرآن کے زمانے تک ان کے مجسمے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

جنگ بدر کے بعد جنگی قیدیوں کے متعلق جب مشاورت ہوئی تو ایک طرف حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے تھی کہ ان کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے، شاید بعد میں ان میں سے کوئی ایمان لے آئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ایک تقریر کی تھی جس میں آپؐ نے فرمایا کہ انسان مختلف طبیعت اور مزاج کے ہوتے ہیں۔ انبیاء میں بھی کچھ سخت مزاج اور کچھ نرم مزاج تھے۔ سخت مزاج انبیاء میں آپ ﷺ نے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی مثال دی تھی۔ حضرت نوحؑ نے دعا کی تھی کہ زمین پر کوئی بسنے والا کافر مت چھوڑ۔ (71/نوح:21 تا 28) حضرت موسیٰؑ نے دعا کی تھی کہ فرعون کے مال و دولت کو نیست و نابود کر دے (10/یونس:88)۔ نرم مزاج انبیاء میں آپ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی مثال دی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو پھر بھی تو غفور رحیم ہے۔ (14/ابراہیم:36)۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا زیرِ مطالعہ آیت نمبر 118 میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم کے ترجمہ قرآن کیسٹ سے ماخوذ)

نوٹ۔3

عام طور پر واقعہ کے مطابق بات کو سچ اور خلافِ واقعہ بات کو جھوٹ کہا جاتا ہے لیکن قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق اور کذب قول اور عمل دونوں کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔ (مشکوٰۃ منقول از معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

802

سورۃ الانعام (6)

آیت نمبر (1 تا 6)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ۬ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
يَعْدِلُوْنَ ۝١ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝٢ وَ
هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝٣ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ
مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ
لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ
اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦﴾

م ک ن

(ک) — مَكَانَةً: (1) رتبہ والا ہونا، معزز ہونا۔ (2) جما ہوا ہونا، بااختیار ہونا۔

مَكِيْنٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) رتبہ والا، معزز۔ (2) جما ہوا، مضبوط۔ ﴿اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝٥٤﴾ (12/یوسف:54) ''بیشک تو آج سے ہمارے پاس امانتدار معزز ہے۔'' ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣﴾ (23/المؤمنون:13) ''پھر ہم نے بنایا اس کو ایک نطفہ ایک مضبوط ٹھکانے میں۔''

(افعال) — اِمْكَانًا: کسی کو کسی کے اختیار میں دینا، قابو میں دینا۔ ﴿فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ﴾ (8/الانفال:71) ''تو وہ لوگ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے نتیجتاً اس نے تمہارے قابو میں دیا ان میں سے کچھ کو۔''

(تفعیل) — تَمْكِيْنًا: کسی کو اختیار دینا، جما دینا۔ ﴿وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ﴾ (12/یوسف:56) ''اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسفؑ کو زمین میں، وہ ٹھکانہ بناتا ہے اس میں جہاں بھی چاہے۔'' ﴿اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ (28/القصص:57) ''تو کیا ہم نے نہیں جمایا ان کو امن والے حرم میں۔''

د ر ر

(ض) — دَرًّا: اہل دنیا پر دنیا کی فراوانی ہونا۔

مِدْرَارٌ: مبالغہ ہے۔ بہت فراواں ہونے والا، لگاتار برسنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(س) — دَرًّا: بیماری کے بعد چہرے پر رونق آ جانا، چمکدار ہونا۔

دُرِّيٌّ: اسم نسبت ہے۔ چمکنے والا، چمکدار۔ ﴿كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ (24/النور:35) ''گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارہ ہے۔''

802

ن ش ء

(ف) نَشَأَ کسی چیز کا نمایاں ہو کر سامنے آنا، اُگنا، اٹھنا۔

نَشْأَةٌ اسم ذات ہے۔نمو، اٹھان۔﴿ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ﴾(29/العنکبوت:20)''پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھان۔''

نَاشِئَةٌ اسم الفاعل ہے۔اٹھنے والی۔﴿ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً ﴾(73/المزمل:6)''بیشک رات کی اٹھنے والی یعنی تہجد کی نماز، یہ زیادہ سخت ہے بلحاظ روندنے کے۔''

(افعال) اِنْشَاءً 1 اٹھانا۔آیت زیر مطالعہ۔ 2 اُگانا۔ 3 بنانا۔﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ ﴾(6/الانعام:141)''اور وہ ہے جس نے اگائے چھپر ڈالے ہوئے باغات۔''﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ﴾(23/المومنون:78)''اور وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل۔''

مُنْشِئٌ اسم الفاعل ہے۔اگانے والا۔﴿ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴾(56/الواقعہ:72)''کیا تم لوگوں نے اگایا اس کے درخت کو یا ہم اگانے والے ہیں۔''

مُنْشَئَةٌ اسم المفعول ہے۔اٹھائی ہوئی۔﴿ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ ﴾(55/الرحمٰن:24)''اور اس کی ہی ہیں اونچی کی ہوئی کشتیاں سمندر میں۔''

(تفعیل) تَنْشِئَةً پرورش کرنا، پالنا۔﴿ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ ﴾(43/الزخرف:18)''تو کیا وہ، جو پرورش کیا گیا زیور میں۔''

ترکیب

اَلْحَمْدُ پر لام جنس ہے۔بِرَبِّهِمْ کو كَفَرُوْا کا مفعول بھی مانا جا سکتا ہے۔اس صورت میں يَعْدِلُوْنَ کا مفعول محذوف مانا جائے گا۔ہماری ترجیح یہ ہے کہ كَفَرُوْا کا مفعول محذوف مانا جائے اور بِرَبِّهِمْ کو يَعْدِلُوْنَ کا مفعول مانا جائے۔وَمَا تَاْتِيْهِمْ میں تَاْتِيْ واحد مؤنث کا صیغہ ہے، اس کا فاعل اٰيَةٌ تھا جس پر مِنْ تبعیضیہ لگنے کی وجہ سے اٰيَةٍ ہوا ہے۔يَاْتِيْهِمْ کا فاعل اَنْبٰٓؤُا ہے اور یہ مضاف ہے، اس کا مضاف الیہ مَا ہے۔قَرْنٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔قَرْنًا اسم الجمع ہے۔اس لیے اس کی صفت اٰخَرِيْنَ جمع آئی ہے۔

ترجمہ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَجَعَلَ	الظُّلُمٰتِ
تمام تعریف اور شکر	اس اللہ کے لیے ہے جس نے	پیدا کیے	آسمان	اور زمین	اور بنائے	اندھیرے

وَالنُّوْرَ	ثُمَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ	يَعْدِلُوْنَ ①	هُوَ
اور نور	پھر (بھی)	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اپنے رب کے	برابر کرتے ہیں	وہ،

الَّذِيْ	خَلَقَكُمْ	مِّنْ طِيْنٍ	ثُمَّ	قَضٰٓى	اَجَلًا	وَاَجَلٌ مُّسَمًّى
وہ ہے جس نے	تم لوگوں کو پیدا کیا	ایک گارے سے	پھر	اس نے فیصلہ کیا	ایک مدت کا	اور کوئی معین وقت

عِنْدَهٗ	ثُمَّ	اَنْتُمْ	تَمْتَرُوْنَ ②	وَهُوَ	اللّٰهُ	فِي السَّمٰوٰتِ
اس کے پاس ہے	پھر (بھی)	تم لوگ	شک کرتے ہو	اور وہی	اِلٰہ ہے	آسمانوں میں

وَفِي الْاَرْضِ ط	يَعْلَمُ	سِرَّكُمْ	وَجَهْرَكُمْ	وَيَعْلَمُ 802	مَا
اور زمین میں	وہ جانتا ہے	تمہارے چھپانے کو	اور تمہارے نمایاں کرنے کو	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو

تَكْسِبُوْنَ ③	وَمَا تَاْتِيْهِمْ	مِّنْ اٰيَةٍ	مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ	اِلَّا
تم لوگ کمائی کرتے ہو	اور نہیں پہنچتی ان کے پاس	کسی قسم کی کوئی نشانی	ان کے رب کی نشانیوں میں سے	مگر

كَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِيْنَ ④	فَقَدْ كَذَّبُوْا	بِالْحَقِّ	لَمَّا
وہ لوگ ہوتے ہیں	اس سے	اعراض کرنے والے	تو وہ لوگ جھٹلا چکے ہیں	حق کو	جب

جَآءَهُمْ ط	فَسَوْفَ	يَاْتِيْهِمْ	اَنْۢبٰٓؤُا مَا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤	اَ
وہ آیا ان کے پاس	تو عنقریب	پہنچیں گی ان کے پاس	اس کی خبریں	جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے ہیں	کیا

لَمْ يَرَوْا	كَمْ اَهْلَكْنَا	مِنْ قَبْلِهِمْ	مِّنْ قَرْنٍ	مَّكَّنّٰهُمْ
انھوں نے دیکھا ہی نہیں	ہم نے کتنی ہی ہلاک کیں	ان سے پہلے	ایسی قومیں	ہم نے اختیار دیا جن کو

فِي الْاَرْضِ	مَا	لَمْ نُمَكِّنْ	لَّكُمْ	وَاَرْسَلْنَا	السَّمَآءَ	عَلَيْهِمْ
زمین میں	ایسا جو	اختیار ہم نے نہیں دیا	تم لوگوں کو	اور ہم نے بھیجا	آسمان کو	ان پر

مِّدْرَارًا ص	وَّجَعَلْنَا	الْاَنْهٰرَ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهِمْ	فَاَهْلَكْنٰهُمْ
لگاتار برستے ہوئے	اور ہم نے بنائیں	نہریں	وہ بہتیں تھیں	ان کے نیچے	پھر ہم نے ہلاک کیا ان کو

بِذُنُوْبِهِمْ	وَاَنْشَاْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥
ان کے گناہوں کے سبب	اور ہم نے اٹھائیں	ان کے بعد	دوسری قومیں

نوٹ۔1

یہ پوری سورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی اور جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات رسول ﷺ نے اسے قلمبند کرا دیا۔ اس کے مخاطب اول مشرکین عرب تھے جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب کو وجود بخشا ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ کام لات، ہابیل یا عزیٰ یا کسی اور دیوی یا دیوتا کا ہے۔ اس لئے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے کہ جب تم خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر دوسرے کے سامنے کیوں سجدے کرتے ہو دعائیں مانگتے ہو دعائیں مانگتے ہو اور نذر و نیاز پیش کرتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

زیر مطالعہ آیت نمبر 5 میں عنقریب خبریں پہنچنے کی جو بات کی گئی ہے اس میں ہجرت اور ان کامیابیاں کی طرف اشارہ جو ہجرت کے بعد پے در پے اسلام کو حاصل ہونے والی تھیں۔ جس وقت یہ اشارہ فرمایا گیا تھا اس وقت نہ کفار یہ گمان کرسکتے تھے کس قسم کی خبریں انھیں پہنچنے والی ہیں اور نہ مسلمانوں کے ہی ذہن میں اس کا کوئی تصور تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (7 تا 11)

802

﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ
مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾﴾

ق ر ط س

(رباعی) قِرْطَاسًا: نشانے پر پہنچنا۔

قِرْطَاسٌ: ج قَرَاطِيْسُ . اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے، کاغذ، ورق۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ ﴾ (6/ الانعام:91) ''تم لوگ بناتے ہو اس کے اوراق۔''

ح ی ق

(ض) حَيْقًا: کسی چیز کو گھیرے میں لینا، چھا جانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

فَلَمَسُوْهُ کی ضمیر مفعولی کو کِتٰبًا کے لیے مانیں یا قِرْطَاسٍ کے لیے، مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ کی ضمیر مفعولی رَسُوْلًا کے لیے ہے جو عَلَيْكَ کے حوالے سے ہے۔ مَاكَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ، یہ پورا جملہ فَحَاقَ کا فاعل ہے جبکہ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ اس کا مفعول ہے۔ مِنْهُمْ کی ضمیر بِرُسُلٍ کے لیے ہے۔ عَاقِبَةُ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے كَانَتْ کے بجائے كَانَ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	نَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	كِتٰبًا	فِيْ قِرْطَاسٍ	فَلَمَسُوْهُ
اور اگر	ہم اتارتے	آپؐ پر	کوئی کتاب	کسی ورق میں (لکھی ہوئی)	پھر وہ چھوتے اس کو

بِاَيْدِيْهِمْ	لَقَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾
اپنے ہاتھوں سے	تو ضرور کہتے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو

وَقَالُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	مَلَكٌ ؕ	وَلَوْ	اَنْزَلْنَا	مَلَكًا
اور انہوں نے کہا	کیوں نہیں	اتارا گیا	انؐ پر	کوئی فرشتہ	اور اگر	ہم اتارتے	کوئی فرشتہ

لَّقُضِيَ	الْاَمْرُ	ثُمَّ	لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿٨﴾	وَلَوْ	جَعَلْنٰهُ
تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام کاموں کا	پھر	وہ لوگ مہلت نہ دیئے جاتے	اور اگر	ہم بناتے اس (رسولؐ) کو

مَلَكًا	لَّجَعَلْنٰهُ	رَجُلًا	وَّ لَلَبَسْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّا	يَلْبِسُوْنَ ﴿٩﴾
ایک فرشتہ	تو ہم بناتے اس کو	ایک مرد	اور ہم ضرور مشتبہ کرتے	ان پر	اس کو جو	یہ لوگ شک کرتے ہیں

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ	بِرُسُلٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَحَاقَ	بِالَّذِيْنَ
اور بیشک مذاق اڑایا گیا ہے	رسولوں کا	آپؐ سے پہلے	تو گھیرے میں لے لیا	ان کو جنہوں نے

سَخِرُوْا	مِنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾	قُلْ	سِيْرُوْا
تمسخر کیا	ان سے	اس نے	جو یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے	آپؐ کہہ دیجئے	تم لوگ چلو پھرو

فِي الْاَرْضِ	ثُمَّ انْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾
زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا	جھٹلانے والوں کا انجام

نوٹ۔1

علم الیقین کی اہمیت پر آیت نمبر۔2/البقرہ:55 کے نوٹ 3 میں اور آیت نمبر 2/البقرہ:118 کے نوٹ 3 میں بات ہو چکی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ پہلے آپ ان کو پڑھ لیں، اس کے بعد مندرجہ ذیل نوٹ پڑھیں جو ہم تفہیم القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

زیر مطالعہ آیت نمبر 8 میں فرمایا کہ اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے پھر سارے معاملے کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان کو پھر کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لینے کے لیے جو مہلت تمہیں ملی ہوئی ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک حقیقت پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے۔ ورنہ جہاں غیب کا پردہ چاک ہوا، پھر مہلت کا کوئی موقع باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ اس کے بعد تو صرف حساب ہی لینا باقی رہ جائے گا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان کا زمانہ ہے اور امتحان اس بات کا ہے کہ تم حقیقت کو دیکھے بغیر، عقل و فکر کے صحیح استعمال سے، اس کا ادراک کرتے ہو یا نہیں، اور ادراک کرنے کے بعد اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو قابو میں لا کر اپنے عمل کو حقیقت کے مطابق درست رکھتے ہو یا نہیں۔ اس امتحان کے لیے غیب کا غیب رہنا شرط لازم ہے اور دنیوی زندگی، جو دراصل مہلت امتحان ہے، اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک غیب غیب ہے۔ جہاں غیب شہادت میں تبدیل ہوا، یہ مہلت لازماً ختم ہو جائے گی اور امتحان کے بجائے نتیجۂ امتحان نکلنے کا وقت آ پہنچے گا۔

آیت نمبر (12 تا 18)

﴿ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا
رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ﴿١٣﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ
اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ
فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ
هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾ ﴾

802

ف ط ر

(ض۔ن) **فَطْرًا**: کسی چیز کو پھاڑ کر کسی چیز کو نکالنا۔ u پھاڑنا۔ v وجود میں لانا۔ ﴿ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ ﴾ (17/بنی اسرائیل:51) ''پھر وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو۔ آپ کہہ دیجئے وہ جس نے وجود بخشا تم لوگوں کو پہلی مرتبہ۔''

فِطْرَةٌ: اسم ذات ہے۔ کسی وجود کو دی ہوئی طبعی استعداد۔ ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ ﴾ (30/الروم:30) ''اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا۔''

فَاطِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ وجود میں لانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

فَطْرٌ: ج فُطُوْرٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ پھٹن، شگاف۔ ﴿ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ﴾ (67/الملک:3) ''کیا تو نے دیکھے کسی قسم کے کوئی شگاف۔''

(تفعّل) **تَفَطُّرًا**: بتکلف پھٹنا یعنی پھٹ پڑنا۔ ﴿ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ ﴾ (19/مریم:90) ''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے۔''

(انفعال) **اِنْفِطَارًا**: پھٹنا۔ ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ ۙ ﴾ (82/الانفطار:1) ''جب آسمان پھٹے گا۔''

مُنْفَطِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ ﴿ اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ ﴾ (73/المزمل:18) ''آسمان پھٹنے والا ہے اور اس سے۔''

ک ش ف

(ض) **كَشْفًا**: u کسی چیز سے پردہ اٹھانا۔ v کھولنا۔ w ہٹانا، دور کرنا۔ ﴿ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ ﴾ (27/النمل:44) ''پھر جب اس نے دیکھا اس کو تو اس نے گمان کیا اس کو گہرا پانی اور اس نے پردہ اٹھایا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔'' ﴿ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ ﴾ (50/قٓ:22) ''بیشک تو غفلت میں تھا اس سے تو ہم نے کھول دیا تجھ سے تیرے پردے کو۔'' ﴿ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ ﴾ (43/الزخرف:50) ''پھر جب ہم نے ہٹا دیا ان سے عذاب کو۔''

اِكْشِفْ: فعل امر ہے۔ تو کھول، تو ہٹا۔ ﴿ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ ﴾ (44/الدخان:12) ''اے ہمارے رب تو دور کر ہم سے اس عذاب کو۔''

كَاشِفٌ: اسم الفاعل ہے۔ کھولنے والا، ہٹانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ق ہ ر

(ف) **قَهْرًا**: کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنا۔ u غالب ہونا۔ v ذلیل کرنا۔ ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ ؕ ﴾ (93/الضحیٰ:9) ''پس جو یتیم ہو تو، تو ذلیل مت کر۔''

قَاهِرٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غالب ہونے والا یعنی غالب۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

قَهَّارٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بہت زیادہ غالب یعنی زبردست۔ ﴿ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶ ﴾ (13/الرعد:16) ''اور وہ یکتا ہے، زبردست ہے۔''

ترکیب

غَیْرَ اللّٰہِ میں غَیْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَتَّخِذُ کا مفعول اول ہے و لِیًّا مفعول ثانی ہے۔ فَاطِرِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ اللّٰہِ کا بدل ہے اور مضاف ہے جبکہ اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اَوَّلَ بھی مضاف ہے اور مَنْ مضاف الیہ ہے۔ اَخَافُ کا مفعول عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ہے اور یہ جملہ جواب شرط ہے اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ کا۔ عَنْہُ کی ضمیر عَذَاب کے لیے ہے۔ رَحِمَہٗ میں ضمیر فاعلی ھُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی مَنْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لِّمَنْ	مَّا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط	قُلْ	لِّلّٰهِ ط	كَتَبَ
آپ ؐ کہئے	کس کا ہے	وہ جو	زمین اور آسمانوں میں ہے	آپ ؐ کہئے	اللہ کا ہے	اس نے لکھا

عَلٰى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ ط	لَيَجْمَعَنَّكُمْ	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَا رَيْبَ
اپنے آپ پر	رحمت کو	وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی طرف	کوئی بھی شک نہیں ہے

فِيْهِ ط	اَلَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫	وَلَهٗ
جس میں	جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے نفس کو	تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں	اور اس کا ہی ہے

مَا	سَكَنَ	فِي الَّيْلِ	وَالنَّهَارِ ط	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ⑬
وہ جو	ٹھہرا	رات میں	اور دن میں	اور وہ	ہر حال میں سننے والا ہے	ہر حال میں جاننے والا ہے

قُلْ	اَ	غَيْرَ اللّٰهِ	اَتَّخِذُ	وَلِيًّا	فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آپ ؐ کہئے	کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں بناؤں	کارساز	جو زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والا ہے

وَهُوَ	يُطْعِمُ	وَلَا يُطْعَمُ ط	قُلْ	اِنِّيْٓ	اُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ
اور وہ	کھلاتا ہے	اور اس کو کھلایا نہیں جاتا	آپ ؐ کہیے	کہ	مجھ کو حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں

اَوَّلَ مَنْ	اَسْلَمَ	وَ	لَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭	قُلْ	اِنِّيْٓ
اس کا پہلا جو	فرمانبردار ہوا	اور (یہ کہ)	تم ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	آپ ؐ کہئے	کہ

اَخَافُ	اِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮	مَنْ	يُّصْرَفْ
میں ڈرتا ہوں	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی	ایک عظیم دن کے عذاب سے	جو	ہٹا لیا گیا

عَنْهُ	يَوْمَئِذٍ	فَقَدْ رَحِمَهٗ ط	وَذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ
اس سے	اس دن	تو اس نے رحم کیا ہے اس پر	اور یہ	کھلی کامیابی سے	اور اگر	چھوئے تجھ کو

اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ	لَهٗٓ	اِلَّا	هُوَ ط	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ
اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے	اس کو	مگر	وہی	اور اگر	وہ چھوئے تجھ کو

بِخَيْرٍ	فَهُوَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ⑰	وَهُوَ	الْقَاهِرُ	فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ
کسی بھلائی سے	تو وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	اور وہ	غالب ہے	اپنے بندوں پر

وَهُوَ	الْحَكِيْمُ	الْخَبِيْرُ ⑱
اور وہ	حکمت والا ہے	باخبر

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت نمبر 17 میں اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نفع اور نقصان کا مالک درحقیقت صرف اللہ تعالی ہے۔ ظاہر میں جو کسی کو کسی کے ہاتھ سے نفع یا نقصان پہنچتا نظر آتا ہے وہ صرف ایک ظاہری صورت ہے اور حقیقت کے سامنے ایک نقاب ہے‘ حقیقت یہی ہے کہ اللہ جو دے دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو روک لے تو کوئی دے نہیں سکتا (35/ فاطر:2)۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم کوئی سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو۔اتنی واضح تعلیمات کے باوجود لوگ اس معاملہ میں بھٹکتے ہیں۔سارے خدائی اختیارات مخلوقات میں بانٹ دیئے ہیں اور مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے مختلف ناموں کی دھائی دیتے ہیں اور انہی سے مدد مانگتے ہیں۔(معارف القرآن)

نوٹ۔2

مادہ ’’ف ط ر‘‘ کی لغت میں لفظ فِطْرَةٌ کی وضاحت میں ہم نے سورۃ الرّوم کی آیت نمبر 30 کا حوالہ دیا ہے اور فِطْرَتَ اللّٰهِ کا ترجمہ ’’اللہ کی فطرت‘‘ کے بجائے اللہ کی بخشی ہوئی فطرت‘‘ کیا ہے۔یہ ہمارے بزرگوں کے ترجمے کے مطابق ہے‘ صرف الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے’’اللہ کی دی ہوئی قابلیت‘‘ مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ ہے’’اللہ کی ڈالی ہوئی بنا‘‘ جبکہ حضرت شیخ الہند اور مفتی محمد شفیع کا ترجمہ ہے’’تراش اللہ کی‘‘۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ عقیدہ اللہ جانے کہاں سے پھیل گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔(نعوذ باللہ من ذالک) ایسے لوگوں کو شک ہے اور بعض کو تو یقین ہے، کہ اس آیت کے ترجمے میں ہمارے بزرگوں نے اپنی رائے کی رعایت کی ہے جو کہ آیت کا حقیقی مفہوم نہیں ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ فطرت اللہ مرکب اضافی ہے اور اس کا صحیح ترجمہ ہے’’اللہ کی فطرت‘‘۔اس لئے آیت کا مطلب ہے’’اللہ کی فطرت، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔‘‘

اس دلیل میں جو غلطی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔اصولاً یہ وضاحت ہمیں سورۃ الرّوم میں کرنی چاہیے تھی، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان اسباق کو مرتب کرنے کا کام 28 اگست 1998ء کو شروع کیا تھا اور آج 25 فروری 2003ء کو ہم سورۃ الانعام کے آغاز میں ہیں۔اللہ جانے سورۃ الرّوم تک پہنچنا نصیب ہوگا یا نہیں۔اس لئے یہ قرض یہیں چکا دیا جائے تو بہتر ہے۔

بات ذرا تلخ ہے لیکن بات یہی ہے کہ فَعَلَ۔فَعَلَا۔فَعَلُوْا۔ سے فَعَلْنَا تک چودہ صیغے پڑھ لینے سے ہمارے چودہ طبق تو روشن ہو جاتے ہیں لیکن اس چکا چوند کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ قابل ہو گئے ہیں اور اب ہم قرآن کو ان سے زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔آسانی عربی گرامر، حصہ سوم کے آخری باب’’سبق الاسباق‘‘ میں اسی خطرے کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔طلباء کو چاہیے کہ کبھی کبھی وہ اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔

مذکور دلیل میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مرکب اضافی کا صحیح ترجمہ کرنا تو سیکھ لیا ہے لیکن مرکب اضافی کا صحیح

مفہوم ابھی تک ان کے ذہن میں اجاگر نہیں ہوا ہے۔ہم کہتے ہیں زید کا علم، زید کی کتاب۔ یہ مرکب اضافی تو ہے۔لیکن مرکب اضافی کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قلم اور کتاب زید کی ذات کا جز ہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قلم اور کتاب کو زید کی ذات کے ساتھ ایک نسبت ہے اوران مرکبات میں ملکیت کی نسبت کا مفہوم ہے۔زید کا بھائی، زید کی بہن۔ان مرکبات اضافی میں رشتوں کی نسبت کا مفہوم ہے۔اسی طرح قرآن مجید میں ہے ﴿ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ﴾ (19/مریم:30)''بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں۔''﴿ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ﴾ (39/الزمر:10)''اور اللہ کی زمین میں وسیع ہے۔''﴿ اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ ﴾ (29/العنکبوت:56)''بیشک میری زمین وسیع ہے۔''﴿ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ﴾ (15/الحجر:29)''اور میں پھونک دوں اس میں اپنی روح میں سے۔'' ان میں بندہ، زمین یا روح، کوئی بھی چیز اللہ کی ذات کا جز نہیں ہے۔ان مرکبات اضافی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ چیزیں اس کی تخلیق کردہ ہیں، اس لیے اس کی ملکیت ہیں۔اسی طرح اس کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور ہر وجود کی فطرت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ہے۔اس لیے ان سب کو اللہ تعالیٰ سے ایک نسبت ہے، تخلیق ہونے کی اور ملکیت ہونے کی۔کوئی بھی چیز اس کی ذات کا جز نہیں ہے۔﴿ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ﴾ (42/الشوریٰ:11)''اس کے جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے عقیدے کی تصدیق کے لیے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں انہیں نوٹ کرنا۔ چاہیے کہ یہ آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔اس کو پوری آیت میں رکھ کر اگر غور کریں تو انہیں سوچنا پڑے گا کہ لفظ فِطْرَتُ اللّٰهِ (حالت رفع) کے بجائے فِطْرَتَ اللّٰهِ (حالت نصب) میں کیوں ہے۔اس کی وجہ سمجھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جس کے وہ مدعی ہیں اور ہمارے بزرگوں نے ترجمہ میں اپنے عقیدے کی رعایت نہیں کی ہے بلکہ ''پڑھے کم، بولے زیادہ'' قسم کے لوگوں کی رعایت کی ہے تاکہ ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق رہے۔

اس حوالے سے اب یہ موتی گرہ میں باندھ لیں کہ قرآن مجید پر غور وفکر کرتے ہوئے بزرگوں کی کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو اس کا صرف ایک مطلب ہے کہ ہماری اپنی سوجھ بوجھ ابھی خام ہے۔البتہ بزرگوں کی عقیدت ومحبت سے اس کو اگر ہم ذرا تم کرلیں تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب
کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,
0412437781,0412437618,03217805614
قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

818

سورۃ الانعام (6)

آیت نمبر (19 تا 24)

وضاحت

اب آیا میں نئے الفاظ کی تعداد کم ہوگئی ہے، اس لیے آیات نقل نہیں کی جائیں گی، بلکہ ان کے نمبروں کا حوالہ دے کر نئے لفظ کی لغت دی جائے گی، اگر کوئی نیا لفظ ہوا تو۔ اسی طرح اگر ضروری ہوا تو ترکیب کی وضاحت کی جائے گی، ورنہ براہ راست ترجمہ دے کر نوٹس دیئے جائیں گے۔

ترکیب

مرکب اضافی اَیُّ شَیۡءٍ مبتدا، اَکۡبَرُ خبر اور شَهَادَةً تمیز ہے۔ شَهِیۡدٌ کو اللہ کی خبر بھی مانا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اَیُّ شَیۡءٍ کا جواب محذوف مانا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قُلِ اللّٰهُ کو اَیُّ شَیۡءٍ کا جواب مانا جائے اور شَهِیۡدٌ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ کو الگ جملہ مانا جائے۔ ایسی صورت میں شَهِیۡدٌ کا مبتدا هُوَ محذوف مانا جائے گا۔ ترجمے میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ وَمَنۡ بَلَغَ میں مَنۡ گزشتہ لِاُنۡذِرَ کا بھی مفعول ہے اور بَلَغَ کا بھی اور بَلَغَ کی ضمیر فاعلی هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ کے لیے ہے۔ اَنَّ کا اسم اٰلِهَةً اُخۡرٰی ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مَعَ اللّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ (آیت:20) یَعۡرِفُوۡنَهٗ' میں شامل ضمیر فاعلی هُمۡ اَلَّذِیۡنَ کے لئے ہے جب کہ اس کی ضمیر مفعولی کو هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ کے لیے بھی مانا جا سکتا ہے۔ اور قُلۡ کے مخاطب رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک کی پہچان سے دوسرے کی پہچان لازمی ہے۔ (آیت:21) اِنَّهٗ' میں ضمیر الشان ہے۔ (2/البقرہ:85،نوٹ 1)

ترجمہ

قُلۡ	اَیُّ شَیۡءٍ	اَکۡبَرُ	شَهَادَةً ط	قُلِ	اللّٰهُ قف	شَهِیۡدٌۢ
آپؐ کہیے	کون سی چیز	سب سے بڑی ہے	بطور گواہی کے	آپؐ کہیے	(کہ) اللہ	(وہ) گواہ ہے

بَیۡنِیۡ	وَبَیۡنَکُمۡ قف	وَاُوۡحِیَ	اِلَیَّ	هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ	لِاُنۡذِرَکُمۡ
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وحی کیا گیا	میری طرف	اس قرآن کو	تاکہ میں وارننگ دوں تم لوگوں کو

بِهٖ	وَمَنۡۢ	بَلَغَ ط	اَئِنَّکُمۡ	لَتَشۡهَدُوۡنَ	اَنَّ	مَعَ اللّٰهِ
اس سے	اور اس کو جس کو	وہ پہنچے	کیا واقعی تم لوگ	سچ مچ گواہی دیتے ہو	کہ	اللہ کے ساتھ

اٰلِهَةً اُخۡرٰی ط	قُلۡ	لَّاۤ اَشۡهَدُ ج	قُلۡ	اِنَّمَا	هُوَ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
کچھ دوسرے اِلٰہ (بھی) ہیں	آپؐ کہیے	میں گواہی نہیں دیتا	آپؐ کہیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	واحد اِلٰہ ہے

وَّاِنَّنِیۡ	بَرِیۡٓءٌ	مِّمَّا	تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱۹﴾	اَلَّذِیۡنَ	اٰتَیۡنٰهُمُ	الۡکِتٰبَ
اور یہ کہ میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ شرک کرتے ہو	وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب

یَعۡرِفُوۡنَهٗ	کَمَا	یَعۡرِفُوۡنَ	اَبۡنَآءَهُمۡ م	اَلَّذِیۡنَ	خَسِرُوۡۤا	اَنۡفُسَهُمۡ
وہ پہچانتے ہیں اس کو	جیسا کہ	وہ پہچانتے ہیں	اپنے بیٹوں کو	وہ لوگ جنھوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے نفسوں کو

فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ 818
تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر

كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾
ایک جھوٹ	یا	جس نے جھٹلایا	اس کی نشانیوں کو	بیشک حقیقت یہی ہے کہ	مراد نہیں پاتے	ظلم کرنے والے

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ	نَقُوْلُ	لِلَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْٓا
اور اس دن	ہم جمع کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر	ہم کہیں گے	ان سے جنھوں نے	شرک کیا

اَيْنَ	شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾	ثُمَّ	لَمْ تَكُنْ	فِتْنَتُهُمْ	اِلَّآ
کہاں ہیں	تمہارے وہ شریک (کئے ہوئے) لوگ جن کا	تم لوگ زعم کیا کرتے تھے	پھر	نہیں ہوگی	ان کا عذر	مگر

اَنْ	قَالُوْا	وَاللّٰهِ	رَبِّنَا	مَا كُنَّا	مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾	اُنْظُرْ
(یہ) کہ	وہ کہیں گے	اللہ کی قسم	جو ہمارا رب ہے	ہم نہیں تھے	شرک کرنے والے	دیکھو

كَيْفَ	كَذَبُوْا	عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
کیسا	انہوں نے جھوٹ بولا	اپنے آپ پر	اور گمراہ ہوا (یعنی گم ہوا)	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ:1 زیر مطالعہ آیت نمبر 19 میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ قرآن مجید اس لئے وحی کیا گیا کہ آپؐ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی خبردار کریں جنھوں نے آپؐ سے ملاقات کی اور ان کو بھی خبردار کریں جنھوں نے ملاقات نہیں کی لیکن قرآن ان تک پہنچ گیا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ قیامت تک اس کی تعلیم اور تلاوت باقی رہے گی اور لوگوں پر اس کا اتباع لازم رہے گا (معارف القرآن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس تک میرا قرآن پہنچا تو گویا میں نے خود اسے تبلیغ کر دی (ابن کثیر) اس پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کی گہرائی اور گیرائی کو سمجھنے کی کوشش کریں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو۔

نوٹ:2 زیر مطالعہ آیت نمبر 23 میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو قسم کھا جائیں گے کہ ہم شرک نہیں کرتے تھے۔ ان کے لئے تفسیر بحر محیط اور مظہری میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کھلے طور پر کسی کو خدا نہیں کہتے تھے مگر ان کا عمل یہ تھا کہ خدائی کے اختیارات مخلوق کو بانٹ رکھے تھے، انہی سے روزی، صحت، اولاد اور ساری مرادیں مانگا کرتے تھے۔ اور انہی کے نام کی نذر و نیاز کرتے تھے اور اپنے آپ کو مشرک نہ سمجھتے تھے اس لئے میدان حشر میں بھی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (25تا32)

و ق ر

(س) وَقْرًا بھرا ہوا ہونا۔ بوجھل ہونا۔

وَقْرٌ — اور وِقْرٌ اسم ذات ہے۔ بوجھ ، زیر مطالعہ آیت نمبر 25 اور ﴿ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴾ (51/الذریات:2)''پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی قسم۔''

818

(ک) وَقَارَةً — سنجیدہ اور متین ہونا۔ باوقار ہونا۔

وَقَارٌ — اسم ذات ہے، سنجیدگی، متانت، عظمت۔﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ﴾ (71/نوح:13) ''تمہیں کیا ہے کہ تم لوگ امید نہیں رکھتے اللہ سے عظمت کی۔''

(تفعیل) تَوْقِيْرًا — کسی کی تعظیم کرنا۔﴿ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ﴾ (48/الفتح:9)''تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور انؐ کی مدد کرو اور انؐ کی تعظیم کرو۔''

س ط ر

(ن) سَطْرًا — کسی چیز کی حفاظت کرنا۔ کسی بات کو لکھنا (تاکہ محفوظ ہو جائے)﴿ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴾ (68/القلم:1)''قسم ہے قلم کی اور اس کی جو یہ لوگ لکھتے ہیں۔''

مَسْطُوْرٌ — اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔﴿ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴾ (52/الطور:2)''اور قسم ہے ایک لکھی ہوئی کتاب کی۔''

مُصَيْطِرٌ — یہ دراصل مُسَيْطِرٌ ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اس کی ''ص'' کے اوپر ایک چھوٹا سا ''س'' لکھا ہوتا ہے حفاظت کرنے والا۔ داروغہ۔﴿ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۙ﴾ (88/الغاشیہ:22)''آپؐ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔''

(تفعیل) تَسْطِيْرًا — بے بنیاد باتیں جمع کرنا۔ فرضی کہانیاں یا قصے بنانا۔ افسانہ یا ناول لکھنا۔

اُسْطُوْرَةٌ — ج اَسَاطِيْرُ اسم ذات ہے۔ فرضی کہانی۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 25۔

(افتعال) اِسْتِطَارًا — اہتمام سے لکھنا۔

مُسْتَطَرٌ — اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔﴿ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴾ (54/القمر:53)''اور تمام چھوٹی بڑی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔''

ن ء ی

(ف) نَأْيًا — (۱) کسی سے بچنا۔ دور ہونا۔ (۲) کسی کو کسی سے بچانا۔ موڑ لینا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔26۔﴿ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ﴾ (17/بنی اسرائیل:83)''اور جب بھی ہم انعام کرتے ہیں انسان پر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنے پہلو کو۔''

و ق ف

(ض) وَقْفًا — ٹھہرانا۔ روکنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔27

قِفْ — فعل امر ہے۔ تو ٹھہرا۔ تو روک۔﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۙ﴾ (37/الصافات:24)''اور تم لوگ ٹھہراؤ ان کو بیشک یہ لوگ پوچھے جانے والے ہیں۔''

مَوْقُوْفٌ — اسم المفعول ہے۔ ٹھہرایا ہوا۔ روکا ہوا۔﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ﴾ (34/سبا:31)''اور اگر تو دیکھے جب ظالم لوگ روکے جانے والے ہوں گے اپنے رب کے پاس۔''

ب غ ت

(ف) بَغْتًا — کسی چیز کا اچانک نمودار ہونا۔

بَغْتَةً — حال ہے۔ اچانک۔ بے گمان۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔31۔

ف ر ط

818

(ن)	فُرُوْطًا	آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ کسی پر زیادتی کرنا۔ ﴿اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ﴾ (20/طٰہٰ:45) ''ہمیں خوف ہے کہ وہ زیادتی کرے ہم پر۔''
	فَرْطًا	یہ بھی مصدر ہے۔ کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔
	فُرُطًا	حال ہے۔ حد سے گزرا ہوا۔ ﴿وَ کَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (18/الکھف:28) ''اور تھا ان کا کام حد سے گزرا ہوا۔''
(افعال)	اِفْرَاطًا	حد سے گزارنا۔ زیادہ کرنا۔
	مُفْرَطٌ	اسم المفعول ہے۔ زیادہ کیا ہوا۔ ﴿لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ﴾ (16/النحل:62) ''کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے اور یہ کہ وہ لوگ زیادہ کیے جارہے ہیں۔''
(تفعیل)	تَفْرِیْطًا	مسلسل کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔31۔

و ز ر

(ض)	وَزْرًا	(1) پہاڑ میں پناہ گاہ بنانا۔ (2) کوئی بوجھل چیز اٹھانا۔ زیر مطالعہ۔ آیت نمبر۔31
	وِزْرٌ	(ج) اَوْزَارٌ۔ اسم ذات ہے۔ بوجھ۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (6/الانعام:164) ''اور نہیں اٹھائے گی کوئی اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ۔'' ﴿لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ کَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾ (16/النحل:25) ''تاکہ وہ لوگ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے پورے اور ان کے بوجھ میں سے بھی انہوں نے گمراہ کیا جن کو کسی علم کے بغیر۔''
	وَزَرٌ	اسم ذات ہے۔ پناہ گاہ۔ ﴿کَلَّا لَا وَزَرَ﴾ (75/القیٰمۃ:11) ''ہرگز نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔''
	وَازِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ اٹھانے والا۔ اوپر آیت نمبر (6/الانعام:164) دیکھیں
	وَزِیْرٌ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے ہر حال میں ہمیشہ بوجھ بٹانے والا، معاون۔ ﴿وَ جَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا﴾ (25/الفرقان:35) ''اور ہم نے بنایا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ایک معاون۔''

ل ھ و

(ف۔ن)	لَهْوًا	(1) مانوس ہونا۔ پسند کرنا۔ (2) کسی چیز سے غافل ہونا (پسندیدہ چیز میں مشغول ہونے کے سبب سے)
	لَاهٍ	فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غافل ہونے والا یعنی غافل۔ ﴿لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ﴾ (21/الانبیاء:3) ''غافل ہوتے ہوئے ان کے دل۔''
	لَهْوٌ	اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس کا شغل کسی اہم کام سے غافل کردے۔ تماشا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 32۔
(افعال)	اِلْهَاءً	کسی کو کسی چیز سے غافل کرنا۔ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ﴾ (24/النور:37) ''غافل نہیں کرتی ان کو تجارت اور نہ ہی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔''
(تفعل)	تَلَهِّیْ	کسی سے غفلت برتنا۔ ﴿فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی﴾ (80/عبس:10) ''تو آپؐ نے اس سے غفلت برتی۔''

ترکیب

اَکِنَّةً اور وَقْرًا، یہ دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔ (6/الانعام:27) وَلَوْتَرٰی شرطیہ ہے اس لئے اِذْ وُقِفُوْا اور فَقَالُوْا کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ یٰلَیْتَنَا حرف تمنا ہے، نُرَدُّ تمنا ہے لَانُکَذِّبَ اور نَکُوْنَ واوِصرف کی وجہ سے جواب تمنا ہیں۔ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

818

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	يَّسۡتَمِعُ	اِلَيۡكَ‌ۚ	وَ	جَعَلۡنَا	عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ	اَكِنَّةً
اوران میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپؐ کی طرف	حالانکہ	ہم نے بنائے	ان کے دلوں پر	کچھ پردے

اَنۡ	يَّفۡقَهُوۡهُ	وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ	وَقۡرًا‌ؕ	وَاِنۡ	يَّرَوۡا	كُلَّ اٰيَةٍ
کہ	وہ (نہ) سمجھیں اس کو	اوران کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور اگر	وہ دیکھیں	ساری نشانیاں

لَّا يُؤۡمِنُوۡا	بِهَا‌ؕ	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءُوۡكَ	يُجَادِلُوۡنَكَ
تب بھی ایمان نہیں لائیں گے	اس پر	یہاں تک کہ	جب بھی	وہ آتے ہیں آپؐ کے پاس	تو بحث کرتے ہیں آپؐ سے

يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	اِنۡ	هٰذَاۤ	اِلَّاۤ	اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۲۵	وَهُمۡ
کہتے ہیں ان سے جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	پہلے لوگوں کے افسانے	اور وہ

يَنۡهَوۡنَ	عَنۡهُ	وَيَنۡـئَوۡنَ	عَنۡهُ‌ۚ	وَاِنۡ	يُّهۡلِكُوۡنَ	اِلَّاۤ
روکتے ہیں	اس سے	اور وہ دور ہوتے ہیں	اس سے	اور نہیں	ہلاک کرتے وہ	مگر

اَنۡفُسَهُمۡ	وَ	مَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۲۶	وَلَوۡ	تَرٰٓى	اِذۡ	وُقِفُوۡا
اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور اگر	تو دیکھے	جب	وہ لوگ ٹھہرائے جائیں گے

عَلَى النَّارِ	فَقَالُوۡا	يٰلَيۡتَنَا	نُرَدُّ	وَ	لَا نُكَذِّبَ	بِاٰيٰتِ رَبِّنَا
آگ پر	تو کہیں گے	اے کاش	ہم لوٹائے جاتے	اور	ہم نہ جھٹلاتے	اپنے رب کی نشانیوں کو

وَ	نَكُوۡنَ	مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۲۷	بَلۡ	بَدَا	لَهُمۡ	مَّا
اور	ہم ہوجاتے	ایمان والوں میں سے	بلکہ	نمایاں ہوا	ان کے لئے	وہ جو

كَانُوۡا يُخۡفُوۡنَ	مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ	وَلَوۡ	رُدُّوۡا	لَعَادُوۡا	لِمَا	نُهُوۡا
وہ لوگ چھپاتے تھے	اس سے پہلے	اور اگر	وہ لوٹائے جائیں	تو ضرور دوبارہ کریں گے	اس کو	انہیں روکا گیا

عَنۡهُ	وَاِنَّهُمۡ	لَكٰذِبُوۡنَ ۝۲۸	وَقَالُوۡۤا	اِنۡ	هِىَ	اِلَّا
جس سے	اور بے شک یہ لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا	نہیں ہے	یہ	مگر

حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا	وَمَا نَحۡنُ	بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ۝۲۹	وَلَوۡ تَرٰٓى	اِذۡ وُقِفُوۡا	عَلٰى رَبِّهِمۡ‌ؕ
ہماری دنیا کی زندگی	اور نہیں ہیں ہم	اٹھائے جانے والے	اور اگر تو دیکھے	جب وہ ٹھہرائے جائیں گے	ان کے رب کے سامنے

قَالَ	اَلَيۡسَ هٰذَا	بِالۡحَـقِّ‌ؕ	قَالُوۡا	بَلٰى	وَرَبِّنَا‌ؕ	قَالَ
وہ (یعنی رب) کہے گا	کیا یہ نہیں ہے	حق	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	ہمارے رب کی قسم	وہ کہے گا

فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾	قَدْ خَسِرَ	الَّذِيْنَ 818	كَذَّبُوْا
توتم لوگ چکھو	عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	گھاٹے میں رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءَتْهُمُ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	قَالُوْا
اللہ کی ملاقات کو	یہاں تک کہ	جب کبھی	آتی ہے ان کے پاس	(موت) کی گھڑی	بے گمان	تو کہتے ہیں

يٰحَسْرَتَنَا	عَلٰى مَا	فَرَّطْنَا	فِيْهَا	وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ	اَوْزَارَهُمْ	عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ
ہائے ہماری حسرت	اس پر جو	ہم نے کوتاہی کی	اس میں	اور وہ لوگ اٹھائیں گے	اپنے بوجھ	اپنی پیٹھوں پر

اَلَا	سَآءَ	مَا	يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾	وَمَا	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	اِلَّا
خبردار	برا ہے	وہ جو	یہ بوجھ اٹھاتے ہیں	اور نہیں ہے	دنیوی زندگی	مگر

لَعِبٌ	وَّلَهْوٌ ؕ	وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾
ایک کھیل	اور ایک تماشا	اور یقیناً آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	تقویٰ کرتے ہیں	کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

نوٹ:1 زیر مطالعہ آیت نمبر 32 میں دنیا کی زندگی کو کھیل اور تماشا کہا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی سنجیدگی نہیں ہے۔ دراصل اس کو کھیل اور تماشے سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہاں حقیقت کے مخفی ہونے کی وجہ سے بے بصیرت اور ظاہر پرست انسانوں کے لیے غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب موجود ہیں، جن میں پھنس کر کچھ انسان ایسا عجیب طرز عمل اختیار کرتے ہیں کہ ان کی زندگی محض ایک کھیل اور تماشا بن کر رہ جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر اللہ یا عالم یا طالب علم کے۔ امام جزریؒ کی تصریح کے مطابق دنیا کا ہر وہ کام جو اللہ کی اطاعت میں کیا جائے وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے۔ اس معلوم ہوا کہ دنیا کے سب ضروری کام، جائز طریقے سے روزی کمانا اور دوسری ضروریات جو حدود شریعت سے باہر نہ ہوں، وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہیں۔ احادیث میں اہل و عیال اقرباء، احباب، پڑوسی، مہمان وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی کو صدقہ اور عبادت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (33 تا 37)

ج ح د

(ف) جَحَدًا اس کا انکار کرنا جس کا دل میں اقرار ہو۔ جانتے بوجھتے انکار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 33۔

ترکیب اِنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ لَيَحْزُنُكَ کا فاعل اَلَّذِیْ ہے۔ اَلظّٰلِمِيْنَ پر لام تعریف ہے۔ (آیت: 34) رُسُلٌ اسم عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لئے واحد مونث کا صیغہ كُذِّبَتْ بھی جائز ہے۔ جَآءَكَ کا فاعل اَنْبَاءُ محذوف ہے۔ نَبَاِی میں یا زائدہ ہے۔ یہ اصلاً مِنْ نَبَاِ تھا۔ اَلْمُرْسَلِيْنَ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت: 35) اِنْ شرطیہ کی وجہ سے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَاْتِيَهُمْ میں فا سببیہ کی وجہ سے تَاْتِيَ حالت نصب میں آیا ہے (آیت: 37) نُزِّلَ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اٰيَةٌ حالت رفع میں ہے۔

818

ترجمہ

قَدْ نَعْلَمُ	اِنَّهٗ	لَيَحْزُنُكَ	الَّذِیْ	يَقُوْلُوْنَ	فَاِنَّهُمْ
ہم جان چکے ہیں	کہ یہ حقیقت ہے کہ	بے شک غمگین کرتی ہے آپؐ کو	وہ (بات) جو	وہ لوگ کہتے ہیں	تو بیشک یہ لوگ

لَا يُكَذِّبُوْنَكَ	وَلٰكِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾	وَلَقَدْ كُذِّبَتْ
نہیں جھٹلاتے آپؐ کو	اور لیکن (یعنی بلکہ)	یہ ظالم لوگ	اللہ کی نشانیوں کا	جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور بیشک جھٹلائے جا چکے ہیں

رُسُلٌ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَصَبَرُوْا	عَلٰی مَا	كُذِّبُوْا	وَاُوْذُوْا	حَتّٰی
بہت سے رسول	آپؐ سے پہلے	تو وہ ثابت قدم رہے	اس پر جس پر	انہیں جھٹلایا گیا	اور انہیں اذیت دی گئی	یہاں تک کہ

اَتٰىهُمْ	نَصْرُنَا ۚ	وَلَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ	وَلَقَدْ جَآءَكَ
آئی ان کے پاس	ہماری مدد	اور کوئی بھی بدلنے والا نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں کو	اور بیشک آ چکی ہیں آپؐ کے پاس (کچھ خبریں)

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾	وَاِنْ كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكَ	اِعْرَاضُهُمْ	فَاِنِ	اسْتَطَعْتَ
بھیجے ہوؤں (یعنی رسولوں) کی خبر میں سے	اور اگر ہے	بہت بھاری	آپؐ پر	ان کا اعراض کرنا	تو اگر	آپؐ میں استطاعت ہے

اَنْ	تَبْتَغِیَ	نَفَقًا	فِی الْاَرْضِ	اَوْ	سُلَّمًا	فِی السَّمَآءِ
کہ	آپؐ تلاش کریں	کوئی سرنگ	زمین میں	یا	کوئی سیڑھی	آسمان میں

فَتَاْتِيَهُمْ	بِاٰيَةٍ ؕ	وَلَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَمَعَهُمْ	عَلَی الْهُدٰی
تو آپؐ! لے آئیں ان کے پاس	کوئی نشانی	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو جمع کر دیتا ان کو	ہدایت پر

فَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾	اِنَّمَا	يَسْتَجِيْبُ	الَّذِيْنَ	يَسْمَعُوْنَ ؕ
پس آپؐ ہرگز نہ ہوں	نادانوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	جواب دیتے ہیں (یعنی مانتے ہیں)	وہ لوگ جو	سنتے ہیں

وَالْمَوْتٰی	يَبْعَثُهُمُ	اللّٰهُ	ثُمَّ	اِلَيْهِ	يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾	وَقَالُوْا
اور مردے!	اٹھائے گا ان کو	اللہ	پھر	اس کی طرف ہی	وہ لوٹائے جائیں گے	اور انہوں نے کہا

لَوْلَا	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ	قُلْ	اِنَّ اللّٰهَ
کیوں نہیں	اتاری گئی	انؐ پر	کوئی نشانی	انؐ کے رب (کی طرف) سے	آپؐ کہیے	یقیناً اللہ

قَادِرٌ	عَلٰٓی	اَنْ	يُّنَزِّلَ	اٰيَةً	وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾
قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	کہ وہ اتارے	کوئی نشانی	اور لیکن	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے

نوٹ 1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دیکھتے تھے کہ اس قوم کو سمجھاتے ہوئے مدت گزر گئی ہے اور یہ راہ راست پر نہیں آتے تو

آپؐ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ اللہ کی اس حکمت کے خلاف ہے جس کے تحت اس نے انسان کو دنیا میں ایک ذمہ دار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا ہے، اسے تصرف کے اختیارات دیئے ہیں، اطاعت اور نافرمانی کی آزادی بخشی ہے، امتحان کی مہلت عطا کی ہے اور اس کے طرزِ عمل کے مطابق جزا و سزا دینے کے لیے فیصلے کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (38 تا 45)

ترکیب

(آیت:38) مِنْ دَآبَّةٍ کے مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے طٰٓئِرٍ حالت جر میں ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ جَنَاحَيْهِ دراصل جَنَاحَيْنِ (تثنیہ) تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے۔ اُمَمٌ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے (آیت:39) فِي الظُّلُمٰتِ قائم مقام خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا محذوف ہے۔ (آیت:40) تَدْعُوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے غَيْرَ اللّٰهِ حالت نصب میں ہے۔ (آیت:42) لَقَدْ اَرْسَلْنَا کا مفعول رُسُلًا محذوف ہے۔ (آیت:43) فَلَوْلَا فعل تَضَرَّعُوْا سے متعلق ہے۔ درمیان میں اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا جملہ معترضہ ہے۔

وَمَا	مِنْ دَآبَّةٍ	فِي الْاَرْضِ	وَلَا	طٰٓئِرٍ	يَّطِيْرُ	بِجَنَاحَيْهِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	زمین میں	اور نہ ہی ہے	کوئی بھی اڑنے والا	جو اڑتا ہے	اپنے دونوں پروں پر

اِلَّآ	اُمَمٌ	اَمْثَالُكُمْ ؕ	مَا فَرَّطْنَا	فِي الْكِتٰبِ	مِنْ شَيْءٍ	ثُمَّ
مگر یہ کہ	وہ (بھی) امتیں ہیں	تم لوگوں کی مانند	ہم نے کمی نہیں کی	کتاب میں	کچھ بھی	پھر

اِلٰى رَبِّهِمْ	يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	صُمٌّ	وَّبُكْمٌ
ان کے رب کی طرف ہی	وہ سب جمع کئے جائیں گے	اور وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	بہرے ہیں	اور گونگے ہیں

فِي الظُّلُمٰتِ ؕ	مَنْ	يَّشَاِ	اللّٰهُ	يُضْلِلْهُ ؕ	وَمَنْ	يَّشَاْ
(وہ لوگ) اندھیروں میں ہیں	جس کو	چاہتا ہے	اللہ	(تو) وہ گمراہ کرتا ہے اس کو	اور جس کو	وہ چاہتا ہے

يَجْعَلْهُ	عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾	قُلْ	اَ	رَءَيْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ
(تو) وہ ڈالتا ہے اس کو	ایک سیدھے راستے پر	آپؐ کہئے	کیا	تو نے دیکھا اپنے لوگوں کو	کہ اگر	آئے تمہارے پاس

عَذَابُ اللّٰهِ	اَوْ	اَتَتْكُمُ	السَّاعَةُ	اَ	غَيْرَ اللّٰهِ	تَدْعُوْنَ ۚ
اللہ کا عذاب	یا	آئے تم پر	قیامت	تو کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	تم لوگ پکارو گے

اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾	بَلْ اِيَّاهُ	تَدْعُوْنَ	فَيَكْشِفُ	مَا
اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ صرف اس کو ہی	تم لوگ پکارتے ہو	تو وہ کھول دیتا ہے	اس کو

تَدْعُوْنَ	اِلَيْهِ	اِنْ	شَآءَ	وَتَنْسَوْنَ	مَا	تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع
تم لوگ پکارتے ہو	جس کے لئے	اگر	وہ چاہتا ہے	اور بھول جاتے ہو	اس کو جس کو	تم لوگ شریک کرتے ہو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓى اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَاَخَذْنٰهُمْ	بِالْبَاْسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ	818 لَعَلَّهُمْ
اور ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپؐ سے پہلے	پھر ہم نے پکڑا ان کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد کہ وہ لوگ

يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾	فَلَوْلَآ	اِذْ جَآءَهُمْ	بَاْسُنَا	تَضَرَّعُوْا	وَلٰكِنْ	قَسَتْ
گڑگڑائیں	تو کیوں نہیں	جب آئی ان کے پاس	ہماری سختی	وہ لوگ گڑگڑاتے	اور لیکن	سخت ہوئے

قُلُوْبُهُمْ	وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾	فَلَمَّا
ان کے دل	اور مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	پھر جب

نَسُوْا	مَا	ذُكِّرُوْا	بِهٖ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط
وہ بھولے	اس کو	ان کی یاددہانی کرائی گئی	جس سے	تو ہم نے کھول دیئے	ان پر	ہر چیز کے دروازے

حَتّٰٓى	اِذَا	فَرِحُوْا	بِمَآ	اُوْتُوْٓا	اَخَذْنٰهُمْ	بَغْتَةً
یہاں تک کہ	جب	وہ بہت خوش ہوئے	اس سے جو	دیا گیا ان کو	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک

فَاِذَا	هُمْ	مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾	فَقُطِعَ	دَابِرُ الْقَوْمِ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا ط
تب پھر	وہ لوگ	انتہائی غمگین ہوئے	پھر کاٹی گئی	اس قوم کی جڑ	جنہوں نے	ظلم کیا

وَالْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾
اور تمام شکر	اللہ ہی کے لئے ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے

نوٹ: 1

اس کائنات میں زمین ہو یا فضاؤں میں، جہاں کہیں جو بھی چیز ہے، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی صناعی، قدرت اور سجانیت (Perfectionism) کی نشانیاں موجود ہیں جن کو دیکھ کر انسان اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کا ادراک حاصل کرسکتا ہے۔ یہ کیسی نشانیاں ہیں اور ان سے کیا مراد ہے، اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں۔ اگر کسی پارک میں گھاس، بوٹے، جھاڑیاں وغیرہ بے ترتیبی سے اُگے ہوئے ہیں تو اسے دیکھنے والا ہر شخص یہی کہے گا کہ اس پارک کا کوئی مالی نہیں ہے۔ دوسرے پارک میں گھاس ہموار ہے، بوٹے ترتیب سے لگے ہیں اور جھاڑیاں تراش کر کیاریاں بنی ہوئی ہیں لیکن مالی کہیں نظر نہیں آرہا ہے پھر بھی باغ کی حالت دیکھ کر ہر شخص مالی کے وجود کو بھی تسلیم کرے گا اور اس کی صلاحیت کا بھی اسے اندازہ ہوجائے گا۔

اسی طرح ہر جاندار کے جسم میں ایک نظام اپنا کام کررہا ہے اور خود کائنات میں ایک نظم و ترتیب موجود ہے جسے دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا ایک خالق ہے جو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے اور یہ سب کچھ خود بخود میں آنے والی چیز نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر ''عظیم دھماکہ'' (Big Bang) تھیوری پر تنقید کرتے ہوئے اور اسے رد کرتے ہوئے ایک مغربی سائنسدان نے کہا ہے کہ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک پریس میں دھماکہ ہوا اور ایک عظیم لغت (Dictionary) خود بخود وجود میں آگئی۔

کائنات کی ہر چیز میں اپنے وجود اور اپنی صفات کی نشانیاں میں مشاہدہ اور غور و فکر کی صلاحیتیں ودیعت کرکے اللہ تعالیٰ نے نتیجہ اخذ کرنے اور اپنی رائے قائم کرنے کے لئے انسان کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ انسان کی اس آزادی میں وہ مداخلت نہیں کرتا۔

اس وجہ سے انسان تین گروہوں میں تقسیم ہوجاتے۔ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو 818 استعمال کرنے کے بجائے انہیں باہمی تکاثر اور تفاخر پر صرف کردیتے ہیں۔ یہ لوگ بہروں اور گونگوں کی مانند ہیں اور لاعلمی کے اندھیروں میں بھٹکے رہتے ہیں، خواہ اپنے پیشے میں ماسٹرس اور ڈاکٹریٹ کرلیں۔ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فتویٰ تو یہی ہے۔

پھر جو لوگ اپنی صلاحیتوں کو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان میں سے کسی کو گمراہی ملتی ہے۔اور کسی کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کون کسی نیت اور ارادے سے تحقیق و جستجو کرتا ہے۔جو ایک نامور سائنسدان اور موجد بننے کے لئے کرتا ہے، اس کے حصے میں مادہ پرستی آتی ہے اور جو واقعی زندگی ک مقصد کا متلاشی ہوتا ہے۔اس کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ اصولوں اور نظام کے تحت ہوتا ہے اس لئے گمراہ کرنے اور ہدایت دینے کے عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔جبکہ رائے قائم کرنے اور فیصلہ کرنے کے اختیار اور آزادی کی بنیاد پر انسان کی ذمہ داری اور جوابدہی برقرار رہتی ہے۔

آیت نمبر (46تا50)

ص د ف

(ض) صَدْفًا: ہٹانا۔کنارے کرنا (متعدی) پھر جانا۔کنارہ کش ہونا (لازم) زیر مطالعہ آیت نمبر 46۔

صَدَفٌ: اسم ذات ہے۔کسی چیز کا کنارہ۔﴿ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ ﴾ (18/الکھف:96) ''یہاں تک کہ جب برابر کردیا دونوں کناروں کے درمیان کو۔''

ترکیب

(آیت:47) بَغْتَةً اور جَهْرَةً حال ہیں۔اسی لئے حالت نصب میں ہیں۔ يُهْلَكُ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اَلْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ حالت رفع میں ہے۔(آیت:48) اَصْلَحَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ اَنْفُسَهُمْ ہوسکتا ہے۔(آیت:50) اِنْ اَتَّبِعُ کا اِنْ نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آرہا ہے۔''

ترجمہ

قُلْ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	اَخَذَ	اللّٰهُ	سَمْعَكُمْ
آپؐ کہیے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	پکڑ لے	اللہ	تمہاری سماعت کو

وَ اَبْصَارَكُمْ	وَخَتَمَ	عَلٰى قُلُوْبِكُمْ	مَّنْ	اِلٰهٌ	غَيْرُ اللّٰهِ	يَاْتِيْكُمْ
اور تمہاری بصارت کو	اور وہ مہر لگادے	تمہارے دلوں پر	تو کون	الٰہ ہے	اللہ کے علاوہ	جو لادے تمہارے پاس

بِهٖ	اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ	الْاٰيٰتِ	ثُمَّ	هُمْ
اس کو	آپؐ دیکھیں	کیسے	ہم گھماتے ہیں	نشانیوں (یعنی دلیلوں) کو	پھر (بھی)	وہ لوگ

يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾	قُلْ	اَ	رَءَيْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ	عَذَابُ اللّٰهِ
کنارہ کش ہوتے ہیں	آپؐ کہیے	کیا	تو نے دیکھا اپنوں کو	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس	اللہ کا عذاب

بَغْتَةً	اَوْ	جَهْرَةً	هَلْ	يُهْلَكُ	اِلَّا	الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾
اچانک	یا	کھلم کھلا	تو کیا (یعنی کون)	ہلاک کیا جائے گا	سوائے	ظلم کرنے والی قوم کے

وَمَا نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِيْنَ	وَمُنْذِرِيْنَ ۚ	فَمَنْ	اٰمَنَ
اور ہم نہیں بھیجتے	بھیجے ہوؤں کو	مگر	بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	پھر جو	ایمان لایا

وَاَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا	هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾	وَالَّذِيْنَ
اور اس نے اصلاح کی (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ ہی	وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	اور وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	يَمَسُّهُمُ	الْعَذَابُ	بِمَا	كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾	قُلْ
جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	پہنچے گا ان کو	عذاب	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	آپؐ کہیے

لَآ اَقُوْلُ	لَكُمْ	عِنْدِيْ	خَزَآئِنُ اللّٰهِ	وَلَآ اَعْلَمُ	الْغَيْبَ	وَلَآ اَقُوْلُ
میں نہیں کہتا	تم لوگوں سے	کہ میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور نہ ہی میں جانتا ہوں	غیب کو	اور نہ ہی میں کہتا ہوں

لَكُمْ	اِنِّيْ	مَلَكٌ ۚ	اِنْ اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا	يُوْحٰٓى
تم لوگوں سے	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں	میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا گیا

اِلَيَّ ۭ	قُلْ	هَلْ	يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ ۭ	اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع
میری طرف	آپؐ کہیے	کیا	برابر ہوتے ہیں	اندھے	اور دیکھنے والے	تو کیا تم لوگ غور وفکر نہیں کرتے

آیت نمبر (51 تا 55)

ط ر د

(ن) **طَرَدًا**: کسی کو حقیر سمجھ کر دور کرنا۔ دھتکارنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 52۔

طَارِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ دھتکارنے والا۔ ﴿وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾﴾ (26/الشعراء:114) ”اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں۔“

ترکیب

(آیت: 51) بِهٖ میں ضمیر گزشتہ آیت میں مَا يُوْحٰٓى کے لیے ہے یعنی قرآن مجید۔ مِنْ دُوْنِهٖ میں ضمیر ربّ کے لئے ہے۔ (آیت: 52) يُرِيْدُوْنَ حال ہے يَدْعُوْنَ کا۔ فعل نہی اور فعل نفی کے جواب میں اگر فعل مضارع آتا ہے تو وہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔ یہاں فَتَطْرُدَ کی نصب فعل نہی وَلَا تَطْرُدِ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فعل نفی مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ کی وجہ سے ہے جبکہ فَتَكُوْنَ فا سببیّہ کی وجہ سے نصب میں ہے۔ (آیت: 53) لِيَقُوْلُوْٓا پر لامِ کی نہیں بلکہ لامِ عاقبت ہے۔ (آیت: 54) اَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے جبکہ فَاَنَّهٗ میں ضمیر رب کے لیے ہے مَنْ عَمِلَ کا مَنْ شرطیہ ہے۔ اس لئے ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت: 55) تَسْتَبِيْنَ واحد مونث کا صیغہ ہے اور سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ اس کا فاعل ہے۔

ترجمہ

وَاَنْذِرْ	بِهِ	الَّذِيْنَ	يَخَافُوْنَ	اَنْ	يُّحْشَرُوْٓا	اِلٰى رَبِّهِمْ
اور آپؐ خبردار کریں	اس سے	ان لوگوں کو جو	ڈرتے ہیں	کہ	وہ اکٹھا کئے جائیں گے	اپنے رب کی طرف

لَيْسَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	وَلِيٌّ	وَّلَا شَفِيْعٌ	لَّعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ 818
نہیں ہے	ان کے لیے	جس کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا	شائد کہ وہ لوگ	تقویٰ کریں

وَلَا تَطْرُدِ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدٰوةِ	وَالْعَشِيِّ	يُرِيْدُوْنَ
اور آپؐ مت دور کریں	ان لوگوں کو جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح سویرے	اور شاموں کو	چاہتے ہوئے

وَجْهَهٗ ؕ	مَا عَلَيْكَ	مِنْ حِسَابِهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	وَّمَا	مِنْ حِسَابِكَ
اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	نہیں ہے آپؐ پر	ان کے حساب میں سے	کچھ بھی	اور نہیں ہے	آپؐ کے حساب میں سے

عَلَيْهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَتَطْرُدَهُمْ	فَتَكُوْنَ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾	وَكَذٰلِكَ	فَتَنَّا
ان لوگوں پر	کچھ بھی	پھر بھی آپؐ دور کریں گے ان کو	تو آپؐ ہو جائیں گے	ظلم کرنے والوں میں سے	اور اس طرح	ہم نے آزمایا

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لِّيَقُوْلُوْٓا	اَ	هٰٓؤُلَآءِ	مَنَّ	اللّٰهُ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا	یہ لوگ ہیں	احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمْ	مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ	اَ	لَيْسَ	اللّٰهُ	بِاَعْلَمَ	بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾
جن پر	ہمارے درمیان سے	(تو) کیا	نہیں ہے	اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا	شکر کرنے والوں کو

وَاِذَا	جَآءَكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	فَقُلْ	سَلٰمٌ
اور جب بھی	آئیں آپؐ کے پاس	وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں	ہماری نشانیوں پر	تو آپؐ کہیں	سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ	كَتَبَ	رَبُّكُمْ	عَلٰى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ ۙ	اَنَّهٗ	مَنْ
تم لوگوں پر	لکھا (یعنی لازم کیا)	تمہارے رب نے	اپنے آپ پر	رحمت کو	حقیقت یہ ہے کہ	جو

عَمِلَ	مِنْكُمْ	سُوْٓءًا	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ
کرتا ہے	تم میں سے	کوئی برائی	نادانی سے	پھر	وہ توبہ کرتا ہے	اس کے بعد

وَاَصْلَحَ	فَاَنَّهٗ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾	وَكَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ
اور اصلاح کرتا ہے	تو یہ کہ وہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں

الْاٰيٰتِ	وَلِتَسْتَبِيْنَ	سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع
نشانیوں کو	اور تاکہ واضح ہو جائے	مجرموں کا راستہ

نوٹ: 1 آیات مذکورہ سے چند ہدایات واضح ہوتی ہیں۔ اوّلاً یہ کہ کسی ظاہری خستہ حالی کو دیکھ کر اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں ہے۔ بسا اوقات ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے نزدیک نہایت معزز ہوتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ شرافت کا معیار محض دنیا کی دولت و ثروت کو سمجھنا انسانیت کی توہین ہے۔ ثالثاً یہ کہ کسی قوم کے مصلح اور مبلغ کے لئے اگرچہ تبلیغ بھی ضروری ہے جس میں

ماننے والے اور نہ ماننے والے سب مخاطب ہوں، لیکن ان لوگوں کا حق مقدم ہے، جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ رابعاً یہ کہ جو شخص انعامات الٰہیہّ کی زیادتی کا طالب ہو، اس پر لازم ہے کہ قول وعمل سے شکرگزاری کو اپنا شعار بنائے۔ (معارف القرآن)
818

آیت نمبر (56 تا 60)

س ق ط

(ن) سُقُوْطًا: بلندی سے پستی میں گرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

سُقِطَ: سَقَطَ فعل لازم ہے۔ پھر بھی ایک محاورہ میں اس کا مجہول سُقِطَ آتا ہے لیکن وہاں بھی معنی لازم کے دیتا ہے۔ سُقِطَ فِیْ یَدِہٖ کا مطلب ہے لغزش کرنا۔ نادم ہونا۔ ﴿ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْٓ اَیْدِیْهِمْ ﴾ (7/الاعراف:149) ''اور جب وہ لوگ پچھتائے۔''

سَاقِطٌ: اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا۔ ﴿ وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا ﴾ (52/الطور:44) ''اور اگر وہ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا ہوتے ہوئے۔''

(افعال) اِسْقَاطًا: کسی کو گرانا۔ ﴿ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ ﴾ (17/بنی اسرائیل:92) ''یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا۔''

اَسْقِطْ: فعل امر ہے۔ تو گرا۔ ﴿ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ (26/الشعراء:187) ''پس تو گرا ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے۔''

(مفاعلہ) مُسَاقَطَةً: مسلسل یا باری باری گرانا۔ ﴿ وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴾ (19/مریم:25) '''' تو ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو تو وہ گراتا رہے گا تجھ پر تازہ پکی کھجوروں کو۔''

و ر ق

(ض) وَرْقًا: درخت کا پتے دار ہونا۔

وَرَقٌ: اسم جنس ہے۔ پتے۔ واحد وَرَقَةٌ۔ جمع اَوْرَاقٌ۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

وَرِقٌ: اسم ذات ہے۔ چاندی کا سکہ۔ ﴿ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ هٰذِهٖٓ ﴾ (18/الکہف:19) ''تو بھیجو اپنے میں سے ایک کو اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ۔''

ر ط ب

(س) رُطُوْبَةً: نمی والا ہونا۔ تر ہونا۔

رَطْبٌ: نمناک یا تر چیز۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

(ن) رَطْبًا: کھجور کا پک جانا۔

رُطَبٌ: پکی کھجور۔ اوپر (19/مریم:25) میں دیکھیں۔

ی ب س

(س) یَبْسًا: کسی چیز کا خشک ہونا۔ سوکھ جانا۔

یَبْسٌ: تری کے بعد خشک ہوجانے والی چیز۔

یَبَسٌ تری کے بعد خشک ہو جانے والی جگہ یا زمین۔﴿ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ﴾ (20/طٰہٰ:77)''پس آپؑ بنا دیں ان کے لیے ایک خشک راستہ سمندر میں۔''

یَابِسٌ جمع مونث یَا بِسَاتٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خشک ہونے والا یعنی خشک زیر مطالعہ آیت نمبر۔59۔﴿ سَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ﴾ (12/یوسف:43)''سات ہری بالیں اور دوسری خشک۔''

ترکیب

(آیت:57) بِہٖ میں ضمیر بَیِّنَۃٍ کے لیے معنوی لحاظ سے مذکر آئی ہے کیونکہ یہاں بَیِّنَۃٍ سے مراد وحی اور قرآن مجید ہے۔ (6/الانعام:59) تَسۡقُطُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اسکا فاعل وَرَقَۃٌ ہے جو مِنۡ لگنے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ لَا حَبَّۃٍ۔ لَا رَطۡبٍ اور لَا یَابِسٍ، ان سب میں لَا کے بعد تَسۡقُطُ یا اور یَسۡقُطُ محذوف ہے اور مِنۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے یہ اسماء حالت جر میں آئے ہیں۔ فِیۡ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ سے پہلے اس کا مبتدا اور خبر، دونوں محذوف ہیں۔ آیت:60) فِیۡہِ کی ضمیر النَّھَارِ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلۡ	اِنِّیۡ	نُهِيۡتُ	اَنۡ	اَعۡبُدَ	الَّذِيۡنَ	تَدۡعُوۡنَ
آپؐ کہیے	کہ	مجھ کو منع کیا گیا ہے	کہ	میں بندگی کروں	ان لوگوں کی جن کو	تم لوگ پکارتے ہو

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ	قُلۡ	لَّاۤ اَتَّبِعُ	اَهۡوَآءَكُمۡ ۙ	قَدۡ ضَلَلۡتُ	اِذًا	وَّمَاۤ اَنَا
اللہ کے علاوہ	آپؐ کہیے	میں پیروی نہیں کروں گا	تم لوگوں کی خواہشات کی	میں تو گمراہ ہو چکوں گا	پھر تو	اور میں نہیں رہوں گا

مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ ۝	قُلۡ	اِنِّیۡ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنۡ رَّبِّیۡ	وَكَذَّبۡتُمۡ	بِهٖ ؕ
ہدایت پانے والوں میں سے	آپؐ کہیے	کہ میں	ایک واضح دلیل پر ہوں	اپنے رب (کی طرف) سے	حالانکہ تم لوگوں نے جھٹلایا	اس کو

مَا عِنۡدِیۡ	مَا	تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ	بِهٖ ؕ	اِنِ	الۡحُكۡمُ	اِلَّا
میرے پاس نہیں ہے	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	نہیں ہے	حکم	مگر

لِلّٰهِ ؕ	يَقُصُّ	الۡحَقَّ	وَهُوَ	خَيۡرُ الۡفٰصِلِيۡنَ ۝	قُلۡ	لَّوۡ
اللہ کا	وہ بیان کرتا ہے	حق کو	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں میں بہترین ہے	آپؐ کہیے	اگر

اَنَّ	عِنۡدِیۡ	مَا	تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ	بِهٖ	لَقُضِیَ	الۡاَمۡرُ
یہ کہ	میرے پاس ہوتا	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام معاملات کا

بَيۡنِیۡ	وَبَيۡنَكُمۡ ؕ	وَاللّٰهُ	اَعۡلَمُ	بِالظّٰلِمِيۡنَ ۝	وَعِنۡدَهٗ	مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور اللہ	خوب جانتا ہے	ظلم کرنے والوں کو	اور اس ہی کے پاس ہیں	غیب کی کنجیاں

لَا يَعۡلَمُهَاۤ	اِلَّا	هُوَ ؕ	وَيَعۡلَمُ	مَا	فِى الۡبَرِّ	وَالۡبَحۡرِ ؕ
نہیں جانتا ان کو	مگر	وہ	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	خشکی میں ہے	اور پانی میں ہے

وَمَا تَسْقُطُ	مِنْ وَّرَقَةٍ	اِلَّا	يَعْلَمُهَا	وَلَا	حَبَّةٍ	فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ
اور نہیں گرتا	کوئی بھی پتا	مگر	وہ جانتا ہے اس کو	اور نہیں (گرتا)	کوئی بھی دانہ	زمین کے اندھیروں میں

وَلَا	رَطْبٍ	وَّلَا	يَابِسٍ	اِلَّا	فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٥٩	وَهُوَ
اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی تر چیز	اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی خشک چیز	مگر	وہ ہے ایک واضح کتاب میں	اور وہ

الَّذِيْ	يَتَوَفّٰكُمْ	بِالَّيْلِ	وَيَعْلَمُ	مَا	جَرَحْتُمْ	بِالنَّهَارِ
وہی ہے جو	پورا پورا لیتا ہے تم لوگوں کو	رات میں	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگوں نے کمایا	دن میں

ثُمَّ	يَبْعَثُكُمْ	فِيْهِ	لِيُقْضٰٓى	اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ	ثُمَّ	اِلَيْهِ
پھر	وہ اٹھاتا ہے تم لوگوں کو	اس میں	تاکہ پورا کیا جائے	مقرر مدت کو	پھر	اس کی ہی طرف

مَرْجِعُكُمْ	ثُمَّ	يُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٦٠ ع
تم لوگوں کے لیے لوٹنے کی جگہ ہے	پھر	وہ جتادے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کیا کرتے تھے

آیت نمبر (6/ الانعام: 61 تا 67)

ک ر ب

(ن) كَرْبًا: سخت غمگین ہونا۔

كَرْبٌ: شدید رنج، سخت تکلیف۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 64

ش ی ع

(ض) شَيْعًا: کسی خبر، عقیدہ یا نظریہ کا پھیلنا اور زور پکڑنا۔ (۱) پھیلنا۔ (۲) تقویت حاصل کرنا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (24/ النور: 19) ''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ پھیلے فحاشی ان لوگوں میں جو ایمان لائے تو ان کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔''

شِيَعٌ: اسم جنس ہے واحد شِيْعَةٌ جمع اَشْيَاعٌ، کسی عقیدے یا شخصیت سے متعلق لوگ جن سے اس کو تقویت حاصل ہو۔ (۱) پیروکار۔ (۲) گروہ۔ فرقہ۔ (6/ الانعام: 65) ﴿هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ﴾ (28/ القصص: 15) ''یہ اس کے فرقے سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔'' ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ﴾ (54/ القمر: 51) ''اور ہم نے ہلاک کیا ہے تمہارے گروہوں کو۔''

ترکیب

(آیت: 61) هُوَ الْقَاهِرُ میں هُوَ کی ضمیر مبتدا بھی ہے اور ضمیر فاصل بھی۔ اِذَا شرطیہ ہے اور اگلی آیت میں ثُمَّ اسی اِذَا سے متعلق ہے۔ اس لیے دونوں آیتوں میں افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ تَوَفَّتْ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل رُسُلُنَا عاقل کی جمع مکسر ہے اور اس کی ضمیر مفعولی اَحَدَكُمُ کے لیے ہے۔ (آیت: 62) اللّٰهِ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوْلٰهُمُ کا مضاف مَوْلٰى حالت جر میں ہے اور اَلْحَقِّ اس کی صفت ہے۔ (آیت: 63) مَنْ استفہامیہ ہے۔ تَدْعُوْنَهٗ کی ضمیر مَنْ کے لیے ہے۔

تَضَرُّعًا اور خُفْيَةً حال ہیں۔ هٰذِهٖ کا اشارہ ظُلُمٰتِ کی طرف ہے۔ (آیت:64) مِنْهَا کی ضمیر بھی ظُلُمٰتِ کے لیے ہے۔ (آیت:65) اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَلْبِسَ اور يُذِيْقَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ (آیت:67) مُسْتَقَرٌّ اسم المفعول ہے جو ظرف زماں کے طور پر ہے۔

ترجمہ

(آیت کے شروع کے یہ الفاظ نہیں لکھے تھے کتاب میں (نعیم) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا)

جَآءَ	اَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	تَوَفَّتْهُ	رُسُلُنَا	وَهُمْ	لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾
آتی ہے	تمہارے کسی ایک کو	موت	تو پورا پورا لیتے ہیں اس کو	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	اور وہ	کوتاہی نہیں کرتے

ثُمَّ	رُدُّوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ	اَلَا	لَهُ	الْحُكْمُ قف
پھر	ان کو لوٹایا جاتا ہے	اللہ کی طرف	جو ان کا حقیقی آقا ہے	سن لو	اس ہی کا ہے	تمام حکم

وَهُوَ	اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾	قُلْ	مَنْ	يُّنَجِّيْكُمْ	مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
اور وہ	حساب لینے والوں میں تیز ترین ہے	آپؐ کہیے	کون	تم لوگوں کو نجات دیتا ہے	پانی اور خشکی کے اندھیروں سے

تَدْعُوْنَهٗ	تَضَرُّعًا	وَّخُفْيَةً ج	لَئِنْ	اَنْجٰىنَا	مِنْ هٰذِهٖ	لَنَكُوْنَنَّ
تم لوگ پکارتے ہو جس کو	گڑگڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	(کہ) بیشک اگر	وہ نجات دے ہم کو	اس سے	تو ہم لازماً ہو جائیں گے

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾	قُلِ	اللّٰهُ	يُنَجِّيْكُمْ	مِّنْهَا	وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ	ثُمَّ
شکر گزاروں میں سے	آپؐ کہیے	اللہ	نجات دیتا ہے تم کو	اس سے	اور ہر ایک دکھ سے	پھر (بھی)

اَنْتُمْ	تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾	قُلْ	هُوَ الْقَادِرُ	عَلٰٓى	اَنْ	يَّبْعَثَ
تم لوگ	شریک کرتے ہو (دوسروں کو)	آپؐ کہیے	وہی قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	وہ بھیج دے

عَلَيْكُمْ	عَذَابًا	مِّنْ فَوْقِكُمْ	اَوْ	مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ	اَوْ	يَلْبِسَكُمْ
تم لوگوں پر	کوئی عذاب	تمہارے اوپر سے	یا	تمہارے قدموں کے نیچے سے	یا	وہ تم لوگوں کو بھڑا دے

شِيَعًا	وَّيُذِيْقَ	بَعْضَكُمْ	بَاْسَ بَعْضٍ ؕ	اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ
فرقہ فرقہ ہوتے ہوئے	اور وہ مزا چکھا دے	تمہارے بعض کو	بعض کی جنگ کا	(تو) دیکھو	کیسے	ہم بار بار بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ	لَعَلَّهُمْ	يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	وَكَذَّبَ	بِهٖ	قَوْمُكَ	وَ
نشانیوں کو	شائد کہ وہ	سمجھیں	اور جھٹلایا	اس کو	آپؐ کی قوم نے	حالانکہ

هُوَ الْحَقُّ ؕ	قُلْ	لَّسْتُ	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيْلٍ ؕ ﴿٦٦﴾	لِكُلِّ نَبَاٍ	مُّسْتَقَرٌّ ز
وہی حق ہے	آپؐ کہیے	میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی نگراں	ہر ایک خبر کے لیے	ایک وقت ہے

وَّسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾
اور عنقریب	تم لوگ جان لو گے

آیت نمبر (68 تا 73)

ب س ل

(ن)	بَسْلًا	کسی کو اس کی حاجت سے روکنا۔
(افعال)	اِبْسَالًا	کسی کو ہلاکت کے سپرد کر دینا۔ ہلاکت میں ڈالنا، زیر مطالعہ آیت نمبر۔70

ح م م

(ن)	حَمًّا	کسی چیز کو گرم کرنا۔
	حَمِیْمٌ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں گرم۔﴿ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴾ (26/ الشعراء:101)''اور نہ ہی کوئی گرم جوش دوست۔''﴿ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا ﴾ (47/محمد:15)''اور ان لوگوں کو پلایا جائے گا ایک کھولتا پانی۔''
(س)	حَمَمًا	کالا ہونا۔ سیاہ ہونا۔
	یَحْمُوْمٌ	دھواں۔﴿ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴾ (56/الواقعہ:43)''اور دھویں کے سائے میں۔''

ح ی ر

(س)	حَیْرَۃً	پانی کا کسی جگہ پر چکر لگانا۔ کسی معاملہ میں دماغ کا چکر لگانا یعنی حیرانی میں پڑنا۔
	حَیْرَانٌ	فَعْلَانُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا حیرت زدہ۔ آیت۔71

ترکیب

(آیت:68) اِمَّا دراصل اِنْ مَا ہے۔ (آیت:70) اِتَّخَذُوْا کا مفعول اول دِیْنَھُمْ ہے، جبکہ لَعِبًا اور لَھْوًا مفعول ثانی ہیں۔ ذِکْرٰ بِهٖ میں ہٖ کی ضمیر قرآن مجید کے لیے ہے۔ تَعْدِلُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس میں شامل ھِیَ کی ضمیر فاعلی نَفْسٌ کے لیے ہے۔ (آیت:71) نَدْعُوْ جمع متکلم کے صیغے میں الف کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید میں اس کے ساتھ الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ حَیْرَانَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ اَتٰی، یَاْتِیْ کا فعل امر اصلاً اِئْتِ بنتا ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر اِیْتِ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے تو فعل امر کا ہمزۃ الوصل صامت ہو جاتا ہے۔ اس لیے فاکلمہ کا ہمزہ واپس آ جاتا ہے۔ جیسے یہاں اَلْھُدَی ائْتِنَا آیا ہے۔ (آیت:73) عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ خبر ہے، اس کا مبتدا ھُوَ محذوف ہے۔ ھُوَ الْحَکِیْمُ پر ضمیر فاصل ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	رَاَیْتَ	الَّذِیْنَ	یَخُوْضُوْنَ	فِیْٓ اٰیٰتِنَا	فَاَعْرِضْ	عَنْھُمْ
اور جب کبھی	تو دیکھے	ان لوگوں کو جو	جھگڑتے ہیں	ہماری نشانیوں میں	تو اعراض کر	ان سے

حَتّٰی	یَخُوْضُوْا	فِیْ حَدِیْثٍ	غَیْرِهٖ	وَاِمَّا	یُنْسِیَنَّكَ	الشَّیْطٰنُ
یہاں تک کہ	وہ مشغول ہو جائیں	کسی اور بات میں	اس کے علاوہ	اور اگر جو (یعنی یہ کہ)	بھلا ہی دے تجھ کو	شیطان

فَلَا تَقْعُدْ	بَعْدَ الذِّكْرٰى	مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾	وَمَا	عَلَى الَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ	مِنْ حِسَابِهِمْ 846
تو مت بیٹھ	یاد آنے کے بعد	ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ	اور نہیں ہے	ان لوگوں پر جو	تقویٰ اختیار کرتے ہیں	ان کے حساب میں

مِّنْ شَيْءٍ	وَّلٰكِنْ	ذِكْرٰى	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾	وَ	ذَرِ
کچھ بھی	اور لیکن (یعنی بلکہ)	نصیحت کرنا ہے	شائد وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	اور	تو چھوڑ دے

الَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	دِيْنَهُمْ	لَعِبًا	وَّلَهْوًا	وَّغَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
ان لوگوں کو جنہوں نے	بنایا	اپنے دین کو	کھیل	اور تماشہ	اور فریب دیا ان کو	دنیوی زندگی نے

وَذَكِّرْ	بِهٖٓ	اَنْ	تُبْسَلَ	نَفْسٌۢ	بِمَا	كَسَبَتْ ۖ
اور تو یاد کراتا رہ	اس (کے ذریعہ) سے	کہ (کہیں)	ہلاکت میں ڈالی جائے	کوئی جان	بسبب اس کے جو	اس نے کمایا

لَيْسَ	لَهَا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلِيٌّ	وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ	وَاِنْ	تَعْدِلْ
نہیں ہے	اس کے لیے	اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی سفارشی	اور اگر	وہ برابر کرے گی (یعنی بدلہ میں دے گی)

كُلَّ عَدْلٍ	لَّا يُؤْخَذْ	مِنْهَا ۭ	اُولٰۗىِٕكَ	الَّذِيْنَ	اُبْسِلُوْا	بِمَا
سارے بدلے	تو نہیں لیا جائے گا	اس سے	یہ لوگ ہیں	جن کو	ہلاکت میں ڈالا گیا	بسبب اس کے جو

كَسَبُوْا ۚ	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِّنْ حَمِيْمٍ	وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ	بِمَا	كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع
انہوں نے کمایا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور دردناک عذاب ہے	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے

قُلْ	اَ	نَدْعُوْا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا	لَا يَنْفَعُنَا	وَلَا يَضُرُّنَا
تو کہہ دے	کیا	ہم پکاریں	اللہ کے علاوہ	اس کو جو	نفع نہیں دیتا ہم کو	اور نہ ہی تکلیف دیتا ہے ہم کو

وَنُرَدُّ	عَلٰٓي اَعْقَابِنَا	بَعْدَ اِذْ	هَدٰىنَا	اللّٰهُ	كَالَّذِي	اسْتَهْوَتْهُ
اور (کیا) ہم لوٹا دیئے جائیں	اپنی ایڑیوں پر	بعد اس کے جب	ہدایت دی ہم کو	اللہ نے	اس کی مانند	بہکایا جس کو

الشَّيٰطِيْنُ	فِي الْاَرْضِ	حَيْرَانَ ص	لَهٗٓ	اَصْحٰبٌ	يَّدْعُوْنَهٗٓ	اِلَى الْهُدَى
شیطانوں نے	زمین میں	حیران ہوتے ہوئے	اس کے ہیں	کچھ ساتھی	جو پکارتے ہیں اس کو	ہدایت کی طرف

ائْتِنَا ۭ	قُلْ	اِنَّ	هُدَى اللّٰهِ	هُوَ الْهُدٰى ۭ	وَاُمِرْنَا	لِنُسْلِمَ
کہ تو آ ہمارے پاس	تو کہہ دے	یقیناً	اللہ کی ہدایت	ہی کل ہدایت ہے	اور حکم دیا گیا ہم کو	تاکہ ہم فرمانبردار رہوں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ لا	وَاَنْ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاتَّقُوْهُ ۭ	وَهُوَ	الَّذِيْٓ
تمام جہانوں کے پروردگار کے	اور یہ کہ	قائم رکھو	نماز کو	اور تقویٰ کرو اس کا	اور وہ،	وہ ہے

اِلَيۡهِ	تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾	وَهُوَ	الَّذِيۡ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	846 وَالۡاَرۡضَ
جس کی طرف	تم سب جمع کئے جاؤ گے	اور وہ،	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو

بِالۡحَقِّ ؕ	وَيَوۡمَ	يَقُوۡلُ	كُنۡ	فَيَكُوۡنُ ۬ؕ	قَوۡلُهُ	الۡحَقُّ ؕ
حق کے ساتھ	اور جس دن	وہ کہے گا	تو ہو جا	تو وہ ہو جائے گا	اس کا کہا	حق ہے

وَلَهُ	الۡمُلۡكُ	يَوۡمَ	يُنۡفَخُ	فِي الصُّوۡرِ ؕ	عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ	وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ
اور اس ہی کی	کل سلطنت ہے	جس دن	پھونکا جائے گا	صور میں	چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے	اور وہی حکیم ہے

الۡخَبِيۡرُ ﴿۷۳﴾
خبیر ہے

نوٹ:1 جو لوگ اللہ کی نافرمانی سے خود بچ کر کام کرتے ہیں ان پر نافرمانوں کے کسی عمل کی ذمہ داری نہیں ہے۔ پھر وہ کیوں اپنے اوپر فرض کر لیں کہ ان سے بحث اور مناظرہ کر کے انہیں ضرور قائل کریں، ان کے ہر لغو اور مہمل اعتراض کا جواب دیں اور کسی نہ کسی طرح منوا کر چھوڑیں۔ ان کا فرض بس اتنا ہے کہ انہیں نصیحت کریں اور حق بات ان کے سامنے دکھ دیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 صور پھونکنے کی صحیح کیفیت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ کے حکم سے ایک مرتبہ صورت پھونکا جائے گا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر نہ معلوم کتنی مدت بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا اور سب دوبارہ زندہ ہو کر اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (74 تا 79)

ء ز ر

(ض) آَزَرًا: (۱) گتھا ہوا ہونا۔ مضبوط ہونا۔ (۲) تہبند باندھنا۔

اَزْرٌ: اسم ذات ہے۔ (۱) قوت۔ (۲) کمر۔ (تہبند باندھنے کی جگہ) ﴿ اشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِيۡ ﴿۳۱﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:31) ''تو سخت کر اس سے میری قوت کو۔''

اٰزَرُ: اَفۡعَلُ تفضیل کا وزن ہے۔ زیادہ گتھا ہوا۔ زیادہ مضبوط زیر مطالعہ آیت۔ 74 میں یہ اسم عَلَم کے طور پر آیا ہے۔

(مفاعلہ) مُؤَازَرَةً: کسی کو تقویت دینا۔ مضبوط کرنا۔ ﴿ كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ ﴾ (48/الفتح:29) ''ایک ایسی کھیتی کی مانند جس نے نکالا اپنا خوشہ پھر اس نے مضبوط کیا اس کو۔''

ص ن م

(س) صَنَمًا: غلام کا قوی اور مضبوط ہونا۔

صَنَمٌ: (ج) اَصۡنَامٌ۔ کسی کا مجسمہ، بت زیر مطالعہ آیت۔ 74۔

ک و ک ب

846

(رباعی) کَوْکَبَۃً لوہے کا چمک اٹھنا۔ جگ مگ کرنا۔

کَوْکَبٌ (ج) کَوَاکِبُ، ستارہ، ﴿وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ ﴾ (82/الانفطار:2) ''اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔''

ء ف ل

(ض۔ن) اُفُوْلًا غروب ہونا۔ڈوب جانا۔زیر مطالعہ آیت۔76

اٰفِلٌ اسم الفاعل ہے۔غروب ہونے والا۔زیر مطالعہ آیت۔76۔

ب ز غ

(ن) بَزْغًا نشتر لگنے سے خون نکلنا۔نمودار ہونا۔طلوع ہونا۔

بَازِغٌ اسم الفاعل ہے۔طلوع ہونے والا۔زیر مطالعہ آیت۔77۔

ترکیب

(آیت:74) اَبِیْ کا بدل ہونے کی وجہ سے اٰزَرَ حالت جر میں ہے۔ تَتَّخِذُ کا مفعول اول اَصْنَامًا ہے اور اٰلِھَۃً اس کا مفعول ثانی ہے۔سلسلہ کلام اِذْ سے شروع ہوا ہے اس لیے نُرِیْ (مضارع) کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔(آیت:78) اَلشَّمْسُ مونث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کے لیے ھٰذِہٖ کی جگہ ھٰذَا اور کُبْرٰی کی جگہ اَکْبَرُ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰھِیْمُ	لِاَبِیْهِ اٰزَرَ	اَ	تَتَّخِذُ	اَصْنَامًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اپنے باپ آزر سے	کیا	تو بناتا ہے	بتوں کو

اٰلِھَةً	اِنِّیْٓ	اَرٰىكَ	وَقَوْمَكَ	فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ	وَكَذٰلِكَ	نُرِیْٓ
الٰہ	بیشک میں	خیال کرتا ہوں تجھ کو	اور تیری قوم کو	ایک کھلی گمراہی میں	اور اس طرح	ہم نے مشاہدہ کرایا

اِبْرٰھِیْمَ	مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلِیَكُوْنَ	مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ	فَلَمَّا	جَنَّ	عَلَیْهِ
ابراہیم کو	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت کا	اور تاکہ وہ ہوجائے	یقین کرنے والوں میں سے	پھر جب	چھا گئی	انؑ پر

الَّیْلُ	رَاٰ	كَوْكَبًا	قَالَ	ھٰذَا	رَبِّیْ	فَلَمَّآ
رات	تو انہوںؑ نے دیکھا	ایک تارہ	انہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب

اَفَلَ	قَالَ	لَآ اُحِبُّ	الْاٰفِلِیْنَ	فَلَمَّا	رَاٰ	الْقَمَرَ
وہ ڈوب گیا	تو انہوںؑ نے کہا	میں پسند نہیں کرتا	ڈوبنے والوں کو	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا	چاند کو

بَازِغًا	قَالَ	ھٰذَا	رَبِّیْ	فَلَمَّآ	اَفَلَ	قَالَ
طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	تو انہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب	وہ ڈوب گیا	تو انہوںؑ نے کہا

لَىِٕنْ	لَّمْ یَهْدِنِیْ	رَبِّیْ	لَاَكُوْنَنَّ	مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ	فَلَمَّا	رَاَ
یقیناً اگر	ہدایت نہ دی مجھے	میرے رب نے	تو میں لازماً ہوجاؤں گا	گمراہ ہونے والوں میں سے	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا

الشَّمْسَ	بَازِغَةً	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ	هٰذَآ	اَكْبَرُ ۚ 846
سورج کو	طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	توانہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	یہ	سب سے بڑا ہے

فَلَمَّآ	اَفَلَتْ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اِنِّيْ	بَرِيْۗءٌ	مِّمَّا
پھر جب	وہ ڈوب گیا	توانہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	بیشک میں	بری ہوں	اس سے جس کو

تُشْرِكُوْنَ ۝78	اِنِّيْ	وَجَّهْتُ	وَجْهِيَ	لِلَّذِيْ	فَطَرَ	السَّمٰوٰتِ
تم لوگ شریک کرتے ہو	بیشک میں نے	رخ کیا	اپنے چہرے کا	اس کی طرف جس نے	وجود بخشا	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	حَنِيْفًا	وَّمَآ اَنَا	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝79
اور زمین کو	یکسو ہوتے ہوئے	اور میں نہیں ہوں	شریک کرنے والوں میں سے

نوٹ:1

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر ہے۔ تورات کے عربی اور انگریزی ترجموں اور تالمود، سب میں اس لفظ کا تلفظ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ قرآن نے یہاں جس تصریح کے ساتھ اس نام کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں یہود کے ہاں روایات کا جو اختلاف ہے وہ اس کو رفع کرنا چاہتا ہے اور قرآن چونکہ براہ راست وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لیے ماننا چاہیے کہ یہی نام صحیح ہے۔ (تدبر قرآن)

یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناموں میں تلفظ کے اخلاف کا مسئلہ صرف آزر کے نام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ متعدد نام ایسے ہیں جن میں تلفظ کا اختلاف موجود ہے، مثلاً یعقوب کو جیکب، موسیٰ کو موسس، یوسف کو جوزف کہنا، وغیرہ۔

نوٹ:2

آیات 76 تا 78 میں ستارہ، چاند اور سورج کو دیکھنے کا جو ذکر ہے، یہ حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتدائی غور وفکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے ان کے لیے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک سوچنے سمجھنے والا انسان، جس نے سراسر شرک کے ماحول میں آنکھ کھولی تھی، کس طرح آثار کائنات کا مشاہدہ کرکے اور ان پر غور وفکر کرکے حقیقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہوش سنبھالا تو ان کے گردوپیش ہر طرف چاند، سورج اور تاروں کی خدائی کے ڈنکے بج رہے تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر حضرت ابراہیمؑ کی جستجوئے حقیقت کا آغاز اسی سوال سے ہونا چاہیے تھا کہ کیا فی الواقع ان میں سے کوئی رب ہوسکتا ہے؟ اسی مرکزی سوال پر انہوں نے غور وفکر کیا اور ان سارے خداؤں کو ایک اٹل قانون کے تحت غلاموں کی طرح گردش کرتے دیکھ کر وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ان میں سے کوئی بھی رب نہیں ہوسکتا۔ رب صرف وہی ایک ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا اور اپنے حکم کا پابند کیا۔

مذکورہ آیات کے الفاظ سے عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ ہر روز چاند تاروں اور سورج کو طلوع و غروب ہوتے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ نیوٹن کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے باغ میں ایک سیب کو درخت سے گرتے دیکھا تو اس کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اشیاء آخر زمین پر ہی کیوں گرا کرتی ہیں۔ اس پر غور کرتے ہوئے وہ کشش ثقل کے قانون تک پہنچ گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے نیوٹن نے کبھی کوئی چیز گرتی ہوئی نہیں دیکھی تھی۔ ظاہر ہے کہ بار بار دیکھی ہوگی، لیکن ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی چیز کو بار بار دیکھتا رہتا ہے اور اس کے ذہن میں کوئی تحریک نہیں ہوتی، مگر کسی وقت اسی ویز کو دیکھ کر ذہن میں تحریک ہوتی ہے یا کوئی

سوال پیدا ہوتا ہے اور انسان کی غور وفکر کی قوتیں کام کرنے لگتی ہیں۔ ایسا ہی معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ سورج، چانداور تارے سب ہی ان کی آنکھوں کے سامنے ڈوبتے اورابھرتے رہتے تھے۔لیکن وہ ایک خاص دن تھاجب ایک تارے کے مشاہدے نے ان کے ذہن کواس راہ پرڈال دیا جس سے وہ توحیدالٰہ کی حقیقت تک پہنچ گئے۔

اس سلسلہ میں ایک اورسوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے تارے، چانداورسورج کودیکھ کرانہیں اپنا رب کہا،تو کیااس وقت عارضی طور پر ہی سہی، وہ شرک میں مبتلانہ ہوگئے تھے۔اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طالب حق اپنی جستجو کی راہ میں سفر کرتے ہوئے بیچ کی جن منزلوں پرغوروفکر کے لیےٹھہرتا ہے،اصل اعتباران منزلوں کانہیں ہوتا، بلکہ اصل اعتباراس سمت کا ہوتا ہےجس پر وہ پیش قدمی کرر ہاہےاور اس آخری مقام کا ہوتا ہے جہاں پہنچ کر وہ قیام کرتا ہے۔ بیچ کی منزلیں ہر جویائے حق کے لیے ناگزیر ہیں۔ان پرٹھہرنا بسلسلہ طلب وجستجو ہوتا ہے نہ کہ بصورت فیصلہ۔ اصلاً یہ ٹھہراؤ سوالی واستفہامی ہوتا ہے نہ کہ حُکمی۔ طالب جب ان میں سے کسی منزل پررک کرکہتا ہے کہ ''ایسا ہے'' تو دراصل یہ اس کی آخری رائے نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ''ایسا ہے؟''اورتحقیق سے اس کا جواب نفی میں پا کروہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ اثنائے راہ میں جہاں جہاں وہ ٹھہرتا رہاوہاں وہ عارضی طور پر کفروشرک میں مبتلا رہا۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر(80تا83)

ترکیب

(آیت:80) یہاں وَسِعَ فعل لازم ہے۔ رَبِّيْ اس کا فاعل ہے اور كُلَّ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے جب کہ عِلْمًا تمیز ہے۔
(آیت:83) نَرْفَعُ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ دَرَجٰتٍ تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

وَحَآجَّهٗ	قَوْمُهٗ	قَالَ	اَ	تُحَآجُّوْٓنِّيْ	فِي اللّٰهِ
اوران ؑ سے حجت بازی کی	ان ؑ کی قوم نے	انہوں ؑ نے کہا	کیا	تم لوگ حجت بازی کرتے ہو مجھ سے	اللہ (کے بارے) میں

وَ	قَدْ هَدٰىنِ	وَلَآ اَخَافُ	مَا	تُشْرِكُوْنَ	بِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ
اس حال میں کہ	وہ ہدایت دے چکا ہے مجھ کو	اور میں نہیں ڈرتا	اس سے	تم لوگ شریک کرتے ہو	جس کو	سوائے اس کے کہ

يَّشَآءَ	رَبِّيْ	شَيْـًٔا	وَسِعَ	رَبِّيْ	كُلَّ شَيْءٍ	عِلْمًا
چاہے	میرارب	کچھ (تکلیف دینا)	کشادہ ہوا	میرارب	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾	وَكَيْفَ	اَخَافُ	مَآ	اَشْرَكْتُمْ	وَ	لَا تَخَافُوْنَ
توکیاتم لوگ یاددہانی حاصل نہیں کرتے	اور کیسے	میں ڈروں	اس سے جس کو	تم لوگوں نے شریک کیا	حالانکہ	تم لوگ نہیں ڈرتے

اَنَّكُمْ	اَشْرَكْتُمْ	بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ يُنَزِّلْ	بِهٖ	عَلَيْكُمْ
کہ تم نے	شریک کیا	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے نہیں اتاری	جس کی	تم پر

سُلْطٰنًا ط	فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ	اَحَقُّ	بِالْاَمْنِ ج	اِنْ	كُنْتُمْ 846	تَعْلَمُوْنَ ۸۱
کوئی دلیل	تو دونوں فریقوں میں سے کون	زیادہ حقدار ہے	سکون میں ہونے کا	اگر	تم لوگ	جانتے ہو

اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا	اِيْمَانَهُمْ	بِظُلْمٍ	اُولٰٓئِكَ	لَهُمُ
وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے گڈ مڈ نہیں کیا	اپنے ایمان کو	ظلم کے ساتھ	وہ لوگ ہیں	جن کے لیے ہے

الْاَمْنُ	وَهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ ع ۸۲	وَتِلْكَ	حُجَّتُنَآ	اٰتَيْنٰهَآ	اِبْرٰهِيْمَ
سکون میں ہونا	اور وہ لوگ ہی	ہدایت پانے والے ہیں	اور یہ	ہماری حجت ہے	جو ہم نے دی	ابراہیمؑ کو

عَلٰى قَوْمِهٖ ط	نَرْفَعُ	دَرَجٰتٍ	مَّنْ	نَّشَآءُ ط	اِنَّ	رَبَّكَ
ان کی قوم پر	ہم بلند کرتے ہیں	درجات کے لحاظ سے	اس کو جس کو	ہم چاہتے ہیں	یقیناً	آپ کا رب

حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ۸۳
حکمت والا ہے	جاننے والا ہے

آیت نمبر (84تا90)

ق د و

(ن) قَدْوًا — گھوڑے کا سوار کو لے جانا۔

(افتعال) اِقْتِدَاءً — کسی کے نقش قدم پر چلنا۔ پیروی کرنا۔

اِقْتَدِ — فعل امر ہے۔ تو پیروی کر۔ زیر مطالعہ آیت۔90۔

مُقْتَدٍ — اسم الفاعل ہے۔ پیروی کرنے والا۔ ﴿وَاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۲۳﴾ (43/الزخرف:23) ”اور بیشک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔“

ترکیب

(آیت:84) لَهٗ میں ضمیر حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہے۔ وَنُوْحًا هَدَيْنَا میں هَدَيْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے نُوْحًا حالت نصب میں آیا ہے۔ اس کے آگے ابنیاء کرام کے تمام نام بھی اسی هَدَيْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ ذُرِّيَّتِهٖ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے لیے ہے۔ (آیت:9\8) يَكْفُرْ کا فاعل هٰٓؤُلَاءِ ہے۔ (آیت:98) اِقْتَدِ فعل امر ہے۔ اس کے آگے ہائے سکت لگی ہوئی ہے۔ (2/البقرہ:259، نوٹ 2)۔ اِقْتَدِ کا مفعول بِهُدٰىهُمُ ہے۔

ترجمہ

وَوَهَبْنَا	لَهٗٓ	اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط	كُلًّا	هَدَيْنَا ج	وَنُوْحًا	هَدَيْنَا
اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحٰقؑ اور یعقوبؑ	سب کو	ہم نے ہدایت دی	اور نوحؑ کو (بھی)	ہم نے ہدایت دی

846

مِنۡ قَبۡلُ	وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ	دَاوٗدَ	وَسُلَيۡمٰنَ	وَاَيُّوۡبَ	وَيُوۡسُفَ	وَمُوۡسٰى
اس سے پہلے	اور ان ؑ کی اولاد میں سے	داؤد ؑ کو	اور سلیمان ؑ کو	اور ایوب ؑ کو	اور یوسف ؑ کو	اور موسیٰ ؑ کو

وَهٰرُوۡنَ ؕ	وَكَذٰلِكَ	نَجۡزِى	الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۸۴﴾	وَزَكَرِيَّا	وَيَحۡيٰى	وَعِيۡسٰى
اور ہارون ؑ	اور اسی طرح	ہم جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور زکریا ؑ کو	اور یحییٰ ؑ کو	اور عیسیٰ ؑ کو

وَاِلۡيَاسَ ؕ	كُلٌّ	مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۙ﴿۸۵﴾	وَاِسۡمٰعِيۡلَ	وَالۡيَسَعَ	وَيُوۡنُسَ	وَلُوۡطًا ؕ
اور الیاس ؑ کو	یہ سب	صالحین میں سے ہیں	اور اسمٰعیل ؑ کو	اور الیسع ؑ کو	اور یونس ؑ	اور لوط ؑ کو

وَكُلًّا	فَضَّلۡنَا	عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۸۶﴾	وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ	وَذُرِّيّٰتِهِمۡ
اور سب کو	ہم نے فضیلت دی	تمام عالموں پر	اور ان کے آباواجداد میں سے	اور ان کی اولاد میں سے

وَاِخۡوَانِهِمۡ ۚ	وَ	اجۡتَبَيۡنٰهُمۡ	وَهَدَيۡنٰهُمۡ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۸۷﴾
اور ان کے بھائیوں میں سے (کچھ کو ہم نے فضیلت دی)	اس حال میں کہ	ہم نے ان کو چن لیا	اور ہم نے ان کو ہدایت دی	ایک سیدھے راستے کی طرف

ذٰلِكَ	هُدَى اللّٰهِ	يَهۡدِىۡ	بِهٖ	مَنۡ	يَّشَآءُ	مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ	وَلَوۡ
یہ	اللہ کی ہدایت ہے	وہ ہدایت دیتا ہے	اس کی	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور اگر

اَشۡرَكُوۡا	لَحَبِطَ	عَنۡهُمۡ	مَّا	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيۡنَ
وہ لوگ شرک کرتے	تو یقیناً اکارت ہو جاتا	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے	یہ لوگ،	وہ ہیں

اٰتَيۡنٰهُمُ	الۡكِتٰبَ	وَالۡحُكۡمَ	وَالنُّبُوَّةَ ۚ	فَاِنۡ	يَّكۡفُرۡ	بِهَا	هٰٓؤُلَآءِ
ہم نے دیا جن کو	کتاب	اور حکم دینے کا اختیار	اور نبوت	پھر اگر	انکار کریں	اس کا	یہ لوگ (یعنی اہل مکہ)

فَقَدۡ وَكَّلۡنَا	بِهَا	قَوۡمًا	لَّيۡسُوۡا	بِهَا	بِكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾	اُولٰٓئِكَ
تو ہم نے نگہبان مقرر کیا ہے	اس کا	ایک ایسی قوم کو جو	نہیں ہے	اس کا	انکار کرنے والی	یہ لوگ

الَّذِيۡنَ	هَدَى	اللّٰهُ	فَبِهُدٰٮهُمُ	اقۡتَدِهۡ ؕ	قُلۡ	لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ
وہ ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	پس ان کی ہدایت کی	آپ ﷺ پیروی کریں	آپ کہہ دیجئے	میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے

عَلَيۡهِ	اَجۡرًا ؕ	اِنۡ هُوَ	اِلَّا	ذِكۡرٰى	لِلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۰﴾ ع
اس پر	کوئی اُجرت	نہیں ہے یہ	مگر	ایک یاد دہانی	تمام عالموں کے لیے

846

آیت نمبر (91 تا 94)

غ م ر

(ن) غَمْرًا: پانی کا اتنا زیادہ ہونا کہ ہر چیز ڈھنک جائے۔(۱) زیادہ ہونا۔ سخت ہونا۔(۲) عقل کا کسی چیز سے ڈھنکا ہوا ہونا۔ غافل ہونا۔ مدہوش ہونا۔

غَمْرَةٌ: (ج) غَمَرَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔(۱) زیادتی، سختی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 93۔(۲) غفلت، مدہوشی، ﴿فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴾ (23/المومنون: 54) ”پس آپ ﷺ چھوڑ دیں ان کو ان کی مدہوشی میں ایک مدت تک۔“

ف ر د

(ن۔ک) فُرُوْدًا: اکیلا ہونا۔ تنہا ہونا۔

فَرْدًا: (ج) فُرَادٰى، صفت ہے۔ اکیلا، تنہا۔ ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا﴾ (21/الانبیاء: 89) ”اے میرے رب تو نہ چھوڑ مجھ کو تنہا۔“

ترکیب

(آیت: 91) نُوْرًا اور هُدًى حال ہیں۔ تَجْعَلُوْنَهٗ میں ضمیر مفعولی اَلْكِتٰبَ کے لیے ہے جبکہ تُبْدُوْنَهَا میں ضمیر مفعولی قَرَاطِيْسَ کے لیے ہے۔ لَمْ تَعْلَمُوْٓا میں ضمیر فاعلی اَنْتُمْ از خود شامل ہے لیکن یہاں اس کا ایک اور فاعل اٰبَآءُكُمْ بھی تھا اس لیے اَنْتُمْ کی ضمیر کو ظاہر کیا گیا۔ قُلِ اللّٰهُ جواب ہے مَنْ اَنْزَلَ کا۔ يَلْعَبُوْنَ بھی حال ہے۔ (آیت: 92) وَهٰذَا مبتدا ہے۔ كِتٰبٌ خبر ہے، اَنْزَلْنٰهُ اس کی صفت اول ہے۔ مُبٰرَكٌ صفت ثانی ہے۔ مُصَدِّقُ الَّذِيْ میں مضاف کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ حال نہیں ہے بلکہ كِتٰبٌ کی تیسری صفت ہے۔ بِهٖ کی ضمیر كِتٰبٌ کے لیے ہے۔ (آیت: 93) اَلظّٰلِمُوْنَ مبتدا ہے اور فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ قائم مقام خبر ہے۔ پھر یہ پورا جملہ وَلَوْ تَرٰٓى کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ اسی طرح وَالْمَلٰٓئِكَةُ مبتدا ہے اور بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اس کی خبر ہے۔ پھر یہ جملہ بھی وَلَوْ تَرٰٓى کا مفعول ہے۔ بَاسِطُوْٓا دراصل بَاسِطُوْنَ تھا۔ آگے اَيْدِيْ کا مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے اور الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اَخْرِجُوْٓا سے پہلے اَنْ محذوف ہے۔ اَلْيَوْمَ ظرف ہے۔ (آیت: 94) فُرَادٰى حال ہے۔ وَرَآءَ ظرف ہے۔ تَقَطَّعَ کا فاعل محذوف ہے۔

وَمَا قَدَرُوا	اللّٰهَ	حَقَّ قَدْرِهٖٓ	اِذْ	قَالُوْا	مَآ اَنْزَلَ	اللّٰهُ
اور انہوں نے قدر نہیں کی	اللہ کی	جیسا کہ اس کی قدر کا حق ہے	جب	انہوں نے کہا	نہیں اتارا	اللہ نے

عَلٰى بَشَرٍ	مِّنْ شَيْءٍ	قُلْ	مَنْ	اَنْزَلَ	الْكِتٰبَ الَّذِيْ	جَآءَ بِهٖ
کسی بشر پر	کچھ بھی	آپ ﷺ کہیے	کس نے	اتارا	اس کتاب کو	لائے جس کو

مُوْسٰى	نُوْرًا	وَّهُدًى	لِّلنَّاسِ	تَجْعَلُوْنَهٗ	قَرَاطِيْسَ
موسیٰ	نور ہوتے ہوئے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	لوگوں کے لیے	تم لوگ بناتے ہو اس کے	اوراق (یعنی اوراق میں نقل کرتے ہو)

تُبْدُوْنَهَا	وَتُخْفُوْنَ	كَثِيْرًا	وَعُلِّمْتُمْ	مَّا	لَمْ تَعْلَمُوْٓا	اَنْتُمْ
تم لوگ ظاہر کرتے ہوئے ہو اس کو	اور چھپاتے ہو	اکثر کو	اور علم دیا گیا تمہیں	اس کا جو	نہیں جانتے تھے	تم لوگ

وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ط	قُلِ	اللّٰهُ	ثُمَّ	ذَرْ	هُمْ	846 فِيْ خَوْضِهِمْ
اور نہ ہی تمہارے آباواجداد	آپ کہیے	اللہ نے	پھر	آپ چھوڑ دیں	ان کو	ان کی لاحاصل بات میں

يَلْعَبُوْنَ ﴿91﴾	وَهٰذَا	كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	مُبٰرَكٌ	مُّصَدِّقُ الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ
کھیلتے ہوئے	اور یہ	ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا جس کو	برکت دی ہوئی	تصدیق کرنے والی اس کی جو	اس کے سامنے (یعنی پہلے) ہے

وَلِتُنْذِرَ	اُمَّ الْقُرٰى	وَمَنْ	حَوْلَهَا ط	وَالَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ
اور تا کہ آپ خبردار کریں	بستیوں کی ماں (یعنی مکہ والوں) کو	اور ان کو جو	اس کے اردگرد ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں

بِالْاٰخِرَةِ	يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ	وَهُمْ	عَلٰى صَلَاتِهِمْ	يُحَافِظُوْنَ ﴿92﴾	وَمَنْ
آخرت پر	وہ ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور وہ لوگ	اپنی نماز پر (یعنی کی)	حفاظت کرتے ہیں	اور کون

اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	قَالَ
زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	اس نے کہا

اُوْحِيَ	اِلَيَّ	وَ	لَمْ يُوْحَ	اِلَيْهِ	شَيْءٌ	وَّمَنْ
وحی کی گئی	میری طرف	حالانکہ	وحی نہیں کی گئی	اس کی طرف	کوئی چیز	اور (اس سے) جس نے

قَالَ	سَاُنْزِلُ	مِثْلَ مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ ط	وَلَوْ	تَرٰٓى
کہا	میں اتاروں گا	اس کے جیسا جو	اتارا	اللہ نے	اور اگر	آپ دیکھتے

اِذِ	الظّٰلِمُوْنَ	فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ	بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج	اَخْرِجُوْٓا
جب	ظالم لوگ	موت کی سختیوں میں ہوں گے	اور فرشتے	اپنے ہاتھوں کو پھیلانے والے ہوں گے	(کہ) تم لوگ نکالو

اَنْفُسَكُمْ ط	اَلْيَوْمَ	تُجْزَوْنَ	عَذَابَ الْهُوْنِ	بِمَا	كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ
اپنی جانوں کو	آج کے دن	تم لوگوں کو بدلہ دیا جائے گا	ذلت کے عذاب کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کہتے تھے	اللہ پر

غَيْرَ الْحَقِّ	وَكُنْتُمْ	عَنْ اٰيٰتِهٖ	تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿93﴾	وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا	فُرَادٰى
حق کے بغیر	اور تم لوگ	اس کی نشانیوں سے	تکبر کرتے تھے	اور بے شک تم لوگ آگئے ہو ہمارے پاس	اکیلے اکیلے

كَمَا	خَلَقْنٰكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	وَّتَرَكْتُمْ	مَّا	خَوَّلْنٰكُمْ	وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ج
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	اور تم لوگ چھوڑ آئے	اس کو جو	ہم نے عطا کیا تم کو	اپنی پیٹھوں کے پیچھے

وَمَا نَرٰى	مَعَكُمْ	شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ	زَعَمْتُمْ	اَنَّهُمْ	فِيْكُمْ	شُرَكٰٓؤُا ط
اور ہم نہیں دیکھتے	تمہارے ساتھ	تمہارے ان سفارشیوں کو جن کو	تم جتاتے تھے	کہ وہ لوگ	تم میں	شریک ہیں

لَقَدْ تَّقَطَّعَ	بَيْنَكُمْ	وَضَلَّ	عَنْكُمْ	مَّا	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۹۴ 846
یقیناً کٹ چکے ہیں (سارے ناطے)	تمہارے درمیان	اور گم ہو گئے	تم سے	وہ جن کا	تم زعم کرتے تھے

نوٹ:1 مکہ معظّمہ کو اُمّ القُریٰ اس لیے کہا گیا ہے کہ تاریخی روایات کے، مطابق ابتداء آفریش میں پیدائش زمین کی ابتداء یہیں سے ہوئی ہے۔ نیز یہ کہ سارے عالم کا قبلہ اور عبادت میں مرکز یہی ہے۔ اس کے ساتھ وَمَنْ حَوْلَهَا سے مراد مکہ کے تمام اطراف ہیں، جس میں پورا عالم مشرق ومغرب اور جنوب وشمال داخل ہے (معارف القران)

نوٹ:2 رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ لیکن تیرا مال تو صرف اتنا ہی تھا جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا، پہنا اور پرانا کر دیا یا دوسروں کو دیا اور گویا باقی رکھ لیا۔ اس کے سوا تیری ساری دولت دوسروں کے لیے ہے (ابن کثیر)۔

آیت نمبر (95 تا 100)

ف ل ق

(ض) فَلْقًا: کسی چیز کو پھاڑ کر اس میں سے کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح کی روشنی ظاہر کرنا۔

فَالِقٌ: اسم الفاعل ہے (1) پھاڑنے والا۔ (2) ظاہر کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 95

فَلَقٌ: کسی چیز کے پھٹنے سے ظاہر ہونے والی چیز جیسے صبح پودا وغیرہ۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱﴾ (113/الفلق: 1) "میں پناہ میں آتا ہوں صبح کے مالک کی۔"

(انفعال) اِنْفِلَاقًا: پھٹنا۔

﴿فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝۶۳﴾ (26/الشعراء: 63) "پھر وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا تھا بڑے پہاڑ کی مانند۔"

ن و ی

(ض) نَوَاةً: گٹھلی پھینکنا۔

نَوًى: اسم ذات ہے۔ گٹھلی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 95

ص ب ح

(ف) صَبْحًا: کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ صبح کے وقت نمودار کرنا۔

(س۔ک) صَبَحًا، صَبَاحَةً: کسی چیز کا روشن اور چمکدار ہونا۔

مِصْبَاحٌ: (ج) مَصَابِيْحُ اسم الآلہ ہے۔ روشن کرنے کا آلہ۔ چراغ۔ ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ﴾ (24/النور: 35) "اس کے نور کی مثال ایک طاق کی مانند ہے جس میں ہو ایک چراغ۔" ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ﴾ (67/الملک: 5) "اور بے شک ہم نے زینت دی ہے دنیاوی آسمان کو چراغوں سے۔"

صُبْحٌ وَصَبَاحٌ: دونوں ہم معنی ہیں۔ دن کا ابتدائی حصہ۔ صبح ﴿اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝۸۱﴾ (11/ہود: 81) "کیا صبح قریب نہیں ہے۔" ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۱۷۷﴾ (37/الصّٰفّٰت: 177) "تو کتنی بری ہوگی خبر دار کیے ہووں کی صبح۔"

(افعال) اِصْبَاحًا (1) صبح کرنا۔صبح کے وقت داخل ہونا۔﴿ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ ﴾(28/القصص:18)''پھر وہ صبح کے وقت داخل ہوئے شہر میں۔'' (2)افعال نا قصہ میں سے ہے۔دیکھیں آیت نمبر (2/البقرۃ:57)نوٹ1۔
846

اِصْبَاحٌ مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔صبح کی روشنی۔زیر مطالعہ آیت96۔

(تفعیل) تَصْبِيْحًا صبح کے وقت آنا۔﴿ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴾(54/القمر:37)''اور بے شک صبح کے وقت آچکا ہے ان پر، سویرے سویرے ایک ٹھہرنے والا عذاب۔''

ن ج م

(ن) نَجْمًا ظاہر ہونا۔نکلنا۔

نَجْمٌ (ج)نُجُوْمٌ ۔ ستارہ۔زیر مطالعہ آیت۔97۔

و د ع

(ف) وَدْعًا (1) کسی چیز کو چھوڑنا (2) کسی چیز کو ودیعت کے طور پر رکھنا۔

دَعْ فعل امر ہے۔تو چھوڑ۔تو ودیعت کر۔﴿ وَدَعْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ﴾ (33/الاحزاب:48)''اور آپؐ چھوڑ دیں ان کے ستانے کو اور بھروسہ کریں اللہ پر۔''

(تفعیل) تَوْدِعَةً کسی کو چھوڑ دینا۔﴿ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴾ (93/الضحیٰ:3)''نہ چھوڑا آپؐ کو آپؐ کے رب نے اور نہ وہ بیزار ہوا۔''

(استفعال) اِسْتِيْدَاعًا کسی چیز کو کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھنا۔

مُسْتَوْدَعٌ اسم المفعول ہے۔ظرف کے معنی میں۔امانت رکھنے کی جگہ۔زیر مطالعہ آیت۔98۔

خ ض ر

(س) خَضَرًا سبز ہونا۔شاداب و سرسبز ہونا۔

خَضِرٌ اسم ذات ہے۔سبزی۔زیر مطالعہ آیت99۔

اَخْضَرُ (ج)خُضْرٌ افعل الوان وعیوب پر صفت ہے۔سبز۔﴿ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا ﴾(36/یٰسٓ:80)''جس نے بنایا تمہارے لئے سبز درخت سے آگ۔''﴿ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا ﴾(18/الکہف:31)''اور وہ پہنیں گے سبز کپڑے۔''

(افعلال) اِخْضِرَارًا سبز ہو جانا۔

مُخْضَرٌّ اسم الفاعل ہے۔سبز ہو جانے والا۔﴿ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ﴾ (22/الحج:63)''پھر ہو جاتی ہے زمین سبز ہو جانے والی۔''(باب افعلال کے لیے دیکھیں آیت 2/البقرۃ187۔نوٹ۔1)

ق ن و

(ن) قَنْوًا (1) پیدا کرنا۔(2) پیدا کی ہوئی چیز کو جمع کرنا۔

قِنْوٌ (ج)قِنْوَانٌ کسی چیز جیسے انگور یا کھجور وغیرہ کے گچھے، خوشے۔زیر مطالعہ آیت99۔

ز ی ت

(ض) زَيْتًا کسی چیز پر تیل لگانا۔کھانے میں زیتون کا تیل ڈالنا۔

	زَیْتٌ	اسم ذات بھی ہے۔زیتون کا تیل۔﴿ یَّکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ﴾ (24/النور:35)''قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اس کو چھوا ہی نہیں آگ نے۔''
	زَیْتُوْنٌ	اسم جنس ہے۔واحد زَیْتُوْنَةٌ زیتون کا درخت۔زیتون کا پھل۔﴿ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ ﴾(24/النور:35)''وہ روشن ہوتا ہے ایک مبارک درخت سے جو زیتون (کا تیل) ہے۔''

ی ن ع

(ف)	یَنْعًا	پھل کا پکنا۔زیر مطالعہ آیت 99۔

خ ر ق

(ض۔ن)	خَرْقًا	(۱) پھاڑنا (۲) جھوٹ بات بنانا۔زیر مطالعہ آیت۔100۔

و ص ف

(ض)	وَصْفًا	کسی کی کوئی صفت بیان کرنا۔کسی کو کسی صفت کا حامل قرار دینا خواہ اس میں وہ صفت نہ ہو۔زیر مطالعہ۔آیت۔100۔

ترکیب

(آیت:95) یُخْرِجُ فعل مضارع کا مفعول اَلْحَیَّ ہے۔اور مِنَ الْمَیِّتِ متعلق فعل ہے جبکہ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔اس کا مبتدا ھُوَ محذوف ہے،اور مِنَ الْحَیِّ متعلق خبر ہے۔(آیت:96) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ بھی مرکب اضافی اور خبر ہے۔اس کا بھی مبتدا ھُوَ محذوف ہے۔(آیت:98) اسم المفعول مُسْتَقَرٌّ اور مُسْتَوْدَعٌ ظرف کے معنی میں ہیں اور مبتدا مؤخر نکرہ ہیں۔ان کی خبر وَاجِبٌ اور متعلق خبر لَکُمْ محذوف ہیں۔(آیت:99) پہلے مِنْهُ کی ضمیر نبات کے لیے ہے جب کہ دوسرے مِنْهُ کی ضمیر خَضِرًا کے لیے ہے۔مِنْ طَلْعِهَا بدل ہے۔مِنَ النَّخْلِ کا۔یہ دونوں مرکب جاری قائم مقام خبر مقدم ہیں اور قِنْوَانٌ، دَانِیَةٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے۔جبکہ جَنّٰتٍ، نُخْرِجُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔اَلزَّیْتُوْنَ اور اَلرُّمَّانَ کی نصب بھی نُخْرِجُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔مُشْتَبِهًا حال ہے۔غَیْرَ مُتَشَابِهٍ میں غَیْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔یَنْعِهٖ میں یَنْعِ کی جر اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے ہے،اِنَّ کا اسم لَاٰیٰتٍ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔(آیت:100) جَعَلُوْا کا مفعول اول دراصل اَلْجِنَّ ہے جو مؤخر ہے اور مفعول ثانی شُرَكَآءَ ہے جو مقدم ہے۔ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔اَلْجِنَّ پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ؕ	یُخْرِجُ	الْحَیَّ	مِنَ الْمَیِّتِ	وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ
یقیناً اللہ (ہی)	گٹھلی اور دانے کو پھاڑنے والا ہے	وہ نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ (میں) سے	اور (وہ) مردہ کو نکالنے والا ہے

مِنَ الْحَیِّ ؕ	ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	فَاَنّٰی	تُؤْفَكُوْنَ ۝	فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ
زندہ (میں) سے	یہ	اللہ ہے	پھر کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	(وہ) صبح کی روشنی کو ظاہر کرنے والا ہے

وَجَعَلَ	الَّیْلَ	سَكَنًا	وَّالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	حُسْبَانًا ؕ	ذٰلِكَ
اور اس نے بنایا	رات کو	آرام	اور سورج کو	اور چاند کو	حساب رکھنے والا	یہ

تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ﴿۹۶﴾	وَهُوَ	الَّذِىۡ	جَعَلَ	لَكُمُ	النُّجُوۡمَ	[846] لِتَهۡتَدُوۡا
علیم، بالادست (ہستی) کا طے شدہ امر ہے	اور وہ	وہی ہے جس نے	بنائے	تمہارے لئے	ستارے	تا کہ تم لوگ راہ پاؤ

بِهَا	فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ	قَدۡ فَصَّلۡنَا	الۡاٰيٰتِ	لِقَوۡمٍ	يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۷﴾
ان سے	سمندر اور زمین کے اندھیروں میں	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے	نشانیوں کو	ایک ایسے گروہ کے لیے	جو علم رکھتے ہیں

وَهُوَ	الَّذِىۡۤ	اَنۡشَاَكُمۡ	مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ	فَمُسۡتَقَرٌّ
اور وہ	وہی ہے جس نے	اٹھایا تم کو	ایک اکیلی جان سے	تو (تمہارے لئے ہے) ایک ٹھہرنے کی جگہ

وَّمُسۡتَوۡدَعٌ ؕ	قَدۡ فَصَّلۡنَا	الۡاٰيٰتِ	لِقَوۡمٍ	يَّفۡقَهُوۡنَ ﴿۹۸﴾	وَهُوَ
اور ایک بطور امانت رکھے جانے کی جگہ	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کیلئے	جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں	اور وہ

الَّذِىۡۤ	اَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً ۚ	فَاَخۡرَجۡنَا	بِهٖ	نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ
وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	کچھ پانی	پھر ہم نے نکالا	اس سے	ہر چیز کا اگنا

فَاَخۡرَجۡنَا	مِنۡهُ	خَضِرًا	نُّخۡرِجُ	مِنۡهُ	حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ
اور ہم نے نکالا	اس میں سے	کچھ سبزی	(پھر) ہم نکالتے ہیں	اس میں سے	ایک پر ایک چڑھنے والے دانوں کو

وَمِنَ النَّخۡلِ	مِنۡ طَلۡعِهَا	قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ	وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ	وَّالزَّيۡتُوۡنَ	وَالرُّمَّانَ
اور کھجور سے،	اس کی کونپل میں	کچھ نزدیک ہونے والے گچھے ہیں	اور (ہم نکالتے ہیں) انگور کے باغات کو	اور زیتون کو	اور انار کو

مُشۡتَبِهًا	وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ	اُنۡظُرُوۡۤا	اِلٰى ثَمَرِهٖۤ	اِذَاۤ	اَثۡمَرَ
ملتے جلتے ہوئے	اور باہم مانند نہ ہوتے ہوئے	تم لوگ دیکھو	اس کے پھل کی طرف	جب	وہ پھل دے

وَيَنۡعِهٖ ؕ	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكُمۡ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوۡمٍ	يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۹۹﴾	وَجَعَلُوۡا
اور اس کے پکنے کی طرف	یقیناً	اس میں	کچھ نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کیلئے	جو ایمان رکھتے ہیں	اور انہوں نے بنایا

لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ	الۡجِنَّ	وَ	خَلَقَهُمۡ	وَخَرَقُوۡا	لَهٗ
اللہ کیلئے	ساجھی	جنوں کو	حالانکہ	اس نے پیدا کیا ان کو	اور انہوں نے گھڑے	اس کیلئے

بَنِيۡنَ	وَبَنٰتٍ	بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ	سُبۡحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى	عَمَّا	يَصِفُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ ع
کچھ بیٹے	اور کچھ بیٹیاں	کسی علم کے بغیر	اس کی پاکیزگی ہے	اور وہ بلند ہے	اس سے جو	یہ لوگ بتاتے ہیں

نوٹ: 1 آیت نمبر 99 میں اِلٰى ثَمَرِهٖ میں ضمیر کا مرجع وہ ساری ہی چیزیں ہیں جن کا ذکر گزرا ہے لیکن جمع کے بجائے ضمیر واحد اس

وجہ سے ہے کہ قرآن چاہتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک چیز کو الگ الگ لے کر ان کے پیدا ہونے سے ان کے پکنے تک کے تمام مراحل پر غور کیا جائے۔ غور و فکر کا عمل فطری طور پر تقاضہ کرتا ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی چیز پر نگاہ جمائی جائے تاکہ قوت فکر منتشر نہ ہو۔ گویا یہاں قرآن نے صرف غور و فکر کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ اس کا صحیح طریقہ بھی بتا دیا (تدبر قرآن)۔ 846

آیت نمبر (101 تا 107)

ل ط ف

(ن) لُطْفًا: لطیف ہونا۔ یہ ثقیل اور کثیف کی ضد ہے۔ یعنی ہر قسم کے ثقل اور کثافت سے مبرا ہونا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) نرم اور مہربان ہونا۔ (۲) ایسی تدبیر کرنا کہ کسی کو اس کا احساس نہ ہو (۳) باریک بین ہونا۔

لَطِیْفٌ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے، اسم الفاعل کے معنی میں۔ ہمیشہ اور ہر حال میں (۱) نرمی اور مہربانی کرنے والا۔ (۲) غیر محسوس تدبیر کرنے والا۔ (۳) باریک بین۔ ﴿ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ ﴾ (42 / الشوریٰ:19) ''اللہ نرمی کرنے والا ہے اپنے بندوں سے۔'' ﴿ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ ﴾ (12 / یوسف:100) ''بے شک میرا رب غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے اس کے لیے، جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔103۔

(تفعل) تَلَطُّفًا: بتکلف نرمی اختیار کرنا۔ ﴿ فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْیَتَلَطَّفْ ﴾ (18 / الکھف:19) ''پھر چاہیے کہ وہ لائے تمہارے لیے کچھ کھانا اس میں سے اور چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے۔''

ترکیب

(آیت:101) یَكُوْنُ کَانَ تامہ ہے اور وَلَدٌ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت:102) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ مرکب اشاری اور مبتدا ہے۔ رَبُّكُمْ اس کی خبر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ذٰلِكُمْ کو مبتدا اور اَللّٰهُ کو خبر مانیں، تو رَبُّكُمْ بدل ہوگا اَللّٰهُ کا۔ ترجمے میں ہم پہلی صورت کو ترجیح دیں گے۔ (آیت:104) لِنَفْسِهٖ قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا فَبَصِیْرَتُهٗ محذوف ہے۔ اسی طرح عَلَیْهَا کا مبتدا فَعَمِیَتُهٗ محذوف ہے۔ (آیت:105) لِیَقُوْلُوْا پر لام عاقبت ہے جبکہ لِنُبَیِّنَهٗ پر لام کَیْ ہے۔

ترجمہ

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اَنّٰى	یَكُوْنُ	لَهٗ	وَلَدٌ	وَّ
(وہ) زمین اور آسمانوں کا ایجاد کرنے والا ہے	کہاں سے	ہوگی	اس کے لئے	کوئی اولاد	اس حال میں کہ

لَمْ تَكُنْ	لَّهٗ	صَاحِبَةٌ ؕ	وَخَلَقَ	كُلَّ شَیْءٍ ج	وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ
تھی ہی نہیں	اس کیلئے	کوئی ساتھی (یعنی بیوی)	اور اس نے پیدا کیا	ہر چیز کو	اور وہ / ہر چیز کو

عَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾	ذٰلِكُمُ اللّٰهُ	رَبُّكُمْ ج	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ج	خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ
جاننے والا ہے	یہ اللہ	تم لوگوں کا رب ہے	کوئی الہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ (ہی)	جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

فَاعْبُدُوْهُ ج	وَهُوَ	عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ	وَّكِیْلٌ ﴿۱۰۲﴾	لَا تُدْرِكُهُ	الْاَبْصَارُ	وَهُوَ	یُدْرِكُ	الْاَبْصَارَ ج	وَهُوَ
پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	اور وہ	ہر چیز کا	کارساز ہے	نہیں پاتیں اس کو	آنکھیں	اور وہ	پالیتا ہے	آنکھوں کو	اور وہ

اللَّطِيۡفُ	الۡخَبِيۡرُ ۝۱۰۳	قَدۡ جَآءَكُمۡ	بَصَآئِرُ	مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ 846	فَمَنۡ
باریک بین ہے	باخبر ہے	آچکی ہیں تمہارے پاس	سمجھ میں آنے والی دلیلیں	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس جو

اَبۡصَرَ	فَلِنَفۡسِهٖ ۚ	وَمَنۡ	عَمِيَ	فَعَلَيۡهَا ؕ	وَمَاۤ اَنَا
بینا ہوا	تو (اس کی بصیرت) اس کے اپنے لئے ہے	اور جو	اندھا ہوا	تو (اس کا اندھاپن) اس پر ہے	اور میں نہیں ہوں

عَلَيۡكُمۡ	بِحَفِيۡظٍ ۝۱۰۴	وَكَذٰلِكَ	نُصَرِّفُ	الۡاٰيٰتِ	وَلِيَقُوۡلُوۡا
تم لوگوں پر	کوئی نگرانی کرنے والا	اور اس طرح	ہم پھیر بدل کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	اور نتیجتاً وہ کہتے ہیں

دَرَسۡتَ	وَلِنُبَيِّنَهٗ	لِقَوۡمٍ	يَّعۡلَمُوۡنَ ۝۱۰۵	اِتَّبِعۡ	مَاۤ	اُوۡحِيَ
تونے سبق پڑھا	اور تاکہ ہم واضح کریں اس کو	ایسے لوگوں کیلئے	جو علم رکھتے ہیں	آپؐ پیروی کریں	اس کے جو	وحی کی گئی

اِلَيۡكَ	مِنۡ رَّبِّكَ ۚ	لَاۤ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ۚ	وَاَعۡرِضۡ
آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب (کی جانب) سے	کوئی الٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ (وہی)	اور آپؐ بے رخی برتیں

عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝۱۰۶	وَلَوۡ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَاۤ اَشۡرَكُوۡا ؕ	وَمَا جَعَلۡنٰكَ	عَلَيۡهِمۡ
شرک کرنے والوں سے	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو یہ لوگ شرک نہ کرتے	اور ہم نے نہیں بنایا آپؐ کو	ان پر

حَفِيۡظًا ۚ	وَمَاۤ اَنۡتَ	عَلَيۡهِمۡ	بِوَكِيۡلٍ ۝۱۰۷
کوئی نگرانی کرنے والا	اور آپؐ نہیں ہیں	ان کے	کوئی کارساز

نوٹ: 1

انسان کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا میں یہ ممکن نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جب اللہ تعالیٰ سے زیارت کی درخواست کی تو جواب ملا کہ آپؑ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے (7/الاعراف: 134) البتہ آخرت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ یہ بات متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ ’’قیامت کے روز بہت سے چہرے تروتازہ، ہشاش بشاش ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔‘‘ (75/القیمہ: 22 تا 23) البتہ کفار و منکرین اس روز بھی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ کی زیارت سے محروم رہیں گے (83/المطففین: 15) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی کہ وہاں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔ (ترمذی۔ مسند احمد)

آیت زیر مطالعہ لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ کا مطلب یہ ہے کہ انسانی نگاہ اس ذات کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اس کی زیارت غیر محدود اور انسانی نگاہ محدود ہے۔ دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ رویت کو بھی برداشت کرسکے۔ البتہ قیامت میں یہ قوت پیدا ہوجائے گی تو زیارت ہوسکے گی۔ لیکن ذات حق کا احاطہ اس وقت بھی نہ ہوسکے گا۔ (معارف القرآن)

846

آیت نمبر (108 تا 113)

ف ء د

(ف) فَأْدًا (1) دل پر مارنا۔ دل پر لگانا (2) دل پر لگنا۔ بزدل ہونا۔

فُؤَادٌ (ج) اَفْئِدَةٌ اسم ذات ہے۔ دل ﴿وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا ؕ﴾ (28/القصص:10)''اور ہو گیا موسیٰؑ کی والدہ کا دل بے قرار۔''

ز خ ر ف

(رباعی) زَخْرَفَةً سجانا۔ ملمع چڑھانا۔

زُخْرُفٌ اسم ذات ہے۔ (1) سجاوٹ۔ ملمع (2) سونا (کیونکہ سجاوٹ کے لئے سونا زیادہ استعمال ہوتا ہے) ﴿اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ﴾ (17/بنی اسرائیل:93)''یا ہوتا تیرے لئے کوئی گھر سونے کا۔''

ص غ و

(س) صَغًى مائل ہونا۔ کسی کی طرف جھکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔113۔

ق ر ف

(ض) قَرْفًا درخت کی چھال اتارنا۔ کسی چیز کو چھیلنا۔

(افتعال) اِقْتِرَافًا کمانا۔ ارتکاب کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔113۔

مُقْتَرِفٌ اسم الفاعل ہے۔ ارتکاب کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔113۔

ترکیب

(آیت/108) تَسُبُّوا کا اور یَدْعُوْنَ کا، دونوں کا مفعول اَلَّذِیْنَ ہے۔ فَیَسُبُّوا کا فاسببیہ ہے۔ عَدْوًا حال ہے۔ (آیت/109) جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ میں جَهْدَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ بھی حال ہے۔ مَایُشْعِرُ کا ما استفهامیہ ہے۔ اَنَّهَا کی ضمیر اٰیَةٌ کے لئے ہے۔ (آیت:110) اَوَّلَ مَرَّةٍ میں اَوَّلَ کو نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت:112) عَدُوًّا واحد اور جمع، دونوں کیلئے آتا ہے۔ اس لئے اس کا بدل شَیٰطِیْنَ کے بجائے شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ بھی درست ہے۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ سے یَفْتَرُوْنَ تک درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور وَلِتَصْغٰی کا تعلق یُوْحِیْ والے جملے سے ہے۔ اِلَیْهِ کی ضمیر زُخْرُفَ الْقَوْلِ کے لئے ہے۔

ترجمہ

عَدْوًا	اللّٰهَ	فَیَسُبُّوا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	یَدْعُوْنَ	الَّذِیْنَ	وَلَا تَسُبُّوا
زیادتی کرتے ہوئے	اللہ کو	نتیجتاً برا کہیں گے	اللہ کے علاوہ	یہ لوگ پکارتے ہیں	ان کو جن کو	اور تم لوگ گالی مت دو

اِلٰی رَبِّهِمْ	ثُمَّ	عَمَلَهُمْ ص	لِكُلِّ اُمَّةٍ	زَیَّنَّا	كَذٰلِكَ	بِغَیْرِ عِلْمٍ ط
اپنے رب کی طرف	پھر	ان کے عمل کو	ہر ایک گروہ کیلئے	ہم نے خوشنما کیا	اس طرح	کسی علم کے بغیر

مَرۡجِعُهُمۡ	فَيُنَبِّئُهُمۡ	بِمَا	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ١٠٨	وَاَقۡسَمُوۡا	بِاللّٰهِ 846
ان کا لوٹنا ہے	پھر وہ جتا دے گا انہیں	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی

جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ	لَئِنۡ	جَآءَتۡهُمۡ	اٰيَةٌ	لَّيُؤۡمِنُنَّ
اپنی قسموں کا زور لگاتے ہوئے (یعنی پختہ کرتے ہوئے)	کہ یقیناً اگر	آئے ان کے پاس	کوئی نشانی (یعنی معجزہ)	تو وہ لوگ لازماً ایمان لائیں گے

بِهَا ط	قُلۡ	اِنَّمَا	الۡاٰيٰتُ	عِنۡدَ اللّٰهِ	وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ لا
اس سے	آپ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	نشانیاں	اللہ کے پاس ہیں	اور تم کو کیا چیز شعور دیتی ہے (یعنی تم کو کیا خبر)

اَنَّهَآ	اِذَا	جَآءَتۡ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ١٠٩	وَنُقَلِّبُ	اَفۡـِٕدَتَهُمۡ	وَاَبۡصَارَهُمۡ
کہ وہ	جب	آئے	تو یہ لوگ ایمان نہ لائیں	اور ہم پلٹ دیتے ہیں	ان کے دلوں کو	اور ان کی نگاہوں کو

كَمَا	لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا	بِهٖۤ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	وَّنَذَرُهُمۡ	فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ ١١٠ ع	وَلَوۡ
جیسے کہ	یہ لوگ ایمان نہیں لائے	اس سے	پہلی مرتبہ	اور ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کو	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے	اور اگر

اَنَّنَا	نَزَّلۡنَآ	اِلَيۡهِمُ	الۡمَلٰٓـئِكَةَ	وَكَلَّمَهُمُ	الۡمَوۡتٰى	وَحَشَرۡنَا
یہ کہ ہم	اتاریں	ان کی طرف	فرشتوں کو	اور بات کریں ان سے	مردے	اور ہم اکٹھا کردیں

عَلَيۡهِمۡ	كُلَّ شَىۡءٍ	قُبُلًا	مَّا كَانُوۡا	لِيُؤۡمِنُوۡۤا	اِلَّاۤ اَنۡ	يَّشَآءَ
ان پر	ہر چیز کو	سامنے ہوتے ہوئے	تو (بھی) وہ لوگ نہیں ہیں	کہ ایمان لائیں	سوائے اس کے کہ	چاہے

اللّٰهُ	وَلٰـكِنَّ	اَكۡثَرَهُمۡ	يَجۡهَلُوۡنَ ١١١	وَكَذٰلِكَ	جَعَلۡنَا	لِكُلِّ نَبِىٍّ
اللہ	اور لیکن	ان کے اکثر	غلط عقائد رکھتے ہیں	اور اس طرح	ہم نے بنائے	ہر ایک نبی کیلئے

عَدُوًّا	شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ	يُوۡحِىۡ	بَعۡضُهُمۡ	اِلٰى بَعۡضٍ	زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ
کچھ دشمن	جو جنوں اور انسانوں کے شیاطین ہیں	پیغام رسانی کرتے ہیں	ان کے بعض	بعض کی طرف	چکنی چپڑی بات

غُرُوۡرًا ط	وَلَوۡ	شَآءَ	رَبُّكَ	مَا فَعَلُوۡهُ	فَذَرۡهُمۡ	وَمَا
دھوکے ہوتے ہوئے	اور اگر	چاہتا	آپ کا رب	تو وہ یہ نہ کرتے	پس آپ چھوڑیں ان کو	اور اس کو جو

يَفۡتَرُوۡنَ ١١٢	وَلِتَصۡغٰٓى	اِلَيۡهِ	اَفۡـِٕدَةُ الَّذِيۡنَ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ	بِالۡاٰخِرَةِ	وَلِيَرۡضَوۡهُ
یہ گھڑتے ہیں	اور تاکہ مائل ہوں	اس کی طرف	ان کے دل جو	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر	اور تاکہ وہ پسند کریں اس کو

وَلِيَقْتَرِفُوْا	مَا	هُمْ	مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ 846
اور تا کہ وہ ارتکاب کریں	اس کا جس کا	وہ	ارتکاب کرنے والے ہیں

نوٹ:1

قَلْبٌ اور فُؤَادٌ دونوں کے معنی دل ہی ہے۔لیکن فُؤَادٌ کا لفظ اس عضو کے لئے استعمال نہیں ہوتا جو سینے کے اندر دھڑکتا ہے، بلکہ اس مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور اور ادراک، جذبات وخواہشات،عقائد وافکار اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے(تفہیم القرآن۔ ج6۔ص459) یہ بات نوٹ کرنا بھی ضروری ہے کہ قَلْبٌ اور اس کی جمع قُلُوْبٌ کے الفاظ گوشت کے اس لوتھڑے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں جو ہمارے جسم میں خون پمپ کرتا ہے۔لیکن اس معنی میں قرآن مجید ان الفاظ کو استعمال نہیں کرتا۔ قَلْبٌ اور قُلُوْبٌ کو بھی قرآن مجید عام طور پر اس مقام کے لئے ہی استعمال کرتا ہے جو انسانوں کی خواہشات اور امنگوں کی آماجگاہ ہے۔اس بات کو ذہن میں واضح کر کے جب ہم قرآن مجید کے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پھر ایسی آیات کا مفہوم بہتر طور پر ذہن میں اجاگر ہوتا ہے۔

پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ کسی خارجی دباؤ سے انسان کے عقائد میں تبدیلی نہیں آتی۔عقائد میں تبدیلی اسی وقت آتی ہے جب انسان کے اندر کوئی تبدیلی آئے(ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔حافظ صاحب مرحوم کی بات کو عام فہم انداز میں یوں سمجھ لیں کہ جب تک انسان کی امنگوں، نیتوں اور ارادوں میں تبدیلی نہ آئے کوئی بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس کے نظریات وعقائد کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ آیات زیر مطالعہ میں اسی حقیقت سے انسان کو آگاہ کیا گیا ہے۔آیت نمبر 113 میں اس حقیقت کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے امنگوں اور ارادوں میں تبدیلی کے ضمن میں ایمان بالآخرہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

آیت نمبر (114 تا 117)

خ ر ص

(ن) خَرْصًا: کسی پیمانے یا وزن کے بغیر پھلوں کا اندازہ کرنا۔تخمینہ لگانا۔اٹکل لگانا۔زیر مطالعہ آیت۔116۔

خَرَّاصٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔بار بار ہر وقت اٹکل لگانے والا یعنی جھوٹا۔﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾﴾ (51/الذاریات:10)''مارے گئے جھوٹ اڑانے والے۔''

ترکیب

(آیت:114) تَبْتَغِیْ کا مفعول غَیْرَ اللّٰهِ ہے جبکہ حَکَمًا تمیز ہے۔ مُفَصَّلًا اسم المفعول ہے اور حال ہے۔(آیت:115) صِدْقًا اور عَدْلًا کو تمیز بھی مانا جاسکتا ہے اور حال بھی۔(آیت۔116) تُطِعْ کا مفعول اَکْثَرَ مَنْ ہے اور جواب شرط ہونے کی وجہ سے یُضِلُّوْا مجزوم ہوا ہے۔اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اور اِنْ هُمْ،دونوں میں اِنْ نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آیا ہے۔اَعْلَمُ تفضیل کل ہے اور اس کا مفعول مَنْ ہے۔(دیکھیں آیت نمبر 2/البقرۃ:54،نوٹ۔1)

ترجمہ

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ	اَبْتَغِىْ	حَكَمًا	وَّ	هُوَ	الَّذِىْٓ	اَنْزَلَ
تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں چاہوں	بطور منصف کے	حالانکہ	وہ	وہ ہے جس نے	اتارا

اِلَيْكُمُ	الْكِتٰبَ	مُفَصَّلًا ؕ	وَالَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	846 يَعْلَمُوْنَ
تم لوگوں کی طرف	کتاب	تفصیل سے بیان کی ہوئی	اور وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	وہ لوگ جانتے ہیں

اَنَّهٗ	مُنَزَّلٌ	مِّنْ رَّبِّكَ	بِالْحَقِّ	فَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾
کہ یہ	اتاری ہوئی ہے	آپ ؐ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تو آپ ؐ ہرگز نہ ہوں	شک کرنے والوں میں سے

وَتَمَّتْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	صِدْقًا	وَّعَدْلًا ؕ	لَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
اور پورا ہوا	آپ ؐ کے رب کا فرمان	بطور سچائی کے	اور بطور عدل کے	کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے	اس کے فرمانوں کا

وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾	وَاِنْ	تُطِعْ	اَكْثَرَ مَنْ	فِي الْاَرْضِ
اور وہی	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر	آپ ؐ اطاعت کریں گے	ان کی اکثریت کی جو	زمین میں ہیں

يُضِلُّوْكَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنْ هُمْ	اِلَّا
تو وہ بھٹکا دیں گے آپ ؐ کو	اللہ کے راستے سے	وہ لوگ پیروی نہیں کرتے	مگر	گمان کی	اور وہ نہیں ہیں	مگر یہ کہ

يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	اَعْلَمُ	مَنْ	يَّضِلُّ
قیاس کرتے ہیں	بیشک	آپ ؐ کا رب	وہی ہے	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	بھٹکتا ہے

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ	وَهُوَ	اَعْلَمُ	بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾
اس کے راستے سے	اور وہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ہدایت پانے والوں کو

نوٹ:1 آیت نمبر 116 کے حوالے سے کچھ لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ البتہ اس سے یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ اکثریت کی رائے کو حق و باطل کا معیار قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا معیار کچھ اور ہوگا۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم۔ ترجمہ قرآن کیسٹ سیریز)۔ آیت نمبر 116 کے ساتھ آیت نمبر 115 کو بھی ملا کر غور کیا جائے تو بات آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکام قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان میں کسی تبدیلی کا اختیار عوام کی اکثریت کو اور کسی قانون ساز اسمبلی کو حاصل نہیں ہے۔ اس طرح ان آیات سے جمہوریت کی نفی تو نہیں ہوتی، البتہ قانون ساز اسمبلی کے اختیار مطلق پر تحدید عائد کرنے کے لئے یہ ایات نص صریح ہیں کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جا سکتی۔

آیت نمبر (118 تا 121)

فَكُلُوْا	مِمَّا	ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	بِاٰيٰتِهٖ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	اللہ کا نام یاد کیا گیا	جس پر	اگر	تم لوگ ہو	اس کی آیتوں پر

مُؤْمِنِيْنَ	وَمَا لَكُمْ	اَلَّا تَاْكُلُوْا	مِمَّا	ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	846 وَ
ایمان لانے والے	اور تمہیں کیا ہے	کہ تم لوگ نہیں کھاتے	اس میں سے	اللہ کا نام یاد کیا گیا	جس پر	حالانکہ

قَدْ فَصَّلَ	لَكُمْ	مَّا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمْ	اِلَّا	مَا
اس نے تفصیل سے بیان کیا ہے	تمہارے لئے	اس کو جو	اس نے حرام کیا	تم پر	مگر	وہ چیز

اضْطُرِرْتُمْ	اِلَيْهِ ؕ	وَاِنَّ	كَثِيْرًا	لَّيُضِلُّوْنَ	بِاَهْوَآئِهِمْ	بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ
تم لوگ مجبور کئے گئے	جس کی طرف	اور بیشک	اکثر (لوگ)	یقیناً بھٹکاتے ہیں	اپنی خواہشات سے	کسی علم کے بغیر

اِنَّ رَبَّكَ	هُوَ	اَعْلَمُ	بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	وَ	ذَرُوْا	ظَاهِرَ الْاِثْمِ
بیشک آپ کا رب،	وہ ہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	حد سے بڑھنے والوں کو	اور	تم لوگ چھوڑ دو	گناہ کے ظاہر کو

وَبَاطِنَهٗ ؕ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَكْسِبُوْنَ	الْاِثْمَ	سَيُجْزَوْنَ	بِمَا
اور اس کے باطن کو	بیشک	جو لوگ	کماتے ہیں	گناہ کو	ان کو بدلہ دیا جائے گا	بسبب اس کے جس کا

كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾	وَلَا تَاْكُلُوْا	مِمَّا	لَمْ يُذْكَرِ	اسْمُ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	وَاِنَّهٗ
وہ لوگ ارتکاب کرتے تھے	اور تم لوگ مت کھاؤ	اس میں سے	یاد نہیں کیا گیا	اللہ کا نام	جس پر	اور بیشک یہ

لَفِسْقٌ ؕ	وَاِنَّ	الشَّيٰطِيْنَ	لَيُوْحُوْنَ	اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ	لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ
یقیناً نافرمانی ہے	اور بیشک	شیطان لوگ	یقیناً پیغام رسانی کرتے ہیں	اپنے کارسازوں کی طرف	تاکہ وہ تم لوگوں سے مناظرہ کریں

وَاِنْ	اَطَعْتُمُوْهُمْ	اِنَّكُمْ	لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع
اور اگر	تم لوگ اطاعت کرو گے ان کی	تو بیشک تم لوگ	یقیناً شرک کرنے والے ہو

نوٹ:1 کچھ قدیم علماء نے ظاہری گناہ اور باطنی گناہ سے کچھ مخصوص گناہ مراد لئے ہیں۔ موجود دور علماء میں سے مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے باطنی گناہ سے شرکیہ عقائد اور ظاہری گناہ سے شرکیہ عقائد کے مظاہر مراد لئے ہیں۔ جبکہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے ''لیکن صحیح یہی ہے کہ آیت اس بارے میں بالکل عام ہے۔ کسی بات کی تخصیص نہیں ہے۔ یعنی اس آیت میں ہر قسم کے کھلے اور چھپے گناہ کو چھوڑنے کی تاکید ہے۔

آیت نمبر (122 تا 127)

ص غ ر

(س) صَغَرًا: چھوٹا ہونا

صَغِيْرٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ چھوٹا۔ ﴿وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾﴾ (54/القمر:53)
''اور چھوٹا بڑا سب کچھ لکھا ہوا۔''

اَصْغَرُ — افعل تفضیل ہے۔ زیادہ چھوٹا۔﴿ لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ (10/یونس:61)''نہ اس سے زیادہ کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ ہی کوئی بڑی چیز ہے مگر یہ کہ وہ واضح کتاب میں ہیں۔''

846

(ک) **صَغَارًا** — حقیر ہونا۔ ذلیل ہونا۔

صَغَارٌ — اسم ذات بھی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔124۔

صَاغِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ چھوٹا ہونے والا۔ حقیر ہونے والا۔ ذلیل ہونے والا۔﴿ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴾ (7/الاعراف:13)''بیشک تو حقیر و ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔''

ش ر ح

(ف) **شَرْحًا** — (1) گوشت کے لمبے لمبے ٹکڑے کاٹ کر اسے پھیلانا۔ پھر مطلقاً وسعت دینا، کشادہ کرنا کے لئے آتا ہے۔﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴾ (94/انشراح:1)''کیا ہم نے کشادہ نہیں کیا آپؐ کے لئے آپؐ کے سینے کو۔''(2) کسی کام یا مسئلہ کے گہرے مطالب کو کھولنا۔ پھر مطلقاً کھولنا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔125۔

اِشْرَحْ — فعل امر ہے۔ تو کشادہ کر۔ تو کھول۔﴿ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴾ (20/طٰہٰ:25)''اے میرے رب تو کھول دے میرے لئے میرے سینے کو۔''

ض ی ق

(ض) **ضَيْقًا** — تنگ ہونا۔ گھٹنا۔﴿ وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ ﴾(9/التوبۃ:25)''اور تنگ ہو گئی تم لوگوں پر زمین۔''

ضَيْقٌ — اسم ذات ہے۔ تنگی۔ گھٹن۔﴿ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴾ (16/النحل:127)''اور آپؐ مت پڑیں گھٹن میں اس سے جو یہ لوگ مکر کرتے ہیں۔''

ضَآئِقٌ — اسم الفاعل ہے۔ تنگ ہونے والا۔ گھٹنے والا۔﴿ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ ﴾ (11/ھود:12)''تو شائد کہ آپؐ چھوڑنے والے ہوں اس کے بعض کو جو وحی کیا جاتا ہے آپؐ کی طرف اور گھٹنے والا ہو اس سے آپؐ کا سینہ۔''

ضَيِّقٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ۔ زیر مطالعہ آیت۔125۔

(تفعیل) **تَضْيِيْقًا** — تنگ کرنا۔ گھوٹنا۔﴿ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ﴾ (65/الطلاق:6)''اور تم لوگ تکلیف مت دو ان کو تاکہ تنگ کرو ان کو۔''

ترکیب

(آیت:122) نُوْرًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ اور يَمْشِيْ بِهٖ اس کی خصوصیت ہے۔ مَثَلُهٗ مبتداء ہے۔ اور اس کی خبر محذوف ہے۔ لَيْسَ کا اسم هُوَ بھی محذوف ہے۔ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ماضی استمراری ہے۔ لیکن یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لئے اردو محاورہ میں اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت:123) اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا مرکب اضافی ہے اور جَعَلَ کا مفعول اول ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے۔ (آیت:124) سَيُصِيْبُ کا مفعول اَلَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ہے جبکہ صَغَارٌ اور عَذَابٌ شَدِيْدٌ اس کے فاعل ہیں۔ فَمَنْ کا مَنْ شرطیہ ہے اس لئے يُرِدْ اور يَشْرَحْ مجزوم ہیں۔ يَجْعَلْ کا مفعول ثانی ضَيِّقًا ہے جبکہ حَرَجًا حال ہے۔ يَصَّعَّدُ دراصل مادہ ''ص ع د'' سے باب تفعل کا مضارع يَتَصَعَّدُ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر يَصَّعَّدُ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح يَذَّكَّرُوْنَ بھی دراصل يَتَذَكَّرُوْنَ ہے اور اس سے پہلے مُسْتَقِيْمًا حال ہے۔

ترجمہ

اَوَمَنْ	كَانَ	مَيْتًا	فَاَحْيَيْنٰهُ	وَجَعَلْنَا	لَهٗ	نُوْرًا
اور کیا وہ، جو	تھا	مردہ	پھر ہم نے زندگی دی اس کو	اور ہم نے بنایا	اس کے لئے	ایک نور

يَّمْشِيْ	بِهٖ	فِي النَّاسِ	كَمَنْ	مَّثَلُهٗ	فِي الظُّلُمٰتِ	لَيْسَ بِخَارِجٍ
وہ چلتا پھرتا ہے	اس سے	لوگوں میں	اس کی مانند ہے	جس کے جیسا	اندھیروں میں ہے	(وہ) نکلنے والا نہیں ہے

مِّنْهَا ؕ	كَذٰلِكَ	زُيِّنَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	وَكَذٰلِكَ
ان سے	اس طرح	سجایا گیا	کافروں کیلئے	اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں	اور اس طرح

جَعَلْنَا	فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ	اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا	لِيَمْكُرُوْا	فِيْهَا ؕ	وَمَا يَمْكُرُوْنَ	اِلَّا
ہم نے بنایا	ہر ایک بستی میں	اس کے مجرموں کے سردار	تاکہ وہ ساز باز کریں	اس میں	اور وہ ساز باز نہیں کرتے	مگر

بِاَنْفُسِهِمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	وَاِذَا	جَآءَتْهُمْ	اٰيَةٌ	قَالُوْا
اپنی جانوں پر	اس حالت میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	کوئی نشانی	تو وہ لوگ کہتے ہیں

لَنْ نُّؤْمِنَ	حَتّٰى	نُؤْتٰى	مِثْلَ مَآ	اُوْتِيَ	رُسُلُ اللّٰهِ ؔ	اَللّٰهُ
ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	یہاں تک کہ	ہم کو دیا جائے	اس کے جیسا جو	دیا گیا	اللہ کے رسولوں کو	اللہ

اَعْلَمُ	حَيْثُ	يَجْعَلُ	رِسَالَتَهٗ ؕ	سَيُصِيْبُ	الَّذِيْنَ
سب سے زیادہ جاننے والا ہے	(کہ) کہاں	وہ بنائے (یعنی رکھے)	اپنی رسالت کو	پہنچے گی	ان لوگوں کو جنہوں نے

اَجْرَمُوْا	صَغَارٌ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ	بِمَا	كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	فَمَنْ
جرم کیا	ایک ذلت	اللہ کے پاس سے	اور ایک شدید عذاب	بسبب اس کے جو	یہ لوگ ساز باز کرتے ہیں	پس جس کے لئے

يُّرِدِ	اللّٰهُ	اَنْ	يَّهْدِيَهٗ	يَشْرَحْ	صَدْرَهٗ	لِلْاِسْلَامِ ۚ
ارادہ کرتا ہے	اللہ	کہ	وہ ہدایت دے اس کو	تو وہ کشادہ کر دیتا ہے	اس کے سینے کو	اسلام کے لئے

وَمَنْ	يُّرِدْ	اَنْ	يُّضِلَّهٗ	يَجْعَلْ	صَدْرَهٗ	ضَيِّقًا
اور جس کے لئے	وہ ارادہ کرتا ہے	کہ	وہ بھٹکا دے اس کو	تو وہ بنا دیتا ہے	اس کے سینے کو	تنگ،

حَرَجًا	كَاَنَّمَا	يَصَّعَّدُ	فِي السَّمَآءِ ؕ	كَذٰلِكَ	يَجْعَلُ	اللّٰهُ
تنگ ہوتے ہوئے	گویا کہ	وہ ہانپتے کانپتے چڑھتا ہے	آسمان میں	اس طرح	رکھ دیتا ہے	اللہ

الرِّجْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾	وَهٰذَا	صِرَاطُ رَبِّكَ	مُسْتَقِيْمًا ؕ
نجاست کو	ان لوگوں پر جو	ایمان نہیں لاتے	اور یہ	آپؐ کے رب کا راستہ ہے	سیدھا

قَدْ فَصَّلْنَا	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾	لَهُمْ	846 دَارُ السَّلٰمِ
ہم نے تفصیل سے بیان کردیا ہے	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت حاصل کرتے ہیں	ان کے لئے	سلامتی کا گھر ہے

عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَهُوَ	وَلِيُّهُمْ	بِمَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾
ان کے رب کے پاس	اور وہ	ان کا کارساز ہے	بسبب اس کے جو	یہ لوگ کرتے ہیں

نوٹ:1 یہاں موت سے مراد کفر کی زندگی ہے اور حیات سے مراد ایمان کی زندگی ہے۔نور سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان امتیاز اور حلال وحرام کی تفصیل کے لئے اتاری ہے۔ظلمات سے مراد ظنون واوہام اور خواہشات وبدعات ہیں۔(تدبر قرآن)۔

يَمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ فرما کر اس طرف بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ نور ایمان صرف کسی مسجد یا خانقاہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور دیا ہے وہ سب جگہ لوگوں کے رزم و بزم میں اس کو لئے پھرتا ہے اور ہر جگہ اس روشنی سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔نور کسی ظلمت سے دب نہیں سکتا۔ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی اندھیرے میں مغلوب نہیں ہوتا۔اس کی روشنی تیز ہوتی ہے تو دور تک پھیلتی ہے،کم ہوتی ہے تو تھوڑی جگہ کو روشن کرتی ہے،مگر اندھیری پر بہرحال غالب ہی رہتی ہے۔وہ روشنی ہی نہیں جو اندھیری سے مغلوب ہو جائے۔اسی طرح وہ ایمان ہی نہیں جو کفر سے مغلوب یا مرعوب ہو جائے۔یہ نور ایمانی انسانی زندگی کے ہر شعبہ،ہر حال اور ہر دور میں انسان کے ساتھ ہے۔(معارف القرآن)

كَمَنْ مَّثَلُهٗ عربی محاورہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ تیرے جیسا آدمی تو یہ کام نہیں کرسکتا۔اس سے ہماری اصل مراد یہ ہوتی ہے کہ تو یہ کام نہیں کرسکتا۔اسی طرح عربی میں یہ کہنا کہ اس کی مانند جس کے جیسا اندھیروں میں ہے۔اس سے اصل مراد یہی ہے کہ اس کی مانند جو اندھیروں میں ہے۔(حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔

زُيِّنَ فعل مجہول ہے یعنی اس کا فاعل نامعلوم ہے اور یہ پتہ نہیں کہ سجانے والا کون ہے۔لیکن انسانی ذہن تفتیش کرنے سے باز نہیں آتا اور سوچتا ہے کہ سجانے والا کون ہوسکتا ہے۔تو یہ بات ذہن میں واضح کرلیں۔کہ زُيِّنَ کا بھی فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس میں ہر کام کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہر کام اسی کے بنائے ہوئے اسباب وعلل (CAUSE AND EFFECT) کے قوانین کے تحت ہوتا ہے۔

البتہ ہر کام کا ایک فاعل مجازی بھی ہوتا ہے۔جس کو ترک واختیار کی آزادی (FREEDOM OF CHOEFCE) اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہے۔وہ اپنی آزاد مرضی سے کسی کام کو ترک کرتا ہے،کسی کو اختیار کرتا ہے اور اسی بنیاد پر وہ اپنے اعمال کا جوابدہ ہے اس لحاظ سے زُيِّنَ کے فاعل مجازی شیاطین جن وانس ہیں۔یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ یہاں فعل مجہول لاکر اس نے سجانے کے عمل کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرلیا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم کیسے پہچانیں کہ کسی کو شرح صدر حاصل ہے۔تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا پتہ اس بات سے چلے گا کہ کون دارالآخرت کی طرف جھکا ہوا ہے اور دنیا کے تمتعات سے کس قدر دور رہتا ہے اور موت آنے سے پہلے ہی موت کے لئے خود کو کسی قدر تیار کر رکھا ہے۔(ابن کثیر)

846

آیت نمبر (128 تا 135)

ترکیب

(آیت:128) **يَحْشُرُ** کی ضمیر فاعلی گزشتہ آیت میں **رَبِّهِمْ** کے لئے ہے۔ **جَمِيْعًا** تاکید کے لئے ہے اور اس کے آگے **فَيَقُوْلُ** محذوف ہے۔ **اَلْجِنِّ وَالْاِنْسِ** پر لام جنس ہے۔ (آیت: 130) **يُنْذِرُوْنَ** کا مفعول اول **كُمْ** ہے اور مفعولی ثانی **لِقَاءَ** ہے۔ (آیت:133) **اَلْغَنِيُّ** صفت ہے۔ **رَبُّ** کی اور یہ پورا مرکب اضافی مبتداء ہے، جبکہ **ذُو الرَّحْمَةِ** اس کی خبر ہے۔ **اٰخَرِيْنَ** مضاف الیہ **قَوْمٍ** کی صفت ہے۔ (آیت:134) **اٰتٍ** اسم الفاعل ہے اور **اِنَّ** کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے جب کہ **اِنَّ** کا اسم **مَاتُوْعَدُوْنَ** ہے۔ **تُوْعَدُوْنَ** مجہول ہے۔ ثلاثی مجرد اور باب افعال کے مجہول ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس کو اگر ثلاثی کا مجہول مانیں تو معنی ہوں گے ''وعدہ دیئے جاتے ہو۔'' اگر افعال کا مجہول مانیں تو معنی ہوں گے ''دھمکائے جاتے ہو یا ڈرائے جاتے ہو۔'' دونوں طرح سے ترجمہ کو درست مانا جائے گا۔ (آیت:135) **عَاقِبَةُ** کی صفت محذوف ہے اور **الدَّارِ** پر لام تعریف ہے۔ **اِنَّهٗ** ضمیر الشان ہے۔

ترجمہ

وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا ج	يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ	قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ	مِّنَ الْاِنْسِ ج
اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان لوگوں کو	سب کے سب کو	(پھر کہے گا) اے جنوں کے گروہ	تم نے بہت جمع کیا ہے	انسانوں میں سے

وَقَالَ	اَوْلِيٰٓؤُهُمْ	مِّنَ الْاِنْسِ	رَبَّنَا	اسْتَمْتَعَ	بَعْضُنَا	بِبَعْضٍ
اور کہیں گے	ان کے ساتھی	انسانوں میں سے	اے ہمارے رب	فائدہ اٹھایا	ہمارے بعض نے	بعض سے

وَّ بَلَغْنَآ	اَجَلَنَا الَّذِيْٓ	اَجَّلْتَ	لَنَا ط	قَالَ	النَّارُ	مَثْوٰىكُمْ
اور ہم پہنچے	اپنی اس مدت کو جو	تو نے وقت مقرر کی	ہمارے لئے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	آگ	تمہارا ٹھکانہ ہے

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ ط	اِنَّ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	مگر	وہ جو	چاہے	اللہ	بیشک

رَبَّكَ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾	وَكَذٰلِكَ	نُوَلِّيْ	بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ
آپ کا رب	حکمت والا ہے	جاننے والا ہے	اور اس طرح	ہم پھیر دیں گے (یعنی ساتھ ملا دیں گے)	ظالموں کے بعض کو

بَعْضًا	بِمَا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ع ﴿۱۲۹﴾	يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ	اَ	لَمْ يَاْتِكُمْ	رُسُلٌ
بعض کے ساتھ	بسبب اس کے جو	وہ کمائی کرتے تھے	اے انسانوں اور جنوں کے گروہ	کیا	نہیں پہنچے تمہارے پاس	کچھ رسول

مِّنْكُمْ	يَقُصُّوْنَ	عَلَيْكُمْ	اٰيٰتِيْ	وَيُنْذِرُوْنَكُمْ	لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط
تم میں سے	وہ بیان کرتے تھے	تم پر	میری آیتوں (یعنی ہدایات) کو	اور خبردار کرتے تھے تم کو	تمہارے اس دن کے ملاقات کرنے سے

قَالُوْا	شَهِدْنَا	عَلٰٓی اَنْفُسِنَا	وَغَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	وَشَهِدُوْا 846
وہ کہیں گے	ہم نے گواہی دی	اپنی جانوں کے خلاف	اور (یہ کہ) ان کو دھوکہ دیا	دنیاوی زندگی نے	اور وہ گواہی دیں گے

عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ	اَنَّهُمْ	كَانُوْا	كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	ذٰلِكَ	اَنْ	لَّمْ يَكُنْ
اپنی جانوں کے خلاف	کہ وہ	تھے	کفر کرنے والے	یہ	کہ	تھا ہی نہیں

رَّبُّكَ	مُهْلِكَ الْقُرٰى	بِظُلْمٍ	وَّ	اَهْلُهَا	غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾	وَلِكُلٍّ
آپ ؐ کا رب	بستیوں کو ہلاک کرنے والا	ظلم سے	اس حال میں کہ	اس کے لوگ	غافل ہوں	اور ہر ایک کیلئے

دَرَجٰتٌ	مِّمَّا	عَمِلُوْا ۭ	وَمَا رَبُّكَ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾
درجے ہیں	اس میں سے جو	انہوں نے عمل کئے	اور آپ ؐ کا رب نہیں ہے	غافل	اس سے جو	یہ لوگ عمل کرتے ہیں

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ	ذُو الرَّحْمَةِ ۭ	اِنْ	يَّشَاْ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَسْتَخْلِفْ	مِنْۢ بَعْدِكُمْ
اور آپ ؐ کا بے نیاز رب	رحمت والا ہے	اگر	وہ چاہے	تو لے جائے تم لوگوں کو	اور جانشین بنائے	تمہارے بعد

مَّا	يَشَاۗءُ	كَمَآ	اَنْشَاَكُمْ	مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	اِنَّ	مَا تُوْعَدُوْنَ
جس کو	وہ چاہے	جیسے کہ	اس نے پیدا کیا تم کو	ایک دوسری قوم کی اولاد سے	بیشک	جس چیز سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ

لَاٰتٍ ۙ	وَّمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾	قُلْ	يٰقَوْمِ	اعْمَلُوْا	عَلٰي مَكَانَتِكُمْ
یقیناً آنے والی ہے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	آپ ؐ کہئے	اے میری قوم	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر

اِنِّىْ	عَامِلٌ ۚ	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ۙ	مَنْ	تَكُوْنُ	لَهٗ
بیشک میں (بھی)	ایک عمل کرنے والا ہوں	تو عنقریب	تم لوگ جان لوگے	(کہ) کون ہے،	ہوگا	جس کے لئے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
گھر کا (اچھا) انجام	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے

نوٹ:1

آیت نمبر 130 سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں اور جنوں، دونوں میں رسول آئے تھے۔ لیکن اس ضمن میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ رسول اور نبی صرف انسان ہی ہوئے ہیں۔ جنوں میں سے کوئی بلاواسطہ رسول نہیں ہوا۔ بلکہ ایسا ہوا ہے کہ انسانی رسول کا کلام اپنی قوم کو پہنچانے کے لئے جنوں میں سے کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ جو درحقیقت رسولوں کے قاصد اور پیغامبر ہوتے تھے۔ مجازی طور پر ان کو بھی رسول کہہ دیا جاتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انسانوں میں انسانی رسول آتے تھے۔ اور جنوں میں انہیں میں سے رسول ہوتے تھے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ؐ کو سارے عالم کے انسانوں اور جنوں کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور وہ بھی کسی ایک زمانے

کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جن وانس آپ ؐ کی امت ہیں۔ ایک اور رائے یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ انسانوں سے پہلے زمین پر جن آباد تھے اور وہ بھی انسانوں کی طرح احکام شرع کے مکلف ہیں تو از روئے عقل ضروری ہے کہ ان میں بھی رسول اور پیغمبر ہوں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (136 تا 140)

ذ ر ء

(ف) ذَرْءًا : اللہ تعالیٰ کا اپنے ارادے کو ظاہر کرنا۔ (۱) پیدا کرنا۔ (زیر مطالعہ آیت۔ 136) (۲) بکھیرنا۔ پھیلانا۔ ﴿ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ﴾ (16/النحل: 13) ”اور وہ جو اس نے بکھیرا تمہارے لیے زمین میں مختلف ہوتے ہوئے ان کے رنگ۔“

ترکیب

(آیت۔ 136) جَعَلُوْا کا مفعول نَصِيْبًا ہے۔ (آیت۔ 137) زَيَّنَ کا مفعول قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ اور اس کا فاعل شُرَكَاۗؤُهُمْ (آیت۔ 138) هٰذِهٖ مبتدا ہے۔ اَنْعَامٌ اور حَرْثٌ اس کی خبریں ہیں جبکہ حِجْرٌ ان دونوں کی صفت ہے۔ اس کے آگے اَنْعَامٌ دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں جگہ یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ اِفْتِرَاۗءً حال ہے اور عَلَيْهِ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 139) مَا موصولہ مبتدا ہے۔ فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ قائم مقام خبر ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے جبکہ خَالِصَةٌ اور مُحَرَّمٌ صفت ہیں۔ ان آیات میں مشرکین کی مستقل عادت کا بیان ہے اس لیے اردو محاورہ کی ضرورت کے تحت افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

وَجَعَلُوْا	لِلّٰهِ	مِمَّا	ذَرَاَ	مِنَ الْحَرْثِ	وَالْاَنْعَامِ	نَصِيْبًا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لیے	اس میں سے جو	اس نے پیدا کیا	کھیتی میں سے	اور مویشیوں میں سے	ایک حصہ

فَقَالُوْا	هٰذَا	لِلّٰهِ	بِزَعْمِهِمْ	وَهٰذَا	لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ	فَمَا
پھر کہتے ہیں	یہ	اللہ کے لیے ہے	ان کے گمان میں	اور یہ	ہمارے شریکوں کے لیے ہے	پس جو

كَانَ	لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ	فَلَا يَصِلُ	اِلَى اللّٰهِ ۚ	وَمَا	كَانَ	لِلّٰهِ
ہوتا ہے	ان کے شریکوں کے لیے	تو وہ نہیں پہنچتا	اللہ تک	اور جو	ہوتا ہے	اللہ کے لیے

فَهُوَ يَصِلُ	اِلٰى شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ	سَاۗءَ	مَا	يَحْكُمُوْنَ ۝	وَكَذٰلِكَ	زَيَّنَ
تو وہ پہنچتا ہے	ان کے شریکوں تک	کتنا برا ہے	وہ جو	یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	اور اس طرح	سجایا

لِكَثِيْرٍ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ	شُرَكَاۗؤُهُمْ	لِيُرْدُوْهُمْ
بہتوں کے لیے	شرک کرنے والوں میں سے	اپنی اولاد کے قتل کرنے کو	ان کے شریکوں نے	تاکہ وہ تباہ و برباد کریں ان کو

وَلِيَلْبِسُوْا	عَلَيْهِمْ	دِيْنَهُمْ ۭ	وَلَوْ	شَاۗءَ	اللّٰهُ	مَا فَعَلُوْهُ
اور تاکہ وہ گڈمڈ کریں	ان پر	ان کے دین کو	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو وہ نہ کرتے اس کو

فَذَرْهُمْ	وَمَا	يَفْتَرُوْنَ ۱۳۷	وَقَالُوْا	هٰذِهٖٓ	اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ
پس آپ چھوڑ دیں ان کو	اور اس کو جو	وہ گھڑتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں	یہ	یہ ممنوع مویشی اور کھیتی ہیں

لَّا يَطْعَمُهَآ	اِلَّا	مَنْ	نَّشَآءُ	بِزَعْمِهِمْ	وَاَنْعَامٌ	حُرِّمَتْ
نہیں کھاتا اس کو	مگر	وہ جسے	ہم چاہیں	ان کے گمان میں	اور مویشی	حرام کیا گیا

ظُهُوْرُهَا	وَاَنْعَامٌ	لَّا يَذْكُرُوْنَ	اسْمَ اللّٰهِ	عَلَيْهَا	افْتِرَآءً	عَلَيْهِ ؕ
جن پر سوار ہونا	اور مویشی	وہ لوگ یاد نہیں کرتے	اللہ کا نام	جن پر	گھڑتے ہوئے	اس پر (یعنی اللہ پر)

سَيَجْزِيْهِمْ	بِمَا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۱۳۸	وَقَالُوْا	مَا	فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ
وہ بدلہ دے گا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ گھڑتے ہیں	اور وہ لوگ کہتے ہیں	وہ جو	ان مویشیوں کے پیٹوں میں ہے

خَالِصَةٌ	لِّذُكُوْرِنَا	وَمُحَرَّمٌ	عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مَّيْتَةً
خاص ہے	ہمارے مردوں کے لیے	اور حرام کیا ہوا ہے	ہماری بیویوں پر	اور اگر	وہ ہو	مردہ

فَهُمْ	فِيْهِ	شُرَكَآءُ ؕ	سَيَجْزِيْهِمْ	وَصْفَهُمْ ؕ	اِنَّهٗ	حَكِيْمٌ
تو وہ (سب)	اس میں	شریک ہیں	وہ بدلہ دے گا ان کو	ان کی صفت بیان کرنے کا	یقیناً وہ	حکمت والا ہے

عَلِيْمٌ ۱۳۹	قَدْ خَسِرَ	الَّذِيْنَ	قَتَلُوْٓا	اَوْلَادَهُمْ	سَفَهًۢا	بِغَيْرِ عِلْمٍ
جاننے والا ہے	خسارے میں پڑ چکے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	قتل کیا	اپنی اولاد کو	احمق ہوتے ہوئے	کسی علم کے بغیر

وَّحَرَّمُوْا	مَا	رَزَقَهُمُ	اللّٰهُ	افْتِرَآءً	عَلَى اللّٰهِ ؕ	قَدْ ضَلُّوْا
اور حرام کیا	اس کو جو	رزق دیا ان کو	اللہ نے	گھڑتے ہوئے	اللہ پر	وہ لوگ بھٹک چکے ہیں

وَمَا كَانُوْا	مُهْتَدِيْنَ ۱۴۰ ع
اور وہ نہیں ہیں	ہدایت پانے والے

نوٹ:1 مشرکین رواج کے مطابق اللہ کے نام پر کچھ نکال تو دیتے لیکن اگر اتفاق سے کسی بت کے نام کی بکری مرگئی یا چوری ہوگئی یا اس کے نام کا غلہ چوہے کھا گئے، تو اس کی تلافی لازماً خدا کے حصے میں سے کر دی جاتی اور اگر اسی قسم کی کوئی آفت خدا کے نام پر نکالے ہوئے حصے پر آجاتی تو یہ ممکن نہیں کہ اس کی تلافی معبودوں کے حصے کے مال سے کرنے کی جرأت کریں۔ (تدبر قرآن)

ان توہمات کی اصل جڑ کیا ہے، اس کو سمجھنے کے لیے یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ جو حصہ خدا کے نام پر نکالا جاتا ہے وہ فقیروں، مسکینوں وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے اور جو حصہ شریکوں کے لیے نکالا جاتا ہے وہ یا تو براہ راست مذہبی طبقوں کے پیٹ میں جاتا ہے یا نذر و نیاز اور چڑھاوے کی صورت میں بالواسطہ مجاوروں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے مذہبی پیشواؤں نے مسلسل تلقین سے جاہلوں کے دل میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ خدا کے حصے میں کمی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ''خدا کے پیاروں'' کے حصے میں کمی نہ ہونی چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (141 تا 144)

846

ز ر ع

(ف) زَرْعًا کھیتی کو اُگانا۔﴿ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ؕ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ﴾ (56/الواقعہ:63 تا 64)''تو کیا تم لوگوں نے غور کیا اس پر جو تم لوگ بوتے ہو۔ کیا تم لوگ اُگاتے ہو اس کو یا ہم اُگانے والے ہیں۔''

زَارِعٌ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ اُگانے والا۔

زَرَّاعٌ (ج) زُرَّاعٌ۔ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اُگانے والا یعنی کسان۔﴿ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ ﴾ (48/الفتح:29)''بھلی لگتی ہے کسانوں کو۔''

زَرْعٌ (ج) زُرُوعٌ۔ اسم ذات ہے۔ اصلاً اُگی ہوئی چیز کو کہتے ہیں پھر عرف عام میں کھیتی کہہ دیتے ہیں۔﴿ وَّ زُرُوۡعٍ وَّ نَخۡلٍ طَلۡعُهَا هَضِيۡمٌ ۚ ﴾ (26/الشعراء:148)''اور کھیتیوں میں اور کھجوروں میں جن کی کونپل ملائم ہے۔''

ح ص د

(ن۔ض) حَصَادًا (۱) کھیتی کاٹنا۔ (۱) کسی چیز کو تہس نہس کرنا۔﴿ فَمَا حَصَدۡتُّمۡ فَذَرُوۡهُ فِىۡ سُنۡۢبُلِهٖۤ ﴾ (12/یوسف:47)''پھر جو تم لوگ کاٹو تو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں۔''

حَصِيْدٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں (۱) کاٹا ہوا (۲) تہس نہس کیا ہوا۔﴿ فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الۡحَصِيۡدِ ۙ ﴾ (50/ق:9)''پھر ہم نے اگائے اس سے باغات اور کاٹا جانے والا اناج۔''﴿ ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيۡكَ مِنۡهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيۡدٌ ﴾ (11/ھود:100)''یہ بستیوں کی خبروں میں سے ہے، ہم بیان کرتے ہیں ان کو آپؐ پر ان میں سے کچھ قائم ہیں اور کچھ تہس نہس کی ہوئی ہیں۔''

ض ء ن

(ف) ضَأْنًا دنبوں کو بکریوں سے الگ کرنا۔

ضَأْنٌ اسم جنس ہے۔ دنبہ، بھیڑ۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

م ع ز

(ف) مَعْزًا بکریوں کو بھیڑیوں سے الگ کرنا۔

مَعْزٌ اسم جنس ہے۔ بکری۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

ش م ل

(ن) شَمْلًا بائیں جانب لینا۔

(س) شَمَلًا کسی چیز کو کسی چیز میں لپیٹنا۔

شِمَالٌ (ج) شَمَائِلُ۔ بایاں جانب﴿ وَّنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ ﴾ (18/الکہف:18)''اور پلٹتے ہیں ان کو دائیں جانب والی (کروٹ) اور بائیں جانب والی۔''﴿ وَ عَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ ﴾ (7/الاعراف:17)''اور ان کے دائیں جانب سے اور ان کے بائیں جانب سے۔''

(افتعال) اِشْتِمَالًا کسی چیز پر پورا لپٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

ء ب ل

(س) اَبَلًا اونٹوں کا اچھی طرح انتظام کرنا۔

اِبِلٌ اسم جنس ہے۔ اونٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔144۔

اَبَابِيْلُ اونٹوں کا قطار در قطار چلنا۔ اس کا استعمال عام ہے۔ کسی کا بھی قطار در قطار چلنا یا جھنڈ در جھنڈ اڑنا۔ ﴿وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝﴾ (105/الفیل: 3) ''اور اس نے بھیجا ان پر جھنڈ در جھنڈ پرندوں کو۔''

ترکیب

(آیت۔141) اَنْشَاَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ حال نصب میں ہے جبکہ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ میں غَيْرَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مَعْرُوْشٰتٍ حالت جر میں ہے اور یہ مرکب اضافی بھی اَنْشَاَ کا مفعول ہے اس لیے غَيْرَ پر نصب آئی ہے۔ اس کے آگے اَلنَّخْلَ۔ اَلزَّرْعَ۔ اَلزَّيْتُوْنَ اور اَلرُّمَّانَ یہ سب بھی اَنْشَاءَ کے مفعول ہیں۔ حَقَّهٗ کی ضمیر هُوَ الَّذِیْ یعنی اللہ کے لیے ہے (آیت۔142) مِنَ الْاَنْعَامِ سے پہلے اَنْشَاءَ محذوف ہے۔ اسی طرح ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ میں ثَمٰنِيَةَ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے بھی اَنْشَاءَ محذوف ہے۔ اَلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ کا مفعول مقدم ہے جب کہ اَلْاُنْثَيَيْنِ اور اَمَّا (جو دراصل اَمْ مَا ہے)۔ بھی حَرَّمَ کے مفعول ہیں۔ كُنْتُمْ کا اسم اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور شُهَدَاءَ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَهُوَ	الَّذِيْٓ	اَنْشَاَ	جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ	وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ	وَّالنَّخْلَ	وَالزَّرْعَ	مُخْتَلِفًا
اور وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیے	چھپر پر ڈالے ہوئے باغات کو	اور چھپر پر نہ ڈالے ہووں کو	اور کھجور کو	اور کھیتی کو	مختلف ہوتے ہوئے

اُكُلُهٗ	وَالزَّيْتُوْنَ	وَالرُّمَّانَ	مُتَشَابِهًا	وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ	كُلُوْا	مِنْ ثَمَرِهٖٓ
اس کا پھل	اور زیتون کو	اور انار کو	باہم مشابہ ہونے والے	اور باہم مشابہ نہ ہونے والے	تم لوگ کھاؤ	اس کے پھل میں سے

اِذَآ	اَثْمَرَ	وَاٰتُوْا	حَقَّهٗ	يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ	وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ
جب بھی	وہ پھل دے	اور تم لوگ دو	اس کا حق	اس کی فصل کاٹنے کے دن	اور ضرورت سے زیادہ مت خرچ کرو

اِنَّهٗ	لَا يُحِبُّ	الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ لا	وَمِنَ الْاَنْعَامِ	حَمُوْلَةً
بیشک وہ	پسند نہیں کرتا	ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو	اور (اس نے پیدا کیے) مویشیوں میں سے	کوئی بکثرت بوجھ اٹھانے والا

وَّفَرْشًا ۭ	كُلُوْا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ	اللّٰهُ	وَلَا تَتَّبِعُوْا	خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ
اور کوئی بچھا ہوا	تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	رزق دیا تم کو	اللہ نے	اور تم لوگ پیروی مت کرو	شیطان کے نقوش قدم کی

اِنَّهٗ	لَكُمْ	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾ لا	ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ	مِنَ الضَّاْنِ	اثْنَيْنِ
بیشک وہ	تمہارے لئے	ایک کھلا دشمن ہے	(اس نے پیدا کئے) آٹھ جوڑے	بھیڑ میں سے	دو

وَمِنَ الْمَعْزِ	اثْنَيْنِ ۭ	قُلْ	ءٰۗالذَّكَرَيْنِ	حَرَّمَ	اَمِ	الْاُنْثَيَيْنِ
اور بکری میں سے	دو	آپؐ کہیے (یعنی پوچھیے)	کیا دو مذکر کو	اس نے حرام کیا	یا	دو مونث کو

اَمَّا	اشْتَمَلَتْ	عَلَيْهِ	اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ	نَبِّـُٔـوْنِيْ	بِعِلْمٍ	اِنْ
یا اس کو	لپٹیں	جس پر	دو مونث کو بچہ دانیاں	تم لوگ بتاؤ مجھ کو	کسی علم یعنی (سند) سے	اگر

846

كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	وَمِنَ الْاِبِلِ	اثْنَيْنِ	وَمِنَ الْبَقَرِ	اثْنَيْنِ	قُلْ
تم لوگ	سچ کہنے والے ہو	اوراونٹ میں سے	دو	اور گائے میں سے	دو	آپ پوچھیے

ءٰٓالذَّكَرَيْنِ	حَرَّمَ	اَمِ	الْاُنْثَيَيْنِ	اَمَّا	اشْتَمَلَتْ	عَلَيْهِ
کیادومذکرکو	اس نے حرام کیا	یا	دومونث کو	یااس کو	لپٹیں	جس پر

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ	اَمْ	كُنْتُمْ	شُهَدَآءَ	اِذْ	وَصّٰكُمُ	اللّٰهُ
دومونث کی بچہ دانیاں	یا	تم لوگ	موجود تھے	جب	تاکید کی تم کو	اللہ نے

بِهٰذَا	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا
اس کی	پس کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ

لِّيُضِلَّ	النَّاسَ	بِغَيْرِ عِلْمٍ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَهْدِى	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
تاکہ وہ گمراہ کرے	لوگوں کو	کسی علم کے بغیر	بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظلم کرنے والے گروہ کو

نوٹ:1 اسراف کا مطلب ہے کسی بھی کام میں حد سے تجاوز کرنا۔لیکن دین اسلام کی ایک اصطلاح بھی ہے جس کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔مثلاً کپڑا پہننا جائز ضرورت ہے۔کسی کے پاس اگر وہ چار جوڑے کپڑے ہوں تو یہ ضرورت ہوجاتی ہے۔الیکن کسی کی الماری میں اگر اتنے جوڑے لٹکے ہوں کہ صبح کو یہ فیصلہ کرنا ممکن ہوجائے کہ آج کون سا جوڑا پہنا جائے تو یہ اسراف ہے۔

اسراف سے اللہ نے منع کیا ہے۔اس میں یہ حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جو شخص اپنی ضروریات سے زیادہ خرچ کرتا ہے،اس سے رشتہ داروں اور غریبوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہے۔اس طرح کوئی شخص اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے خود خالی ہوکر بیٹھ جائے تو وہ اپنے اہل وعیال کے اور خود اپنے نفس کے حقوق ادا نہیں کرسکتا۔اس لئے اسراف اسی بھی شکل میں ہو،وہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔

865

آیت نمبر (145 تا 150)

ظ ف ر

(ض) ظَفْرًا چہرے پر ناخن مارنا۔

ظُفُرٌ اسم ذات ہے۔ناخن۔زیر مطالعہ آیت۔146۔

(س) ظَفَرًا مقصد میں کامیاب ہونا۔

(افعال) اِظْفَارًا کامیاب کرنا۔غالب کرنا۔﴿مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ﴾ (48/الفتح:24)''اس کے بعد کہ اس نے غالب کیا تم کو ان پر۔''

ش ح م

(ف) شَحْمًا چربی کھلانا۔

شَحْمٌ اسم جنس بھی ہے۔واحد شَحْمَةٌ، جمع شُحُوْمٌ، چربی۔زیر مطالعہ آیت۔146۔

ح و ی

(ض) حَوَايَةً جمع کرنا۔قبضہ کرنا۔

حَوِيٌّ مؤنث حَوِيَّةٌ ج حَوَايَا۔چھوٹا حوض۔انتڑی۔زیر مطالعہ آیت۔146۔

حَوًى سبزی مائل سیاہ ہونا۔

اَحْوٰى افعل الوان وعیوب ہے۔سبزی مائل سیاہ﴿فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝﴾ (87/الاعلیٰ:5)''پھر اس نے کر دیا اس کو سیاہ کوڑا۔''

ہ ل م

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

هَلُمَّ اسم فعل ہے۔(۱) حاضر کرو۔لے آؤ۔زیر مطالعہ آیت۔150 (۲) چلے آؤ۔﴿وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ﴾ (33/الاحزاب:18)''اور کہنے والے اپنے بھائیوں سے چلے آؤ ہماری طرف۔''

ترکیب

(آیت۔145) مَيْتَةً۔ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ اور فِسْقًا، یہ سب يَكُوْنُ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔فِسْقًا نکرہ مخصوصہ بھی ہے اور اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اس کی خصوصیت ہے۔غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ حال ہیں اس لیے غَيْرَ پر نصب آئی ہے۔(آیت۔146) حَمَلَتْ کا مفعول مَا ہے۔جبکہ ظُهُوْرُ هُمَا اور اَلْحَوَايَا اس کے فاعل ہیں۔(آیت۔148) تُخْرِجُوْا فعل امر نہیں ہے۔اگر فعل امر ہوتا تو اَخْرِجُوْا آتا ہے۔یہ مضارع تُخْرِجُوْنَ تھا جو فاسبیہ کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔اَلْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ مبتدا موخر ہے اور لِلّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔يَعْدِلُوْنَ کا مفعول غَيْرَ اللّٰهِ محذوف ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لَآ اَجِدُ	فِيْ مَآ	اُوْحِيَ	اِلَيَّ	مُحَرَّمًا	عَلٰى طَاعِمٍ
آپ کہہ دیجئے	میں نہیں پاتا	اس میں جو	وحی کیا گیا	میری طرف	حرام کیا ہوا	کسی کھانے والے پر

يَّطْعَمُهٗٓ	اِلَّآ اَنْ	يَّكُوْنَ	مَيْتَةً	اَوْ	دَمًا مَّسْفُوْحًا	865	اَوْ
وہ کھاتا ہے جس کو	سوائے اس کے کہ	وہ ہو	کوئی مردہ	یا	بہایا ہوا خون		یا

لَحْمَ خِنْزِيْرٍ	فَاِنَّهٗ	رِجْسٌ	اَوْ	فِسْقًا	اُهِلَّ	لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ ۚ	فَمَنِ	اضْطُرَّ
سور کا گوشت	پس بیشک یہ	نجاست ہے	یا	ایسی نافرمانی	(کہ) پکارا گیا	غیر اللہ کے لیے	جس پر	پھر جو	مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ	وَّلَا عَادٍ	فَاِنَّ	رَبَّكَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾
بغیر باغی ہوتے ہوئے	اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہوتے ہوئے	تو بیشک	آپ کا رب	بے انتہا بخشنے والا	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ	هَادُوْا	حَرَّمْنَا	كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ	وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ	حَرَّمْنَا	عَلَيْهِمْ
اور ان لوگوں پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا	سب ناخن والے (جانوروں کو)	اور گائے اور بکری میں سے	ہم نے حرام کیا	ان پر

شُحُوْمَهُمَآ	اِلَّا مَا	حَمَلَتْ	ظُهُوْرُهُمَآ	اَوِ	الْحَوَايَآ	اَوْ	مَا	اخْتَلَطَ	بِعَظْمٍ ۭ
دونوں کی چربی کو	سوائے اس کے جس کو	اٹھایا	دونوں کی پیٹھوں نے	یا	انتڑیوں نے	یا	وہ جو	رل مل گئی	کسی ہڈی سے

ذٰلِكَ	جَزَيْنٰهُمْ	بِبَغْيِهِمْ	وَاِنَّا	لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾	فَاِنْ	كَذَّبُوْكَ	فَقُلْ
یہ	ہم نے بدلہ دیا	ان کی سرکشی کا	بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں	پھر اگر	وہ جھٹلائیں آپ کو	تو آپ کہہ دیں

رَّبُّكُمْ	ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ	وَ	لَا يُرَدُّ	بَاْسُهٗ	عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾	سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
تم لوگوں کا رب	وسیع رحمت والا ہے	اور (یعنی مگر)	نہیں لوٹائی جائے گی	اس کی سختی	جرم کرنے والے گروہ سے	وہ لوگ کہیں گے جنہوں نے

اَشْرَكُوْا	لَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَآ اَشْرَكْنَا	وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا	وَلَا حَرَّمْنَا
شریک بنائے	اگر	چاہتا	اللہ	تو نہ ہم شریک بناتے	اور نہ ہی ہمارے آباواجداد	اور ہم حرام نہ کرتے

مِنْ شَيْءٍ ۭ	كَذٰلِكَ	كَذَّبَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	حَتّٰى	ذَاقُوْا	بَاْسَنَا ۭ
کسی بھی چیز کو	اس طرح	جھٹلایا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	یہاں تک کہ	انہوں نے چکھا	ہماری سختی کو

قُلْ	هَلْ	عِنْدَكُمْ	مِّنْ عِلْمٍ	فَتُخْرِجُوْهُ	لَنَا ۭ	اِنْ تَتَّبِعُوْنَ
آپ پوچھیے	کیا	تم لوگوں کے پاس	کوئی بھی علم (سند) ہے	کہ تم لوگ نکال سکو اس کو	ہمارے لیے	تم لوگ پیروی نہیں کرتے

اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنْ اَنْتُمْ	اِلَّا	تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾	قُلْ	فَلِلّٰهِ
مگر	گمان کی	اور تم لوگ نہیں ہو	سوائے اس کے کہ	اٹکل لگاتے ہو	آپ کہیے	پس اللہ کے لیے ہی ہے

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ	فَلَوْ	شَآءَ	لَهَدٰىكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾	قُلْ	هَلُمَّ	شُهَدَاۗءَكُمُ
پہنچنے والی حجت	پھر اگر	وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم لوگوں کو	سب کے سب کو	آپ کہیے	لے آؤ	اپنے گواہوں کو

الَّذِيْنَ	يَشْهَدُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ	حَرَّمَ	هٰذَا ۚ	فَاِنْ	شَهِدُوْا	فَلَا تَشْهَدْ
جو لوگ	گواہی دیتے ہیں	کہ	اللہ نے	حرام کیا	اس کو	پھر اگر	وہ گواہی دیں	تو آپ گواہی مت دیں

مَعَهُمْ ۚ	وَلَا تَتَّبِعْ	اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَالَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
ان کے ساتھ	اور آپ پیروی مت کریں	ان کی خواہشات کی جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور ان لوگوں کی جو	ایمان نہیں لاتے

بِالۡاٰخِرَةِ	وَهُمۡ	بِرَبِّهِمۡ	يَعۡدِلُوۡنَ
آخرت پر	اور وہ لوگ	اپنے رب کے	برابر کرتے ہیں (غیر اللہ کو)

نوٹ: 1 آیت نمبر۔148 میں اسی پرانے عذر کی نشاندہی کی گئی ہے جو ہمیشہ سے مجرم اور غلط کار لوگ پیش کرتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں اللہ کی مشیت یہی ہے کہ ہم شرک کریں اور جن چیزوں کو ہم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے۔ انہیں حرام ٹھہرائیں۔ ورنہ اگر اللہ نہ چاہتا کہ ہم ایسی اکریں تو کیوں کر ممکن تھا کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے۔ چونکہ ہم اللہ کی مشیت کے مطابق یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم ایسا ہی کرنے پر مجبور ہیں۔

اس عذر کے جواب میں پہلی بات یہ فرمائی کہ اپنی گمراہی کے لیے مشیت الٰہی کو معذرت کے طور پر پیش کرنا اور اسے بہانہ بنا کر صحیح رہنمائی قبول کرنے سے انکار کرنا مجرموں کا قدیم شیوہ رہا ہے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ تباہ ہوئے اور حق کے خلاف چلنے کا برا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا۔

پھر فرمایا کہ یہ عذر جو تم پیش کر رہے ہو یہ دراصل کسی حقیقی علم پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض گمان اور تخمینہ ہے۔ تم نے محض مشیت کا لفظ کہیں سے سن لیا اور اس پر قیاسات کی ایک عمارت کھڑی کر لی۔ تم نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ انسان کے حق میں فی الواقع اللہ کی مشیت کیا ہے۔ تم مشیت کے معنی یہ سمجھ رہے ہو کہ چور اگر مشیت الٰہی کے تحت چوری کر رہا ہے۔ تو وہ مجرم نہیں ہے۔ حالانکہ دراصل انسان کے حق میں اللہ کی مشیت یہ ہے کہ وہ شکر اور کفر، ہدایت اور گمراہی، اطاعت اور نافرمانی میں سے جو راہ بھی اپنے لیے منتخب کرے گا، اللہ تعالیٰ وہی راہ اس کے لیے کھول دے گا، پھر غلط یا صحیح، جو کام بھی انسان کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اپنی عالمگیر مصلحتوں کا لحاظ کرتے ہوئے جس حد تک مناسب سمجھے گا، اسے اس کام کی اجازت اور توفیق بخش دے گا۔ لہٰذا اگر تم نے اور تمہارے باپ دادا نے مشیت الٰہی کے تحت شرک کرنے اور حلال کو حرام کرنے کا جرم کیا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تم اپنے اعمال کے ذمہ دار اور جواب دہ نہیں ہو۔ اپنے غلط انتخاب راہ کے ذمہ دار تو تم خود ہی ہو۔ (تفہیم القران)

آیت نمبر (151 تا 154)

م ل ق

(ف) مَلۡقًا نرم کرنا۔ مٹانا۔

(افعال) اِمۡلَاقًا مفلس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 151۔

ک ی ل

(ض) كَيۡلًا غلہ وغیرہ کسی پیمانہ سے ناپ کر دینا۔ پھر دونوں طرح آتا۔ (۱) ناپنا۔ (۲) ناپ کر دینا۔ ﴿ وَ اِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ ﴾ (83/المطففین:3) ''اور جب بھی وہ لوگ ناپ کر دیتے ہیں ان کو یا تول کر دیتے ہیں ان کو تو گھٹا دیتے ہیں۔''

مِكۡيَالٌ مِفۡعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ ناپنے کا آلہ۔ پیمانہ۔ ﴿ وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ ﴾ (11/ھود:84) ''اور کمی مت کرو پیمانے میں اور ترازو میں۔''

و ز ن

(ض) وَزۡنًا (۱) تولنا۔ (۲) تول کر دینا۔ اوپر آیت نمبر۔ 83/المطففین: 3 دیکھیں۔

زِنۡ فعل امر ہے۔ تو تول۔ ﴿ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ ۚ﴿۱۸۲﴾ ﴾ (26/الشعراء:182) ''اور تم لوگ تولو سیدھی ترازو سے۔''

مَوۡزُوۡنٌ اسم المفعول ہے۔ وزن کیا ہوا۔ ﴿ وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ ﴿۱۹﴾ ﴾ (15/الحجر:19) ''اور ہم نے اگایا اس میں ہر ایک وزن کی ہوئی چیز میں سے یعنی ایک اندازے سے۔''

مِيْزَانٌ ج مَوَازِيْنُ- اسم الآلہ ہے۔ وزن کرنے کا آلہ۔ ترازو۔ ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (7/الاعراف:8) ’’پس وہ بھاری ہوئے جن کے ترازو تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔‘‘

ترکیب

(آیت۔151) تَعَالَوْا فعل امر ہے، اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مضارع اَتْلُوْ مجزوم ہوا ہے اور اس کی واو گری تو اَتْلُ آیا ہے۔ اس کا مفعول مَا ہے۔ عَلَيْكُمْ کا تعلق اَتْلُ سے نہیں بلکہ حَرَّمَ سے ہے۔ بِالْوَالِدَيْنِ کے بعد فعل امر اَحْسِنُوْا محذوف ہے اور اِحْسَانًا اس کا مفعول مطلق ہے۔ اِمْلَاقٍ سے پہلے اس کا مضاف خَشْيَةِ محذوف ہے۔ (آیت۔152) بِالَّتِيْ میں اَلَّتِيْ کا مرجع محذوف ہے یعنی یہ اِلَّا بِطَرِيْقَةِ الَّتِيْ ہے۔ هِيَ مبتدا ہے۔ اس کی خبر حُسْنٰى کے بجائے اَحْسَنُ آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حُسْنٰى صرف مؤنث کے لیے آتا ہے، مذکر کے لیے نہیں آسکتا۔ جبکہ اَحْسَنُ مذکر کے لیے آتا ہے۔ لیکن مؤنث کے لیے بھی آسکتا ہے۔ قُلْتُمْ کا مفعول قَوْلًا محذوف ہے۔ (آیت۔153) تَفَرَّقَ اصل میں اَلسُّبُلَ کی وجہ سے واحد مؤنث کا صیغہ تَتَفَرَّقُ ہے۔ قاعدے کے مطابق ایک تا گری ہوئی ہے اور فاسببیہ کی وجہ سے مضارع منصوب ہوا ہے۔ اس میں ضمیر فاعلی هِيَ، اَلسُّبُلَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	تَعَالَوْا	اَتْلُ	مَا	حَرَّمَ	رَبُّكُمْ	عَلَيْكُمْ	اَلَّا تُشْرِكُوْا
آپؐ کہیے	تم لوگ آؤ	میں پڑھتا ہوں	اس کو جو	حرام کیا	تمہارے رب نے	تم لوگوں پر	کہ شریک مت بناؤ

بِهٖ	شَيْئًا	وَّبِالْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا ۚ	وَلَا تَقْتُلُوْٓا	اَوْلَادَكُمْ
اس کے ساتھ	کسی چیز کو	اور والدین کے ساتھ	(حسن سلوک کرو) جیسا کہ حسن سلوک کا حق ہے	اور قتل مت کرو	اپنی اولاد کو

مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ	نَحْنُ	نَرْزُقُكُمْ	وَاِيَّاهُمْ ۚ	وَلَا تَقْرَبُوا	الْفَوَاحِشَ	مَا	ظَهَرَ	مِنْهَا
مفلس ہونے (کے خوف) سے	ہم	رزق دیتے ہیں تم کو	اور ان کو بھی	اور قریب مت جاؤ	بے حیائیوں کے	جو	ظاہر ہو	اس سے

وَمَا	بَطَنَ ۚ	وَلَا تَقْتُلُوا	النَّفْسَ الَّتِيْ	حَرَّمَ	اللّٰهُ	اِلَّا	بِالْحَقِّ ۭ	ذٰلِكُمْ
اور جو	پوشیدہ ہو	اور قتل مت کرو	اس جان کو جس کو	(قتل کرنا) حرام کیا	اللہ نے	مگر	حق کے ساتھ	یہ ہے

وَصّٰىكُمْ	بِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ۝	وَلَا تَقْرَبُوْا	مَالَ الْيَتِيْمِ	اِلَّا	بِالَّتِيْ
اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	عقل استعمال کرو	اور قریب مت جاؤ	یتیم کے مال کے	مگر	اس (طریقہ) سے کہ

هِيَ	اَحْسَنُ	حَتّٰى	يَبْلُغَ	اَشُدَّهٗ ۚ	وَاَوْفُوا	الْكَيْلَ	وَالْمِيْزَانَ	بِالْقِسْطِ ۚ
وہ	بہترین ہو	یہاں تک کہ	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	اور پورا کرو	پیمانے کو	اور ترازو کو	انصاف سے

لَا نُكَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَا ۚ	وَاِذَا	قُلْتُمْ	فَاعْدِلُوْا	وَلَوْ
ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر	اس کی وسعت کو	اور جب بھی	تم لوگ کہو (کوئی بات)	تو عدل کرو	اور اگرچہ

كَانَ	ذَا قُرْبٰى ۚ	وَبِعَهْدِ اللّٰهِ	اَوْفُوْا ۭ	ذٰلِكُمْ	وَصّٰىكُمْ	بِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ۝
وہ ہو	قرابت والا	اور اللہ کے عہد کو	تم لوگ پورا کرو	یہ ہے	اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	نصیحت حاصل کرو

وَاَنَّ	هٰذَا	صِرَاطِيْ	مُسْتَقِيْمًا	فَاتَّبِعُوْهُ ۚ	وَلَا تَتَّبِعُوا	السُّبُلَ
اور یہ کہ	یہ	میرا راستہ ہے	سیدھا	پس تم لوگ پیروی کرو اس کی	اور پیروی مت کرو	(دوسرے) راستوں کی

فَتَفَرَّقَ	بِكُمْ	عَنْ سَبِيْلِهٖ	ذٰلِكُمْ	وَصّٰىكُمْ	بِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾
ورنہ وہ جدا ہو جائیں گے	تمہارے ساتھ	اس کے راستے سے	یہ ہے	اس نے تاکید کی تم کو	جس کی	شائد تم لوگ	پرہیزگار بنو

ثُمَّ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	تَمَامًا	عَلَى الَّذِيْٓ	اَحْسَنَ	وَتَفْصِيْلًا
پھر	ہم نے دی	موسیٰؑ کو	کتاب	مکمل ہوتے ہوئے	اس پر (یعنی اس کے لیے) جس نے	بھلائی کی	اور تفصیل ہوتے ہوئے

لِّكُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	لَّعَلَّهُمْ	بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ	يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾
ہر چیز کے لیے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	شائد وہ لوگ	اپنے رب کی ملاقات پر	ایمان لائیں

نوٹ:1

غور کیا جائے تو اولاد کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہ دینا بھی ایک طرح سے قتلِ اولاد کی ہی ایک شکل ہے۔ کیونکہ ایسی اولاد اللہ کی اطاعت، رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور آخرت کی فکر سے بے پرواہ ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے ایسے شخص کو مردہ قرار دیا ہے (6/ الانعام:122)۔ جو لوگ اپنی اولاد کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں، وہ بھی ایک حیثیت سے قتلِ اولاد کے مجرم ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

کسی انسانی جان کو ہلاک کرنا، اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے سوائے اس کے کہ کسی کو حق کے ساتھ قتل کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ”حق کے ساتھ“ کا کیا مفہوم ہے، تو اس کی تین صورتیں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں اور اس پر زائد دو صورتیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کی بیان کردہ صورتیں یہ ہیں۔ (۱) انسان کسی کے قتلِ عمد کا مجرم ہو اور اس پر قصاص کا حق قائم ہو گیا ہو۔ (۲) دینِ حق کے قیام کی راہ میں مزاحم ہو اور اس سے جنگ کیے بغیر چارہ نہ ہو۔ (۳) دار السلام کی حدود میں بدامنی پھیلائے یا اسلامی نظامِ حکومت کو الٹنے کی سعی کرے۔

باقی دو صورتیں جو حدیث میں ارشاد ہوئی ہیں۔ (۱) شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے۔ (۲) ارتداد اور خروج از جماعت کا مرتکب ہو۔ ان پانچ صورتوں کے سوا کسی صورت میں انسان کا قتل انسان کے لیے حلال نہیں ہے، خواہ وہ مومن ہو یا ذمی ہو یا عام کافر ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (155 تا 160)

ترکیب

(آیت۔155) وَهٰذَا مبتدا ہے اور كِتٰبٌ اس کی خبر ہے۔ اَنْزَلْنٰهُ اس کی صفت اول اور مُبٰرَكٌ صفت ثانی ہے۔ (آیت۔156) اِنْ كُنَّا کا اِنْ مخففہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔2/ البقرہ:143۔ نوٹ،1)۔ دِرَاسَتِهِمْ کی ضمیر اگر اَلْكِتٰبُ کے لیے ہوتی تو واحد ہٗ آتی اور اگر طَاۗىِٕفَتَيْنِ کے لیے ہوتی تو تثنیہ هُمَا آتی۔ جمع کی ضمیر هِمْ بتا رہی ہے کہ یہ طَاۗىِٕفَتَيْنِ کے لوگوں کے لیے ہے۔ (آیت۔157) بَيِّنَةٌ۔ هُدًى اور رَحْمَةٌ یہ تینوں جَاۗءَ کے فاعل ہیں۔ سَنَجْزِي کا مفعول اول الَّذِيْنَ ہے اور سُوْۗءَ الْعَذَابِ مفعول ثانی ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے لیکن اُردو محاورہ کی وجہ سے اس کا ترجمہ مرکب توصیفی سے ہوگا۔ (آیت۔158) نَفْسًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ لَمْ تَكُنْ سے خَيْرًا تک اس کی خصوصیت ہے۔ اٰمَنَتْ اور كَسَبَتْ کی ضمیر فاعلی هِيَ ہے جو نَفْسًا کے لیے ہے۔ كَانُوْا کی خبر ہونے کی وجہ سے شِيَعًا حالت نصب میں ہے۔

865

ترجمہ

وَهٰذَا	كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	مُبٰرَكٌ	فَاتَّبِعُوْهُ	وَاتَّقُوْا	لَعَلَّكُمْ
اور یہ	ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا اس کو	برکت دی ہوئی	پس تم لوگ پیروی کرو اس کی	اور تقویٰ اختیار کرو	شائد تم پر

تُرْحَمُوْنَ ۝۱۵۵ لا	اَنْ	تَقُوْلُوْٓا	اِنَّمَآ	اُنْزِلَ	الْكِتٰبُ	عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ	مِنْ قَبْلِنَا ص
رحم کیا جائے	کہ (کہیں)	تم لوگ کہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اتاری گئی	کتاب	دو گروہوں پر	ہم سے پہلے

وَاِنْ	كُنَّا	عَنْ دِرَاسَتِهِمْ	لَغٰفِلِيْنَ ۝۱۵۶ لا	اَوْ تَقُوْلُوْا	لَوْ	اَنَّآ	اُنْزِلَ	عَلَيْنَا
اور بیشک	ہم تھے	ان لوگوں کے سبق پڑھنے سے	بالکل بے خبر	یا تم لوگ کہو	اگر	ہم لوگ ہوتے کہ	اتاری جاتی	ہم پر

الْكِتٰبُ	لَكُنَّآ	اَهْدٰى	مِنْهُمْ ج	فَقَدْ جَآءَكُمْ	بَيِّنَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
کتاب	تو ہم ضرور ہوتے	زیادہ ہدایت پر	ان لوگوں سے	تو آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (دلیل)	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ ج	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَصَدَفَ	عَنْهَا ط
اور ہدایت	اور رحمت	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	جھٹلایا	اللہ کی نشانیوں کو	اور کنّی کترائی	اس سے

سَنَجْزِى	الَّذِيْنَ	يَصْدِفُوْنَ	عَنْ اٰيٰتِنَا	سُوْٓءَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝۱۵۷
ہم بدلہ میں دیں گے	ان لوگوں کو جو	کنّی کتراتے ہیں	ہماری نشانیوں سے	برا عذاب	بسبب اس کے جو	وہ کنّی کتراتے تھے

هَلْ	يَنْظُرُوْنَ	اِلَّآ اَنْ	تَاْتِيَهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	اَوْ يَاْتِيَ	رَبُّكَ	اَوْ يَاْتِيَ
کیا	انتظار کرتے ہیں یہ لوگ	سوائے اس کے کہ	آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا آئے	آپ ﷺ کا رب	یا آئیں

بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ط	يَوْمَ	يَاْتِيْ	بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ	لَا يَنْفَعُ	نَفْسًا
آپ ﷺ کے رب کی نشانیوں سے کوئی	جس دن	آئے گی	آپ ﷺ کے رب کی نشانیوں سے کوئی	تو فائدہ نہیں دے گا	کسی ایسی جان کو

اِيْمَانُهَا	لَمْ تَكُنْ	اٰمَنَتْ	مِنْ قَبْلُ	اَوْ كَسَبَتْ	فِيْٓ اِيْمَانِهَا	خَيْرًا ط	قُلِ	انْتَظِرُوْٓا
اس کا ایمان	جو نہیں تھی کہ	ایمان لاتی	اس سے پہلے	یا کماتی	اپنے ایمان میں	کوئی نیکی	آپ ﷺ کہیے	تم لوگ انتظار کرو

اِنَّا	مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۵۸	اِنَّ	الَّذِيْنَ	فَرَّقُوْا	دِيْنَهُمْ	وَكَانُوْا	شِيَعًا	لَّسْتَ
بیشک ہم (بھی)	انتظار کرنے والے ہیں	بیشک	جن لوگوں نے	الگ الگ کیا	اپنے دین کو	اور وہ ہوئے	فرقے	آپ ﷺ (کو سروکار) نہیں ہے

مِنْهُمْ	فِيْ شَيْءٍ ط	اِنَّمَآ	اَمْرُهُمْ	اِلَى اللّٰهِ	ثُمَّ	يُنَبِّئُهُمْ	بِمَا
ان سے	کسی چیز میں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ان کا کام	اللہ کی طرف ہے	پھر	وہ جتا دے گا ان کو	اسے جو

كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۱۵۹	مَنْ	جَآءَ	بِالْحَسَنَةِ	فَلَهٗ	عَشْرُ اَمْثَالِهَا ج	وَمَنْ	جَآءَ	بِالسَّيِّئَةِ
وہ لوگ کرتے تھے	جو	آیا	نیکی کے ساتھ	تو اس کے لیے	اس کے جیسی دس (نیکیاں) ہیں	اور جو	آیا	برائی کے ساتھ

فَلَا يُجْزٰٓى	اِلَّا	مِثْلَهَا	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۰
تو اس کا بدلہ نہیں دیا جائے گا	مگر	اس کے جیسی (برائی) سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا

نوٹ:1 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو ان کے ظہور سے پہلے کوئی اگر ایمان نہیں لایا تھا تو اب ایمان لانا بیکار ہوگا اور پہلے اگر نیک عمل نہیں کیے تھے تو اب کرنا بیکار ہوگا۔ پہلی نشانی سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا۔ دوسرے دجال کا نکلنا۔ تیسرے دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے تک توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہو سکے گی ورنہ نہیں۔ اصحاب ستہ میں سے ایک نے اس کو روایت نہیں کیا باقی پانچ کتابوں میں موجود ہے (ابن کثیر)

نوٹ:2 رسول ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اگر کسی نیک کام کا ارادہ کیا لیکن عمل نہ کر سکا تو بھی اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر عمل کر لیا تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہے۔ حسن نیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اضافہ سات سو گنا تک بھی جا پہنچتا ہے اور اگر کسی نے گناہ کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے لیے بھی ایک نیکی درج ہو جاتی ہے اور اگر وہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو گناہ دس نہیں بلکہ ایک لکھا جائے گا اور اگر اللہ چاہے تو اس کو بھی مٹا دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (161 تا 165)

ترکیب (آیت۔161) صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ کا حال ہونے کی وجہ سے دِیْنًا قِیَمًا حالت نصب میں آیا ہے اور دِیْنًا قِیَمًا کا بدل ہونے کی وجہ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حالت نصب میں ہے جبکہ اِبْرٰهِیْمَ کا حال حَنِیْفًا ہے۔ (آیت۔164) اَبْغِیْ کا مفعول غَیْرَ اللّٰهِ ہے اور رَبًّا تمیز ہے۔ تَزِرُ کی ضمیر فاعلی هِیَ، نَفْسٍ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	اِنَّنِیْ	هَدٰىنِیْ	رَبِّیْٓ	اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ	دِیْنًا قِیَمًا	مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ
آپؐ کہیے	بیشک میں ہوں (کہ)	مجھے ہدایت دی	میرے رب نے	ایک سیدھے راستے کی طرف	سیدھا سادہ دین ہوتے ہوئے	جو ابراہیم کا مذہب ہے

حَنِیْفًا ۚ	وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾	قُلْ	اِنَّ	صَلَاتِیْ	وَنُسُكِیْ	وَمَحْیَایَ
اس حال میں کہ وہ یکسو تھے	اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	آپؐ کہیے	یقیناً	میری نماز	اور میری قربانی	اور میرا عرصہ حیات

وَمَمَاتِیْ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾	لَا شَرِیْكَ	لَهٗ ۚ	وَبِذٰلِكَ	اُمِرْتُ
اور میرا عرصہ موت	اللہ کے لیے ہی ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے	کسی قسم کا کوئی شریک نہیں	اس کے لیے	اور اس کا ہی	مجھے حکم دیا گیا

وَاَنَا	اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾	قُلْ	اَ	غَیْرَ اللّٰهِ	اَبْغِیْ	رَبًّا	وَّ	هُوَ
اور میں	فرمانبرداری کرنے والوں کا پہلا ہوں	آپؐ کہیے	کیا	اللہ کے سوا (کسی) کو	میں چاہوں	بطور رب کے	حالانکہ	وہ

رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ	وَلَا تَكْسِبُ ؕ	كُلُّ نَفْسٍ	اِلَّا	عَلَیْهَا ۚ	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ
ہر چیز کا رب ہے	اور نہیں کماتی	ہر جان	مگر یہ کہ	(وہ) اس پر ہے	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی	کسی دوسری کا بوجھ

ثُمَّ	اِلٰى رَبِّكُمْ	مَّرْجِعُكُمْ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ	فِيْهِ	تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾
پھر	تمہارے رب کی طرف ہی	تمہیں لوٹنا ہے	تو وہ تمہیں جتا دے گا	اس کو	تم لوگ	جس میں	اختلاف کرتے ہو

وَهُوَ	الَّذِىْ	جَعَلَكُمْ	خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ	وَرَفَعَ	بَعْضَكُمْ	فَوْقَ بَعْضٍ	دَرَجٰتٍ
اور وہ	وہی ہے جس نے	بنایا تم لوگوں کو	زمین کے جانشین	اور بلند کیا	تمہارے کسی کو	کسی کے اوپر	بلحاظ درجات کے

لِّيَبْلُوَكُمْ	فِىْ مَآ	اٰتٰكُمْ ط	اِنَّ	رَبَّكَ	سَرِيْعُ الْعِقَابِ	وَاِنَّهٗ
تاکہ وہ آزمائے تمہیں	اس میں جو	اس نے دیا تم کو	بیشک	آپ کا رب	جلد سزا دینے والا ہے	اور بیشک وہ

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾ ع
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الاعراف (7)

آیت نمبر (1 تا 10)

ع ی ش

(ض) **مَعَاشًا** زندہ رہنا۔ زندگی گزارنا۔﴿ وَّ جَعَلۡنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ ﴾(78/النبا:11)’’اور ہم نے بنایا دن کو زندہ رہنے کے لیے۔‘‘

اور عِیۡشَۃٌ ﴿ فَہُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ﴿ۙ۲۱﴾ ﴾ (69/الحآقۃ:21)’’تو وہ من بھاتی زندگی گزارنے میں ہے۔‘‘

مَعِیۡشَۃٌ (ج) مَعَایِشُ۔ زندگی گزارنے کا ذریعہ۔ سامان زندگی۔﴿ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ﴾(43/الزخرف:32)’’ہم نے تقسیم کیا۔ ان کی زندگی کے سامان کو دنیوی زندگی میں۔‘‘

ق ی ل

(ض) **قَیۡلُوۡلَۃً** دوپہر کو آرام کرنا خواہ نیند نہ آئے۔

قَآئِلٌ اسم الفاعل ہے۔ دوپہر کو آرام کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔4

مَقِیۡلٌ اسم الظرف ہے۔ آرام کرنے کی جگہ۔﴿ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ یَوۡمَئِذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴿۲۴﴾ ﴾(25/الفرقان:24)’’اور جنت والے اس دن سب سے بہتر ہوں گے بلحاظ ٹھکانے کے اور سب سے اچھے ہوں گے بلحاظ آرام گاہ کے۔‘‘

ترکیب

(آیت۔2) کِتٰبٌ کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ اس کی خصوصیت ہے۔ فَلَا یَکُنۡ، کَانَ تامّہ ہے اور حَرَجٌ اس کا فاعل ہے۔ مِنۡہُ کی ضمیر کِتٰبٌ کے لیے ہے۔ ذِکۡرٰی حال ہے۔(آیت۔3) وَلَا تَتَّبِعُوۡا کا مفعول اَوۡلِیَآءَ ہے۔ تَذَکَّرُوۡنَ کی تمیز قَلِیۡلًا ہے اور اس کے آگے مَا اس کو غیر معین کرنے کے لیے ہے۔(دیکھیں آیت نمبر 2/البقرۃ:26، نوٹ۔1) یعنی بہت ہی کم۔(آیت۔4۔5) بَیَاتًا حال ہے اور اس کے آگے ھُمۡ قَآئِلُوۡنَ پورا جملہ بھی حال ہے۔ فَجَآءَھَا میں ھَا کی ضمیر بستیوں کے لیے ہے جبکہ فَجَآءَھُمۡ میں ھُمۡ کی ضمیر بستی والوں کے لیے ہے۔(آیت۔6) اُرۡسِلَ کا نائب فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے اس کا مرجع رَسُوۡلٌ یا مُرۡسِلٌ محذوف ہے(آیت۔8) ثَقُلَتۡ اور خَفَّتۡ کا فاعل مَوَازِیۡنُ ہے اور اس کے ساتھ ہٗ کی ضمیر مَنۡ کی طرف عائد ہے۔

ترجمہ

مِّنۡہُ	حَرَجٌ	فِیۡ صَدۡرِکَ	فَلَا یَکُنۡ	اِلَیۡکَ	اُنۡزِلَ	کِتٰبٌ	الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾
اس سے	کوئی تنگی	آپؐ کے سینے میں	پس چاہیے کہ نہ ہو	آپؐ کی طرف	اتاری	یہ ایک ایسی کتاب ہے جو	

اِلَیۡکُمۡ	اُنۡزِلَ	مَآ	اِتَّبِعُوۡا	لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾	وَذِکۡرٰی	بِہٖ	لِتُنۡذِرَ
تمہاری طرف	اتارا گیا	اس کی جو	تم پیروی کرو	ایمان لانے والوں کے لیے	اور نصیحت ہوتے ہوئے	اس سے	تاکہ آپؐ خبردار کریں

وَکَمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ	تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۳﴾	قَلِیۡلًا مَّا	اَوۡلِیَآءَ ؕ	مِنۡ دُوۡنِہٖۤ	وَلَا تَتَّبِعُوۡا	مِّنۡ رَّبِّکُمۡ
اور کتنی ہی بستیاں ہیں	تم لوگ نصیحت پکڑتے ہو	بہت تھوڑی ہے جو	دوسرے رفیقوں کی	اس کے سوا	اور پیروی مت کرو	تمہارے رب کی طرف سے

فَمَا کَانَ	قَآئِلُوۡنَ ﴿۴﴾	اَوۡ ھُمۡ	بَیَاتًا	بَاۡسُنَا	فَجَآءَھَا	اَھۡلَکۡنٰہَا
تو نہیں تھا	دوپہر کو آرام کرنے والے تھے	یا اس حال میں کہ وہ	رات ہوتے ہوئے	ہماری سختی	پھر آئی ان کے پاس	ہم نے ہلاک کیا جن کو

دَعْوٰىهُمْ	اِذْ	جَآءَهُمْ	بَاْسُنَآ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْٓا	اِنَّا كُنَّا	ظٰلِمِيْنَ ۵	فَلَنَسْـَٔلَنَّ	الَّذِيْنَ
ان کا پکارنا	جب	آئی ان کے پاس	ہماری سختی	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	بیشک ہم تھے	ظلم کرنے والے	تو ہم لازماً پوچھیں گے	ان لوگوں سے

اُرْسِلَ	اِلَيْهِمْ	وَلَنَسْـَٔلَنَّ	الْمُرْسَلِيْنَ ۶	فَلَنَقُصَّنَّ	عَلَيْهِمْ	بِعِلْمٍ	وَّمَا كُنَّا
بھیجا گیا	جن کی طرف	اور ہم لازماً پوچھیں گے	بھیجے ہوؤں سے	پھر ہم لازماً بیان کریں گے	ان پر	علم سے	اور ہم نہیں ہیں

غَآئِبِيْنَ ۷	وَالْوَزْنُ	يَوْمَئِذِ	اِلْحَقُّ	فَمَنْ	ثَقُلَتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۸
غائب ہونے والے	اور وزن	اس دن	حق ہے	پس وہ	بھاری ہوئے	جن کے ترازو	تو وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں

وَمَنْ	خَفَّتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	بِمَا	كَانُوْا
اور وہ	ہلکے ہوئے	جن کے ترازو	تو وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے آپ کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ

بِاٰيٰتِنَا	يَظْلِمُوْنَ ۹	وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيْهَا	مَعَايِشَ ط
ہماری نشانیوں کے ساتھ	ناانصافی کرتے تھے	اور بیشک ہم نے اختیار دیا ہے تم کو	زمین میں	اور ہم نے بنایا	تمہارے لیے	اس میں	زندگی کے سازوسامان

قَلِيْلًا مَّا	تَشْكُرُوْنَ ۱۰
بہت کم ہے جو	تم شکر کرتے ہو

نوٹ:1 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ذمہ دار افسر ہو۔ تم سب سے اپنے اپنے زیر اثر ماتحتوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔ بادشاہ سے رعایا کے بارے میں، مرد سے بیوی بچوں کے بارے میں، عورت سے شوہر کے بارے میں اور خادم سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ:2 وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ اِلْحَقُّ میں اس طرف اشارہ ہے کہ لوگ اس سے دھوکا نہ کھائیں کہ انسان کے اعمال کا کوئی جسم یا حجم نہیں ہوتا تو پھر ان کا وزن کیسے ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کو ہم نہ تول سکیں اسے اللہ تعالیٰ بھی نہ تول سکے، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے علاوہ آج کل تو وہ چیزیں بھی تولی جاتی ہیں جن کے تولنے کا آج سے پہلے کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ ہوا، ہوا میں نمی، برقی رو، سردی، گرمی وغیرہ تولی جاتی ہیں اور ان کا میٹر ہی ان کی ترازو ہے۔ پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اعمال کو تول کر ہمیں دکھا دے۔

وزن اعمال کے ضمن میں دوسری الجھن یہ پیش آتی ہے کہ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ محشر کی میزان میں سب سے بڑا وزن کلمۂ طیبہ کا ہوگا۔ جس کے پاس یہ کلمہ ہوگا وہ سب پر بھاری رہے گا۔ اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ مومن کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہے خواہ وہ کتنے بھی گناہ کرے۔ لیکن قرآن مجید کی آیات اور دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی نیکیوں اور برائیوں کو تولا جائے گا۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا اسے عذاب ہوگا۔

بعض علماءِ تفسیر نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ محشر میں وزن دو مرتبہ ہوگا۔ پہلے کفر و ایمان کا وزن جس کے ذریعہ مومن اور کافر کا امتیاز کیا جائے گا۔ اس وزن میں جس کے نامۂ اعمال میں صرف کلمۂ ایمان ہی ہے، اس کا پلڑا بھاری رہے گا اور وہ کافروں کے گروہ سے الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا وزن نیک و بد اعمال کا ہوگا۔ اس میں کسی مسلمان کی نیکیاں اور کسی کی برائیاں بھاری ہوں گی اور اسی کے مطابق اسی کو جزاء و سزا ملے گی۔ اس طرح تمام آیات اور احادیث کا مضمون اپنی اپنی جگہ درست اور مربوط ہو جاتا ہے۔ (معارف القران)

نوٹ 1: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی، جس سے انہوں نے علم دین اور احکام دین لکھے، اور شہداء کے خون کو تولا جائے گا۔ تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (11 تا 18)

ذ ء م

(ف) ذَاَمًا: عیب لگانا۔

مَذْءُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ عیب لگایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔18۔

د ح ر

(ف) دُحُوْرًا: کسی کو کہیں سے زبردستی نکالنا۔ ہانکنا۔ دھتکارنا۔ ﴿وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا﴾ ''اور ان پر پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے دھکے دیتے ہوئے۔'' (37/ الصافات:8)

مَدْحُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ ہانکا ہوا۔ دھتکارا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔18۔

ترکیب: (آیت۔12) اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ اس میں شامل اَنْ نے تَسْجُدَ کو نصب دی ہے۔ (آیت۔13) فَاهْبِطْ مِنْهَا میں اور آگے فِيْهَا میں هَا کی ضمیریں جنت کے لیے ہیں۔ حالانکہ ان آیات میں جنت کا ذکر نہیں ہے لیکن قرآن کے دوسرے مقامات کے مطالعہ سے قرآن کے قاری کے لیے یہ بات معروف ہو جاتی ہے کہ یہ واقعہ جنت کا ہے۔ اس لیے جنت کا ذکر کیے بغیر یہاں اس کے لیے ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ (آیت۔14) اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ میں يَوْمِ مضاف ہے اور جملہ فعلیہ يُبْعَثُوْنَ اس کا مضاف الیہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔5/ المآئدہ 119، ترکیب) (آیت۔16۔17) لَاَقْعُدَنَّ کا مفعول صِرَاطَكَ ہے۔ لَا تَجِدُ کا مفعول اول اَكْثَرَهُمْ ہے اور شٰكِرِيْنَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ (آیت۔18) مَذْءُوْمًا اور مَدْحُوْرًا حال ہیں۔ اس لیے حالت نصب میں ہیں۔ لَمَنْ پر لام تاکید ہے اور من شرطیہ ہے۔ مِنْكُمْ میں كُمْ کی ضمیر مَنْ تَبِعَكَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ	ثُمَّ	صَوَّرْنٰكُمْ	ثُمَّ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ
اور بیشک ہم نے پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	ہم نے شکل دی تمہیں	پھر	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کے لیے

فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ	اِبْلِيْسَ	لَمْ يَكُنْ	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪	قَالَ	مَا	مَنَعَكَ	اَلَّا تَسْجُدَ
تو انہوں نے سجدہ کیا	سوائے	ابلیس کے	وہ نہیں تھا	سجدہ کرنے والوں میں سے	(اللہ نے) کہا	کس چیز نے	تجھے روکا	کہ تو سجدہ نہ کرے

اِذْ	اَمَرْتُكَ	قَالَ	اَنَا	خَيْرٌ	مِّنْهُ	خَلَقْتَنِيْ	مِنْ نَّارٍ	وَّخَلَقْتَهٗ	مِنْ طِيْنٍ ⑫
جب (کہ)	میں نے حکم دیا تجھ کو	(ابلیس نے) کہا	میں	بہتر ہوں	اس سے	تو نے پیدا کیا مجھ کو	آگ سے	اور تو نے پیدا کیا اس کو	گارے سے

قَالَ	فَاهْبِطْ	مِنْهَا	فَمَا يَكُوْنُ	لَكَ	اَنْ	تَتَكَبَّرَ	فِيْهَا
(اللہ نے) کہا	پس تو نیچے اتر	اس سے	تو نہیں ہے	تیرے لیے	کہ	تو بڑا بنے	اس میں

فَاخْرُجْ	اِنَّكَ	مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ⑬	قَالَ	اَنْظِرْنِيْٓ	اِلٰى يَوْمِ	يُبْعَثُوْنَ ⑭
پس تو نکل	یقیناً تو	حقیر ہونے والوں میں سے ہے	(ابلیس نے) کہا	تو مہلت دے مجھے	اس دن تک (جب)	یہ لوگ اٹھائیں جائیں گے

قَالَ	اِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾	قَالَ	فَبِمَآ	اَغْوَيْتَنِيْ	لَاَقْعُدَنَّ
(اللہ نے) کہا	بیشک تو	مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے	(ابلیس نے) کہا	پس بسبب اس چیز کے جس سے	تونے گمراہ کیا مجھے	میں لازماً بیٹھوں گا

لَهُمْ	صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾	ثُمَّ	لَاٰتِيَنَّهُمْ	مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ	وَمِنْ خَلْفِهِمْ	وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ
ان کے لیے	تیرے سیدھے راستے پر	پھر	میں لازماً آؤں گا ان کے پاس	ان کے سامنے سے	اور ان کے پیچھے سے	اور ان کی داہنی طرف سے

وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ	وَلَا تَجِدُ	اَكْثَرَهُمْ	شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾	قَالَ	اخْرُجْ	مِنْهَا	مَذْءُوْمًا
اور ان کی بائیں طرف سے	اور تو نہیں پائے گا	ان کے اکثر کو	شکر ادا کرنے والا	(اللہ نے) کہا	تو نکل	اس سے	عیب لگایا ہوا ہوتے ہوئے

مَّدْحُوْرًا ؕ	لَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	لَاَمْلَئَنَّ	جَهَنَّمَ	مِنْكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾
دھتکارا ہوتے ہوئے	بیشک جس نے	پیروی کی تیری	ان میں سے	تو میں لازماً بھر دوں گا	جہنم کو	تم لوگوں سے	سب کے سب سے

نوٹ:1

تخلیق انسانی کے جس آغاز کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے اس کی تفصیل کو سمجھنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ لیکن بہر حال یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید انسانیت کے آغاز کی کیفیت ان نظریات کے خلاف بیان کرتا ہے جو موجودہ زمانے میں سائنس کے نام سے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان نظریات کی رو سے انسان ایک غیر انسانی حالت سے مختلف مدارج طے کرتا ہوا مرتبۂ انسانیت تک پہنچا ہے۔ اس کے برعکس قران ہمیں بتاتا ہے کہ انسانیت کا آغاز خالص انسانیت ہی سے ہوا ہے۔ اس کی تاریخ کسی غیر انسانی حالت سے قطعاً کوئی رشتہ نہیں رکھتی وہ اول روز سے انسان ہی بنایا گیا ہے۔

انسانیت کی تاریخ کے یہ دو مختلف نقطۂ نظر ہیں جن سے انسانیت کے دو بالکل مختلف تصور پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تصور میں انسان دراصل حیوان کی ہی ایک شاخ نظر آتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی انسان حیوانات کا سا طرز عمل اختیار کرتا ہے تو یہ بالکل فطری طرز عمل ہوگا۔ اس کے برعکس قرآنی تصور میں انسان کو جانور کے بجائے انسان کی حیثیت سے دیکھا جائے گا۔ اسے حیوان ناطق نہیں بلکہ اللہ کا خلیفہ سمجھا جائے گا۔ انسان کو دوسری مخلوقات سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا نطق (بات کرنے کی صلاحیت) نہیں ہے بلکہ اس کی اخلاقی ذمہ داری اور اختیارات کی وہ امانت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے اور جس کی بناء پر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

اوپر مولانا مودودیؒ نے کہا ہے کہ دیگر مخلوقات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز نطق یعنی بات کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کی وجہ کو سمجھ لیں۔ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ کچھ دیگر مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ نے نطق کی صلاحیت عطا کی ہے یہ اور بات ہے کہ ان کی بات چیت کو یا تو ہم سن نہیں سکے اور اگر سنتے ہیں تو سمجھ نہیں پاتے۔ مثال کے طور پر حضرت سلیمانؑ کے لشکر کو آتا دیکھ کر ایک چیونٹی نے چیونٹیوں سے کہا تھا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت سلیمانؑ نے نہ صرف اس بات کو سن لیا بلکہ سمجھ بھی لیا۔ اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ بھی قرآن مجید میں نقل کی گئی ہے۔ طلبا کو چاہیے کہ وہ یہ دعا یاد کر لیں۔ (27/النمل:1 تا19) اس کے آگے آیت نمبر۔22 میں ہد ہد کا حضرت سلیمانؑ سے بات کرنے کا بھی ذکر ہے۔

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ ہر نئے نظریہ کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں پھر دوسروں پر اپنی قابلیت کا رعب ڈالنے کے لیے اس کا چرچا کرتے رہتے ہیں۔ اساتذہ طلبا سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ بہت پڑھے لکھے ہیں۔ اکثر کے علم میں نہیں ہوتا یا ہم بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسے شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو سنی سنائی بات کو تحقیق کیے بغیر آگے بڑھا دے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہی ''سائنسی'' نظریات جب مغربی محققین کی سائنٹفک کسوٹی پر غلط ثابت ہو جاتے ہیں تو اس کا چرچا نہیں ہوتا۔ ایسی تحقیقی باتوں کو عام کرنا مغربی میڈیا کی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ اگر چپ سادھ لیتے ہیں تو ان سے شکایت بے سود ہے۔ یہ مسلمان اہل

علم کی ذمہ داری ہے جس سے ہم کماحقہٗ عہدہ برآ نہیں ہو رہے ہیں۔ مغرب میں ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کو دفن ہوئے برسوں گزر چکے ہیں لیکن ہم لوگ اسے آج تک سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

نوٹ:2 ایسی حالت میں کہ جب اللہ تعالیٰ ابلیس پر غضب فرما رہا تھا، اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے قیامت تک مہلت دے اور اللہ نے اس کی سن لی۔ اس سے قبولیت کی دعا کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت کے تحت جس کی چاہتا ہے دعا قبول کرتا ہے، خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ اس لیے کسی کی دعا قبول ہونا اس کے قرب الٰہی کی سند نہیں ہے۔

آیت نمبر (19 تا 25)

و س و س

(رباعی)

وَسْوَسَةً: کسی کے ذہن میں بُرا خیال ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔20۔

وَسْوَاسٌ: اسم ذات ہے۔ بُرا خیال۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝﴾ (114/الناس: 4) ”پیچھے ہٹنے والے بُرے خیال کی برائی سے۔“

ن ص ح

(ف)

نُصْحًا: کوئی ایسی بات یا کام کرنا جس میں دوسرے کی بھلائی ہو اور اپنی کوئی غرض نہ ہو۔ (۱) خیر خواہی کرنا۔ (۲) خالص ہونا۔ صاف ہونا۔ ﴿لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ (7/الاعراف: 79) ”بیشک میں پہنچا چکا ہوں اپنے رب کے پیغام کو اور میں نے خیر خواہی کی ہے تمہارے لیے۔“ ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ﴾ (9/التوبۃ: 91) ”اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے اس کو جو وہ خرچ کریں، کوئی حرج نہیں ہے جب وہ لوگ دل سے صاف ہوئے اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔“

نُصْحٌ: اسم ذات بھی ہے۔ بے لوث خیر خواہی۔ ﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ﴾ (11/ھود: 34) ”اور تم کو نفع نہیں دے گی میری بے لوث خیر خواہی۔“

نَاصِحٌ: اسم الفاعل ہے۔ خیر خواہی کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔21۔

نَصُوْحٌ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا خالص۔ ﴿تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ﴾ (66/التحریم: 8) ”تم لوگ توبہ کرو اللہ سے بے انتہا خالص توبہ۔“

ط ف ق

(س)

طَفِقًا: کسی کام کو شروع کرنے یا کرنے لگنے کا مفہوم دیتا ہے۔

خ ص ف

(ض)

خَصْفًا: سینا۔ ٹانکنا۔ چپکانا۔ زیر مطالعہ آیت۔22۔

ترکیب

(آیت۔19) فَتَكُوْنَا کا فا سببیہ ہے۔ اس لیے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ (آیت۔20) وُرِيَ مادہ ”وری“ سے باب مفاعلہ کا ماضی مجہول وُوْرِيَ ہے جس کو وُرِيَ لکھتے ہیں۔ (آیت: 22۔23) لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَقُلْ مجزوم ہے۔ اسی طرح لَمْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَرْحَمْنَا مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَ يٰٓاٰدَمُ	اسْكُنْ	اَنْتَ	وَ زَوْجُكَ	الْجَنَّةَ	فَكُلَا	مِنْ حَيْثُ	شِئْتُمَا	وَلَا تَقْرَبَا
اور اے آدمؑ	سکونت اختیار کرو	تم	اور تمہاری بیوی	اس باغ میں	پھر تم دونوں کھاؤ	جہاں سے	تم دونوں چاہو	اور تم دونوں قریب مت جانا

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	فَتَكُوْنَا	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ⑲	فَوَسْوَسَ	لَهُمَا	الشَّيْطٰنُ	لِيُبْدِيَ	لَهُمَا
اس درخت کے	ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے	ظلم کرنے والوں میں سے	پھر برا خیال ڈالا	ان کے لیے	شیطان نے	تاکہ وہ ظاہر کرے	ان کے لیے

مَا	وٗرِيَ	عَنْهُمَا	مِنْ سَوْاٰتِهِمَا	وَقَالَ	مَا نَهٰىكُمَا	رَبُّكُمَا	عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ
اس کو جو	چھپایا گیا	ان دونوں سے	ان کی ستروں میں سے	اور اس نے کہا	تم دونوں کو نہیں روکا	تمہارے رب نے	اس درخت سے

اِلَّآ	اَنْ	تَكُوْنَا	مَلَكَيْنِ	اَوْ	تَكُوْنَا	مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ⑳	وَقَاسَمَهُمَآ
مگر (اس لیے)	کہ (کہیں)	تم دونوں ہو جاؤ	فرشتے	یا	تم دونوں ہو جاؤ	ہمیشہ رہنے والوں میں سے	اور اس نے دونوں کو قسم دی

اِنِّيْ	لَكُمَا	لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ㉑	فَدَلّٰىهُمَا	بِغُرُوْرٍ	فَلَمَّا	ذَاقَا
بیشک میں	تم دونوں کے لیے	یقیناً خیر خواہی کرنے والوں میں سے ہوں	تو اس نے پھسلا دیا دونوں کو	فریبوں سے	پھر جب	دونوں نے چکھا

الشَّجَرَةَ	بَدَتْ	لَهُمَا	سَوْاٰتُهُمَا	وَطَفِقَا	يَخْصِفٰنِ	عَلَيْهِمَا	مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ
اس درخت کو	تو ظاہر ہو گئے	ان کے لیے	ان کی ستروں کے حصے	اور وہ دونوں لگے	چپکانے	اپنے اوپر	باغ کے پتوں میں سے

وَنَادٰىهُمَا	رَبُّهُمَآ	اَلَمْ اَنْهَكُمَا	عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ	وَاَقُلْ	لَّكُمَآ	اِنَّ
اور پکارا ان دونوں کو	ان کے رب نے	کیا میں نے روکا نہیں تھا تم دونوں کو	اس درخت سے	اور میں نے کہا نہیں تھا	تم دونوں سے	کہ

الشَّيْطٰنَ	لَكُمَا	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ㉒	قَالَا	رَبَّنَا	ظَلَمْنَآ	اَنْفُسَنَا	وَاِنْ	لَّمْ تَغْفِرْ
شیطان	تم دونوں کا	ایک کھلا دشمن ہے	ان دونوں نے کہا	اے ہمارے رب	ہم نے ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اور اگر	تو نے معاف نہ کیا

لَنَا	وَتَرْحَمْنَا	لَنَكُوْنَنَّ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ㉓	قَالَ	اهْبِطُوْا	بَعْضُكُمْ	لِبَعْضٍ
ہم کو	اور تو نے رحم نہ کیا ہم پر	تو ہم لازماً ہو جائیں گے	گھاٹا پانے والوں میں سے	(اللہ نے) کہا	تم لوگ نیچے اترو	تم میں کا کوئی	کسی کے لیے

عَدُوٌّ	وَلَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	مُسْتَقَرٌّ	وَّمَتَاعٌ	اِلٰى حِيْنٍ ㉔	قَالَ	فِيْهَا
دشمن ہے	اور تمہارے لیے	زمین میں	ایک ٹھکانہ ہے	اور برتنے کا کچھ سامان ہے	کچھ عرصہ تک	(اللہ نے) کہا	اس میں

تَحْيَوْنَ	وَفِيْهَا	تَمُوْتُوْنَ	وَمِنْهَا	تُخْرَجُوْنَ ㉕
تم لوگ زندہ رہو گے	اور اس میں	تم لوگ مرو گے	اور اس میں سے	تم لوگ نکالے جاؤ گے

نوٹ:1 گزشتہ چند آیات میں حضرت آدمؑ اور ابلیس کا جو واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے چند اہم حقائق واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔

(۱) انسان کے اندر شرم وحیاء کا ایک فطری جذبہ ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ یہ شرم انسان کے اندر تہذیب کے ارتقاء سے پیدا نہیں ہوئی ہے، جیسا کہ بعض مغربی مفکرین نے قیاس کیا ہے، بلکہ درحقیقت یہ وہ فطری چیز ہے جو اول روز سے انسان میں موجود تھی۔

(۲) شیطان اپنی بڑائی کا خود مدعی تھا جبکہ انسان نے اپنی بڑائی کا خود دعویٰ نہیں کیا بلکہ بڑائی اسے دی گئی ہے۔ (یعنی جو انسان

خود اپنی بڑائی کا دعویٰ کرے وہ دراصل شیطان کا شاگرد ہے کیونکہ یہ انسانی نہیں بلکہ شیطانی عمل ہے۔مرتب)۔

(۳) شیطان نے خالص غرور اور تکبر کی بنا پر اللہ کی نافرمانی کی جبکہ انسان نے نافرمانی کو خود اختیار نہیں کیا بلکہ شیطان کے بہکانے سے وہ اس میں مبتلا ہوا۔

(۴) انسان نے شر کی کھلی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ داعی شر کو داعی خیر بن کر اس کے سامنے آنا پڑا۔ وہ پستی کی طرف پستی کی طلب میں نہیں گیا بلکہ اس دھوکے میں گیا کہ یہ راستہ اسے بلندی کی طرف لے جائے گا۔

(۵) عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ شیطان نے پہلے بی بی حوا کو دام فریب میں گرفتار کیا پھر انہیں حضرت آدمؑ کو ورغلانے کا آلۂ کار بنایا، قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ شیطان نے دونوں کو دھوکہ دیا اور دونوں اس سے دھوکہ کھا گئے۔

(۶) شیطان اپنے قصور کا اعتراف کرنے کے بجائے نافرمانی پر اور زیادہ جم گیا۔ جبکہ انسان نے اپنے قصور کا اعتراف کیا، اس پر نادم ہوا اور معافی مانگی اور اسے معاف کر دیا گیا۔

(۷) اس لیے جو انسانی راہ مطلوب و محمود ہے اسے شیطانی راہ سے بالکل الگ کر کے واضح کر دیا۔ اب یہ ہر انسان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لیے انسانی راہ کو منتخب کرتا ہے یا شیطانی راہ اختیار کرتا ہے۔(تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

نوٹ:2 جنت سے نیچے اترنے کا خطاب حضرت آدمؑ، بی بی حوا اور ابلیس سے تھا۔ (اس لیے یہاں تثنیہ کے بجائے جمع کا صیغہ آیا ہے۔مرتب)۔ مفسرین نے ان مقامات کا بھی ذکر کیا ہے جہاں ان میں سے ہر ایک پھینکا گیا تھا۔ لیکن یہ ساری خبریں اسرائیلیات سے لی گئی ہیں۔ ان کی صحت سے خدا ہی واقف ہے۔ اگر ان مقامات کے تعین میں کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضرور ذکر فرماتا یا حدیث میں کہیں مذکور ہوتا۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (26تا30)

ر ی ش

(ض)	رَیْشًا	کسی کے حال کی اصلاح کرنا۔
	رِیْشٌ	اسم جنس ہے۔ واحد رِیْشَۃٌ جمع رِیَاشٌ۔ پرندوں کے پر۔ آرائش و زیبائش کی کوئی بھی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔26۔

ب د ء

(ف)	بَدْءًا	کسی کام کی ابتدا کرنا۔ پہل کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔29۔
(افعال)	اِبْدَاءً	ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ابتدا کرنا۔ ﴿ اَوَ لَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ﴾ (29/العنکبوت: 19) ''تو کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ کیسے ابتدا کرتا ہے تخلیق کی۔''

ترکیب (آیت۔26) لِبَاسًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ یُوَارِیْ اس کی خصوصیت ہے اور رِیْشًا حال ہے۔ (آیت۔27) یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا، پورا جملہ اَخْرَجَ کا حال ہے۔ اِنَّهٗ کی ضمیر شیطان کے لیے بھی مانی جا سکتی ہے اور اسے ضمیر الشان بھی مانا جا سکتا ہے۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اسے ضمیر الشان مانا جائے۔ (آیت۔29) مَسْجِدٍ ظرفِ مکان اور ظرفِ زمان، دونوں معنی دیتا ہے۔ ہم ظرف زمان سے ترجمہ کریں گے۔ اسم الفاعل مُخْلِصِیْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس نے فاعل کا کام کیا ہے اور اس نے اَلدِّیْنَ کو نصب دی ہے۔ (آیت۔30) پہلا فَرِیْقًا مفعول ہے هَدٰی کا۔ دوسرا فَرِیْقًا بھی مفعول ہے اور اس کا فعل اَضَلَّ محذوف ہے۔ وَیَحْسَبُوْنَ کا واؤ حالیہ ہے۔

ترجمہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ	قَدْ اَنْزَلْنَا	عَلَيْكُمْ	لِبَاسًا	يُّوَارِيْ	سَوْاٰتِكُمْ	وَرِيْشًا ؕ
اے آدمؑ کے بیٹو	ہم نے اتارا ہے	تم لوگوں پر	ایک ایسا لباس جو	چھپاتا ہے	تمہاری ستر کے حصوں کو	اور زیبائش ہوتے ہوئے

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ	ذٰلِكَ	خَيْرٌ ؕ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ	لَعَلَّهُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ۝26	يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ
اور تقویٰ کا لباس!	وہ (تو)	سب سے بہتر ہے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	شائد وہ لوگ	نصیحت پکڑیں	اے آدمؑ کے بیٹو

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ	الشَّيْطٰنُ	كَمَآ	اَخْرَجَ	اَبَوَيْكُمْ	مِّنَ الْجَنَّةِ	يَنْزِعُ	عَنْهُمَا
ہرگز لغزش نہ دے تم کو	شیطان	جیسے کہ	اس نے نکالا	تمہارے والدین کو	جنت سے	اس حال میں کہ اس نے کھینچ اتارا	ان دونوں سے

لِبَاسَهُمَا	لِيُرِيَهُمَا	سَوْاٰتِهِمَا ؕ	اِنَّهٗ	يَرٰىكُمْ	هُوَ	وَقَبِيْلُهٗ	مِنْ حَيْثُ
دونوں کا لباس	تاکہ وہ دکھائے دونوں کو	ان کی ستروں کے حصے	حقیقت یہ ہے کہ	دیکھتا ہے تم لوگوں کو	وہ	اور اس کا قبیلہ	وہاں سے جہاں

لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ	اِنَّا	جَعَلْنَا	الشَّيٰطِيْنَ	اَوْلِيَآءَ	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝27	وَاِذَا	فَعَلُوْا
تم نہیں دیکھتے ان کو	بیشک	ہم نے بنایا	شیطانوں کو	دوست	ان کے لیے جو	ایمان نہیں لاتے	اور جب کبھی	وہ لوگ کرتے ہیں

فَاحِشَةً	قَالُوْا	وَجَدْنَا	عَلَيْهَآ	اٰبَآءَنَا	وَاللّٰهُ	اَمَرَنَا	بِهَا ؕ	قُلْ	اِنَّ اللّٰهَ
کوئی بے حیائی	تو کہتے ہیں	ہم نے پایا	اس پر	اپنے اجداد کو	اور اللہ نے	حکم دیا ہم کو	اس کا	آپؐ کہہ دیجئے	بیشک اللہ

لَا يَاْمُرُ	بِالْفَحْشَآءِ ؕ	اَ	تَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝28	قُلْ	اَمَرَ	رَبِّيْ
حکم نہیں دیتا	بے حیائیوں کا	کیا	تم لوگ کہتے ہو	اللہ پر	وہ، جو	تم لوگ نہیں جانتے	آپؐ کہیے	حکم دیا	میرے رب نے

بِالْقِسْطِ ۣ	وَ	اَقِيْمُوْا	وُجُوْهَكُمْ	عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	وَّادْعُوْهُ	مُخْلِصِيْنَ
انصاف کا	اور (یہ کہ)	تم لوگ سیدھا رکھو	اپنے چہروں کو	ہر سجدہ کرنے کے وقت پر	اور پکارو اس کو	خالص کرنے والا ہوتے ہوئے

لَهُ	الدِّيْنَ ۬ؕ	كَمَا	بَدَاَكُمْ	تَعُوْدُوْنَ ۝29 ؕ	فَرِيْقًا	هَدٰى	وَفَرِيْقًا
اس کے لیے	کل دین کو	جیسے	اس نے ابتدا کی تمہاری	(ویسے ہی) تم لوگ لوٹو گے	ایک فریق کو	اس نے ہدایت دی	اور ایک فریق کو (اس نے گمراہی دی)

حَقَّ	عَلَيْهِمُ	الضَّلٰلَةُ ؕ	اِنَّهُمُ	اتَّخَذُوا	الشَّيٰطِيْنَ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَ
(کیونکہ) ثابت ہوئی	ان پر	گمراہی	بیشک انہوں نے	بنایا	شیطانوں کو	دوست	اللہ کے علاوہ	اس حال میں کہ

يَحْسَبُوْنَ	اَنَّهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ ۝30
سمجھتے ہوئے	کہ وہ	ہدایت یافتہ ہیں

881

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت نمبر (31 تا 37)

ترکیب

(آیت-32) زِیْنَةَ اللّٰهِ اور اَلطَّیِّبٰتِ، دونوں حَرَّمَ کے مفعول ہیں۔ اس لیے دونوں حالت نصب میں ہیں۔ خَالِصَةً حال ہے۔ یَوْمَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ لِقَوْمٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ (آیت-33) اَلْفَوَاحِشَ، اَلْاِثْمَ اور اَلْبَغْیَ، یہ سب حَرَّمَ کے مفعول ہیں۔ جبکہ اَنْ تُشْرِكُوْا اور اَنْ تَقُوْلُوْا سے پہلے حَرَّمَ محذوف ہے۔ سَاعَةً تمیز ہے۔

ترجمہ

یٰبَنِیۤ اٰدَمَ	خُذُوْا	زِیْنَتَكُمْ	عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ	وَّ كُلُوْا	وَاشْرَبُوْا	وَلَا تُسْرِفُوْا	اِنَّهٗ
اے آدمؑ کے بیٹو	تم لوگ پکڑو	اپنی زینت کو	ہر سجدہ کرنے کے وقت	اور کھاؤ	اور پیو	اور حد سے تجاوز مت کرو	بیشک وہ

لَا یُحِبُّ	الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾	قُلْ	مَنْ	حَرَّمَ	زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ	اَخْرَجَ	لِعِبَادِهٖ	وَالطَّیِّبٰتِ
پسند نہیں کرتا	حد سے تجاوز کرنے والوں کو	آپؐ کہیے	کس نے	حرام کیا	اللہ کی اس زینت کو جو	اس نے نکالی	اپنے بندوں کے لیے	اور پاکیزہ چیزوں کو

مِنَ الرِّزْقِ	قُلْ	هِیَ	لِلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا	خَالِصَةً	یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ
رزق میں سے	آپؐ کہہ دیجیے	یہ	ان لوگوں کے لیے ہے جو	ایمان لائے	دنیوی زندگی میں	(لیکن) خالص ہوتے ہوئے	قیامت کے دن

كَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ	الْاٰیٰتِ	لِقَوْمٍ	یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾	قُلْ	اِنَّمَا	حَرَّمَ
اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں	آیتوں کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	آپؐ کہہ دیجیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	حرام کیا

رَبِّیَ	الْفَوَاحِشَ	مَا ظَهَرَ	مِنْهَا	وَمَا بَطَنَ	وَالْاِثْمَ	وَالْبَغْیَ	بِغَیْرِ الْحَقِّ	وَاَنْ
میرے رب نے	بے حیائیوں کو	جو نمایاں ہوا	اس سے	اور جو پوشیدہ رہا	اور گناہ کو	اور زیادتی کرنے کو	حق کے بغیر	اور (اس نے حرام کیا) کہ

تُشْرِكُوْا	بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ یُنَزِّلْ	بِهٖ	سُلْطٰنًا	وَّاَنْ	تَقُوْلُوْا	عَلَى اللّٰهِ	مَا
تم لوگ شریک کرو	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے اتارا ہی نہیں	جس کی	کوئی سند	اور (اس نے حرام کیا) کہ	تم لوگ کہو	اللہ پر	وہ جس کا

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾	وَلِكُلِّ اُمَّةٍ	اَجَلٌ	فَاِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمْ	لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ
تم لوگ علم نہیں رکھتے	اور ہر ایک امت کے لیے	ایک وقت ہے	پھر جب	آجائے	ان کا وقت	تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے

سَاعَةً	وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾
ایک گھڑی (یعنی لمحہ بھر بھی)	اور نہ آگے ہوں گے

نوٹ:1 ایک عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کا استعمال قرب الٰہی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس لیے کوئی جوگی بنتا ہے، کوئی رہبانیت اختیار کرتا ہے اور کچھ صوفی بھی ان کی نقل کرتے ہیں۔ لیکن اسلام اس سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ہی پیدا کی ہیں۔ اصول یہ ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب حلال ہیں۔ جب تک کسی چیز کا حرام ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصلاً تو یہ چیزیں اہل ایمان کے لیے ہی پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن اس دنیا میں کافروں کو بھی ان سے استفادہ کرنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ دنیا دارالجزاء نہیں ہے بلکہ دارالامتحان ہے۔ البتہ قیامت میں یہ چیزیں صرف اہل ایمان کے لیے ہوں گی۔

جہاں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو دلیل شرعی کے بغیر اپنے اوپر حرام کرنا منع ہے، وہیں ان کے استعمال میں حد سے تجاوز کرنا بھی منع ہے۔ اسراف کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ مثلاً کھانے میں متعدد ڈشوں کا اور سویٹ ڈش میں ایک سے زائد ڈشوں کا اہتمام کرنا، بھوک سے زیادہ کھانا یا بھوک کے بغیر کھانا جیسے IN BETWEEN THE MEALS بسکٹوں یا اسنیکس کا اہتمام کرنا وغیرہ۔ اسی طرح کپڑے، جوتے اور رہائش کی دوسری ضروریات پر ضروریات سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

نوٹ:2 اثم وہ خطائیں ہیں جو فاعل کی اپنی ذات سے متعلق ہیں اور بغی وہ زیادتی ہے جو دوسروں کے ساتھ کی جائے۔ (ابن کثیر)۔ بغی میں حق کے بغیر کا مفہوم از خود شامل ہے۔ کیونکہ زیادتی کہتے ہی اس کو ہیں جو حق کے بغیر ہو۔ آیت میں بِغَيْرِ الْحَقِّ کا اضافہ تاکید کے لیے کیا گیا ہے۔ جیسے اردو لفظ ''دیکھنا'' میں آنکھوں سے دیکھنے کا مفہوم از خود شامل ہے۔ لیکن جب تاکید مقصود ہوتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

نوٹ:3 یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ افراد اور اقوام کے معاملہ میں اللہ نے ''اجل'' کے پیمانے الگ الگ رکھے ہیں۔ افراد کے پیمانے تو سالوں، مہینوں، دنوں، گھنٹوں اور منٹوں کے حساب سے پورے ہوتے ہیں۔ جب وہ پورے ہو جاتے ہیں۔ تو فرد ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ قوموں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ ان کا حساب ان کے اخلاق زوال کی ایک خاص حد ہے۔ کوئی قوم جب گرتے گرتے اس حد کو پہنچ جاتی ہیں تو اس کا سفینہ غرق ہو جاتا ہے۔ جس طرح افراد کی موت کا وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم، اسی طرح قوموں کے فنا ہونے کے وقت علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

البتہ کسی فرد کے بالوں کی سفیدی، اعضاء کی کمزوری، چہرے کی جھریاں وغیرہ ایسی علامات ہیں جن کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اس فرد کا وقت اب قریب آ لگا ہے۔ اسی طرح قوموں کی اخلاقی گراوٹ کی کچھ علامات ہیں جنہیں دیکھ کر کہا جاتا جا سکتا ہے کہ اس قوم کے دن اب گنے جا چکے ہیں۔ ایسی علامات کے ظہور کی ابتداء عموماً اس وقت ہوتی ہے جب وہ قوم فوجی ساز و سامان اور طاقت کے اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے جہاں اس دنیا میں کوئی مد مقابل باقی نہیں رہتا اور اسے نظر آتا ہے کہ اب وہ جو چاہے کرے، اس کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ (سورۃ العلق، آیات۔6۔7) کے پھر طاقت کے نشے میں اسے ہر نقشہ الٹا نظر آتی ہے، لیلیٰ نظر آتا ہے۔ پھر وہ ایسی اخلاقی اقدار کو اپنے پاؤں تلے روندنا شروع کرتی ہے جن کی کبھی وہ خود علمبردار تھی پھر وہ صرف دھاندلی نہیں کرتی بلکہ پوری ڈھٹائی

اور بے حیائی سے کرتی ہے اور اسے اپنا حق سمجھتی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی پستی اس کے سفینے میں سوراخ کرتی رہتی ہے اور وہ قوم اپنے 881 ہاتھوں سے اپنی قبر کھودتی رہتی ہے۔

مثلاً موسیٰ اور ہارون نے فرعون کے دربار میں مطالبہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دو اور ان کو عذاب دینے کا سلسلہ ختم کردو۔ (سورہ طٰہٰ، آیت۔ 47)۔ اس وجہ سے فرعون نے ان پر جادوگر ہونے، آجکل کی اصطلاح میں دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا اور اپنی قوم کو بتایا کہ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکال دیں اور تمہاری بے مثال تہذیب وتمدن کا ستیاناس کردیں۔ (سورۃ طٰہٰ، آیت۔ 63)۔ حالانکہ موسیٰؑ اس سرزمین سے بنی اسرائیل کو نکال کرلے جانا چاہتے تھے اور اس کے بعد فرعونیوں کی تہذیب سے ان کو کوئی واسطہ نہ رہتا۔ اس طرح معمولی سمجھ بوجھ کا ہر آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ فرعون کا الزام کتنا بے بنیاد اور کیسی دھاندلی پر مبنی تھا۔ لیکن طاقت کے نشہ کا یہ عالم تھا کہ قوم نے اس الزام کو درست تسلیم کیا۔ اخلاقی گراوٹ کی یہ وہ حد ہے جسے عبور کرنے کے بعد وہ قوم اس زمین پر ایک قوم ایک حیثیت سے رہنے کے حق سے محروم ہوگئی اور انہوں نے اپنی بے مثال تہذیب کو اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

آیت نمبر (35 تا 39)

ترکیب

(آیت۔35) اِمَّا دراصل اِنْ مَا ہے۔ اس میں اِنْ شرطیہ ہے اور مَا تاکید کا ہے (آیت 2/البقرۃ:38، ترکیب)۔ يَقُصُّوْنَ حال ہے رُسُلٌ کا۔ اِمَّا کا جواب شرط فَمَنِ اتَّقٰى ہے اور یہ خود بھی شرط ہے۔ اس کا جواب شرط فَلَا خَوْفٌ ہے۔ (آیت۔37) رُسُلُنَا میں رُسُلٌ عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کے لیے مؤنث کا صیغہ جَاۗءَتْ اور مذکر کا صیغہ يَتَوَفَّوْنَ، دونوں جائز ہیں۔ اُمَمٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ ان آیات میں شرط اور جواب شرط کی وجہ سے افعال ماضی کا ترجمہ حال یا مستقبل میں کیا جائے گا۔

ترجمہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ	اِمَّا	يَاْتِيَنَّكُمْ	رُسُلٌ	مِّنْكُمْ	يَقُصُّوْنَ	عَلَيْكُمْ	اٰيٰتِيْ	فَمَنِ	اتَّقٰى
اے آدمؑ کے بیٹوں	اگر کبھی	تمہارے پاس آئیں	کچھ رسول	تم میں سے	بیان کرتے ہوئے	تم پر	میری آیات کو	تو جو	تقویٰ کرے گا

وَاَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۳۵	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَاسْتَكْبَرُوْا
اور اصلاح کرے گا (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہوگا	ان پر	اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے	اور جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری آیات کو	اور تکبر کیا

عَنْهَآ	اُولٰۗىِٕكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ۳۶	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى
ان سے	وہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا

عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ	اُولٰۗىِٕكَ	يَنَالُهُمْ	نَصِيْبُهُمْ	مِّنَ الْكِتٰبِ	حَتّٰٓي	اِذَا
اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	جھٹلایا	اس کی آیات کو	وہ لوگ ہیں	پہنچے گا جن کو	ان کا حصہ	لکھے میں سے	یہاں تک کہ	جب

جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	يَتَوَفَّوْنَهُمْ	قَالُوْٓا	اَيْنَ	مَا
آئیں گے ان کے پاس	ہمارے پیغامبر (فرشتے)	ان کو پورا پورا لیتے ہوئے (یعنی روح قبض کرتے ہوئے)	تو وہ کہیں گے	کہاں ہے	وہ، جس کو

كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	قَالُوْا	ضَلُّوْا	عَنَّا	وَشَهِدُوْا	عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ 884	اَنَّهُمْ
تم لوگ پکارا کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو لوگ کہیں گے	وہ گم ہو گئے	ہم سے	اور گواہی دیں گے	اپنے نفس کے خلاف	کہ وہ لوگ

كَانُوْا	كٰفِرِيْنَ ۝37	قَالَ	ادْخُلُوْا	فِيْٓ اُمَمٍ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِكُمْ
تھے	کفر کرنے والے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	تم لوگ داخل ہو جاؤ	ایک ایسی امت میں جو	جو گزر چکی ہے	تم لوگوں سے پہلے

مِّنَ الْجِنِّ	وَالْاِنْسِ	فِي النَّارِ ؕ	كُلَّمَا	دَخَلَتْ	اُمَّةٌ	لَّعَنَتْ	اُخْتَهَا ؕ
جنوں میں سے	اور انسانوں میں سے	آگ میں	جب کبھی	داخل ہوتی ہے	کوئی امت	تو لعنت کرتی ہے	اپنی بہن (یعنی دوسری امت) کو

حَتّٰٓى	اِذَا	ادَّارَكُوْا	فِيْهَا	جَمِيْعًا ۙ	قَالَتْ	اُخْرٰىهُمْ	لِاُوْلٰىهُمْ	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَاۗءِ
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ آملیں گے	اس میں	سب کے سب	تو کہے گی	ان کی دوسری	اپنی پہلی کے لیے	اے ہمارے رب	یہ ہیں

اَضَلُّوْنَا	فَاٰتِهِمْ	عَذَابًا ضِعْفًا	مِّنَ النَّارِ ۬ ؕ	قَالَ	لِكُلٍّ	ضِعْفٌ	وَّلٰكِنْ
جنہوں نے گمراہ کیا ہم کو	پس تو دے ان کو	دوگنا عذاب	آگ میں سے	وہ (یعنی اللہ) کہے گا	ہر ایک کے لیے	دوگنا ہے	اور لیکن

لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝38	وَقَالَتْ	اُوْلٰىهُمْ	لِاُخْرٰىهُمْ	فَمَا كَانَ	لَكُمْ	عَلَيْنَا	مِنْ فَضْلٍ	فَذُوْقُوا
تم لوگ جانتے نہیں	اور کہے گی	ان کی پہلی	اپنی دوسری سے	پس نہیں تھی	تمہارے لیے	ہم پر	کسی قسم کی کوئی فضیلت	تو چکھو

الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝39 ع
عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کمائی کرتے تھے

نوٹ:1 آیت نمبر۔37 میں آیا ہے کہ نافرمان لوگوں کو اَلْكِتٰبِ میں سے ان کا حصہ پہنچے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی زندگی کے لیے ان کی تقدیر میں جو مہلت عمر اور رزق وغیرہ لکھا ہوا ہے، وہ ان کو ملے گا اور ان کی نافرمانی کی وجہ سے اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ دنیا دارالامتحان ہے دارالجزاء نہیں ہے۔

نوٹ:2 دوزخی لوگ اپنے پیش رو لوگوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ان لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا، اس لیے ان کو دوگناہ عذاب دے۔ ایک ان کی اپنی گمراہی کا اور دوسرا ہمیں گمراہ کرنے کا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب کے لیے دوگنا عذاب ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں جس کی وضاحت مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے کی ہے۔

نیکی ہو یا بدی، دونوں اپنی فطرت کے اعتبار سے متعدی چیزیں ہیں۔ یہ اپنے کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں رہتی ہیں۔ بلکہ ان کے اثرات دوسروں تک بھی منتقل ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیکی کا ایک ذرہ احد پہاڑ کے برابر ہو سکتا ہے اور بدی کا ایک تخم لق ودق جنگل کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے (جو سورۃ النساء، آیت نمبر۔85 میں اور احادیث میں بیان ہوا ہے) کہ تم میں سے اگلے اور پچھلے دونوں ہی کے لیے اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں سے بھی حصہ ملنے والا ہے جن

کے لیےتم نے ان گناہوں کی مثال قائم کی۔تم فریاد کررہے ہوکہ تمہارے اگلوں نے تمہارے لیے برمثال قائم کی۔اس وجہ سے ان کوزیادہ عذاب ہو۔ان کو بیشک زیادہ عذاب ملے گا۔لیکن تم نے جو بری مثال اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑی، اس کے نتائج سے تم کس طرح بچ جاؤ گے۔جو پیمانہ ان کے لیے ہے وہی پیمانہ تمہارے لیے ہے۔اگر ان کی روش بد کے ساتھ ساتھ تم اپنی روش بد کے اثرات کا بھی علم رکھتے تو تم مانتے کہ تم اور وہ، دونوں یکساں مجرم ہو۔لیکن تمہیں اپنے بوئے ہوئے تخم بد کی ہولنا کیوں کا علم نہیں ہے۔اب وہ تمہارے سامنے آگے گا(تدبر قرآن)

یہاں پر کچھ ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کے وقت زمین پر جو آخری نسل انسانی بدی میں ملوث ہوگی، ان کی بدی کے اثرات تو کسی اگلی نسل کو منتقل نہیں ہوں گے، تو کیا ان کو کہرا عذاب ہوگا۔اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لِكُلٍّ (سب کے لیے، ہر ایک کے لیے) فرمایا ہے۔اس کی وجہ وہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں گے۔ جنہوں نے STATISTICS (اعداد وشمار کا علم) میں EXTRAPOLATION کا فارمولا پڑھا ہے۔دوسرے طلبا اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ کسی چیز کے گذشتہ کافی سالوں کے اعدا شمار موجود ہوں تو ماضی میں ہونے والی کمی یا اضافہ کے رجحان کی بنیاد پر مذکورہ فارمولے کے ذریعہ تخمینہ لگاتے لیتے ہیں کہ چند سالوں کے بعد اعداد و شمار کیا ہوں گے۔عام طور پر یہ تخمینے تقریباً صحیح ثابت ہوتے ہیں۔اگر کبھی تھوڑا بہت یا کبھی کبھار زیادہ فرق ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی علم پرفیکٹ نہیں بلکہ ناقص ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے۔اس لیے اس کا علم بھی پرفیکٹ ہے اور وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔اس کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ وہ آخری نسلوں کی بدی کے منتقل ہونے والے اثرات کا بالکل ٹھیک ٹھیک (Exact) حساب کر کے ان لوگوں کو اس کی بھی سزا دے۔اس لیے فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ۔

آیت نمبر (40تا43)

ج م ل

(ک) جَمَالًا خوب صورت ہونا۔خوب سیرت ہونا۔

جَمَالٌ اسم ذات بھی ہے۔خوبصورتی۔ ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ﴾ ''اور تمہارے لیے اس میں خوبصورتی ہے۔''

جَمِيْلٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔خوبصورت۔خوب سیرت۔﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾﴾ (15/الحجر:85) ''پس تو نظر انداز کر، خوب صورت نظر انداز کرنا۔''

جَمَلٌ (ج) جِمَالَةٌ اونٹ۔﴿كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾﴾ (77/المرسلٰت:33) ''جیسے کہ وہ ہوں زرد اونٹ۔''

(ن) جَمْلًا جمع کرنا۔اکٹھا کرنا۔

جُمْلَةٌ اکٹھا کی ہوئی چیز۔﴿لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً﴾ (25/الفرقان:32) ''کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن اکٹھا ایک بار۔''

س م م

(ن) سُمُوْمًا جھلسنا۔

سَمُوْمًا جھلس دینے والی گرم ہوا۔لُو۔﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾﴾ (15/الحجر:27) ''اور جن! ہم نے پیدا کیا اس کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے۔''

سَمٌّ تنگ سوراخ۔جیسے سوئی کا ناکا۔زیر مطالعہ آیت۔40

ترکیب

(آیت۔41) مِهَادٌ اور غَوَاشٍ مبتداء مؤخر نکرہ ہیں، لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ ان دونوں کی قائم مقام خبر مقدم ہے۔ جبکہ وَمِنْ فَوْقِهِمْ، غَوَاشٍ کی متعلق خبر ہے۔ (آیت۔42) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مبتداء ہے اور اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اس کی خبر ہے، درمیان میں لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ جملۂ معترضہ ہے۔ آیت 43 سے شروع ہو کر آگے کئی آیات تک قیامت کا ذکر ہے اس لیے ان آیات میں افعال ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَاسْتَكْبَرُوْا	عَنْهَا	لَا تُفَتَّحُ	لَهُمْ	اَبْوَابُ السَّمَآءِ
بیشک جن لوگوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور گھمنڈ کیا	ان سے	نہیں کھولے جائیں گے	ان کے لیے	آسمان کے دروازے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ	حَتّٰى	يَلِجَ	الْجَمَلُ	فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ط	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي
اور نہ ہی داخل ہوں گے	جنت میں	یہاں تک کہ	گھس جائے	اونٹ	سوئی کے ناکے میں	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾	لَهُمْ	مِّنْ جَهَنَّمَ	مِهَادٌ	وَّمِنْ فَوْقِهِمْ	غَوَاشٍ ط	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي
جرم کرنے والوں کو	ان کے لیے	جہنم میں سے ہے	ایک بچھونا	اور ان کے اوپر سے	کچھ چھا جانے والی چیزیں	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	لَا نُكَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَآ
ظلم کرنے والوں کو	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر	اس کی وسعت کو

اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾	وَنَزَعْنَا	مَا	فِيْ صُدُوْرِهِمْ
تو وہ لوگ	جنت والے ہیں	یہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو	ان کے سینوں میں ہے

مِّنْ غِلٍّ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهِمُ	الْاَنْهٰرُ ج	وَقَالُوا	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِيْ
کسی قسم کی کوئی کدورت	بہتی ہوں گی	ان کے نیچے سے	نہریں	اور وہ لوگ کہیں گے	تمام شکر و تعریف	اللہ ہی کے لیے ہے	جس نے

هَدٰىنَا	لِهٰذَا قف	وَمَا كُنَّا	لِنَهْتَدِيَ	لَوْلَآ	اَنْ	هَدٰىنَا	اللّٰهُ ج	لَقَدْ جَآءَتْ	رُسُلُ رَبِّنَا
پہنچایا ہم کو	یہاں تک	اور ہم نہیں تھے	کہ ہم ہدایت پاتے	اگر نہ ہوتا	کہ	ہم کو ہدایت دیتا	اللہ	آ چکے تھے	ہمارے رب کے رسول

بِالْحَقِّ ط	وَنُوْدُوْٓا	اَنْ	تِلْكُمُ الْجَنَّةُ	اُوْرِثْتُمُوْهَا	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾
حق کے ساتھ	اور پکارا جائے گا	کہ	یہ جنت	تم لوگوں کو وارث بنایا گیا اس کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کرتے تھے

نوٹ:1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ کے لے جب موت کا وقت آتا ہے تو حضرت عزرائیل اس کی روح کو خطاب کرتے ہیں کہ رب کی مغفرت کے لیے نکلو۔ اس وقت اس کی روح اس طرح بدن سے نکل آتی ہے جیسے کسی مشکیزہ کا منہ کھول دیا جائے

تو اس کا پانی نکل جاتا ہے۔ اس کی روح کو لے فرشتے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھو اور اس کو واپس کردو۔ پھر یہ روح لوٹ کر قبر میں آتی ہے۔ سوال و جواب کے لیے۔ کافر کا جب موت کا وقت آتا ہے تو فرشتۂ موت اس کی روح اس طرح نکالتا ہے جیسے کوئی خاردار شاخ گیلی اون میں لپٹی ہوئی ہو اور اس میں سے کھینچی جائے۔ اس کی روح کو لے کر فرشتے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کا دروازہ نہیں کھولا جاتا بلکہ حکم ہوتا ہے اس بندے کا اعمال نامہ سجین میں رکھو اور اس کو واپس کردو۔ پھر یہ روح لوٹ کر قبر میں سوال و جواب کے لیے آتی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 2 حکایات (Case Studies) میں جو واقعات ہوتے ہیں، عام طور پر وہ فرض ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد اور افادیت یہ ہوتی ہے کہ کسی بات کو ایک واقعاتی شکل دینے سے وہ بات سمجھنا اور سمجھانا آسان ہو جاتا ہے۔ ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے ایسی ہی ایک حکایت اپنے طلبا کو سنائی تھی جو ان کے ترجمۂ قرآن کیسٹ میں محفوظ ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسے نقل کر رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ دوزخی لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ہم اپنے کیے کی بہت سزا بھگت چکے۔ اب تو ہمیں معاف کردے اور اپنی رحمت سے ہمیں بھی جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے لیے تم لوگوں کو ایک کام کرنا ہوگا۔ واپس جاؤ اور تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو بغض، کینہ، کدورت وغیرہ ہے، وہ سب دل سے نکال کر اور ایک دوسرے کو معاف کر کے واپس آؤ، تو میں تم لوگوں کو جنت میں داخل کردوں گا۔ واپس آکر انہوں نے سوچا کہ اگر میں نے اس کو معاف کردیا تو میرا یہ دشمن بھی جنت میں چلا جائے گا۔ اس کو تو میں کسی قیمت پر بھی جنت میں نہیں جانے دوں گا خواہ مجھے خود بھی دوزخ میں رہنا پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نے کسی کو معاف نہیں کیا اور سب کے سب دوزخ میں ہی پڑے رہے۔

اس حکایات میں ہمارے لیے کئی سبق ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ خود بھی غفور (بے انتہا بخشنے والا) ہے اور وہ معاف کرنے کے عمل کو پسند کرتا ہے۔ (۲) معاف کرنے کا فائدہ پہلے معاف کرنے والے کی ذات کو ہوتا ہے اس کے بعد وہ کسی اور کو منتقل ہوتا ہے۔ جبکہ معاف نہ کرنے والا اور انتقام کی فکر کرنے والا پہلے اپنا نقصان کرتا ہے اس کے بعد ہی وہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (۳) کسی معاشرے میں جب عفو و درگزر رواج پاتا ہے تو وہ معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ جبکہ کسی معاشرے میں اگر انتقام لینا ضروری قرار پا جائے تو وہ معاشرہ انتشار اور بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔

آیت نمبر (44 تا 51)

ح ج ب

(ن) حَجْبًا : دو چیزوں کے درمیان حائل ہو کر ایک کو دوسرے تک پہنچنے سے روکنا۔ (۱) حائل ہونا۔ (۲) روکنا۔

حِجَابٌ : اسم ذات ہے۔ پردہ۔ اوٹ۔ رکاوٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 46۔

مَحْجُوْبٌ : اسم المفعول ہے۔ روکا ہوا۔ ﴿ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ ﴾ (83/المطففین: 15)
''بیشک وہ لوگ اپنے رب سے اس دن روکے ہوئے ہوں گے۔''

ترکیب (آیت۔ 44۔ 45) وَجَدْنَا کا مفعول اول مَا ہے اور حَقًّا مفعول ثانی ہے۔ اَلَّذِيْنَ بدل ہے اَلظّٰلِمِيْنَ کا۔ (آیت۔ 46) رِجَالٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے اور نکرہ مخصوصہ بھی ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے۔ عَلَى الْاَعْرَافِ قائم مقام خبر مقدم جبکہ يَعْرِفُوْنَ

اس کی خصوصیت ہے۔ نَادَوْا کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے۔ جو رِجَالٌ کے لیے ہے۔ (آیت۔47) صُرِفَتْ 881 کا نائب فاعل أَبْصَارُهُمْ ہے جبکہ تِلْقَاءَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

وَنَادٰى	أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ	أَصْحٰبَ النَّارِ	أَنْ	قَدْ وَجَدْنَا	مَا	وَعَدَنَا	رَبُّنَا	حَقًّا
اور پکاریں گے	جنت والے	آگ والوں کو	کہ	ہم نے پایا ہے	اس کو جو	وعدہ کیا ہم سے	ہمارے رب نے	برحق

فَهَلْ	وَجَدْتُّمْ	مَّا	وَعَدَ	رَبُّكُمْ	حَقًّا ؕ	قَالُوْا	نَعَمْ ۚ	فَأَذَّنَ	مُؤَذِّنٌۢ	بَيْنَهُمْ
تو کیا	تم لوگوں نے پایا	اس کو جو	وعدہ کیا	تمہارے رب نے	برحق	وہ کہیں گے	ہاں	پھر پکارے گا	ایک پکارنے والا	ان کے مابین

أَنْ	لَّعْنَةُ اللّٰهِ	عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ ۙ	الَّذِيْنَ	يَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَيَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ۚ
کہ	اللہ کی لعنت ہے	ظلم کرنے والوں پر	وہ لوگ جو	روکتے ہیں	اللہ کے راستے سے	اور جو تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو

وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ	كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾	وَبَيْنَهُمَا	حِجَابٌ ۚ	وَعَلَى الْأَعْرَافِ	رِجَالٌ
اور یہ لوگ	آخرت کا	انکار کرنے والے ہیں	اور ان دونوں کے درمیان	ایک رکاوٹ ہے	اور (اس کی) بلندیوں پر	کچھ لوگ ہیں

يَّعْرِفُوْنَ	كُلًّا	بِسِيْمٰهُمْ ۚ	وَنَادَوْا	أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	أَنْ	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ ۟	لَمْ يَدْخُلُوْهَا
جو پہچانتے ہیں	سب کو	ان کی نشانی سے	اور وہ پکاریں گے	جنت والوں کو	کہ	سلامتی ہو	تم لوگوں پر	وہ لوگ داخل نہیں ہوئے اس میں

وَهُمْ	يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾	وَإِذَا	صُرِفَتْ	أَبْصَارُهُمْ	تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ ۙ	قَالُوْا	رَبَّنَا
اور وہ لوگ	آرزو کرتے ہیں	اور جب بھی	پھیری جائیں گی	ان کی نگاہیں	آگ والوں کی طرف	تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب

لَا تَجْعَلْنَا	مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ ع	وَنَادٰى	أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ	رِجَالًا	يَّعْرِفُوْنَهُمْ	بِسِيْمٰهُمْ
تو مت بنانا ہمیں	ظالم قوم کے ساتھ	اور پکاریں گے	بلندیوں والے	کچھ لوگوں کو	وہ پہچانتے ہوں گے جن کو	ان کی نشانی سے

قَالُوْا	مَا أَغْنٰى	عَنْكُمْ	جَمْعُكُمْ	وَمَا	كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾	أَهٰٓؤُلَآءِ	الَّذِيْنَ
کہیں گے	کام نہ آیا	تمہارے	تمہارا جتھا	اور وہ جس پر	تم لوگ گھمنڈ کرتے تھے	کیا یہ ہیں	وہ لوگ جن کی

أَقْسَمْتُمْ	لَا يَنَالُهُمُ	اللّٰهُ	بِرَحْمَةٍ ؕ	اُدْخُلُوا	الْجَنَّةَ	لَا خَوْفٌ	عَلَيْكُمْ
تم لوگ قسم کھاتے تھے	(کہ) نہیں پہنچے گا ان کو	اللہ	کسی رحمت سے	(جنہیں کہا گیا) داخل ہو	جنت میں	کوئی خوف نہیں ہے	تم لوگوں پر

وَلَا أَنْتُمْ	تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾	وَنَادٰى	أَصْحٰبُ النَّارِ	أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	أَنْ	أَفِيْضُوْا	عَلَيْنَا	مِنَ الْمَآءِ
اور نہ ہی تم لوگ	پچھتاؤ گے	اور پکاریں گے	آگ والے	جنت والوں کو	کہ	تم لوگ بہاؤ	ہم پر	پانی میں سے (کچھ)

أَوْ	مِمَّا	رَزَقَكُمُ	اللّٰهُ ؕ	قَالُوْا	إِنَّ	اللّٰهَ	حَرَّمَهُمَا	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ ۙ	الَّذِيْنَ
یا	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو	اللہ نے	وہ لوگ کہیں گے	یقیناً	اللہ نے	حرام کیا دونوں کو	کافروں پر	وہ لوگ جنہوں نے

اتَّخَذُوْا	دِيْنَهُمْ	لَهْوًا	وَّ لَعِبًا	وَّ غَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	فَالْيَوْمَ	نَنْسٰهُمْ	كَمَا 881	نَسُوْا
بنایا	اپنے دین کو	تماشہ	اور کھیل	اور دھوکہ دیا ان کو	دنیوی زندگی نے	تو آج	ہم بھول جائیں گے ان کو	جیسے کہ	وہ بھولے

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا	وَمَا	كَانُوْا	بِاٰيٰتِنَا	يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾
اپنے اس دن کی ملاقات کو	اور ان کو	وہ جو	ہماری نشانیوں کو	جانتے بوجھتے انکار کرتے تھے

نوٹ:1

مادہ ''ل ق ی'' کی لغت آیت نمبر۔2۔14 کے تحت دی گئی ہے۔ وہاں لفظ تِلْقَاءُ نہیں دیا گیا ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس کا مادہ ''ل ق ی'' ہی ہے اور وزن تِفْعَالٌ ہے۔ علما نے بتایا ہے کہ اس وزن پر عربی میں دو ہی الفاظ آتے ہیں، ایک تِبْيَانٌ اور دوسرا تِلْقَاءٌ۔

تِلْقَاءٌ کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ لَقِيَ۔ يَلْقٰى کے متعدد مصادر میں سے ایک مصدر ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ باب مفاعلہ کا ظرف ہے یعنی ملاقات کی جگہ یا سمت۔ ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ لفظ تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ کو ظرف مان کر ترجمہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

نوٹ:2

جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہونے والے حصار کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے۔ یہ اَفْعَالٌ کے وزن پر عُرْفٌ کی جمع ہے اور عرف ہر چیز کے اوپر والے حصہ کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اہل اعراف کے متعقل پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ اس لیے جہنم سے تو نجات ہوگئی مگر جنت میں ابھی داخل نہیں ہوئے۔ ان کو مقام اعراف پر روک لیا گیا۔ تمام اہل جنت اور اہل دوزخ کا فیصلہ ہونے کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔ بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اہل اعراف کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے والدین کی مرضی اور اجازت کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کو جنت میں داخلہ سے ماں باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور جہنم کے داخلے سے شہادت فی سبیل اللہ نے روک دیا۔ (منقول از معارف القرآن بحوالہ ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (52 تا 58)

ط ل ب

(ن) طَلَبًا کسی چیز کو حاصل کرنے کے لیے جستجو کرنا۔ (1) کسی چیز کے پیچھے لگنا۔ تلاش کرنا۔ (2) چاہنا۔ (زیر مطالعہ آیت۔54)

طَالِبٌ اسم الفاعل ہے۔ تلاش کرنے والا۔ چاہنے والا۔ ﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾﴾ (22/الحج:73) ''کمزور ہوا چاہنے والا اور جس کو چاہا گیا۔''

مَطْلُوْبٌ اسم المفعول ہے۔ جس کو تلاش کیا گیا۔ چاہا گیا۔

ح ث ث

(ن) حَثًّا کسی کو کسی کام پر ابھارنا۔ اکسانا۔

حَثِیۡثٌ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تیز رو، تیز رفتار (اکسایا ہوا ہونے کی وجہ سے)۔ زیر مطالعہ آیت۔ 54۔

س و ق

(ن) مَسَاقًا جانور کو پیچھے سے ہانکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 57۔

(س) سَوْقًا موٹی پنڈلی والا ہونا۔

سَائِقٌ اسم الفاعل ہے۔ ہانکنے والا۔ ﴿مَعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيۡدٌ﴾ (50/ق:21) ''اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔''

سَاقٌ ج سُوۡقٌ۔ پنڈلی۔ درخت کا تنہ۔ ﴿وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ (75/القیامۃ:29) ''اور لپٹی پنڈلی پنڈلی سے۔'' ﴿فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ﴾ (48/الفتح:29) ''پھر وہ سیدھی ہوئی اپنے تنوں پر۔''

سُوۡقٌ ج: اَسۡوَاقٌ۔ بازار۔ ﴿اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ يَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ﴾ (25/الفرقان:20) ''بیشک وہ لوگ کھانا کھاتے ہیں اور چلتے ہیں بازاروں میں۔''

ن ک د

(س) نَكَدًا کنویں کا پانی کم ہونا۔ گزران کا تنگ ہونا۔

نَكِدٌ صفت ہے۔ سخت مزاج۔ بے فیض۔ زیر مطالعہ آیت۔ 58۔

ترکیب

(آیت۔ 53) تَاۡوِيۡلَهٗ کی ضمیر مفعولی بِكِتٰبٍ کے لیے ہے اور نَسُوۡهُ کی ضمیر مفعولی بھی کتاب کے لیے ہے۔ فَيَشۡفَعُوۡا اور فَنَعۡمَلَ کے فاسبیہ ہیں۔ (آیت۔ 54) يُغۡشِىۡ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے۔ جو اَللّٰهُ کے لیے ہے۔ يَطۡلُبُهٗ میں ضمیر فاعلی اَلَّيۡلَ کے لیے اور ضمیر مفعولی اَلنَّهَارَ کے لیے ہے۔ حَثِيۡثًا حال ہے۔ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ، یہ سب خَلَقَ کے مفعول ہیں۔ مُسَخَّرٰتٍ حال ہے۔ (آیت۔ 56) بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا میں اِصۡلَاحٌ مصدر ہے۔ جو معروف اور مجہول دونوں معنی دیتا ہے۔ ترجمہ میں ہم مجہولی معنی کو ترجیح دیں گے۔ (دیکھیں آیت۔ 3/آل عمران:154، نوٹ۔ 1) رَحۡمَتَ اللّٰهِ کی خبر قَرِيۡبَةٌ کے بجائے قَرِيۡبٌ آئی ہے کیونکہ فَعِيۡلٌ کا وزن اگر بمعنی مفعول ہو تو پھر مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے تائے تانیث کے بغیر ہی استعمال ہوتا ہے۔ (دیکھیں آسان عربی گرامر، حصہ سوم، پیراگراف۔ 60:9)۔ (آیت۔ 57) اَقَلَّتۡ کا فاعل اس میں هِىَ کی ضمیر ہے جو اَلرِّيۡحَ کے لیے ہے۔ پہلے بِهٖ کی ضمیر سَحَابًا کے لیے ہے جبکہ دوسرے بِهٖ کی ضمیر اَلۡمَآءَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدۡ جِئۡنٰهُمۡ	بِكِتٰبٍ	فَصَّلۡنٰهُ	عَلٰى عِلۡمٍ	هُدًى	وَّرَحۡمَةً
اور ہم لائیں ہیں ان کے پاس	ایک ایسی کتاب	ہم نے کھول کھول کر بیان کیا ہے جس کو	علم (کی بنیاد) پر	ہدایت دیتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے

لِّقَوۡمٍ	يُّؤۡمِنُوۡنَ	هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ	اِلَّا	تَاۡوِيۡلَهٗ	يَوۡمَ	يَاۡتِىۡ	تَاۡوِيۡلُهٗ	يَقُوۡلُ	الَّذِيۡنَ
ایسے لوگوں کیلئے جو	ایمان لاتے ہیں	وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے	اس کے انجام کار کے	جس دن	آئے گا	اس کا انجام	تو کہیں گے	وہ لوگ جو

نَسُوۡهُ	مِنۡ قَبۡلُ	قَدۡ جَآءَتۡ	رُسُلُ رَبِّنَا	بِالۡحَقِّ	فَهَلۡ	لَّنَا	مِنۡ شُفَعَآءَ
بھولے اس کو	اس سے پہلے	لائے تھے	ہمارے رب کے رسول	حق کو	تو کیا	ہمارے لیے	کوئی بھی شفاعت کرنے والا ہے

فَيَشْفَعُوْا	لَنَآ	اَوْ	نُرَدُّ	فَنَعْمَلَ	غَيْرَ الَّذِيْ	كُنَّا نَعْمَلُ ط	قَدْ خَسِرُوْٓا
تاکہ وہ شفاعت کریں	ہماری	یا	ہم لوٹائے جائیں	نتیجتاً ہم عمل کریں	اس کے علاوہ جو	ہم کیا کرتے تھے	انہوں نے گھاٹے میں ڈالا ہے

اَنْفُسَهُمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۵۳ ع	اِنَّ	رَبَّكُمُ	اللّٰهُ الَّذِيْ	خَلَقَ
اپنے آپ کو	اور گم ہوا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے	بیشک	تم لوگوں کا رب	وہ اللہ ہے جس نے	پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوٰى	عَلَى الْعَرْشِ قف	يُغْشِي	الَّيْلَ	النَّهَارَ	يَطْلُبُهٗ
آسمانوں کو	اور زمین کو	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر	وہ ڈھانپتا ہے	رات کو	دن سے	وہ پیچھے لگتی ہے اسکے

حَثِيْثًا لا	وَّالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	وَالنُّجُوْمَ	مُسَخَّرٰتٍ	بِاَمْرِهٖ ط	اَلَا	لَهُ	الْخَلْقُ
تیز رفتاری سے	اور (پیدا کیا) سورج کو	اور چاند کو	اور ستاروں کو	مطیع کیے ہوئے	اپنے حکم سے	خبردار!	اس کے لیے ہی ہے	پیدا کرنا

وَالْاَمْرُ ط	تَبٰرَكَ	اللّٰهُ	رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۵۴	اُدْعُوْا	رَبَّكُمْ	تَضَرُّعًا	وَّخُفْيَةً ط	اِنَّهٗ
اور حکم دینا	بابرکت ہوا	اللہ	جو تمام جہانوں کا پرورش کرنیوالا ہے	تم لوگ پکارو	اپنے رب کو	گڑگڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	بیشک وہ

لَا يُحِبُّ	الْمُعْتَدِيْنَ ۵۵ ج	وَلَا تُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ	بَعْدَ اِصْلَاحِهَا	وَادْعُوْهُ	خَوْفًا
پسند نہیں کرتا	حد سے بڑھنے والوں کو	اور تم لوگ فساد مت پھیلاؤ	زمین میں	اس کی اصلاح کیے جانے کے بعد	اور پکارو اس کو	ڈرتے ہوئے

وَّطَمَعًا ط	اِنَّ	رَحْمَتَ اللّٰهِ	قَرِيْبٌ	مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵۶	وَهُوَ الَّذِيْ	يُرْسِلُ	الرِّيٰحَ
اور آرزو کرتے ہوئے	بیشک	اللہ کی رحمت	قریب ہے	بھلائی کرنے والوں سے	اور وہ، وہ ہے جو	بھیجتا ہے	ہواؤں کو

بُشْرًا	بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ط	حَتّٰٓى	اِذَآ	اَقَلَّتْ	سَحَابًا ثِقَالًا	سُقْنٰهُ	لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ
خوشخبری ہوتے ہوئے	اپنی رحمت کے آگے	یہاں تک کہ	جب	وہ بلند کرتی ہیں	بھاری بادل کو	تو ہم ہانکتے ہیں اس کو	کسی مردہ بستی کی طرف

فَاَنْزَلْنَا	بِهِ	الْمَآءَ	فَاَخْرَجْنَا	بِهٖ	مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط	كَذٰلِكَ	نُخْرِجُ	الْمَوْتٰى
پھر ہم اتارتے ہیں	اس سے	پانی کو	پھر ہم نکالتے ہیں	اس سے	تمام پھلوں میں سے	اسی طرح سے	ہم نکالیں گے	مردوں کو

لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ۵۷	وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ	يَخْرُجُ	نَبَاتُهٗ	بِاِذْنِ رَبِّهٖ ج	وَالَّذِيْ	خَبُثَ
شاید کہ	تم لوگ نصیحت حاصل کرو	اور پاکیزہ بستی،	نکلتا ہے	اس کا سبزہ	اس کے رب کی اجازت سے	اور وہ (بستی) جو	نکمی ہوئی

لَا يَخْرُجُ	اِلَّا	نَكِدًا ط	كَذٰلِكَ	نُصَرِّفُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّشْكُرُوْنَ ۵۸ ع
نہیں نکلتا (اس کا سبزہ)	مگر	بے فیض ہوتے ہوئے	اس طرح	ہم بار بار، بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لیے	جو شکر کرتے ہیں

نوٹ: 1 آج کل مساجد میں امانوں کا معمول ہوگیا ہے کہ عربی کے کچھ دعائیہ کلمات انہیں یاد ہوتے ہیں اور ختم نماز پر وہ انہیں پڑھ دیتے ہیں اور لوگ آمین کہہ دیتے ہیں۔ اکثر کو ان کلمات کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ اس سارے تماشہ کا حاصل چند کلمات کا پڑھنا ہوتا ہے۔ دعا مانگنے کی جو حقیقت ہے وہ یہاں پائی ہی نہیں جاتی۔ دعا پڑھی نہیں جاتی بلکہ مانگی جاتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کو کلمات

881

کے معنی معلوم ہوں اور وہ سمجھ کر کہہ رہا ہو۔لیکن اس کے لب ولہجہ میں تضرع یعنی عاجزی اور انکساری نہ ہو تو یہ دعا مانگنا نہیں ہے بلکہ مطالبہ پیش کرنا ہے، جس کا کسی بندے کو کوئی حق نہیں ہے۔ دعا کی روح تضرع ہے اور خفیہ یا آہستہ آواز سے مانگنا افضل اور قرینِ قبولیت ہے۔ کیونکہ بلند آواز سے دعا مانگنے میں تواضع اور انکساری کا باقی رہنا مشکل ہے۔ (معارف القرآن)۔

نوٹ:2 آیات۔57۔58 میں بارش اور اس کی برکتوں کے ذکر سے حیات بعد الممات کا اثبات بھی مقصود ہے اور تمثیل کے پیرائے میں رسالت اور اس کی برکتوں کے ذریعہ سے نیک وبد لوگوں میں امتیاز نمایاں ہونے کا نقشہ دکھانا بھی پیش نظر ہے۔ رسول کی آمد اور خدائی تعلیم وہدایت کے نزول کو بارانی ہواؤں کے چلنے اور ابر رحمت چھا جانے اور بارش کے برسنے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ پھر بارش کے ذریعہ سے مردہ زمین کے جی اٹھنے اور اس کے اندر سے زندگی کے خزانے ابل پڑنے کو اس حالت کے لیے بطور مثال پیش کیا گیا ہے جو نبی کی تعلیم وتربیت سے مردہ انسانیت کے جاگ اٹھنے اور اس کے سینے سے بھلائیوں کے خزانے ابل پڑنے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور بارش کی برکتیں صرف زرخیز زمین حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح رسالت کی برکتیں صرف صالح لوگ حاصل کرتے ہیں (تفہیم القرآن)

فی زمانہ مذکورہ تمثیل کا اطلاق مسلمانوں کی اکثریت پر ہوتا ہے، جس میں جہلا کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل ہیں، کیونکہ قرآن اور حدیث کی تعلیم سے یہ لوگ نابلد ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس لاعلمی کی حالت میں ان لوگوں میں نیک وبد کی تمیز کس بنیاد پر ہوگی اور ان لوگوں کو جب قرآن وحدیث کی کوئی بات بتائی جاتی ہے تو ان میں سے کون لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور کون لوگ گمراہی میں اڑے رہتے ہیں۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

اصول یہ ہے کہ پہلے انسان کو کچھ سکھاتے پڑھاتے ہیں پھر اس کا امتحان لیتے ہیں۔ اسی لیے انسان کی فطرت میں بہت کچھ ڈال کر اسے دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک نیکی اور بدی کا شعور بھی ہے۔ (91/8)۔ جو لوگ اپنی فطرت کی پکار پر کان دھرتے ہیں اور زندگی میں برائیوں سے اجتناب کی روش اختیر کرتے ہیں، ان کی فطری پاکیزگی زندہ رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی ہدایات آتی ہیں تو یہ لوگ اسے اپنے اندر اس طرح جذب کرتے ہیں جیسے زرخیز زمین بارش کے پانی کو۔ پھر حتی المقدور ان پر عمل کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی زندگی میں بھی اور معاشرے میں بھی بہار آتی ہے اور پھول مہکتے ہیں۔

فطری پاکیزگی کو زندہ رکھنے میں اس بات کو ایک فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی قسم کے جذبات، امنگوں اور خواہشات کی پرورش کرتا ہے اور اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے لیے کس قسم کی صحبت کا انتخاب کرتا ہے۔ یہ صحبت خواہ افراد کی ہو کتب کی ہو یا مشترکہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسانی ذہن کبھی ساکت نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم کسی برائی کے متعلق نہ سوچیں۔ اگر ہوائی قلعے بنانے ہیں اور خیالی پلاؤ پکانا ہے تو ان کو اپنے تصور میں نیکیاں اور بھلائیاں کرنے کا ذریعہ بنالیں۔ اس طرح آپ کی امنگیں ان شاء اللہ راہ راست پر آجائیں گی اور سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ دل ہی دل میں کوئی ذکر، ورد کرتے رہیں یا درود شریف پڑھتے رہیں۔

آیت نمبر (59تا64)

881

ترکیب

(آیت ۔59) مَا نافیہ کا اسم غَیْرُہٗ ہے۔ اسی لیے غَیْرُ پر رفع آئی ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور لَکُمْ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت ۔61) لَیْسَ کا اسم ضَلٰلَۃٌ ہے جو مؤنث غیر حقیقی ہے۔ اس لیے لَیْسَتْ کے بجائے لَیْسَ بھی جائز ہی اور اس کی خبر محذوف ہے۔ (آیت ۔62) اُبَلِّغُ کا مفعول اول کُمْ ہے اور رِسٰلٰتِ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	اِلٰی قَوْمِہٖ	فَقَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰہَ	مَا	لَکُمْ
بیشک ہم بھیج چکے ہیں	نوحؑ کو	ان کی قوم کی طرف	تو انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے

مِّنْ اِلٰہٍ	غَیْرُہٗ	اِنِّیْٓ	اَخَافُ	عَلَیْکُمْ	عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (59)	قَالَ	الْمَلَاُ	مِنْ قَوْمِہٖٓ
کوئی بھی اِلٰہ	اس کے علاوہ	بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک عظیم دن کے عذاب سے	کہا	سرداروں نے	انؑ کی قوم میں سے

اِنَّا	لَنَرٰىکَ	فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (60)	قَالَ	یٰقَوْمِ	لَیْسَ	بِیْ	ضَلٰلَۃٌ	وَّلٰکِنِّیْ
بیشک ہم	ضرور دیکھتے ہیں آپؑ کو	ایک کھلی گمراہی میں	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	نہیں ہے	مجھ میں	کوئی گمراہی	اور لیکن میں تو

رَسُوْلٌ	مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (61)	اُبَلِّغُکُمْ	رِسٰلٰتِ رَبِّیْ	وَاَنْصَحُ	لَکُمْ	وَاَعْلَمُ
ایک رسول ہوں	تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	میں پہنچاتا ہوں تم لوگوں کو	اپنے رب کے پیغامات	اور خیرخواہی کرتا ہوں	تمہاری	اور میں جانتا ہوں

مِنَ اللّٰہِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ (62)	اَوَ	عَجِبْتُمْ	اَنْ	جَآءَکُمْ	ذِکْرٌ	مِّنْ رَّبِّکُمْ
اللہ (کی طرف) سے	اسکو جو	تم لوگ نہیں جانتے	اور کیا	تمہیں عجیب لگا	کہ	آئی تمہارے پاس	ایک یاددہانی	تمہارے رب (کی طرف) سے

عَلٰی رَجُلٍ	مِّنْکُمْ	لِیُنْذِرَکُمْ	وَلِتَتَّقُوْا	وَلَعَلَّکُمْ	تُرْحَمُوْنَ (63)	فَکَذَّبُوْہُ
ایک شخص پر	تم میں سے	تاکہ وہ وارننگ دے تم کو	اور تاکہ تم لوگ تقویٰ کرو	اور شاید کہ	تم پر رحم کیا جائے	تو انہوں نے جھٹلایا انؑ کو

فَاَنْجَیْنٰہُ	وَالَّذِیْنَ	مَعَہٗ	فِی الْفُلْکِ	وَاَغْرَقْنَا	الَّذِیْنَ	کَذَّبُوْا
پھر ہم نے نجات دی انؑ کو	اور انہیں جو	انؑ کے ساتھ تھے	کشتی میں	اور ہم نے غرق کیا	ان کو جنہوں نے	جھٹلایا

بِاٰیٰتِنَا	اِنَّھُمْ	کَانُوْا	قَوْمًا عَمِیْنَ (64)
ہماری نشانیوں کو	بے شک وہ	تھے	ایک اندھی قوم

نوٹ:1

مادہ ''ع م ی'' کی لغت آیت نمبر۔2/البقرۃ:18 میں دی ہوئی ہے، وہاں لفظ عَمِیْنَ رہ گیا تھا۔ یہ دراصل فَعِلٌ کے وزن پر صفت ہے جو قاعدے کے مطابق عَمِیٌ کے بجائے عَمٍ استعمال ہوتی ہے۔ اس کی جمع سالم قاعدے کے مطابق عَمِیُوْنَ کے بجائے عَمُوْنَ اور حالت نصب و جر میں عَمِیِیْنَ کے بجائے عَمِیْنَ استعمال ہوتی ہے۔

نوٹ:2

گزشتہ آیات 57۔58 میں نبوت و رسالت کے متعلق جو اصولی بات تمثیل کے پیرائے میں بیان کی گئی تھی، اس کوا881ب مسلسل کئی رکوعوں میں تاریخی شواہد پیش کر کے واضح کیا گیا ہے۔ یہ تمام قومیں وہ تھیں جن کو اللہ نے عروج اور اقتدار عطا کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اللہ کی زمین میں عدل وقسط کو درہم برہم کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ہلاک کی گئیں۔

’’ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے کہ نافرمان لوگوں کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں۔ عذاب اس وقت بھیجتے ہیں جب وہ اپنی کثرت، قوت اور دولت میں انتہا کو پہنچ جائیں اور اس میں بدمست ہو جائیں۔‘‘ (منقول از معارف القرآن بحوالہ ابن کثیر)۔

نوٹ:3

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عذاب اور ابتلا میں فرق ہوتا ہے۔ ایک تو یہ شکل ہوتی ہے کہ کسی قوم پر کوئی آفت جیسے زلسلہ، طوفان وغیرہ، اللہ تعالیٰ اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ لوگ غفلت سے بیدار ہوں۔ اس قسم کی ابتلا میں اچھے بُرے سب آفت کی لپیٹ میں آتے ہیں۔ دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر ایک فیصلہ کن عذاب بھیجتا ہے۔ اس صورت میں عذاب کی زد سے وہ لوگ بچا لیے جاتے ہیں جو اصلاح کرنے والے یا ان کے پیرو ہوتے ہیں۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (65تا72)

ء ل ی

(س) اَلْیًا — دنبہ کی چکی کا بڑھ جانا یعنی استحقاق اور توقع کے بغیر کوئی فائدہ پہنچنا۔

اَلْیٌ — (ج) اٰلَآءٌ۔ مہربانی۔ نعمت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 69

و ح د

(ض) وَحْدًا — تنہا ہونا۔ اکیلا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 70۔

وَاحِدٌ — فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنہا۔ اکیلا۔ ﴿ وَ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ ﴾ (2/البقرۃ:163) ’’اور تم لوگوں کا اِلٰہ اکیلا اِلٰہ ہے۔‘‘

وَحِیْدٌ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنہا۔ اکیلا۔ ﴿ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴾ (74/المدثر:11) ’’آپ چھوڑ دیں مجھ کو اور اس کو جسے میں نے پیدا کیا اکیلا۔‘‘

ترکیب

گزشتہ آیت نمبر۔ 59 میں لَقَدْ اَرْسَلْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے هُوْدًا حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 69) فِي الْخَلْقِ میں اَلْخَلْقُ مصدر ہے جو معروف و مجہول دونوں معنی دیتا ہے۔ یہاں ہم مجہولی معنی کو ترجیح دیں گے۔ بَصْطَةً تمیز ہے۔ (آیت۔ 70) وَحْدَهٗ حال ہے۔ رِجْسٌ اور غَضَبٌ، وَقَعَ کے فاعل ہیں۔

ترجمہ

وَاِلٰى عَادٍ	اَخَاهُمْ	هُوْدًا ۭ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا	لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) قوم عاد کی طرف	ان کے بھائی	ہودؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے	کوئی بھی معبود

غَيْرُهٗ ؕ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾	قَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖٓ	اِنَّا	881 لَنَرٰىكَ
اس کے علاوہ	تو کیا تم لوگ تقویٰ نہیں کرتے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	انکار کیا	انؑ کی قوم میں سے	بیشک ہم	ضرور دیکھتے ہیں آپؑ کو

فِيْ سَفَاهَةٍ	وَّاِنَّا	لَنَظُنُّكَ	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾	قَالَ	يٰقَوْمِ	لَيْسَ	بِيْ	سَفَاهَةٌ
بے عقلی میں	اور بیشک ہم	ضرور سمجھتے ہیں آپؑ کو	جھوٹوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	نہیں ہے	مجھ میں	کوئی بے عقلی

وَّلٰكِنِّيْ	رَسُوْلٌ	مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾	اُبَلِّغُكُمْ	رِسٰلٰتِ رَبِّيْ	وَاَنَا	لَكُمْ
اور لیکن میں تو	ایک رسول ہوں	تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	میں پہنچاتا ہوں تم لوگوں کو	اپنے رب کے پیغامات	اور میں	تمہارے لیے

نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾	اَوَ	عَجِبْتُمْ	اَنْ	جَآءَكُمْ	ذِكْرٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	عَلٰى رَجُلٍ	مِّنْكُمْ
ایک دیانتدار خیر خواہ ہوں	اور کیا	تمہیں عجیب لگا	کہ	آئی تمہارے پاس	ایک یاد دہانی	تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک شخص پر	تم میں سے

لِيُنْذِرَكُمْ ؕ	وَاذْكُرُوْٓا	اِذْ	جَعَلَكُمْ	خُلَفَآءَ	مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ	وَّزَادَكُمْ	فِي الْخَلْقِ
تاکہ وہ وارننگ دے تم کو	اور یاد کرو	جب	اس نے بنایا تمہیں	خلیفہ	نوحؑ کی قوم کے بعد	اور زیادہ کیا تمہیں	مخلوق میں

بَصْۜطَةً ۚ	فَاذْكُرُوْٓا	اٰلَآءَ اللّٰهِ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾	قَالُوْٓا	اَجِئْتَنَا
بلحاظ کشادگی کے	پس یاد کرو	اللہ کی مہربانیوں کو	شائد تم لوگ	فلاح پاؤ	ان لوگوں نے کہا	کیا آپؑ آئے ہمارے پاس

لِنَعْبُدَ	اللّٰهَ	وَحْدَهٗ	وَنَذَرَ	مَا كَانَ	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَا ۚ
(اس لیے) کہ ہم بندگی کریں	اللہ کی	اس کے اکیلے ہوتے ہوئے	اور (اس لیے) کہ ہم چھوڑ دیں	اس کو جس کی	بندگی کرتے تھے	ہمارے آباواجداد

فَاْتِنَا	بِمَا	تَعِدُنَآ	اِنْ كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾	قَالَ	قَدْ وَقَعَ	عَلَيْكُمْ
پس تو لے آ	اس کو جس کا	تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر تو ہے	سچوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	پڑ گئی ہے	تم لوگوں پر

مِّنْ رَّبِّكُمْ	رِجْسٌ	وَّغَضَبٌ ؕ	اَ	تُجَادِلُوْنَنِيْ	فِيْٓ اَسْمَآءٍ	سَمَّيْتُمُوْهَآ
تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک نحوست	اور غضب	کیا	تم لوگ بحث کرتے ہو مجھ سے	کچھ ناموں میں	تم نے نام دھرے جن کے

اَنْتُمْ	وَاٰبَآؤُكُمْ	مَّا نَزَّلَ	اللّٰهُ	بِهَا	مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ	فَانْتَظِرُوْٓا	اِنِّيْ	مَعَكُمْ
تم لوگوں نے	اور تمہارے آباواجداد نے	نہیں اتاری	اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	پس تم لوگ راہ دیکھو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾	فَاَنْجَيْنٰهُ	وَالَّذِيْنَ	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا	وَقَطَعْنَا
راہ دیکھنے والوں میں سے ہوں	پھر ہم نے نجات دی انؑ کو	اور ان لوگوں کو جو	ان کے ساتھ تھے	رحمت سے	اپنی طرف سے	اور ہم نے کاٹ دی

دَابِرَ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَمَا كَانُوْا	مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع
ان لوگوں کی جڑ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ لوگ نہیں تھے	ایمان لانے والے

نوٹ:1 حضرت نوحؑ کی تیسری نسل میں سے ایک شخص کا نام اِرَم تھا۔اس کے ایک بیٹے کی اولاد میں عاد ہے اور دوسرے بیٹے کی اولاد میں ثمود ہے۔ اس طرح قوم عاد اور قوم ثمود، اِرَم کی دو شاخیں ہیں ایک کو عاد اولیٰ اور دوسری کو ثمود یا عاد ثانیہ کہتے ہیں۔ جبکہ اِرَم کا لفظ عاد اور ثمود دونوں کے لیے مشترک ہے۔

عمان سے لے کر حضرت موت اور یمن تک قومِ عادت کی بستیاں تھیں۔ اللہ نے دنیا کی ساری نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیے تھے۔ان کی زمینیں بڑی سرسبز وشاداب تھیں۔ رہنے کے لیے بڑے بڑے اور شاندار محلات بناتے تھے۔ بڑے قد آور قوی الجثہ لوگ تھے۔ یہاں سے یہ ساری سرزمین میں دور دور تک پھیل گئے اور اپنی قوت کے مظاہرہ میں لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنے لگے ’’فخر اور غرور میں مبتلا ہو گئے اور دعویٰ کرنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوی کون ہے اور بھول گئے کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے زیادہ قوی ہے۔(41/ حٰمٓ السجدہ:15)‘‘ پھر اللہ کو بھول کر بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

حضرت ہودؑ نے ان کو توحید اختیار کرنے اور عدل وانصاف قائم کرنے کی تلقین کی لیکن یہ لوگ دولت وطاقت کے نشہ میں بدمست تھے۔انہوں نے بات نہ مانی تو ان پر پہلا عذاب یہ آیا کہ تین سال تک مسلسل بارش بند ہو گئی۔ زمینیں خشک ہو گئیں۔ کھیتیاں اور باغات جل گئے۔ یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے۔ تو ان پر شدید قسم کی آندھی کا عذاب مسلط ہوا۔جس کی ہوا میں ہیبت ناک آواز تھی۔ باغات اور محلات زمین بوس ہو گئے۔ آدمی ہوا میں اڑتے اور پھر سر کے بل آگرتے تھے۔اس طرح قوم عاد ہلاک کر دی گئی۔

جب قوم عاد پر عذاب آیا تو حضرت ہودؑ اور ان کے رفقاء نے ایک کھیت میں پناہ لی۔ یہ عجیب بات تھی کہ س طوفانی ہوا سے بڑے بڑے محلات تو منہدم ہو رہے تھے مگر اس کھیت میں ہوا معتدل ہو کر داخل ہوتی تھی۔ اس لیے وہ لوگ وہاں مطمئن بیٹھے رہے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔قوم کے ہلاک ہو جانے کے بعد مکہ معظّمہ منتقل ہو گئے اور پھر یہیں وفات پائی۔(ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (73 تا 79)

ن و ق

(ن) نَوۡقًا — چیز کو ترتیب سے جمانا۔ کام کو اچھی طرح کرنا۔

نَاقَۃٌ — اسم ذات ہے۔ اونٹنی۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 73

س ھ ل

(ک) سُھُوۡلَۃً — نرم ہونا۔ آسان ہونا۔

سَھۡلٌ — (ج) سُھُوۡلٌ۔ نرم اور ہموار زمین۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74۔

ن ح ت

(ض) نَحۡتًا — لکڑی پتھر وغیرہ کو چھیل کر ہموار کرنا۔ سنگ تراشی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74

ع ت و

(ن) عُتُوًّا اور عِتِیًّا — حد سے گزرنا۔ سرکشی کرنا۔ نافرمانی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 77

عَاتِیَۃٌ — اسم الفاعل کے معنی میں صفت ہے۔ حد سے گزرنے والی یعنی حد سے زیادہ ﴿ فَاُھۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۙ﴾ (69/الحاقۃ:6) ''تو وہ لوگ ہلاک کیے گئے ایک حد سے زیادہ تیز ہوا سے۔''

ر ج ف

(ن) رَجۡفًا — کسی کا شدت سے مضطرب ہونا۔ (۱) لرزنا۔ کانپنا۔ (۲) زلزلہ آنا۔ ﴿ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ ﴾ (73/المزمل:14) ''جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ۔''

رَجۡفَۃٌ — زلزلہ۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 78۔

رَاجِفَۃٌ — کانپنے والی (یہ قیامت کے پہلے صور کے لیے استعارہ ہے) ﴿ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۙ﴾ (79/النّٰزِعٰت:6) ''جس دن کانپے گی کانپنے والی۔''

(افعال) اِرۡجَافًا — افواہ پھیلا کر لوگوں میں اضطراب پیدا کرنا۔

مُرۡجِفٌ — اسم الفاعل ہے۔ افواہ پھیلانے والا ﴿ لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ وَّ الۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ لَنُغۡرِیَنَّکَ بِہِمۡ ﴾ (33/الاحزاب:60) ''البتہ اگر باز نہ آئے منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور افواہ پھیلانے والے مدینہ میں، تو ہم لازماً حاوی کر دیں گے آپ ﷺ کو ان لوگوں پر۔''

ج ث م

(ن) جَثۡمًا — سینے کو زمین سے لگانا۔ منہ کے بل لیٹنا۔

جَاثِمٌ — اسم الفاعل ہے۔ اوندھے منہ لیٹنے والا۔ اوندھے منہ گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔

ترکیب

(آیت۔73) اٰيَةً حال ہے۔ فَذَرُوۡهَا فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے تَاۡكُلۡ مجزوم ہے۔ فَيَاۡخُذَكُمۡ کا فاسببیہ ہے۔ (آیت۔74) تَنۡحِتُوۡنَ کا مفعول اَلۡجِبَالَ ہے جبکہ بُيُوۡتًا تمیز ہے۔ (آیت۔75) لِمَنۡ بدل ہے لِلَّذِيۡنَ کا۔ اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے صَالِحًا حالت نصب میں ہے جبکہ مُرۡسَلٌ اس کی خبر ہے۔ اَلنَّاقَةَ پر لام تعریف ہے۔

ترجمہ

وَاِلٰى ثَمُوۡدَ	اَخَاهُمۡ	صٰلِحًا ۘ	قَالَ	يٰقَوۡمِ	اعۡبُدُوا	اللّٰهَ	مَا	لَكُمۡ
(بیشک ہم بھیج چکے ہیں قومِ) ثمود کی طرف	انکے بھائی	صالحؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارے لیے

مِّنۡ اِلٰهٍ	غَيۡرُهٗ ؕ	قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ	بَيِّنَةٌ	مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ	هٰذِهٖ	نَاقَةُ اللّٰهِ	لَكُمۡ
کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (نشانی)	تمہارے رب (کی طرف) سے	یہ	اللہ کی اونٹنی ہے	تمہارے لیے

اٰيَةً	فَذَرُوۡهَا	تَاۡكُلۡ	فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ	وَلَا تَمَسُّوۡهَا	بِسُوۡٓءٍ	فَيَاۡخُذَكُمۡ
ایک نشانی ہوتے ہوئے	پس تم لوگ چھوڑ دو اس کو	(تاکہ) وہ کھائے	اللہ کی زمین میں	اور تم لوگ مت چھونا اس کو	کسی برائی سے	ورنہ پکڑے گا تم لوگوں کو

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۳﴾	وَاذۡكُرُوۡۤا	اِذۡ	جَعَلَكُمۡ	خُلَفَآءَ	مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ	وَّبَوَّاَكُمۡ	فِى الۡاَرۡضِ
ایک دردناک عذاب	اور یاد کرو	جب	اس نے بنایا تم کو	خلیفہ	(قوم) عاد کے بعد	اور اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	زمین میں

تَتَّخِذُوۡنَ	مِنۡ سُهُوۡلِهَا	قُصُوۡرًا	وَّتَنۡحِتُوۡنَ	الۡجِبَالَ	بُيُوۡتًا ۚ	فَاذۡكُرُوۡۤا	اٰلَاۤءَ اللّٰهِ
تم لوگ بناتے ہو	اس کی نرم ہموار جگہ سے	محلات	اور تم لوگ تراشتے ہو	پہاڑوں کو	بطور گھر کے	پس یاد کرو	اللہ کی مہربانیوں کو

وَلَا تَعۡثَوۡا	فِى الۡاَرۡضِ	مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۷۴﴾	قَالَ	الۡمَلَاُ	الَّذِيۡنَ	اسۡتَكۡبَرُوۡا	مِنۡ قَوۡمِهٖ
اور دندناتے مت پھرو	زمین میں	فساد پھیلاتے ہوئے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	گھمنڈ کیا	انؑ کی قوم میں سے

لِلَّذِيۡنَ	اسۡتُضۡعِفُوۡا	لِمَنۡ	اٰمَنَ	مِنۡهُمۡ	اَ	تَعۡلَمُوۡنَ	اَنَّ	صٰلِحًا	مُّرۡسَلٌ
ان لوگوں سے جن کو	کمزور سمجھا گیا	ان سے جو	ایمان لائے	ان میں سے	کیا	تم لوگ جانتے ہو	کہ	صالحؑ	بھیجے ہوئے ہیں

مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ	قَالُوۡۤا	اِنَّا	بِمَاۤ	اُرۡسِلَ	بِهٖ	مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۵﴾	قَالَ	الَّذِيۡنَ
اپنے رب (کی طرف) سے	انہوں نے کہا	بیشک ہم	اس پر	وہ بھیجے گئے	جس کے ساتھ	ایمان لانے والے ہیں	کہا	انہوں نے جن لوگوں نے

اسۡتَكۡبَرُوۡۤا	اِنَّا	بِالَّذِىۡۤ	اٰمَنۡتُمۡ	بِهٖ	كٰفِرُوۡنَ ﴿۷۶﴾	فَعَقَرُوا	النَّاقَةَ	وَعَتَوۡا
گھمنڈ کیا	بیشک ہم	اس کا	تم لوگ ایمان لائے	جس پر	انکار کرنے والے ہیں	پھر انہوں نے ٹانگیں کاٹیں	اس اونٹنی کی	اور انہوں نے نافرمانی کی

عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ	وَقَالُوۡا	يٰصٰلِحُ	ائۡتِنَا	بِمَا	تَعِدُنَاۤ	اِنۡ	كُنۡتَ	مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۷۷﴾
اپنے رب کے حکم کی	اور کہا	اے صالحؑ	تو لے آ	اس کو جس کا	تو وعدہ کرتا ہے ہم سے	اگر	تو ہے	بھیجے ہوؤں میں سے

فَاَخَذَتۡهُمُ	الرَّجۡفَةُ	فَاَصۡبَحُوۡا	فِىۡ دَارِهِمۡ	جٰثِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾	فَتَوَلّٰى	عَنۡهُمۡ	وَقَالَ
تو پکڑا ان کو	زلزلہ نے	نتیجتاً وہ ہو گئے	اپنے (اپنے) گھر میں	اوندھے منہ گرے ہوئے	پس انہوںؑ نے رخ پھیرا	ان سے	اور کہا

يٰقَوۡمِ	لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ	رِسَالَةَ رَبِّىۡ	وَنَصَحۡتُ	لَكُمۡ	وَلٰكِنۡ	لَّا تُحِبُّوۡنَ	النّٰصِحِيۡنَ ﴿۷۹﴾
اے میری قوم	میں پہنچا چکا ہوں تم کو	اپنے رب کا پیغام	اور میں نے خیر خواہی کی	تمہاری	اور لیکن	تم لوگ پسند نہیں کرتے	خیر خواہی کرنے والوں کو

نوٹ: 1

عرب کے قدیم ترین اقوام میں عاد کے بعد ثمود دوسری قوم ہے جو سب سے زیادہ مشہور معروف ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے اس کے قصے اہل عرب میں زبان زدِ عام تھے۔ اس قوم کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی حجر کے نام سے موسوم ہے۔ اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ رقبے میں وہ عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش کر بنایا تھا۔ نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب ادھر سے گزرے تو آپؐ نے مسلمانوں کو آثارِ عبرت دکھائے۔ آپؐ نے ایک کنویں کی نشاندہی کر کے بتایا کہ اس سے حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں سے پانی لیں، جبکہ باقی کنوؤں سے پانی لینے سے منع کر دیا۔

سورۃ الشعراء آیات 154 تا 158 میں تصریح ہے کہ ثمود والوں نے خود ایک ایسی نشانی کا مطالبہ کیا تھا جس سے وہ واضح ہو جائے کہ حضرت صالحؑ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس کے جواب میں انہوں نے اونٹنی کو پیش کیا تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اونٹنی کا ظہور معجزے کے طور پر ہوا تھا۔ مگر قرآن اس امر کی تصریح نہیں کرتا کہ یہ اونٹنی کس طرح وجود میں آئی۔ کسی حدیث میں بھی اس کے معجزے کے طور پر پیدا ہونے کی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ اس لیے ان روایات کو تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے جو مفسرین نے اس کی کیفیتِ پیدائش کے متعلق نقل کی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (80 تا 84)

غ ب ر

(ن) غُبُوۡرًا (۱) ٹھہر جانا۔ پیچھے رہ جانا۔ (۲) غبار آلود ہونا۔

غَابِرٌ اسم الفاعل ہے۔ پیچھے رہ جانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 83

غَبَرَةٌ اسم ذات ہے۔ گرد۔ غبار۔ ﴿ وَ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ عَلَيۡهَا غَبَرَةٌ ۙ﴿۴۰﴾ ﴾ (80/عبس:40) ''اور کچھ چہرے ہوں گے اس دن جن پر گرد ہوگی۔''

ترکیب

ترکیب میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

ترجمہ

وَلُوۡطًا	اِذۡ	قَالَ	لِقَوۡمِهٖۤ	اَ	تَاۡتُوۡنَ	الۡفَاحِشَةَ	مَا سَبَقَكُمۡ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) لوطؑ کو	جب	انہوں نے کہا	اپنی قوم سے	کیا	تم لوگ کرتے ہو	یہ بے حیائی	نہیں سبقت کی تم پر

بِهَا	مِنْ اَحَدٍ	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾	اِنَّكُمْ	لَتَاْتُوْنَ	الرِّجَالَ	شَهْوَةً	مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ
جس میں	کسی ایک نے (بھی)	تمام جہانوں میں سے	بیشک تم لوگ	یقیناً آتے ہو	مردوں کے پاس	شہوت کرتے ہوئے	عورتوں کے علاوہ

بَلْ	اَنْتُمْ	قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾	وَمَا كَانَ	جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْٓا	اَخْرِجُوْهُمْ
بلکہ	تم لوگ	ایک حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو	اور نہیں تھا	انؑ کی قوم کا جواب	سوائے اس کے کہ	ان لوگوں نے کہا	نکالو ان کو

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ	اِنَّهُمْ	اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾	فَاَنْجَيْنٰهُ	وَاَهْلَهٗٓ	اِلَّا	امْرَاَتَهٗ ۖ
اپنی بستی سے	یقیناً یہ سب	ایک بڑا پاکباز گروہ ہے	تو ہم نے نجات دی انؑ کو	اور ان کے گھر والوں کو	سوائے	ان کی عورت کے

كَانَتْ	مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّطَرًا ؕ	فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ ع
وہ تھی	پیچھے رہ جانے والوں میں سے	اور ہم نے برسایا	ان پر	ایک برسنے والی چیز	تو دیکھو	کیسا	تھا	جرم کرنے والوں کا انجام

نوٹ: 1 حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے ہیں۔ ان کا وطن بصرہ کے قریب ارض بابل کا علاقہ تھا۔ اس میں بت پرستی عام تھی۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت و رسالت عطا کی۔ قوم نے مخالفت کی اور انؑ کے گھرانہ میں سے صرف بی بی سارہ اور حضرت لوطؑ ایمان لائے۔ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابراہیمؑ نے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی اور کنعان کے علاقہ میں مقیم ہوئے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو نبوت عطا فرما کر اردن اور بیت المقدس کے درمیان ایک مقام سدوم کے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ یہ علاقہ پانچ بڑے شہروں پر مشتمل تھا اور سدوم کا شہر ان کا دارالحکومت تھا۔ شہروں کے اس مجموعہ کو قرآن کریم نے مؤتفکہ اور مؤتفکات کے الفاظ میں کئی جگہ بیان کیا ہے۔ یہ علاقہ سرسبز اور شاداب تھا۔ ہر طرح کے غلے اور پھلوں کی کثرت تھی۔ اللہ نے ان پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیے تھے۔ عام انسانی عادت کے تحت دولت وثروت کے نشہ میں مبتلا ہو کر عیش وعشرت کے اس کنارے پر پہنچ گئے کہ خلاف فطرت فواحش کو بھی اختیار کر لیا۔ حضرت لوطؑ کی نصیحتوں کا انکار کیا اور انہیں اپنی بستی سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا تو ان پر عذاب نازل ہوا۔

زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 84 میں مختصراً صرف اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر ایک قسم کی بارش بھیجی گئی۔ البتہ سورہ ہود کی آیات۔ 82۔ 83 میں عذاب کی وضاحت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان پر پتھروں کی بارش بھی ہوئی تھی اور نیچے سے اس سرزمین کے طبقہ کو اوندھا پلٹ دیا گیا تھا۔ سورۃ الحجر کی آیات۔ 72۔ 73 سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب آنے سے پہلے آسمان سے کوئی سخت آواز چنگھاڑ کی صورت میں آئی تھی۔ یہ پانچوں الٹی ہوئی بستیاں آج بھی موجود ہیں۔ جو اب بحر میت (Dead Sea) کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی تہہ میں ان بستیوں کے کھنڈرات ہیں اور اس کے پانی میں کوئی بھی جاندار جیسے مچھلی، مینڈک وغیرہ زندہ نہیں رہ سکتے۔

آیت نمبر (85 تا 93)

م	د	ن

(ن) **مُدُوْنًا** شہر میں اقامت اختیار کرنا۔

مَدِيْنَةٌ ج: مَدَائِنُ۔ شہر۔ قصبہ۔ ﴿اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ﴾ (7/الاعراف: 123) ''بیشک یہ یقیناً ایک چالبازی ہے، تم لوگوں نے جو چال چلی ہے شہر میں۔'' ﴿فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ ۚ﴾ (26/الشعراء: 53) ''تو بھیجا فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والوں کو۔''

مَدْيَنُ — اسم علم ہے۔ خاص نام۔ زیر مطالعہ آیت۔85۔

[illegible]

ش ع ب

(ف) شَعْبًا — (۱) جمع کرنا۔ درست کرنا۔ (۲) متفرق کرنا۔ بگاڑنا۔

شَعْبٌ — ج: شُعُوْبٌ: بڑا قبیلہ۔ قوم۔ ﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ﴾ (49/الحجرات:13) ''اور اس نے بنایا تم لوگوں کو قومیں اور قبیلے باہمی تعارف کے لیے۔''

شُعْبَةٌ — ج: شُعَبٌ، فِرقہ۔ درخت کی شاخ۔ ﴿اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لا﴾ (77/المرسلٰت:30) ''تم لوگ چلو ایک ایسے سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔''

شُعَيْبٌ — فُعَيْلٌ کے وزن پر اسم التصغیر ہے اور اسم علم ہے۔ خاص نام۔

ترکیب

(آیت۔86) تُوْعِدُوْنَ، تَصُدُّوْنَ اور تَبْغُوْنَ، یہ تینوں لَا تَقْعُدُوْا کا حال ہیں۔ (آیت۔89) اِنْ عُدْنَا شرط ہے اور قَدِ افْتَرَيْنَا جواب شرط مقدم ہے۔ اس لیے ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

وَاِلٰى مَدْيَنَ	اَخَاهُمْ	شُعَيْبًا ؕ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) مدین والوں کی طرف	ان کے بھائی	شعیبؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی

مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ ؕ	قَدْ جَآءَتْكُمْ	بَيِّنَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	فَاَوْفُوا
نہیں ہے تمہارے لیے	کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	آچکی ہے تمہارے پاس	ایک واضح (نشانی)	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تم لوگ پورا کرو

الْكَيْلَ	وَالْمِيْزَانَ	وَلَا تَبْخَسُوا	النَّاسَ	اَشْيَآءَهُمْ	وَلَا تُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ	بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ
ناپنے کو	اور ترازو کو	اور حق سے کم تم مت دو	لوگوں کو	ان کی چیزیں	فساد مت پھیلاؤ	زمین میں	اس کی اصلاح کیے جانے کے بعد

ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۸۵﴾	وَلَا تَقْعُدُوْا	بِكُلِّ صِرَاطٍ	تُوْعِدُوْنَ
یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	تم لوگ مت بیٹھو	ہر ایک راہ پر	دھمکی دیتے ہوئے

وَتَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	بِهٖ	وَتَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ۚ	وَاذْكُرُوْٓا	اِذْ	كُنْتُمْ
اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اس کو جو	ایمان لایا	اس پر	اور تلاش کرتے ہوئے اس میں	کوئی کجی	اور یاد کرو	جب	تم لوگ تھے

قَلِيْلًا	فَكَثَّرَكُمْ ۠	وَانْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾	وَاِنْ	كَانَ	طَآئِفَةٌ
تھوڑے سے	پھر اس نے کثرت دی تم کو	اور غور کرو	کیسا	تھا	فساد کرنے والوں کا انجام	اور اگر	ہے	ایک ایسا گروہ

مِّنْكُمْ	اٰمَنُوْا	بِالَّذِيْٓ	اُرْسِلْتُ	بِهٖ	وَطَآئِفَةٌ	لَّمْ يُؤْمِنُوْا	فَاصْبِرُوْا	حَتّٰى
تم میں سے	جو ایمان لایا	اس پر	میں بھیجا گیا	جس کے ساتھ	ایک ایسا گروہ	جو ایمان نہیں لایا	تو صبر کرو	یہاں تک کہ

یَحْکُمَ	اللّٰہُ	بَیْنَنَا ج	وَھُوَ	خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ﴿٨٧﴾	قَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِیْنَ	اسْتَکْبَرُوْا	مِنْ قَوْمِہٖ
فیصلہ کرے	اللہ	ہمارے مابین	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں کا بہترین ہے	کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	گھمنڈ کیا	انؑ کی قوم میں سے

لَنُخْرِجَنَّکَ	یٰشُعَیْبُ	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَکَ	مِنْ قَرْیَتِنَآ	اَوْ	لَتَعُوْدُنَّ
ہم لازماً نکال دیں گے آپؑ کو	اے شعیبؑ	اور ان کو جو	ایمان لائے	آپؑ کے ساتھ	اپنی بستی سے	یا	تم لوگ لازماً واپس ہو گے

فِیْ مِلَّتِنَا ط	قَالَ	اَوَ لَوْ	کُنَّا	کٰرِھِیْنَ ﴿٨٨﴾ قف	قَدِ افْتَرَیْنَا	عَلَی اللّٰہِ	کَذِبًا
ہماری ملت میں	انہوںؑ نے کہا	اور کیا اگر	ہم ہوں	کراہیت کرنے والے (واپسی سے)	ہم گھڑ چکے ہوں گے	اللہ پر	ایک جھوٹ

اِنْ	عُدْنَا	فِیْ مِلَّتِکُمْ	بَعْدَ اِذْ	نَجّٰنَا	اللّٰہُ	مِنْھَا ط	وَمَا یَکُوْنُ	لَنَآ	اَنْ
اگر	ہم واپس ہوں گے	تمہاری ملت میں	اس کے بعد کہ جب	نجات دی ہم کو	اللہ نے	اس سے	اور نہیں ہوگا (ممکن)	ہمارے لیے	کہ

نَّعُوْدَ	فِیْھَآ	اِلَّآ اَنْ	یَّشَآءَ	اللّٰہُ	رَبُّنَا ط	وَسِعَ	رَبُّنَا	کُلَّ شَیْءٍ	عِلْمًا ط	عَلَی اللّٰہِ
ہم واپس ہوں	اس میں	سوائے اس کے کہ	چاہے	اللہ	جو ہمارا رب ہے	وسیع ہوا	ہمارا رب	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے	اللہ ہی پر

تَوَکَّلْنَا ط	رَبَّنَا	افْتَحْ	بَیْنَنَا	وَبَیْنَ قَوْمِنَا	بِالْحَقِّ	وَاَنْتَ	خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿٨٩﴾
ہم نے بھروسہ کیا	اے ہمارے رب	تو فیصلہ کردے	ہمارے درمیان	اور ہماری قوم کے درمیان	حق کے ساتھ	اور تو	سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَقَالَ	الْمَلَاُ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِہٖ	لَئِنِ	اتَّبَعْتُمْ	شُعَیْبًا	اِنَّکُمْ	اِذًا
اور کہا	سرداروں نے	جنہوں نے	انکار کیا	ان کی قوم میں سے	بیشک اگر	تم لوگوں نے پیروی کی	شعیبؑ کی	تو یقیناً تم لوگ	پھر تو

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٩٠﴾	فَاَخَذَتْھُمُ	الرَّجْفَۃُ	فَاَصْبَحُوْا	فِیْ دَارِھِمْ	جٰثِمِیْنَ ﴿٩١﴾ ج	الَّذِیْنَ
ضرور ہی خسارہ پانے والے ہو گے	پھر پکڑا ان کو	زلزلے نے	تو وہ ہو گئے	اپنے (اپنے) گھر میں	اوندھے منہ گرے ہوئے	وہ لوگ جنہوں نے

کَذَّبُوْا	شُعَیْبًا	کَاَنْ	لَّمْ یَغْنَوْا	فِیْھَا ج	اَلَّذِیْنَ	کَذَّبُوْا	شُعَیْبًا	کَانُوْا	ھُمُ	الْخٰسِرِیْنَ ﴿٩٢﴾
جھٹلایا	شعیبؑ کو	تو گویا کہ	وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	جنہوں نے	جھٹلایا	شعیبؑ کو	تھے	وہ لوگ ہی	خسارہ پانے والے

فَتَوَلّٰی	عَنْھُمْ	وَقَالَ	یٰقَوْمِ	لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ	رِسٰلٰتِ رَبِّیْ	وَنَصَحْتُ	لَکُمْ ج
تو انہوںؑ نے رخ پھیرا	ان سے	اور کہا	اے میری قوم	میں پہنچا چکا تم کو	اپنے رب کے پیغامات	اور میں نے خیر خواہی کی	تمہاری

فَکَیْفَ	اٰسٰی	عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ ﴿٩٣﴾ ع
تو (اب) کیسے	میں افسوس کروں	ایک انکار کرنے والی قوم پر

نوٹ: 1

اہل مدین حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے مِدیان کی طرف منسوب ہیں جو ان کی تیسری بیوی قَطُوراء کے بطن سے تھے۔ ان کا علاقہ حجاز کے شمال مشرق اور فلسطین کے جنوب میں تھا اور ان کے شہر کا نام بھی مدین ہے۔ یہ شہر آج بھی شرق اردن کی بندرگاہ معان کے قریب موجود ہے۔ یہ ایک بڑی تجارت پیشہ قوم تھی۔ اس زمانے کی دو بڑی تجارتی شاہراہوں کے عین چوراہے پر ان کی بستیاں تھیں۔

اس لیے عرب کا بچہ بچہ ان سے واقف تھا اور ان کے مٹ جانے کے بعد بھی عرب میں ان کی شہرت برقرار رہی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے رات دن ان کے آثار قدیمہ سے گزرتے تھے۔

بنی اسرائیل کی طرح اہل مدین بھی مسلمان ہی تھے اور شعیبؑ کے ظہور کے وقت ان کی حالت ایک بگڑی ہوئی مسلمان قوم کی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد چھ سات سو سال تک مشرک اور بداخلاق قوموں سے روابط کی وجہ سے یہ لوگ شرک بھی سیکھ گئے اور بداخلاقیوں میں بھی مبتلا ہو گئے، مگر ایمان کا دعویٰ اور اس پر فخر برقرار تھا۔ حضرت شعیبؑ کا ان سے تقاضا یہی تھا کہ حضرت ابراہیمؑ انسانوں اور انسانی معاشرے کی جو اصلاح کر گئے ہیں اس کو مت بگاڑو۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا کا یہی مطلب ہے۔

قرآن مجید نے ان کا ذکر کہیں اہل مدین اور اصحاب مدین کے نام سے کیا ہے اور کہیں اصحاب اَیکہ کے نام سے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ دونوں قومیں الگ الگ تھیں اور ان کی بستیاں بھی الگ تھیں۔ حضرت شعیبؑ پہلے ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ دونوں قوموں پر جو عذاب آیا اس کے الفاظ مختلف ہیں۔ اصحاب مدین کے لیے کہیں صیحہ اور کہیں رَجفہ مذکور ہے اور اصحاب ایکہ کے لیے عذاب جمع ہوئے تھے۔ پہلے بادل سے آگ برسی پھر اس کے ساتھ سخت آواز چنگھاڑ کی شکل میں آئی پھر زلزلہ آیا۔ ابن کثیرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفہیم القرآن اور معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (94 تا 102)

ض ح ی

(س)	ضَحِيَ	سورج سے تکلیف اٹھانا۔ دھوپ لگنا۔ دھوپ کھانا۔ ﴿وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾﴾ (20/ طٰہٰ: 119) ”اور یہ کہ تجھ کو نہ پیاس لگے اس میں اور نہ تجھ کو دھوپ لگے۔“
	ضُحًى	دن چڑھے۔ چاشت کا وقت۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 98۔

ض ر ع

(ف)	ضَرَاعَةً	کمزور ہونا۔ بے فائدہ ہونا۔
	ضَرِيْعٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے فائدہ خاردار درخت۔ ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾﴾ (88/ الغاشیہ: 6) ”نہیں ہوگا۔ ان کے لیے کوئی کھانا مگر ایک خاردار درخت میں سے۔“
تفعّل	تَضَرُّعًا	کمزوری اور عاجزی کا اظہار کرنا۔ گڑگڑانا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 94

ترکیب

(آیت۔ 95) میں فَاَخَذْنَا کا مفعول هُمْ کی ضمیر ہے۔ جبکہ بَغْتَةً حال ہے۔ آیت نمبر۔ 97 میں بَيَاتًا اور 98 میں ضُحًى ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ آیت نمبر۔ 100 میں مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَا میں مِنْۢ بَعْدِ کے بعد ہلاکت کا لفظ محذوف ہے اور یہ پورا فقرہ لَمْ يَهْدِ کا فاعل ہے۔ آیت نمبر۔ 102 میں لَفٰسِقِيْنَ پر لام تاکید سے معلوم ہوا کہ اِنْ وَّجَدْنَا کا اِنْ نافیہ نہیں بلکہ اِنْ مخففہ ہے۔ جس کے معنی ہیں ”بے شک۔“

وَمَآ اَرْسَلْنَا	فِيْ قَرْيَةٍ	مِّنْ نَّبِيٍّ	اِلَّآ	اَخَذْنَآ	اَهْلَهَا	بِالْبَاْسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ	لَعَلَّهُمْ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کسی بستی میں	کوئی بھی نبی	مگر یہ کہ	ہم نے پکڑا	اس کے لوگوں کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد وہ لوگ

يَضَّرَّعُوْنَ ۝٩٤	ثُمَّ	بَدَّلْنَا	مَكَانَ السَّيِّئَةِ	الْحَسَنَةَ	حَتّٰى	عَفَوْا	وَّقَالُوْا	قَدْ مَسَّ
گڑگڑائیں	پھر	ہم نے بدل دیا	برائی کی جگہ کو	بھلائی سے	یہاں تک کہ	وہ لوگ بڑھے (ترقی کی)	اور کہا	چھو چکی ہے

اٰبَآءَنَا	الضَّرَّآءُ	وَالسَّرَّآءُ	فَاَخَذْنٰهُمْ	بَغْتَةً	وَّ	هُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩٥	وَلَوْ
ہمارے باپ دادوں کو	تکلیف (بھی)	اور خوشی (بھی)	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہیں رکھتے تھے	اور اگر

اَنَّ	اَهْلَ الْقُرٰٓى	اٰمَنُوْا	وَاتَّقَوْا	لَفَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَرَكٰتٍ	مِّنَ السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ
یہ کہ	ان بستیوں والے	ایمان لاتے	اور تقویٰ اختیار کرتے	تو ہم ضرور کھول دیتے	ان پر	برکتیں	آسمان سے	اور زمین سے

وَلٰكِنْ	كَذَّبُوْا	فَاَخَذْنٰهُمْ	بِمَا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٩٦	اَفَاَمِنَ	اَهْلُ الْقُرٰٓى	اَنْ
اور لیکن	انہوں نے جھٹلایا	تو ہم نے پکڑا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کمائی کرتے تھے	تو کیا امن میں ہوئے	بستیوں والے	(اس سے) کہ

يَّاْتِيَهُمْ	بَاْسُنَا	بَيَاتًا	وَّ	هُمْ	نَآئِمُوْنَ ۝٩٧ ط	اَوَاَمِنَ	اَهْلُ الْقُرٰٓى	اَنْ
پہنچے ان کو	ہماری سختی	رات کے وقت	اس حال میں کہ	وہ لوگ	سو رہے ہوں	اور کیا امن میں ہوئے	بستیوں والے	(اس سے) کہ

يَّاْتِيَهُمْ	بَاْسُنَا	ضُحًى	وَّ	هُمْ	يَلْعَبُوْنَ ۝٩٨	اَفَاَمِنُوْا	مَكْرَ اللّٰهِ ج
پہنچے ان کو	ہماری سختی	چاشت کے وقت	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کھیلتے ہوں	تو کیا وہ لوگ امن میں ہوئے	اللہ کی خفیہ تدبیر سے

فَلَا يَاْمَنُ	مَكْرَ اللّٰهِ	اِلَّا	الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩٩ ع	اَوَ	لَمْ يَهْدِ	لِلَّذِيْنَ	يَرِثُوْنَ
پس امن میں نہیں ہوتے	اللہ کی تدبیر سے	مگر	خسارہ پانے والے لوگ	اور کیا	رہنمائی نہیں کی	ان کے لیے جو	وارث ہوئے

الْاَرْضَ	مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ	اَنْ	لَّوْ	نَشَآءُ	اَصَبْنٰهُمْ	بِذُنُوْبِهِمْ ج
زمین کے	اس کے رہنے والوں (کی ہلاکت) کے بعد	کہ	اگر	ہم چاہیں	تو انہیں بھی مصیبت میں مبتلا کر دیتے	بسبب ان کے گناہوں کے

وَنَطْبَعُ	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝١٠٠	تِلْكَ الْقُرٰى	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ج
اور ہم چھاپ لگا دیتے ہیں	ان کے دلوں پر	تو وہ لوگ نہیں سنتے	یہ بستیاں	ہم سناتے ہیں	آپ کو	جن کی خبروں میں سے

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ ج	فَمَا كَانُوْا	لِيُؤْمِنُوْا	بِمَا	كَذَّبُوْا
اور آ چکے ہیں ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو وہ لوگ نہیں تھے	کہ ایمان لاتے	اس پر جس کو	انہوں نے جھٹلایا

مِنْ قَبْلُ ط	كَذٰلِكَ	يَطْبَعُ	اللّٰهُ	عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠١	وَمَا وَجَدْنَا	لِاَكْثَرِهِمْ
اس سے پہلے	اس طرح	چھاپ لگاتا ہے	اللہ	انکار کرنے والوں کے دلوں پر	اور ہم نے نہیں پایا	ان کے اکثر کے لیے

مِّنْ عَهْدٍ ۚ	وَاِنْ	وَّجَدْنَآ	اَكْثَرَهُمْ	لَفٰسِقِيْنَ ۝١٠٢
وعدہ کی کوئی پابندی	اور بیشک	ہم نے پایا	ان کے اکثر کو	یقیناً نافرمانی کرنے والے

نوٹ: 1 ایک ایک قوم کا معاملہ الگ الگ بیان کر کے جو سبق انسانیت کو دیا گیا ہے۔ اسے اب ایک جامع ضابطہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس ضابطے کی ایک اہم شق انبیاء کی بعثت ہے۔ اور اب چونکہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس لیے ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں اس ضابطہ کا اطلاق نہیں ہوگا اور ہمارا ان آیات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنا ضروری ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ گم کردہ راہ انسانوں کو ہدایت اور راہنمائی فراہم کی جائے۔ لیکن ختم نبوت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسانیت کی رہنمائی کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا ہے، بلکہ اس کا مطالب یہ ہے کہ آخری نبی ﷺ جو ہدایت لائے تھے انہیں قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے، اس لیے اب کسی نئے نبی کو بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اور اب قیامت تک قرآن و حدیث سے بعثت انبیاء کا مقصد پورا ہوتا رہے گا۔ اس لیے مذکورہ ضابطہ کا اطلاق آج بھی اسی طرح ہوگا۔ جیسے ماضی میں ہوا ہے اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔

ضابطہ یہ ہے کہ اقوام کو اچھے اور برے حالات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی فراہم کردہ رہنمائی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب کسی قوم کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ نہ تو مصائب سے ان کا دل اللہ کے آگے جھکتا ہے، نہ ہی نعمتوں پر وہ شکر گزار ہوتی ہے اور کسی حال میں بھی اصلاح قبول نہیں کرتی تو بربادی اس کا مقدر ہو جاتی ہے۔ اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی اس تقدیر کو ان کی قوت و اقتدار، دولت و ثروت اور ٹیکنالوجی تبدیل نہیں کر سکتی۔ گذشتہ آیات میں جن اقوام کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب اپنے اپنے وقت میں عروج و ترقی کی اس حد کو پہنچ چکی تھیں کہ دنیا میں ان کا کوئی مدمقابل نہیں رہا تھا۔ لیکن جب ان کے ہاتھوں کی کمائی ان کے سامنے آئی تو ان کی سائنس و ٹیکنالوجی ان کو نہ بچا سکی۔

آج کے دور میں مغربی تہذیب بھی اپنے عروج کی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اب دنیا میان ان کا کوئی مقابل باقی نہیں رہا۔ ان لوگوں نے آثار قدیمہ پر بھی بہت تحقیقات کی ہیں۔ اقوام کے عروج و زوال پر بڑی سائنٹیفک ریسرچ ہوئی ہیں۔ لیکن اس ساری افلاطونیت اور ارسطونیت میں کہیں بھی نہ تو مسبب الاسباب ہستی کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کے ضابطوں کا۔ ایسی صورت میں اصلاح کا امکان ختم ہو گیا ہے اور تہذیب کی تباہی اس کا مقدر ہو گئی ہے۔

آیت نمبر (103 تا 114)

ث ع ب

(ف) **ثَعَبًا** پانی کو جاری کرنا۔ پانی بہانا۔

ثُعْبَانٌ **فُعْلَانٌ** کے وزن پر مبالغہ ہے۔ اژدھا۔ (کیونکہ یہ زمین پر ایسے چلتا ہے جیسے پانی بہتا ہے۔) یہ مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 107

ترکیب (آیت۔ 103) **بِهَا** کی ضمیر **اٰيٰتِنَا** کے لیے ہے۔ (آیت۔ 105) **حَقِيْقٌ عَلٰى** گذشتہ آیت میں **اِنِّىْ** پر عطف ہے۔ (آیت۔ 107) **هِىَ** کی ضمیر **عَصَا** کے لیے ہے جو مونث سماعی ہے۔ (آیت۔ 111) **اَرْجِهْ** میں ہائے سکت نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں **وَاَخَاهُ** کا فقرہ بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل امر **اَرْجِ** کی ضمیر مفعولی ہے۔ یہ قرآن مجید کی مخصوص قرأت اور املا ہے کہ اس کو **اَرْجِهٖ** کے بجائے **اَرْجِهْ** پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ (آیت۔ 112) **يَاْتُوْكَ** میں **يَاْتُوْ** مضارع مجزوم ہے، فعل امر **اَرْسِلْ** کا جواب امر ہونے کی وجہ سے۔ (آیت۔ 113) **اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا** جواب شرط مقدم ہے اور **اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ** شرط ہے۔ اس لیے ان کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	مُّوْسٰی	بِاٰيٰتِنَآ	اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ	فَظَلَمُوْا	بِهَا ۚ
پھر	ہم نے بھیجا	ان کے بعد	موسیٰ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف	تو انہوں نے ظلم کیا	ان (نشانیوں) پر

فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٠٣﴾	وَقَالَ	مُوْسٰی	يٰفِرْعَوْنُ	اِنِّيْ	رَسُوْلٌ
تو غور کرو	کیسا	تھا	فساد پھیلانے والوں کا انجام	اور کہا	موسیٰ نے	اے فرعون	بے شک میں	ایک رسول ہوں

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾	حَقِيْقٌ	اَنْ	لَّآ اَقُوْلَ	عَلَى اللّٰهِ	اِلَّا	الْحَقَّ	قَدْ جِئْتُكُمْ
تمام جہانوں کے رب (کی طرف) سے	(مجھ) پر لازم ہے	کہ	میں نہ کہوں	اللہ پر	مگر	حق	میں لایا ہوں تمہارے پاس

بِبَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّكُمْ	فَاَرْسِلْ	مَعِيَ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾	قَالَ	اِنْ	كُنْتَ جِئْتَ
واضح (نشانیاں)	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تو بھیج	میرے پاس	بنی اسرائیل کو	اس نے کہا	اگر	تو لایا ہے

بِاٰيَةٍ	فَاْتِ	بِهَآ	اِنْ	كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾	فَاَلْقٰى	عَصَاهُ	فَاِذَا	هِيَ
کوئی نشانی	تو لے آ	اسے	اگر	تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے	تو انہوں نے ڈالا	اپنا عصا	تو جب ہی	وہ

ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٧﴾	وَّنَزَعَ	يَدَهٗ	فَاِذَا	هِيَ	بَيْضَآءُ	لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾	قَالَ	الْمَلَاُ
ایک واضح (جیتا جاگتا) اژدھا تھا	اور انہوں نے کھینچ نکالا	اپنا ہاتھ	تو جب ہی	وہ	سفید تھا	دیکھنے والوں کے لیے	کہا	سرداروں نے

مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	اِنَّ	هٰذَا	لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٩﴾	يُّرِيْدُ	اَنْ	يُّخْرِجَكُمْ	مِّنْ اَرْضِكُمْ
فرعون کی قوم میں سے	بیشک	یہ	یقیناً ایک علم والا جادوگر ہے	وہ ارادہ رکھتا ہے	کہ	وہ تم لوگوں کو نکالے	تمہاری زمین سے

فَمَاذَا	تَاْمُرُوْنَ ﴿١١٠﴾	قَالُوْٓا	اَرْجِهْ	وَاَخَاهُ	وَاَرْسِلْ	فِي الْمَدَآئِنِ	حٰشِرِيْنَ ﴿١١١﴾
(فرعون نے پوچھا) پھر کیا	تم لوگ مشورہ دیتے ہو	انہوں نے کہا	تو ٹال دے اس کو	اور اس کے بھائی کو	اور تو بھیج	شہروں میں	جمع کرنے والوں کو

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ	سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿١١٢﴾	وَجَآءَ	السَّحَرَةُ	فِرْعَوْنَ	قَالُوْٓا	اِنَّ	لَنَا
وہ لوگ لے آئیں گے تیرے پاس	ہر ایک جاننے والے جادوگر کو	اور آئے	جادوگر لوگ	فرعون کے پاس	انہوں نے کہا	بیشک	ہمارے لیے

لَاَجْرًا	اِنْ	كُنَّا	نَحْنُ	الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٣﴾	قَالَ	نَعَمْ	وَاِنَّكُمْ	لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿١١٤﴾
یقیناً کچھ اُجرت ہوگی	اگر	ہم ہوئے	کہ ہم ہی	غلبہ پانے والے ہوں	اس نے کہا	ہاں	اور بیشک تم لوگ	یقیناً قریب کیے ہوؤں میں سے ہوگے

نوٹ 1: یہ بات نوٹ کرلیں کہ قرآن مجید میں حضرت کے موسیٰؑ کے قصے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک وہ جس زمانے میں پیدا ہوئے اور اسی گھر میں پرورش پائی اس کا نام رعمسیس تھا۔ دوسرا اس کا بیٹا منفتاح ہے۔ یہ اس وقت حکمران تھا جب موسیٰؑ اسلامی دعوت لے کر مصر پہنچے تھے اور یہی غرق ہوا تھا۔

نوٹ: 2

چند قوموں اور ان کے پیغمبروں کا حوالہ دینے کے بعد اب موسیٰؑ اور فرعون کا واقعہ قدرے تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اس میں متعدد مضامین اور اسباق ہیں۔ لیکن اس سارے قصے میں جو سب سے اہم سبق ہے وہ صحابہؓ کرامؓ کے لیے بھی تھا اور قیامت تک ہر اس اہل حق گروہ کے لیے رہے گا جو باطل سے پنجہ آزمائی کی ''حماقت'' کرتا ہے۔ا

اس قصے کے پیرائے میں یہ سمجھائے کی کوشش کی گئی ہے کہ دعوت حق کے ابتدائی مرحلوں میں حق اور باطل کی قوتوں کا جو تناسب بظاہر نظر آتا ہے' اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ حق کی تو پوری تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ وہ ایک معمولی اقلیت سے شروع ہوتا ہے اور بغیر کسی ساز وسامان کے اس باطل کے خلاف لڑائی چھیڑ دیتا ہے جس کی پشت پر بڑی بڑی قوموں اور سلطنتوں کی طاقت ہوتی ہے۔ پھر بھی آخر کار حق ہی غالب آکر رہتا ہے۔ اس قصے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حق کے مقابلہ میں جو چالیں چلی جاتی ہیں۔ وہ کس طرح الٹی پڑتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کی ہلاکت کا آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اس کو کتنی طویل مدت تک سنبھلنے اور درست ہونے کے مواقع دیتا چلا جاتا ہے۔ اور جب کسی بات کا اثر قبول نہیں کرتا تو پھر اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (115 تا 126)

ل ق ف

(س) لَقْفًا کسی چیز کو جلدی جلدی لینا۔ نگلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 117

ترکیب

(آیت۔ 115) اس آیت میں جو اِمَّآ ہے یہ اِنْ اور مَا کا مرکب نہیں ہے۔ (آیت 2/ البقرہ: 38، ترکیب) بلکہ یہ ایک لفظ ہے۔ یہ بھی شرطیہ ہے اور دو فعلوں پر آتا ہے۔ اس کا ترجمہ عام طور پر ''یا تو'' ...... اور ''یا پھر'' کیا جاتا ہے۔ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ میں نَحْنُ ضمیر فاصل ہے اور نَكُوْنَ کی خبر ہونے کی وجہ سے اَلْمُلْقِيْنَ حالت نصب میں آیا ہے۔

ترجمہ

قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِمَّآ	اَنْ	تُلْقِيَ	وَاِمَّآ	اَنْ	نَّكُوْنَ	نَحْنُ	الْمُلْقِيْنَ ۝١١٥	قَالَ
(جادوگر) بولے	اے موسیٰؑ	یا تو	یہ کہ	آپؑ ڈالیں	اور یا پھر	یہ کہ	ہم ہوں	کہ ہم ہی	ڈالنے والے ہوں	انہوںؑ نے کہا

اَلْقُوْا ۚ	فَلَمَّآ	اَلْقَوْا	سَحَرُوْٓا	اَعْيُنَ النَّاسِ	وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ	وَجَاۗءُوْ	بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝١١٦
تم لوگ ڈالو	پھر جب	انہوں نے پھینکا	تو انہوں نے جادو کیا	لوگوں کی آنکھوں پر	اور ان کو خوفزدہ کیا	اور وہ لائے	ایک عظیم جادو

وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى مُوْسٰٓى	اَنْ	اَلْقِ	عَصَاكَ ۚ	فَاِذَا	هِيَ	تَلْقَفُ	مَا	يَاْفِكُوْنَ ۝١١٧ ۚ
اور ہم نے وحی کیا	موسیٰؑ کی طرف	کہ	آپؑ ڈالیں	اپنا عصا	پھر جب ہی	وہ	نگلنے لگا	اس کو جو	وہ جھوٹی بناوٹ کر رہے تھے

فَوَقَعَ	الْحَقُّ	وَبَطَلَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١١٨ ۚ	فَغُلِبُوْا	هُنَالِكَ	وَانْقَلَبُوْا	صٰغِرِيْنَ ۝١١٩ ۚ
پس واقع ہوا	حق	اور باطل ہوا	وہ جو	وہ لوگ کیا کرتے تھے	پس وہ مغلوب ہوئے	وہیں	اور وہ پلٹے	حقیر ہوتے ہوئے

وَ اُلۡقِیَ	السَّحَرَۃُ	سٰجِدِیۡنَ (120)	قَالُوۡۤا	اٰمَنَّا	بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (121)	رَبِّ مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ (122)
اورڈالے گئے	جادوگرلوگ	سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے	تمام جہانوں کے رب پر	جو ہارونؑ اور موسیٰؑ کا رب ہے

قَالَ	فِرۡعَوۡنُ	اٰمَنۡتُمۡ	بِہٖ	قَبۡلَ اَنۡ	اٰذَنَ	لَکُمۡ	اِنَّ	ہٰذَا	لَمَکۡرٌ
کہا	فرعون نے	تم لوگ ایمان لے آئے	اس پر	اس کے پہلے کہ	میں اجازت دیتا	تم لوگوں کو	بیشک	یہ	یقیناً ایک چال ہے

مَّکَرۡتُمُوۡہُ	فِی الۡمَدِیۡنَۃِ	لِتُخۡرِجُوۡا	مِنۡہَاۤ	اَہۡلَہَا	فَسَوۡفَ	تَعۡلَمُوۡنَ (123)
تم لوگوں نے تدبیر کی جس کی	اس شہر میں	تاکہ تم لوگ نکالو	اس (شہر) سے	اس کے لوگوں کو	توعنقریب	تم لوگ جان لوگے

لَاُقَطِّعَنَّ	اَیۡدِیَکُمۡ	وَ اَرۡجُلَکُمۡ	مِّنۡ خِلَافٍ	ثُمَّ	لَاُصَلِّبَنَّکُمۡ	اَجۡمَعِیۡنَ (124)
میں لازماً کاٹوں گا	تمہارے ہاتھوں کو	اورتمہارے پیروں کو	مخالف (طرف) سے	پھر	میں لازماً سولی چڑھاؤں گا تم کو	سب کے سب کو

قَالُوۡۤا	اِنَّاۤ	اِلٰی رَبِّنَا	مُنۡقَلِبُوۡنَ (125)	وَ مَا تَنۡقِمُ	مِنَّاۤ	اِلَّاۤ اَنۡ	اٰمَنَّا
انہوں نے کہا	بیشک ہم	اپنے رب کی طرف ہی	لوٹنے والے ہیں	اورتوانتقام نہیں لیتا	ہم سے	سوائے اس کے کہ	ہم ایمان لائے

بِاٰیٰتِ رَبِّنَا	لَمَّا	جَآءَتۡنَا	رَبَّنَاۤ	اَفۡرِغۡ	عَلَیۡنَا	صَبۡرًا	وَّ تَوَفَّنَا	مُسۡلِمِیۡنَ (126)
اپنے رب کی نشانیوں پر	جب	وہ آئیں ہمارے پاس	اے ہمارے رب	توانڈیل دے	ہم پر	ثابت قدمی	اورتوموت دے ہم کو	اس حال میں کہ ہم فرمانبردار ہوں

نوٹ: 1 آیت ۔120 میں اُلۡقِیَ ماضی مجہول کا صیغہ آیا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ جادوگروں کوسجدے میں گرایا گیا تھا۔اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔البتہ اس واقعہ کے پس منظر کی چند باتیں اگر ذہن میں واضح ہوں تو پھر یہ الجھنیں دور ہوجاتی ہیں۔اس لیے پس منظر کو سمجھ لیں۔

(1) اس زمانے میں مصر،عرب اورخود بنی اسرائیل میں بھی سجدۂ تعظیمی کا رواج عام تھا۔حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے سامنے سجدۂ تعظیمی ہی میں گرے تھے۔اس لیے جادوگروں کے لیے سجدہ میں گرنا کوئی نامانوس بات نہیں تھی۔(2) اس وقت مصر کے لوگ سورج پرست تھے۔اورسورف ان کا مہادیو یعنی رب اعلیٰ تھا۔اسی معاشرے میں ایک محکوم قوم کی حیثیت سے بنی اسرائیل بھی تھے جوتوحید پرست تھے۔یہ نظریاتی تصادم ہی ان کی محکومیت کا سبب تھا۔اگروہ سورج پرستی اختیار کرکے فرعون کوسورج مہادیو کا اوتارتسلیم کرلیتے توان کی محکومیت ختم ہوجاتی۔جیسے کہ قارون فرعون کی حکومت کاایک اہم رکن بن گیا تھا۔حالانکہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔(28۔76)۔(3) اس زمانے میں جادوگری ایک بہت معزز پیشہ تھا اورعام طور پر جادوگرلوگ اپنے فن کے علم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم سے بھی بخوبی واقف ہوتے تھے۔جیسے مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں طبیب یعنی حکیم ہونا ایک بہت معزز پیشہ تھا اورعام طور پر حکیم لوگ حکمت کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ، شعروادب، فلکیات وغیرہ جیسے علوم سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے۔اسی طرح جادوگرلوگ توحید اور سورج پرستی کے نظریاتی تصادم کے علمی مضمرات سے بخوبی واقف تھے۔(4) جادوگری کے علم اورفن پرعبور حاصل ہونے کے وجہ سے ان میں ہی یہ صلاحیت سب سے زیادہ تھی کہ وہ جادو اور معجزے میں تمیز کرسکیں۔

یہ وہ عوامل ہیں جن کی بنیاد پر حضرت موسیٰؑ کے عصا کو اژدھا بنتے دیکھ کر ان پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت موسیٰؑ جادوگر نہیں ہیں بلکہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ان کا یہ احساس اتنا شدید تھا کہ وہ بے ساختہ سجدے میں گر پڑے،ان کے احساس کی شدت اور بے ساختگی کی کیفیت کو اجاگر کرنے کے لیے یہاں فعل اُلۡقِیَ استعمال ہوا ہے۔

آیت نمبر (127 تا 132)

ترکیب

(آیت۔129) مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا میں مَا ظرفیہ ہے۔ اَنْ يُّهْلِكَ کے اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَسْتَخْلِفَ حالت نصب میں ہے۔ جبکہ فَيَنْظُرَ کی نصب فاسیہ کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔130) اَلسِّنِيْنَ (مادہ ''س ن و'') کی لغت آیت نمبر 2/96 میں دی ہوئی ہے۔ سَنَةٌ (ایک سال) کی جمع سِنُوْنَ عربی محاورے میں قحط سالی کے لیے بھی آتی ہے۔ (آیت۔132) مَهْمَا، اُن جوازم مضارع میں سے ہے جو شرط اور جواب شرط میں آنے والے دونوں مضارع افعال کو جزم دیتا ہے۔ (آسان عربی گرامر، پیراگراف 43:2)۔ یہاں تَاْتِنَا میں تَاْتِ مجزوم ہے۔ جبکہ جواب شرط میں مضارع کی جگہ جملہ اسمیہ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ آیا ہے اور محلاً مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الْمَلَاُ	مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ	اَ	تَذَرُ	مُوْسٰى	وَقَوْمَهٗ	لِيُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ
اور کہا	سرداروں نے	فرعون کی قوم میں سے	کیا	تو ہے چھوڑ رکھا ہے	موسیٰ کو	اور اس قوم کو	کہ فساد پھیلائیں	زمین میں

وَيَذَرَكَ	وَاٰلِهَتَكَ ط	قَالَ	سَنُقَتِّلُ	اَبْنَآءَهُمْ	وَنَسْتَحْيٖ	نِسَآءَهُمْ ج	وَاِنَّا
اور (تاکہ) وہ چھوڑ دے تجھ کو	اور تیرے معبودوں کو	اس نے کہا	ہم قتل کرتے رہیں گے	ان کے بیٹوں کو	اور زندہ رکھیں گے	ان کی عورتوں کو	اور یقیناً ہم

فَوْقَهُمْ	قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهِ	اسْتَعِيْنُوْا	بِاللّٰهِ	وَاصْبِرُوْا ج	اِنَّ	الْاَرْضَ	لِلّٰهِ قف
ان کے اوپر	پوری طرح قابو یافتہ ہیں	کہا	موسیٰ نے	اپنی قوم سے	مدد مانگو	اللہ سے	اور ثابت قدم رہو	یقیناً	زمین	اللہ کی ہے

يُوْرِثُهَا	مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ط	وَالْعَاقِبَةُ	لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾	قَالُوْٓا
وہ وارث بناتا ہے اس کا	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اس کے بندوں میں سے	اور (بھلا) انجام	تقویٰ کرنے والوں کے لیے ہے	انہوں نے کہا

اُوْذِيْنَا	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَاْتِيَنَا	وَمِنْۢ بَعْدِ	مَا	جِئْتَنَا ط	قَالَ	عَسٰى
اذیت دی گئی ہم کو	اس سے پہلے	کہ	آپؑ آئے ہمارے پاس	اور اس کے بعد	جب	آپؑ آئے ہمارے پاس	انہوںؑ نے کہا	امید ہے

رَبُّكُمْ	اَنْ	يُّهْلِكَ	عَدُوَّكُمْ	وَيَسْتَخْلِفَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	فَيَنْظُرَ	كَيْفَ
تمہارے رب (سے)	کہ	وہ ہلاک کرے	تمہارے دشمن کو	اور جانشین بنائے تم کو	زمین میں	تو پھر وہ دیکھے	کیسے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع	وَلَقَدْ اَخَذْنَآ	اٰلَ فِرْعَوْنَ	بِالسِّنِيْنَ	وَنَقْصٍ	مِّنَ الثَّمَرٰتِ	لَعَلَّهُمْ
تم لوگ عمل کرتے ہو	اور ہم پکڑ چکے ہیں	فرعون کے پیروکاروں کو	قحطوں سے	اور کچھ نقصان سے	پھلوں میں سے	شاید وہ لوگ

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾	فَاِذَا	جَآءَتْهُمُ	الْحَسَنَةُ	قَالُوْا	لَنَا	هٰذِهٖ ج	وَاِنْ	تُصِبْهُمْ
نصیحت حاصل کریں	پھر جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	بھلائی	تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہمارے لیے ہے	یہ	اور اگر	آن لگتی ہے ان کو

سَيِّئَةٌ	يَّطَّيَّرُوْا	بِمُوْسٰى	وَمَنْ	مَّعَهٗ ط	اَلَآ	اِنَّمَا	طٰٓئِرُهُمْ	عِنْدَ اللّٰهِ
کوئی برائی	تو وہ لوگ منحوس گردانتے ہیں	موسیٰ کو	اور ان کو جو	ان کے ساتھ ہیں	سن لو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ان کی نحوست	اللہ کے پاس (سے) ہے

وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾	وَقَالُوْا	مَهْمَا	تَاْتِنَا بِهٖ	مِنْ اٰيَةٍ	لِّتَسْحَرَنَا
اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور انہوں نے کہا	جو کچھ	تو لائے گا ہمارے پاس	کوئی بھی نشانی	تا کہ تو جادو کرے ہم پر

بِهَا	فَمَا نَحْنُ	لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾
اس سے	تو ہم نہیں ہیں	تیری بات ماننے والے

آیت نمبر (133 تا 137)

ج ر د

(ن) جَرْدًا: کھال پر سے بال اتارنا۔ ننگا کرنا۔

جَرَادٌ: اسم جنس ہے۔ ٹڈی (واحد جَرَادَةٌ) ٹڈی زمین کا سبزہ چاٹ کر اس کو ننگا کر دیتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔133

ق م ل

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

قُمَّلٌ: اسم جنس ہے۔ واحد قُمَّلَةٌ۔ سر کے بالوں میں پڑنے والی جوں۔ گندگی پر بھنبھنانے والی باریک مکھیاں۔ پھنگے۔ زیر مطالعہ آیت۔133۔

ن ک ث

(ن) نَكْثًا: کمبل کو ادھیڑنا۔ سوت کو ریشہ ریشہ کرنا۔ عہد شکنی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔135

نِكْثٌ: ج: اَنْكَاثٌ۔ ادھیڑا ہوا کمبل یا سوت۔ ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ط﴾ (16/ النحل:92) ’’اور تم لوگ مت ہو اس عورت کی مانند جس نے توڑا اپنا کاتا ہوا سوت محنت کے بعد، ادھیڑا ہوا‘‘

د م ر

(ن) دُمُوْرًا: ہلاک ہونا۔

(تفعیل) تَدْمِيْرًا: (1) ہلاک کرنا۔ اس کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔137۔ (2) کسی پر ہلاکت ڈالنا۔ اس میں علٰی کا صلہ آتا ہے۔ ﴿دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾﴾ (47/ محمد:10) ’’ہلاکت ڈالی اللہ نے ان پر اور کافروں کے لیے اس کی جیسی ہیں۔‘‘

ترکیب (آیت۔137) اَوْرَثْنَا کا مفعول اول اَلْقَوْمَ ہے۔ مَشَارِقَ اور مَغَارِبَ اس کے مفعول ثانی ہیں۔ اَلْاَرْضِ پر لام تعریف ہے اور اَلَّتِيْ کا تعلق بھی اَلْاَرْضِ سے ہے۔ كَلِمَتُ مضاف ہے اس لیے اس کی صفت اَلْحُسْنٰى مضاف الیہ رَبِّكَ کے بعد آئی ہے۔

ترجمہ

فَاَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمُ	الطُّوْفَانَ	وَالْجَرَادَ	وَالْقُمَّلَ	وَالضَّفَادِعَ	وَالدَّمَ	اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ قف
پھر ہم نے بھیجا	ان پر	طوفان	اور ٹڈی دل	اور جوئیں	اور مینڈک	اور خون	کھلی کھلی نشانیاں ہوتے ہوئے

فَاسْتَكْبَرُوْا	وَكَانُوْا	قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝۱۳۳	وَلَمَّا	وَقَعَ	عَلَيْهِمُ	الرِّجْزُ	قَالُوْا	يٰمُوْسَى
نتیجے میں انہوں نے گھمنڈ کیا	اور وہ تھے (ہی)	جرم کرنے والے لوگ	اور جب	واقع ہوتا	ان پر	عذاب	تو وہ کہتے	اے موسیٰؑ

ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	بِمَا	عَهِدَ	عِنْدَكَ ج	لَىِٕنْ	كَشَفْتَ	عَنَّا	الرِّجْزَ
آپؑ پکاریے	ہمارے لیے	اپنے رب کو	اس کے ساتھ جس کا	اس نے وعدہ لیا	آپؑ سے	یقیناً اگر	آپؑ نے ہٹا دیا	ہم سے	اس عذاب کو

لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ	وَلَنُرْسِلَنَّ	مَعَكَ	بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ج ۝۱۳۴	فَلَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُمُ
تو ہم لازماً مان لیں گے آپؑ (کی بات) کو	اور ہم لازماً بھیج دیں گے	آپؑ کے ساتھ	بنی اسرائیل کو	پھر جب	ہم نے ہٹا دیا	ان سے

الرِّجْزَ	اِلٰٓى اَجَلٍ	هُمْ	بٰلِغُوْهُ	اِذَا	هُمْ	يَنْكُثُوْنَ ۝۱۳۵	فَانْتَقَمْنَا	مِنْهُمْ
اس عذاب کو	ایک مدت تک	(کہ) وہ	پہنچنے والے تھے اس کو	جب ہی	وہ لوگ	عہد شکنی کرتے	پس ہم نے انتقام لیا	ان سے

فَاَغْرَقْنٰهُمْ	فِي الْيَمِّ	بِاَنَّهُمْ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَكَانُوْا	عَنْهَا	غٰفِلِيْنَ ۝۱۳۶	وَاَوْرَثْنَا
تو ہم نے غرق کیا ان کو	پانی میں	کیونکہ انہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ تھے	ان سے	غفلت برتنے والے	اور ہم نے وارث بنایا

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ	كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ	مَشَارِقَ الْاَرْضِ	وَمَغَارِبَهَا	الَّتِيْ	بٰرَكْنَا	فِيْهَا ط	وَتَمَّتْ
اس قوم کو جن کو	کمزور سمجھا جاتا تھا	اس زمین کے مشرقوں کا	اور اس کے مغربوں کا	وہ (زمین)	ہم نے برکت دی	جس میں	اور تمام ہوا

كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى	عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ	بِمَا	صَبَرُوْا ط	وَدَمَّرْنَا	مَا
آپؑ کے رب کا اچھا وعدہ	بنی اسرائیل پر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ ثابت قدم رہے	اور ہم نے تباہ کیا	اس کو جو

كَانَ يَصْنَعُ	فِرْعَوْنُ	وَقَوْمُهٗ	وَمَا	كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝۱۳۷
بنایا تھا	فرعون	اور اس کی قوم نے	اور اس کو جو	اونچا کر کے چھایا تھا

نوٹ:1

فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰؑ سے ہارنے کے بعد انؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن فرعون اور اس کی قوم اسی طرح اپنی سرکشی اور کفر پر جمی رہی۔ تاریخی روایات کے مطابق اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰؑ بیس سال مصر میں مقیم رہ کر ان لوگوں کو اللہ کا پیغام سناتے اور حق کی دعوت دیتے رہے۔ اس عرصہ میں ان لوگوں پر مختلف عذاب آتے رہے جن کے ذریعہ قوم فرعون کو متنبہ کرنا اور راہ راست پر لانا مقصود تھا۔ ان میں سے ہر عذاب ایک معین وقت تک رہتا، پھر موقوف ہوتا اور کچھ مہلت دی جاتی کہ غور و فکر کر کے سنبھل جائیں۔ اسی طرح وقفہ وقفہ سے متعدد عذاب آتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ پھر جب ہر طرح اتمام حجت ہوگئی تب ان کو غرق کیا گیا۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

زیر مطالعہ آیت نمبر۔137 میں ارشاد ہے کہ ہم نے اس کو برباد کر دیا جو فرعون اور اس کے پیروکار بنایا کرتے تھے۔ یہاں بنانے کے لیے یَصْنَعُ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی کسی کام کو مہارت سے کرنے کے ہیں۔ (مفردات القرآن)۔ بظاہر اس سے مراد ان کی عمارتیں ہیں کیونکہ یہ مصریوں کا خاص ذوق تھا اور انہوں نے فن تعمیر میں بڑی مہارت حاصل کر لی تھی۔ لیکن سورۃ الاعراف کی ان آیات

میں اور قرآن مجید کے دیگر مقامات پر جہاں قوم فرعون پر عذابوں کا ذکر ہے، وہاں زلزلہ یا کسی ایسے عذاب کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے عمارتیں تباہ ہوں۔ اس لیے ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ غالباً یہاں يَصْنَعُ کا لفظ اپنے عمومی مفہوم میں آیا ہے اور اس سے مراد حضرت موسیٰ کے خلاف وہ جھوٹے الزامات ہیں جو فرعون گھڑا کرتا تھا اور قوم اس کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی۔ شاید اسی لیے يَصْنَعُ کے فاعل کے طور پر فرعون اور اس کی قوم کا الگ الگ ذکر آیا ہے۔ کیونکہ الزامات فرعون گھڑتا تھا اور قوم اس کی ہم نوا ہوتی تھی۔ مثلاً یہ کہ یہ جادوگر تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے، تمہاری بے مثال تہذیب کو تباہ کرنا چاہتا ہے، جادوگروں کی شکست ان کی اور موسیٰ کی ملی بھگت کا نتیجہ تھی، موسیٰ کی دعا سے عذاب ٹل جانے پر وعدہ نہ پورا کرنے کے لیے حیلے بہانے تراشنا، وغیرہ وغیرہ۔ يَصْنَعُ کا اگر یہ مفہوم ہے تو پھر يَعْرِشُوْنَ کو بھی اس کے عمومی مفہوم پر محمول کرنا ہوگا کہ فرعون جو کچھ گھڑتا تھا، حکومت کی مشینری پروپیگنڈے کے ذریعے اسے لوگوں کے ذہنوں پر مسلط کردیتی تھی تاکہ لوگوں کو موسیٰ کی رسالت اور بنواسرائیل کی آزادی کے مطالبہ کی صداقت پر غور کرنے کا موقع نہ ملے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مفتی محمد شفیع کی رائے ہے کہ يَصْنَعُ کے مفہوم میں فرعون اور قوم فرعون کی بنائی ہوئی چیزوں میں ان کے مکانات وعمارات اور گھریلو ضرورت کے سامان، نیز وہ مختلف قسم کی تدبیریں جو وہ موسیٰ کے مقابلہ کے لیے کرتے تھے، سب داخل ہیں۔ (معارف القرآن)

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

923

آیت نمبر (138 تا 143)

| ت | ب | ر |

(س) تَبَرًا — ہلاک ہونا۔ برباد ہونا۔

تَبَارٌ — اسم ذات ہے۔ تباہی۔ بربادی۔ ﴿وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ (71/نوح:28) ”اور تو زیادہ نہ کر ظالموں کو مگر تباہی میں۔“

(تفعیل) تَتْبِیْرًا — تباہ کرنا۔ برباد کرنا۔ ﴿وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا﴾ (25/الفرقان:39) ”اور سب کو ہم نے برباد کیا جیسا برباد کرنے کا حق ہے۔“

مُتَبَّرٌ — اسم المفعول ہے اور ظرف بھی (۱) برباد کیا ہوا۔ (۲) برباد شدہ جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔139۔

| ج | ل | و |

(ن) جَلْوًا — کسی چیز کو آشکار کرنا۔ نمایاں کرنا۔

جَلَاءٌ — کسی کو شہر سے نکالنا۔ جلا وطن کرنا۔ ﴿وَ لَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا﴾ (59/الحشر:3) ”اگر نہ ہوتا کہ لکھا اللہ نے ان پر جلاوطن کرنا تو وہ ضرور عذاب دیتا ان کو دنیا میں۔“

(تفعیل) تَجْلِیَةً — کسی چیز کو خوب روشن کرنا۔ ﴿وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا﴾ (91/الشمس:3) ”قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن کردے اس کو۔“

(تفعل) تَجَلٍّ — خوب روشن ہونا۔ جلوہ افروز ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

| د | ک | ک |

دَكًّا — کسی چیز کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرنا۔ ہموار کرنا۔ ﴿وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ (69/الحاقۃ:14) ”اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ پھر دونوں کو کوٹ کر ہموار کیا جائے گا یکبارگی ہموار کرنا۔“

دَكٌّ — اسم ذات بھی ہے۔ ہموار زمین۔ زیر مطالعہ آیت۔143۔

دَكَّاءُ — نرم مٹی کا ٹیلہ۔ ﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ﴾ (18/الکہف:98) ”پھر جب آئے گا میرے رب کا وعدہ تو وہ بنادے گا اس کو ایک نرم مٹی کا ٹیلہ۔“

| خ | ر | ر |

(ض) خَرًّا — بلندی سے پستی میں گرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔143۔

ترکیب

(آیت۔138) جٰوَزَ (مفاعلہ) کے معنی ہیں دریا کو پار کرنا 'ب' کے صلہ کے ساتھ معنی ہوجاتے ہیں کسی کو پار کرانا۔ قَوْمٍ نکرہ مخصوصہ ہے جبکہ یَعْكُفُوْنَ اس کی خصوصیت اور حال ہے۔ (آیت۔139) مَا هُمْ مبتدا مؤخر ہے، مُتَبَّرٌ اس کی خبر مقدم ہے اور فِیْهِ متعلق خبر ہے۔ پھر یہ پورا جملہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ کی خبر ہے۔ اسی طرح مَا مبتدا مؤخر ہے۔ بٰطِلٌ اس کی خبر مقدم ہے اور جملہ فعلیہ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ متعلق خبر ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت۔141) سُوْٓءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی ہے لیکن اس کا ترجمہ مرکب توصیفی میں ہوگا (دیکھیں

آیت-20/طٰہٰ:49،نوٹ-3) عَظِیۡمٌ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ بَلَآءٌ کی صفت ہے اگر ربِّ کی ہوتی تو عَظِیۡمٍ آتی ہے۔
923

ترجمہ

وَجٰوَزۡنَا	بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	الۡبَحۡرَ	فَاَتَوۡا	عَلٰی قَوۡمٍ	یَّعۡکُفُوۡنَ	عَلٰۤی اَصۡنَامٍ لَّہُمۡ ۚ	قَالُوۡا
اور ہم نے پار کرایا	بنی اسرائیل کو	سمندر کے	تو وہ پہنچے	ایک ایسی قوم پر	جو جھکے بیٹھے ہوئے تھے	اپنے کچھ بتوں پر	انہوں نے کہا

یٰمُوۡسَی	اجۡعَلۡ	لَّنَاۤ	اِلٰـہًا	کَمَا	لَـہُمۡ	اٰلِـہَۃٌ ؕ	قَالَ	اِنَّکُمۡ	قَوۡمٌ
اے موسیٰؑ	آپؑ بنادیں	ہمارے لیے	ایک الٰہ	جیسے کہ	ان کے لیے	کچھ الٰہ ہیں	(موسیٰؑ نے) کہا	بیشک تم لوگ	ایک ایسی قوم ہو

تَجۡہَلُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾	اِنَّ	ہٰۤؤُلَآءِ	مُتَبَّرٌ	مَّا	ہُمۡ	فِیۡہِ	وَ بٰطِلٌ	مَّا	کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۹﴾
جو غلط عقائد رکھتی ہی	یقیناً	یہ!	برباد کیا ہوا ہے	وہ	یہ لوگ	جس میں ہیں	اور باطل ہے	وہ، جو	یہ لوگ کرتے ہیں

قَالَ	اَ	غَیۡرَ اللّٰہِ	اَبۡغِیۡکُمۡ	اِلٰـہًا	وَّ	ہُوَ	فَضَّلَکُمۡ	عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۴۰﴾
(موسیٰؑ نے) کہا	کیا	اللہ کے علاوہ کو	میں چاہوں تمہارے لیے	بطور الٰہ	حالانکہ	اس نے	فضیلت دی ہے تم کو	تمام جہانوں پر

وَ اِذۡ	اَنۡجَیۡنٰکُمۡ	مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ	یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ	سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ۚ	یُقَتِّلُوۡنَ	اَبۡنَآءَکُمۡ
اور جب	ہم نے نجات دی	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ تکلیف دیتے تھے تم کو	بُرے عذاب کی	وہ قتل کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو

وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ	نِسَآءَکُمۡ ؕ	وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ	بَلَآءٌ	مِّنۡ رَّبِّکُمۡ	عَظِیۡمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع	وَ وٰعَدۡنَا
اور زندہ رکھتے تھے	تمہاری عورتوں کو	اور اس میں	ایک آزمائش تھی	تمہارے رب (کی طرف) سے	ایک بڑی (آزمائش)	اور ہم نے وعدہ کیا

مُوۡسٰی	ثَلٰثِیۡنَ لَیۡلَۃً	وَّ اَتۡمَمۡنٰہَا	بِعَشۡرٍ	فَتَمَّ	مِیۡقَاتُ رَبِّہٖۤ	اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً ۚ	وَ قَالَ
موسیٰؑ سے	تیس راتوں کا	اور ہم نے مکمل کیا انہیں	دس سے	تو پورا ہوا	انؑ کے رب کے طے شدہ وقت	چالیس راتوں کا	اور کہا

مُوۡسٰی	لِاَخِیۡہِ ہٰرُوۡنَ	اخۡلُفۡنِیۡ	فِیۡ قَوۡمِیۡ	وَ اَصۡلِحۡ	وَ لَا تَتَّبِعۡ	سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۴۲﴾
موسیٰؑ نے	اپنے بھائی ہارونؑ سے	تو میرے پیچھے رہ	میری قوم میں	اور اصلاح کر	اور پیروی مت کرنا	فساد کرنے والوں کے راستے کی

وَ لَمَّا	جَآءَ	مُوۡسٰی	لِمِیۡقَاتِنَا	وَ کَلَّمَہٗ	رَبُّہٗ ۙ	قَالَ	رَبِّ	اَرِنِیۡۤ
اور جب	آئے	موسیٰؑ	ہماری طے شدہ جگہ پر	اور کلام کیا انؑ سے	انؑ کے رب نے	تو انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو مجھے دکھا

اَنۡظُرۡ	اِلَیۡکَ ؕ	قَالَ	لَنۡ تَرٰىنِیۡ	وَ لٰکِنِ	انۡظُرۡ	اِلَی الۡجَبَلِ	فَاِنِ	اسۡتَقَرَّ	مَکَانَہٗ
تو میں دیکھوں	تیری طرف	(اللہ نے) کہا	تو ہرگز نہیں دیکھے گا مجھ کو	اور لیکن	تو دیکھ	اس پہاڑ کی طرف	پھر اگر	وہ برقرار رہا	اپنی جگہ پر

فَسَوۡفَ	تَرٰىنِیۡ ۚ	فَلَمَّا	تَجَلّٰی	رَبُّہٗ	لِلۡجَبَلِ	جَعَلَہٗ	دَکًّا	وَّ خَرَّ	مُوۡسٰی
تو عنقریب	تو دیکھے گا مجھ کو	پھر جب	تجلی کی	انؑ کے رب نے	اس پہاڑ کی طرف	تو اس نے کر دیا اس کو	ہموار زمین	اور گر پڑے	موسیٰؑ

صَعِقًا	فَلَمَّآ	اَفَاقَ	قَالَ	سُبۡحٰنَكَ	تُبۡتُ اِلَيۡكَ	وَاَنَا	اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾
بیہوش ہوکر	پھر جب	افاقہ ہوا	توانہوںؑ نے کہا	تیری پاکیزگی ہے	میں توبہ کرتا ہوں	اور میں	سب سے پہلے ایمان لایا

نوٹ:1 آیت۔142 میں تیس دن کے بجائے تیس راتوں کا ذکر فرمایا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی شریعتوں میں مہینے قمری ہوتے ہیں اور قمری مہینہ چاند دیکھنی سے شروع ہوتا ہے، جو کہ رات ہی میں ہوسکتا ہے۔اسلیے قمری مہینہ رات سے شروع ہوتا ہے۔پھراس کی ہر تاریخ غروب آفتاب سے شمار ہوتی ہے۔جتنے آسمانی مذاہب ہیں ان سب کا حساب اسی طرح قمری مہینوں سے شروع ہوتا ہے اور تاریخ غروب آفتاب سے شمار کی جاتی ہے۔ابنِ عربی کا قول ہے کہ شمسی حساب دنیوی منافع کے لیے ہے اور قمری حساب اداءِ عبادات کے لیے ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر(144تا147)

ل و ح

(ن) لَوۡحًا کسی چیز کا نمایاں ہونا۔

لُوۡحًا گرم ہونا۔پیاسا ہونا۔

لَوۡحٌ ج: اَلۡوَاحٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ہر چوڑی چیز جیسے لکھنے کی تختی، کشتی کے تختے وغیرہ۔زیر مطالعہ آیت۔145 اور ﴿بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ﴿۲۱﴾ فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾﴾ (85/البروج:21۔22)''بلکہ وہ قرآن مجید ہے ایک محفوظ تختی میں۔'' ﴿وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾﴾ (54/القمر:13) ''اور ہم نے سوار کیا اس کو کچھ تختیوں اور کیلوں والی پر۔''

لَوَّاحٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔بہت گرم ہونے والا۔جھلسنے والا۔ ﴿لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾﴾ (74/المدثر:29)''جھلسنے والی ہے کھال کو۔''

ترکیب (آیت۔145)فعل امر وَاۡمُرۡ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يَاۡخُذُوۡا مجزوم ہوا ہے۔اُورِيۡكُمۡ میں واؤ زائدہ ہے اور قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔(آیت۔147) بِاٰيٰتِنَا کی بِ پر عطف ہونے کی وجہ سے لِقَآءِ حالت جر میں آیا ہے۔

ترجمہ

قَالَ	يٰمُوۡسٰٓى	اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ	عَلَى النَّاسِ	بِرِسٰلٰتِىۡ	وَبِكَلَامِىۡ	فَخُذۡ	مَآ
(اللہ نے) کہا	اے موسیٰؑ	میں نے ترجیح دی تجھ کو	لوگوں پر	اپنے پیغام کے لیے	اور اپنے کلام کے لیے	پس تو پکڑ	اس کو جو

اٰتَيۡتُكَ	وَكُنۡ	مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾	وَكَتَبۡنَا	لَهٗ	فِى الۡاَلۡوَاحِ	مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ
میں نے دیا تجھ کو	اور تو ہوجا	شکر کرنے والوں میں سے	اور ہم نے لکھا	اس کے لیے	تختیوں میں	سب چیزوں میں سے

مَّوۡعِظَةً	وَّتَفۡصِيۡلًا	لِّكُلِّ شَىۡءٍ	فَخُذۡهَا	بِقُوَّةٍ	وَّاۡمُرۡ	قَوۡمَكَ	يَاۡخُذُوۡا
نصیحت ہوتے ہوئے	اور تفصیل ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لیے	پس تو پکڑ اس کو	قوت سے	اور تو حکم دے	اپنی قوم کو	کہ وہ لوگ پکڑیں

بِاَحۡسَنِهَا	سَاُورِيۡكُمۡ	دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾	سَاَصۡرِفُ	عَنۡ اٰيٰتِىَ	الَّذِيۡنَ 923	يَتَكَبَّرُوۡنَ
اس کے بہترین کو	میں دکھاؤں گا تم لوگوں کو	نافرمانی کرنے والوں کا گھر	میں پھیر دوں گا	اپنی نشانیوں سے	ان لوگوں کو جو	بڑے بنتے ہیں

فِى الۡاَرۡضِ	بِغَيۡرِ الۡحَقِّ	وَاِنۡ	يَّرَوۡا	كُلَّ اٰيَةٍ	لَّا يُؤۡمِنُوۡا	بِهَا	وَاِنۡ	يَّرَوۡا
زمین میں	حق کے بغیر	اور اگر	وہ لوگ دیکھیں	ساری نشانیاں	تو (بھی) ایمان نہیں لائیں گے	ان پر	اور اگر	وہ دیکھیں

سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ	لَا يَتَّخِذُوۡهُ	سَبِيۡلًا	وَاِنۡ	يَّرَوۡا	سَبِيۡلَ الۡغَىِّ	يَتَّخِذُوۡهُ	سَبِيۡلًا
ہدایت کے راستے کو	تو نہیں پکڑیں گے اس کو	بطور راستے کے	اور اگر	وہ دیکھیں	گمراہی کے راستے کو	تو پکڑیں گے اس کو	بطور راستے کے

ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمۡ	كَذَّبُوۡا	بِاٰيٰتِنَا	وَكَانُوۡا	عَنۡهَا	غٰفِلِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾	وَالَّذِيۡنَ	كَذَّبُوۡا
یہ ہے	بسبب اس کے کہ انہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور وہ لوگ تھے	ان سے	غفلت برتنے والے	اور جنہوں نے	جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا	وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ	حَبِطَتۡ	اَعۡمَالُهُمۡ	هَلۡ يُجۡزَوۡنَ	اِلَّا	مَا	كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾
ہماری نشانیوں کو	اور آخرت کی ملاقات کو	اکارت ہوئے	ان کے اعمال	انہیں کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے اس کے	جو	وہ لوگ کرتے تھے

نوٹ: 1

آیت۔145 میں بِاَحۡسَنِهَا سے مراد احکام الٰہی کا وہ صاف اور سیدھا مفہوم ہے جو عقلِ عام سے ہر وہ شخص سمجھ لے گا جس کی نیت میں فساد اور دل میں کجی نہ ہو۔ اور دَارَ الۡفٰسِقِيۡنَ دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ ان قوموں کے آثار قدیمہ پر سے گزرو گے جنہوں نے اللہ کی بندگی اور اطاعت سے منہ موڑا۔ انہیں دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایسی روش اختیار کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت۔147 میں حبطِ اعمال کا مطلب ہے کہ اعمال ضائع ہو گئے، بار آور نہ ہوئے اور لاحاصل رہے۔ (یعنی زندگی میں اگر کچھ نیکیاں کی بھی تھیں تو آخرت میں ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملا۔ مرتب)۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی سعی و عمل کے بار آور ہونے کا انحصار کلیتاً دو امور پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ سعی و عمل اللہ کے قانونِ شرعی کی اپبندی میں ہو۔ دوسرے یہ کہ اس سعی و عمل میں دنیا کے بجائے آخرت کی کامیابی پیش نظر ہو۔ یہ دو شرطیں جہاں پوری نہ ہوں گی وہاں لازماً حبطِ عمل واقع ہو گا۔ جس نے اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ کر، باغیانہ انداز میں دنیا میں کام کیا، ظاہر ہے کہ وہ اللہ سے کسی اجر کی توقع رکھنے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اور جس نی سب کچھ دنیا ہی کے لیے کیا اور آخرت کے لیے کچھ نہ کیا وہ کس طرح آخرت میں پھل پائے گا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (148 تا 154)

ح ل ی

(س) حَلۡيًا: عورت کا زیور پہننا۔

حِلۡيَةٌ: ج: حُلِىٌّ۔ زیور۔ ﴿وَتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً﴾ (16/ النحل: 14) ''اور تا کہ تم لوگ نکالو اس سے کوئی زیور۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔148۔

(تفعیل) تَحْلِيَةً — زیور پہنانا۔آراستہ کرنا۔ ﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ﴾ (18/الکہف:31) ''وہ لوگ آراستہ کیے جائیں گے اس میں سونے کے کنگنوں سے۔''
923

ج س د

(س) جَسَدًا — خون کا چپکنا۔۔چمٹنا۔

جَسَدٌ — اسم ذات بھی ہے۔بے جان جسم۔دھڑ۔ڈھانچا۔زیر مطالعہ آیت۔148

خ و ر

(ن) خُوَارًا — گائے کا ڈکارنا۔آواز کرنا۔

خُوَارٌ — اسم ذات بھی ہے۔گائے کی آواز۔زیر مطالعہ آیت۔148

ء س ف

(س) اَسَفًا — افسوس کرنا۔غمگین ہونا۔

اَسِفٌ — صفت ہے۔افسوسناک۔غمگین۔زیر مطالعہ آیت۔150۔

اَسَفٰی — اسم ذات ہے۔افسوس۔غم۔﴿يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ﴾ (12/یوسف:84) ''اے افسوس! یوسفؑ (کی جدائی) پر۔''

(افعال) اِيْسَافًا — غمگین کرنا۔غصہ دلانا۔ ﴿فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ (43/الزخرف:55) ''پھر جب انہوں نے غصہ دلایا ہم کو تو ہم نے انتقام لیا ان سے۔''

ج ر ر

(ن) جَرًّا — کھینچنا۔گھسیٹنا۔زیر مطالعہ آیت۔150۔

ش م ت

(س) شَمَاتًا — کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔

(افعال) اِشْمَاتًا — کسی کو تکلیف دے کر دوسروں کو خوش کرنا۔دشمن کو خوش کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔150

س ک ت

(ن) سَكْتًا — تھم جانا۔ساکت ہونا۔زیر مطالعہ آیت۔154

ترکیب

(آیت۔148) وَاتَّخَذَ کا فاعل قَوْمُ مُوْسٰى ہے۔اس کا مفعول عِجْلًا ہے جبکہ جَسَدًا بدل ہے عِجْلًا کا۔خُوَارٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے،اس کی خبر محذوف ہے اور لَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔(آیت۔150) جب منادیٰ کے طور پر آتا ہے تو اِبْنَ اُمَّ ایک لفظ کے طور پر آتا ہے۔اس لیے اُمَّ پر بھی نصب آئی ہے۔اس کا مضاف الیہ یائے متکلم ہے جو گری ہوئی ہے۔

ترجمہ

وَاتَّخَذَ	قَوْمُ مُوْسٰى	مِنْۢ بَعْدِهٖ	مِنْ حُلِيِّهِمْ	عِجْلًا	جَسَدًا	لَّهٗ	خُوَارٌ
اور بنایا	موسیٰؑ کی قوم نے	ان کے بعد	اپنے زیورات سے	ایک بچھڑا	جو ایک ڈھانچا تھا	اس کے لیے	گائے کی ایک آواز تھی

923

اَلَمۡ یَرَوۡا	اَنَّهٗ	لَا یُکَلِّمُهُمۡ	وَلَا یَهۡدِیۡهِمۡ	سَبِیۡلًا ۘ	اِتَّخَذُوۡهُ	وَکَانُوۡا
کیا انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ وہ	کلام نہیں کرتا ان سے	اور نہ ہی وہ ہدایت دیتا ہے ان کو	کسی راستے کی	انہوں نے بنایا اس کو (معبود)	اور وہ لوگ تھے

ظٰلِمِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾	وَلَمَّا	سُقِطَ فِیۡۤ اَیۡدِیۡهِمۡ	وَرَاَوۡا	اَنَّهُمۡ	قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ	قَالُوۡا	لَئِنۡ
ظلم کرنے والے	اور جب	وہ لوگ پچھتائے	اور انہوں نے دیکھا	کہ وہ	گمراہ ہوگئے ہیں	تو انہوں نے کہا	یقیناً اگر

لَّمۡ یَرۡحَمۡنَا	رَبُّنَا	وَیَغۡفِرۡ لَنَا	لَنَکُوۡنَنَّ	مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾	وَلَمَّا	رَجَعَ	مُوۡسٰۤی
رحم نہ کیا ہم پر	ہمارے رب نے	اور نہ بخشا ہم کو	تو ہم لازماً ہو جائیں گے	خسارہ پانے والوں میں سے	اور جب	لوٹے	موسیٰؑ

اِلٰی قَوۡمِهٖ	غَضۡبَانَ	اَسِفًا ۙ	قَالَ	بِئۡسَمَا	خَلَفۡتُمُوۡنِیۡ	مِنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ
اپنی قوم کی طرف	غضبناک ہوتے ہوئے	غمگین ہوتے ہوئے	تو انہوںؑ نے کہا	کتنی بری ہے وہ، جو	تم لوگوں نے جانشینی کی میری	میرے بعد

اَ	عَجِلۡتُمۡ	اَمۡرَ رَبِّکُمۡ ۚ	وَاَلۡقَی	الۡاَلۡوَاحَ	وَاَخَذَ	بِرَاۡسِ اَخِیۡهِ	یَجُرُّهٗۤ
کیا	جلد بازی کی تم لوگوں نے	اپنے رب کے حکم سے (پہلے)	اور انہوںؑ نے ڈالا	تختیوں کو	اور پکڑا	اپنے بھائی کو سر سے	کھینچتے ہوئے اس کو

اِلَیۡهِ ؕ	قَالَ	ابۡنَ اُمَّ	اِنَّ الۡقَوۡمَ	اسۡتَضۡعَفُوۡنِیۡ	وَکَادُوۡا	یَقۡتُلُوۡنَنِیۡ ۫ۖ
اپنی طرف	(ہارونؑ نے) کہا	اے میری ماں کے بیٹے	بیشک قوم نے	کمزور سمجھا مجھ کو	اور قریب تھا کہ وہ لوگ	قتل کرتے مجھ کو

فَلَا تُشۡمِتۡ	بِیَ	الۡاَعۡدَآءَ	وَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ	مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۵۰﴾	قَالَ	رَبِّ
پس تو خوش مت کر	مجھ سے	دشمنوں کو	اور تو مت بنا مجھ کو	ظلم کرنے والوں لوگوں کے ساتھ	(موسیٰؑ نے) کہا	اے میرے رب

اغۡفِرۡ لِیۡ	وَلِاَخِیۡ	وَاَدۡخِلۡنَا	فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۫ۖ	وَاَنۡتَ	اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۵۱﴾ ع	اِنَّ
تو بخش دے مجھ کو	اور میرے بھائی کو	اور تو داخل کر ہم دونوں کو	اپنی رحمت میں	اور تو	رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے	بیشک

الَّذِیۡنَ	اتَّخَذُوا	الۡعِجۡلَ	سَیَنَالُهُمۡ	غَضَبٌ	مِّنۡ رَّبِّهِمۡ	وَذِلَّةٌ	فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ؕ
جن لوگوں نے	بنایا	بچھڑے کو (معبود)	ان کو پہنچے گا	غضب	ان کے رب (طرف) سے	اور ذلت	دنیا کی زندگی میں

وَکَذٰلِکَ	نَجۡزِی	الۡمُفۡتَرِیۡنَ ﴿۱۵۲﴾	وَالَّذِیۡنَ	عَمِلُوا	السَّیِّاٰتِ	ثُمَّ	تَابُوۡا	مِنۡۢ بَعۡدِهَا
اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	گھڑنے والوں کو	اور جنہوں نے	عمل کیے	برائیوں کے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد

وَاٰمَنُوۡۤا ۫	اِنَّ	رَبَّکَ	مِنۡۢ بَعۡدِهَا	لَغَفُوۡرٌ	رَّحِیۡمٌ ﴿۱۵۳﴾	وَلَمَّا
اور ایمان لائے	تو بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد (یعنی باوجود)	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور جب

سَکَتَ	عَنۡ مُّوۡسَی	الۡغَضَبُ	اَخَذَ	الۡاَلۡوَاحَ ۚۖ	وَفِیۡ نُسۡخَتِهَا	هُدًی	وَّرَحۡمَةٌ
تھم گیا	موسیٰؑ سے	غصہ	تو انہوں نے پکڑا	تختیوں کو	اور ان کی تحریر میں	ہدایت تھی	اور رحمت تھی

لِّلَّذِیۡنَ	هُمۡ لِرَبِّهِمۡ	یَرۡهَبُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾
ان کے لیے جو	اپنے رب سے ہی	ڈرتے ہیں

نوٹ:1

آیت۔150 میں ایک بہت بڑے الزام سے حضرت ہارونؑ کو بری کیا گیا ہے۔ جو یہودیوں نے ان پر لگایا ہے۔ بائبل میں ہے کہ بنی اسرائیل کی فرمائش پر حضرت ہارونؑ نے سونے کا ایک بچھڑا بنا کر دیا اور اس کے لیے قربان گاہ بنائی۔ (خروج۔ باب۔32۔ آیت۔1۔6) عجیب بات ہے کہ بنی اسرائیل جن کو اللہ کا پیغمبر مانتے ہیں، ان میں سے کسی کی بھی سیرت کو انہوں نے داغدار کیے بغیر نہیں چھوڑا اور الزام بھی ایسے سخت لگائے جو اخلاق و شریعت کی نگاہ میں بدترین جرائم شمار ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قوم جو ب اخلاقی پستیوں میں گری اور ان کے علماء و مشائخ بھی ان میں ملوث ہوئے، تو انہوں نے ان تمام جرائم کو انبیاءؑ کی طرف منسوب کر ڈالا۔ جن کا وہ خود ارتکاب کرتے تھے، تاکہ یہ کہا جا سکے کہ جب نبی تک ان چیزوں کو نہ بچ سکے تو پھر کون بچ سکتا ہے، اس معاملہ میں یہودیوں کا حال ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے دیوتاؤں اور اوتاوں کی زندگیاں بد اخلاقی کے انسانوں سے سیاہ کی ہوئی ہیں تاکہ پنڈتوں اور پروہتوں کی اخلاقی پستیوں کا جواز رہے (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (155 تا 157)

ترکیب

(آیت۔155) اِخْتَارَ کا مفعول قَوْمَهٗ ہے، جبکہ سَبْعِيْنَ رَجُلًا اس کا بدل البعض ہے۔ (آیت۔157) اَلنَّبِيَّ اور اَلْاُمِّيَّ یہ دونوں اَلرَّسُوْلَ کی صفت ہیں لیکن ترجمہ بدل کے طور پر بہتر ہوگا۔

ترجمہ

وَاخْتَارَ	مُوْسٰى	قَوْمَهٗ	سَبْعِيْنَ رَجُلًا	لِّمِيْقَاتِنَا ۚ	فَلَمَّآ	اَخَذَتْهُمُ	الرَّجْفَةُ	قَالَ
اور چنا	موسیٰؑ نے	اپنی قوم سے	ستر مرد	ہماری مقرر کردہ جگہ کے لیے	پھر جب	پکڑا ان کو	زلزلے نے	تو (موسیٰؑ نے) کہا

رَبِّ	لَوْ شِئْتَ	اَهْلَكْتَهُمْ	مِّنْ قَبْلُ	وَاِيَّايَ ۭ	اَ	تُهْلِكُنَا	بِمَا	فَعَلَ
اے میرے رب	اگر تو چاہتا تو	تو ہلاک کر دیتا ان کو	اس سے پہلے	اور مجھ کو بھی	کیا	تو ہلاک کرتا ہے ہم کو	بسبب اس کے جو	کیا

السُّفَهَاۗءُ	مِنَّا ۚ	اِنْ	هِيَ	اِلَّا	فِتْنَتُكَ ۭ	تُضِلُّ	بِهَا	مَنْ	تَشَاۗءُ	وَتَهْدِيْ	مَنْ
بیوقوفوں نے	ہم میں سے	نہیں ہے	یہ	مگر	تیری آزمائش	تو بھٹکاتا ہے	اس سے	اس کو، جس کو	تو چاہتا ہی	اور تو ہدایت دیتا ہے (اس سے)	اس کو، جس کو

تَشَاۗءُ ۭ	اَنْتَ	وَلِيُّنَا	فَاغْفِرْ لَنَا	وَارْحَمْنَا	وَاَنْتَ	خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝155	وَاكْتُبْ	لَنَا
تو چاہتا ہے	تو	ہمارا کارساز ہے	پس تو بخش دے ہم کو	اور تو رحم کر ہم پر	اور تو	بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے	اور تو لکھ دے	ہمارے لیے

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَّفِي الْاٰخِرَةِ	اِنَّا هُدْنَآ	اِلَيْكَ ۭ	قَالَ	عَذَابِيْٓ	اُصِيْبُ
اس دنیا میں	بھلائی	اور آخرت میں (بھی)	بیشک ہم نے رجوع کیا	تیری طرف	(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا	میرا عذاب،	میں پہنچاتا ہوں

بِهٖ	مَنْ	اَشَاۗءُ ۚ	وَرَحْمَتِيْ	وَسِعَتْ	كُلَّ شَيْءٍ ۭ	فَسَاَكْتُبُهَا	لِلَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ
اس کے ساتھ	جس پر	میں چاہتا ہوں	اور میری رحمت	وہ وسیع ہوئی	ہر چیز پر	پس میں لکھوں گا اس کو	ان کے لیے جو	تقویٰ کرتے ہیں

وَيُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ	وَالَّذِيْنَ	هُمْ بِاٰيٰتِنَا	يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾	اَلَّذِيْنَ	يَتَّبِعُوْنَ	الرَّسُوْلَ 923
اور پہنچاتے ہیں	زکوٰۃ کو	اور وہ، جو	ہماری نشانیوں پر ہی	ایمان لاتے ہیں	وہ لوگ جو	پیروی کرتے ہیں	ان رسولؐ کی

النَّبِيَّ	الْاُمِّيَّ	الَّذِيْ	يَجِدُوْنَهٗ	مَكْتُوْبًا	عِنْدَهُمْ	فِي التَّوْرٰىةِ	وَالْاِنْجِيْلِ ۡ	يَاْمُرُهُمْ
جو نبی ہیں	اُمی ہیں	جن کو	یہ لوگ پاتے ہیں	لکھا ہوا	اپنے پاس	تورات میں	اور انجیل میں	وہ حکم دیتے ہیں ان کو

بِالْمَعْرُوْفِ	وَيَنْهٰىهُمْ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُحِلُّ	لَهُمُ	الطَّيِّبٰتِ	وَيُحَرِّمُ
نیکی کا	اور منع کرتے ہیں ان کو	برائی سے	اور وہ حلال کرتے ہیں	ان کے لیے	پاکیزہ (چیزوں) کو	اور حرام کرتے ہیں

عَلَيْهِمُ	الْخَبٰٓئِثَ	وَيَضَعُ	عَنْهُمْ	اِصْرَهُمْ	وَالْاَغْلٰلَ	الَّتِيْ	كَانَتْ	عَلَيْهِمْ ۭ	فَالَّذِيْنَ
ان پر	ناپاک (چیزوں) کو	اور اتارتے ہیں	ان سے	ان کے بوجھ کو	اور ان طوقوں کو	جو کہ	تھے	ان پر	پس جو لوگ

اٰمَنُوْا	بِهٖ	وَعَزَّرُوْهُ	وَنَصَرُوْهُ	وَاتَّبَعُوا	النُّوْرَ	الَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	مَعَهٗٓ ۙ
ایمان لائے	انؐ پر	اور تقویت دی انؐ کو	اور مدد کی انؐ کی	اور پیروی کی	اس نور کی	جو کہ	اتارا گیا	انؐ کے ساتھ

اُولٰۗىِٕكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ ع
تو وہ لوگ	ہی مراد پانے والے ہیں

نوٹ: 1

آیت نمبر۔157 میں فلاح پانے کے لیے چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول رسول اللہ ﷺ پر ایمان۔ دوم آپؐ کی تکریم۔ سوم آپؐ کی امداد۔ چہارم قرآن کریم کی اتباع۔ زمانۂ نبوت میں تو یہ تائید ونصرت آپؐ کی ذات کے متعلق تھی اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے دین کی تائید و نصرت ہی رسول اللہ ﷺ کی تائید و نصرت ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آیت کے شروع میں اَلنَّبِيَّ الْاُمِّيَّ کی اتباع کا ذکر ہے اور آیت کے آخر میں اس نور کی اتباع کا ذکر ہے جو آپؐ کے ساتھ اتارا گیا یعنی قرآن مجید۔ اس سے ثابت ہوا کہ نجاتِ آخرت قرآن وسنت دونوں کے اتباع پر موقوف ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (158 تا 162)

ب ج س

(ن۔ض)   بَجْسًا   زخم چیرنا۔ کسی تنگ جگہ سے پانی جاری کرنا۔

(انفعال)   اِنْبِجَاسًا   کسی تنگ جگہ سے پانی جاری ہونا۔ پھوٹ بہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔160

ترکیب

(آیت۔160) قَطَّعْنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ حالت نصب میں آیا ہے۔ اَسْبَاطًا اور اُمَمًا اس کے معدود یعنی تمیز نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ جمع کے الفاظ ہیں۔ اس لیے اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ کا معدود محذوف ہے۔ جو کہ قَبِيْلَةً ہو سکتا ہے۔ جبکہ اَسْبَاطًا اور اُمَمًا حال ہیں۔ (آیت۔160) اِنْبَجَسَتْ کا فاعل ہونے کی وجہ سے اِثْنَتَا عَشْرَةَ حالت رفع میں ہے اور عَيْنًا اس کا معدود یعنی تمیز ہے۔ (آیت۔161) زَادَ۔ يَزِيْدُ کی عموماً ایک تمیز آتی ہے۔ یہاں سَنَزِيْدُ کی تمیز محذوف ہے اور اَلْمُحْسِنِيْنَ اس کا مفعول ہے۔

923

ترجمہ

قُلۡ	يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اِنِّىۡ	رَسُوۡلُ اللّٰهِ	اِلَيۡكُمۡ	جَمِيۡعَا	ۨالَّذِىۡ لَهٗ	مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ
آپؐ کہیے	اے لوگو	بیشک میں	اللہ کا رسول ہوں	تم لوگوں کی طرف	سب کی طرف	اس (اللہ) کا جس کی	زمین اور آسمانوں کی حکومت ہے

لَاۤ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	يُحۡىٖ	وَيُمِيۡتُ‌ ۖ	فَاٰمِنُوۡا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوۡلِهِ
کوئی اِلٰہ نہیں ہے	مگر	وہی	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ (ہی) موت دیتا ہے	پس تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر	اور اس کے رسول پر

النَّبِىِّ	الۡاُمِّىِّ	الَّذِىۡ	يُؤۡمِنُ	بِاللّٰهِ	وَكَلِمٰتِهٖ	وَاتَّبِعُوۡهُ	لَعَلَّكُمۡ	تَهۡتَدُوۡنَ ۱۵۸
جو نبی ہیں	امی ہیں	جو	ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور اس کے فرمانوں پر	اور تم لوگ پیروی کرو انؐ کی	شائد کہ تم لوگ	ہدایت پاؤ

وَمِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰٓى	اُمَّةٌ	يَّهۡدُوۡنَ	بِالۡحَـقِّ	وَبِهٖ	يَعۡدِلُوۡنَ ۱۵۹	وَقَطَّعۡنٰهُمُ
اور موسیٰؑ کی قوم میں سے	ایک ایسا گروہ ہے	جو ہدایت دیتا ہے	حق کے ساتھ	اور اس کے ساتھ	عدل کرتا ہے	اور ہم نے تقسیم کیا ان کو

اثۡنَتَىۡ عَشۡرَةَ	اَسۡبَاطًا	اُمَمًا‌ ؕ	وَاَوۡحَيۡنَاۤ	اِلٰى مُوۡسٰٓى	اِذِ	اسۡتَسۡقٰٮهُ	قَوۡمُهٗۤ
بارہ (قبیلوں) میں	نسلیں ہوتے ہوئے	گروہ در گروہ ہوتے ہوئے	اور ہم نے وحی کیا	موسیٰؑ کی طرف	جب	پانی مانگا انؑ سے	انؑ کی قوم نے

اَنِ	اضۡرِبْ	بِّعَصَاكَ	الۡحَجَرَ‌ ۚ	فَانۡۢبَجَسَتۡ	مِنۡهُ	اثۡنَتَا عَشۡرَةَ	عَيۡنًا‌ ؕ	قَدۡ عَلِمَ	كُلُّ اُنَاسٍ
کہ	آپؑ ماریے	اپنی لاٹھی سے	اس پتھر کو	تو پھوٹ بہے	اس سے	بارہ	چشمے	جان لیا	سب لوگ نے

مَّشۡرَبَهُمۡ‌ ؕ	وَظَلَّلۡنَا	عَلَيۡهِمُ	الۡغَمَامَ	وَاَنۡزَلۡنَا	عَلَيۡهِمُ	الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى‌ ؕ	كُلُوۡا	مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا
اپنی پینے کی جگہ کو	اور ہم نے سایہ کیا	ان پر	بادل کا	اور ہم نے اتارا	ان پر	من وسلوٰی	کھاؤ	اسکی پاکیزہ (چیزوں) میں سے

رَزَقۡنٰكُمۡ‌ ؕ	وَمَا ظَلَمُوۡنَا	وَلٰـكِنۡ	كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ۱۶۰	وَاِذۡ	قِيۡلَ	لَهُمُ
ہم نے عطا کیا تم کو	اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا	اور لیکن (یعنی بلکہ)	وہ لوگ ظلم کرتے تھے اپنے آپ پر	اور جب	کہا گیا	ان سے

اسۡكُنُوۡا	هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ	وَكُلُوۡا	مِنۡهَا	حَيۡثُ	شِئۡتُمۡ	وَقُوۡلُوۡا	حِطَّةٌ	وَّادۡخُلُوا	الۡبَابَ
تم لوگ سکونت اختیار کرو	اس بستی میں	اور کھاؤ	اس میں	جہاں سے	تم لوگ چاہو	اور کہو	معافی ہو	اور داخل ہو	دروازے میں

سُجَّدًا	نَّغۡفِرۡ	لَـكُمۡ	خَطِيۡٓـٰٔتِكُمۡ‌ ؕ	سَنَزِيۡدُ	الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۱۶۱
سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	تو ہم بخش دیں گے	تمہارے لیے	تمہاری خطاؤں کو	ہم زیادہ کریں گے (بلحاظ درجہ)	بھلائی کرنے والوں کو

فَبَدَّلَ	الَّذِيۡنَ	ظَلَمُوۡا	مِنۡهُمۡ	قَوۡلًا	غَيۡرَ الَّذِىۡ	قِيۡلَ	لَهُمۡ	فَاَرۡسَلۡنَا	عَلَيۡهِمۡ
تو بدل دیا	ان لوگوں نے جنہوں نے	ظلم کیا	ان میں سے	بات کو	اس کے علاوہ جو	کہا گیا	ان سے	پھر ہم نے بھیجا	ان پر

رِجۡزًا	مِّنَ السَّمَآءِ	بِمَا	كَانُوۡا يَظۡلِمُوۡنَ ۱۶۲ ع
ایک عذاب	آسمان سے	بسبب اس کے جو	وہ ظلم کرتے تھے

نوٹ:1

آیت۔158 اس بات کی دلیل ہے کہ نبوت رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی اور آپؐ قیامت تک ساری دنیا کے پیغمبر ہیں۔ غزوۂ تبوک میں آپؐ تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو کچھ صحابہ کرامؓ آپؐ کی حفاظت کرنے لگے۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ مجھے دی گئی ہیں۔ مجھ سے پہلے یہ عطا یتیں کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میں دنیا جہان کے لوگوں کی طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ اس سے پہلے کوئی رسول صرا پنی قوم کی طرف ہی رسول ہو کر آتا رہا ہے۔ (۲) مجھے صرف رعب سے ہی دشمن پر نصرت حاصل ہوجاتی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے اور میری امت کے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے مال غنیمت کھانا گناہ کبیرہ تھا۔ (۴) ساری زمین میرے لیے پاک ہے اور مسجد ہے۔ جہاں کہیں نماز کا وقت آیا اسی مٹی سے مسح یعنی تیمم کیا اور اسی مٹی پر نماز پڑھ لی۔ مجھ سے پہلے لوگ صرف اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرتے تھے۔ (۵) مجھ سے کہا گیا کہ ایک درخواست کی اجازت ہے، مانگ لو۔ میں نے اپنا سوال یوم قیامت پر اٹھا رکھا ہے۔ وہ تمہارے لیے ہے اور قائلِ توحید کے لیے ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی یہودی یا نصرانی نے میری امت سے میرے آنے کی خبر سن لی مگر مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ (ابن کثیر)۔

آیت نمبر (163 تا 166)

ح و ت

(ن)	حَوْتًا	چکر کاٹنا۔ منڈلانا۔
	حُوْتٌ	ج: حِیْتَانٌ۔ مچھلی (زیادہ تر بڑی مچھلی کے لیے آتا ہے) ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ﴾ (37/ الصافات:142) ''پھر نگل لیا ان کو مچھلی نے''۔ زیر مطالعہ آیت۔163۔

ع ذ ر

(ض۔ن)	مَعْذِرَةً	(۱) کسی کو الزام سے بری کرنا۔ عذر قبول کرنا۔ (عَلٰی کے صلہ کے ساتھ) (۲) خود کو الزام سے بَری کرنا۔ عذر پیش کرنا۔ (اِلٰی کے صلہ کے ساتھ) زیر مطالعہ آیت۔164۔
	عُذْرٌ	اسم ذات ہے۔ وہ حجت یا دلیل جس سے الزام کا انکار ہو۔ مجبوری۔ عذر۔ ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا﴾ (18/الکہف:76) ''آپ پہنچ چکے میرے پاس سے عذر کو''۔
	مِعْذَارٌ	ج: مَعَاذِيْرُ۔ مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ الزام سے بری ہونے کا اوزار۔ عذر، بہانہ۔ ﴿وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ﴾ (75/القیامۃ:15) ''اور خواہ وہ ڈالے یعنی پیش کرے اپنے بہانے''۔
(تفعیل)	تَعْذِيْرًا	مجبوری بیان کرنے یا بہانے بنانے میں مبالغہ کرنا۔
	مُعَذِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ مجبوریاں بیان کرنے والا۔ بہانے بنانے والا۔ ﴿وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ﴾ (9/التوبۃ:90) ''اور آئے بہانے بنانے والے دیہاتوں سے''۔
(افتعال)	اِعْتِذَارًا	اہتمام سے عذر پیش کرنا۔ ﴿يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ﴾ (9/التوبۃ:94) ''وہ لوگ عذر پیش کریں گے تمہاری طرف جب تم لوگ واپس ہو گے ان کی طرف''۔

ترکیب

(آیت۔163) كَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے حَاضِرَةَ حالت نصب میں ہے اور اَلْبَحْرِ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی

ہے، (آیت ۔164) مَعۡذِرَةً کو فعلِ محذوف کا مفعول مطلق بھی مانا جا سکتا ہے اور مفعول لَهٗ بھی۔ ہم مفعول لَهٗ کے لحاظ سے ترجمہ کریں گے۔ 923

ترجمہ

وَسۡـَٔلۡهُمۡ	عَنِ الۡقَرۡيَةِ	الَّتِىۡ	كَانَتۡ	حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ ۘ	اِذۡ	يَعۡدُوۡنَ	فِى السَّبۡتِ
اور آپ ؐ پوچھئے ان سے	اس بستی کے بارے میں	جو	تھی	سمندر کی بستی	جب	وہ لوگ حد سے بڑھتے	ہفتہ (کے حکم) میں

اِذۡ	تَاۡتِيۡهِمۡ	حِيۡتَانُهُمۡ	يَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ	شُرَّعًا	وَّيَوۡمَ	لَا يَسۡبِتُوۡنَ ۙ	لَا تَاۡتِيۡهِمۡ ۛۚ
جب	پہنچتی تھیں ان کے پاس	ان کی مچھلیاں	ان کے ہفتہ کے دن	تیرتی ہوئی	اور جس دن	ہفتہ کا دن نہ ہوتا	وہ نہیں آتی تھیں ان کے پاس

كَذٰلِكَ ۛۚ	نَبۡلُوۡهُمۡ	بِمَا	كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۳﴾	وَاِذۡ	قَالَتۡ	اُمَّةٌ	مِّنۡهُمۡ	لِمَ
اس طرح	ہم نے آزمایا ان کو	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	اور جب	کہا	ایک گروہ نے	ان میں سے	کیوں

تَعِظُوۡنَ	قَوۡمَا ۙ	اللّٰهُ	مُهۡلِكُهُمۡ	اَوۡ	مُعَذِّبُهُمۡ	عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ	قَالُوۡا
تم لوگ وعظ کرتے ہو	ایک ایسی قوم کو،	اللہ	ہلاک کرنے والا ہے جن کو	یا	عذاب دینے والا ہے ان کو	ایک شدید عذاب	انہوں نے کہا

مَعۡذِرَةً	اِلٰى رَبِّكُمۡ	وَلَعَلَّهُمۡ	يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۶۴﴾	فَلَمَّا	نَسُوۡا	مَا	ذُكِّرُوۡا	بِهٖۤ
عذر پیش کرنے کے لیے	تمہارے رب کی طرف	اور شاید وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	پھر جب	وہ لوگ بھولے	اس کو	انہیں یاد دلایا گیا	جس سے

اَنۡجَيۡنَا	الَّذِيۡنَ	يَنۡهَوۡنَ	عَنِ السُّوۡٓءِ وَ	اَخَذۡنَا	الَّذِيۡنَ	ظَلَمُوۡا	بِعَذَابٍۢ بَـِٔيۡسٍۢ
تو ہم نے نجات دی	ان کو جو	منع کرتے تھے	برائی سے	اور ہم نے پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	ایک سخت عذاب سے

بِمَا	كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۵﴾	فَلَمَّا	عَتَوۡا	عَنۡ مَّا	نُهُوۡا	عَنۡهُ
بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے سرکشی کی	اس سے	انہیں منع کیا گیا	جس سے

قُلۡنَا	لَهُمۡ	كُوۡنُوۡا	قِرَدَةً خٰسِـِٕيۡنَ ﴿۱۶۶﴾
تو ہم نے کہا	ان سے	تم لوگ ہو جاؤ	دھتکارے جانے والے بندر

نوٹ: 1

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس بستی میں علانیہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہو رہی ہو وہ ساری بستی قابلِ مواخذہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کا کوئی باشندہ محض اس بنا پر بری نہیں ہو سکتا کہ اس نے خود خلاف ورزی نہیں کی، بلکہ اسے اللہ کے سامنے اس کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اصلاح کی کوشش کرتا رہا تھا۔ قرآن و حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ''ڈرو اس فتنہ سے جس کے وبال میں خصوصیت کے ساتھ صرف وہی لوگ گرفتار نہیں ہوں گے جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا ہو'' (8/ الانفال: 25)۔ اس کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے جرائم پر عام لوگوں کو سزا نہیں دیتا۔ جب تک عام لوگوں کی حالت یہ نہ ہو جائے کہ وہ بُرے کام ہوتے دیکھیں اور وہ ان کاموں کے خلاف اظہار ناراضی کرنے پر قادر ہوں اور پھر بھی اظہار ناراضی نہ کریں۔ پس جب لوگوں کا یہ حال ہو جاتا ہے تو اللہ خاص و عام سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

923

آیت نمبر (167 تا 171)

ن ت ق

(ن۔ض) نَتَقًا کسی چیز کو کھینچ کر پھیلانا۔ اونچا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔171۔

ترکیب

(آیت۔167) اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کا تقاضہ ہے کہ لَيَبْعَثَنَّ کا ترجمہ مستقبل استمراری سے کیا جائے۔ سُوْٓءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی ہے لیکن اردو میں اس کا استعمال مرکب توصیفی میں ہوتا ہے۔ (آیت۔169) خَلْفٌ مصدر ہے اور اسم جمع کے طور پر بھی آتا ہے۔ جیسے کہ یہاں ہے۔ کیونکہ آگے فعل وَرِثُوا جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ اور خَلْفٌ نکرہ مخصوصہ بھی ہے۔ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا کی دو ترکیبیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ لَا يَقُوْلُوْا دراصل فعل نفی لَا يَقُوْلُوْنَ تھا جو اَنْ کی وجہ سے حالتِ نصب میں آیا ہے۔ دوسرے یہ کہ لَا يَقُوْلُوْا فعل نہی غائب ہے۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔

ترجمہ

وَاِذْ	تَاَذَّنَ	رَبُّكَ	لَيَبْعَثَنَّ	عَلَيْهِمْ	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	مَنْ	يَّسُوْمُهُمْ
جب	سنا دیا	آپؐ کے رب نے	(کہ) وہ لازماً بھیجتا رہے گا	ان پر	قیامت کے دن تک	اس کو جو	تکلیف دے گا ان کو

سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ	لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ	وَاِنَّهٗ	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾
برے عذاب کی	بیشک	آپؐ کا رب	یقیناً پکڑنے کا تیز ہے	اور بیشک وہ	وہ یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

وَقَطَّعْنٰهُمْ	فِي الْاَرْضِ	اُمَمًا ۚ	مِنْهُمُ	الصّٰلِحُوْنَ	وَمِنْهُمْ	دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ	وَبَلَوْنٰهُمْ
اور ہم نے تقسیم کیا ان کو	زمین میں	گروہوں میں	ان میں سے	نیک (بھی) ہیں	اور ان میں سے	اس کے علاوہ (بھی) ہیں	اور ہم نے ان کو آزمایا

بِالْحَسَنٰتِ	وَالسَّيِّاٰتِ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾	فَخَلَفَ	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	خَلْفٌ	وَّرِثُوا
بھلائیوں سے	اور برائیوں سے	شاید وہ لوگ	لوٹ آئیں	پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد سے	کچھ ایسے جانشین	جو وارث ہوئے

الْكِتٰبَ	يَاْخُذُوْنَ	عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى	وَيَقُوْلُوْنَ	سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ	وَاِنْ	يَّاْتِهِمْ
اس کتاب کے	جو پکڑتے ہیں	اس نزدیک (زندگی) کے عارضی سامان کو	اور کہتے ہیں	ہم بخش دیے جائیں گے	اور اگر	پہنچتا ہے ان کے پاس

عَرَضٌ	مِّثْلُهٗ	يَاْخُذُوْهُ ؕ	اَلَمْ يُؤْخَذْ	عَلَيْهِمْ	مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ	اَنْ	لَّا يَقُوْلُوْا
کچھ (اور) عارضی سامان	اس کے جیسا	تو وہ پکڑتے ہیں اس کو (بھی)	کیا نہیں لیا گیا	ان سے	کتاب کا عہد	کہ	وہ لوگ مت کہیں

عَلَى اللّٰهِ	اِلَّا	الْحَقَّ	وَدَرَسُوْا	مَا	فِيْهِ ؕ	وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ
اللہ پر	مگر	حق	اور انہوں نے مطالعہ کیا	اس کا جو	اس میں ہے	اور آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لیے جو

يَتَّقُوْنَ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾	وَالَّذِيْنَ	يُمَسِّكُوْنَ	بِالْكِتٰبِ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ ؕ
تقویٰ اختیار کرتے ہیں	تو کیا تم لوگ عقل استعمال نہیں کرتے	اور جو لوگ	مضبوطی سے تھامتے ہیں	کتاب کو	اور قائم رکھتے ہیں	نماز کو

اِنَّا	لَا نُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾	وَاِذْ	نَتَقْنَا	الْجَبَلَ	فَوْقَهُمْ 923	كَاَنَّهٗ
(تو) بیشک ہم	ضائع نہیں کرتے	اصلاح کرنے والوں کے اجر کو	اور جب	کھینچ کر اونچا کیا ہم نے	پہاڑ کو	ان کے اوپر	گویا کہ وہ

ظُلَّةٌ	وَّظَنُّوْٓا	اَنَّهٗ	وَاقِعٌۢ	بِهِمْ ۚ	خُذُوْا	مَآ	اٰتَيْنٰكُمْ
ایک سائبان ہے	اور انہوں نے گمان کیا	کہ وہ	پڑنے والا ہے	ان پر	(تب ہم نے کہا) تم لوگ پکڑو	اس کو جو	ہم نے دیا تم کو

بِقُوَّةٍ	وَّاذْكُرُوْا	مَا	فِيْهِ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع
مضبوطی سے	اور یاد رکھو	اس کو جو	اس میں ہے	شاید تم لوگ	تقویٰ اختیار کرو

آیت نمبر(172 تا 174)

ترجمہ

وَاِذْ	اَخَذَ	رَبُّكَ	مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ	مِنْ ظُهُوْرِهِمْ	ذُرِّيَّتَهُمْ	وَاَشْهَدَهُمْ	عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ
اور جب	پکڑا (یعنی نکالا)	آپؐ کے رب نے	آدمؑ کے بیٹوں سے	ان کی پیٹھوں سے	ان کی اولاد کو	اور اس نے گواہ بنایا ان کو	اپنے آپ پر

اَلَسْتُ	بِرَبِّكُمْ ۭ	قَالُوْا	بَلٰي ڔ	شَهِدْنَا ڔ	اَنْ	تَقُوْلُوْا	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اِنَّا كُنَّا
(پھر پوچھا) کیا میں نہیں ہوں	تمہارا رب	انہوں نے کہا	کیوں نہیں	ہم نے گواہی دی	کہیں	تم لوگ کہو	قیامت کے دن	کہ ہم تھے

عَنْ هٰذَا	غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ لا	اَوْ	تَقُوْلُوْٓا	اِنَّمَآ	اَشْرَكَ	اٰبَاۗؤُنَا	مِنْ قَبْلُ	وَكُنَّا
اس سے	بے خبر	یا	کہیں تم لوگ کہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	شرک کیا	ہمارے آباواجداد نے	پہلے سے	اور ہم تھے

ذُرِّيَّةً	مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ	اَفَتُهْلِكُنَا	بِمَا	فَعَلَ	الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾	وَكَذٰلِكَ
اولاد	ان کے بعد	تو کیا ہلاک کرے گا ہم کو	بسبب اس کے جو	کیا	ناحق کرنے والوں نے	اور اس طرح

نُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	وَلَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾
ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	اور شاید وہ لوگ	لوٹ آئیں

نوٹ:1

مذکورہ آیت میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسے عہد الست کہتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ یہ دنیا ہماری امتحان گاہ ہے۔ مختلف پیرائے میں قرآن مجید میں تین مقامات پر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے۔(11/7۔18/7۔67/2)۔ اصول یہ ہے کہ کسی کا امتحان لینے سے پہلے اسے کچھ سکھاتے پڑھاتے ہیں پھر امتحان لیتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ انسان کو کچھ سکھا پڑھا کر امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے یا ویسے ہی بھیج دیا جاتا ہے۔ اس سوال کا جواب پہلے ہم اپنے مشاہدہ کی مدد سے حاصل کریں گے، پھر قرآن مجید سے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی غذا کہاں ہے۔ ماں کے سینے سے دودھ چوسنے کے لیے ایک خاص ٹیکنیک کی ضرورت ہے، ورنہ دودھ منہ میں نہیں آئے گا۔ بچہ اس ٹیکنیک سے واقف ہوتا ہے۔ دودھ پینے کے لیے ایک خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ حلق کے نیچے غذا کی نالی کے ساتھ ہوا کی نالی بھی ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے دودھ ہوا کی نالی میں جا سکتا ہے۔ بچے کو یہ احتیاط

بھی آتی ہے۔ بچے کو نہ صرف رونا آتا ہے بلکہ ضروریات کے لیے رونے کے فن کو استعمال کرنا بھی جانتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ کب رونا اور کب ہنسنا چاہیے۔ اس انداز میں مشاہدے کو کام میں لا کر ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ انسان بہت کچھ سیکھ کر اپنے کمرۂ امتحان میں داخل ہوتا ہے۔

923

قرآن مجید ایسی تمام باتوں کا ذکر نہیں کرتا۔ البتہ انسان جن باتوں کا علم لے کر دنیا میں آتا ہے، ان مین سے دو علوم بنیادی ہیں کیونکہ اصلاً انہیں کا امتحان اسے دینا ہے۔ ان کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔ اولاً صحیح عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا علم جس کا ذکر آیات زیر مطالعہ میں ہے اور ثانیاً صحیح عمل یعنی نیکی اور بدی کا شعور، جس کا ذکر سورۃ الشمس کی آیت نمبر۔8 میں ہے۔

اب آیات زیر مطالعہ کے ضمن میں یہ بات خاص طور سے نوٹ کریں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا اور اس کے رب ہونے کا علم شعور حالت میں دیا گیا تھا، جس کی وضاحت وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کے الفاظ سے کی گئی۔ اور صرف علم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ میں دو وارننگ بھی دی گئی تھیں۔ اولاً یہ کہ ہم یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا انکار کر بیٹھیں کہ ہم تو بے خبر تھے۔ ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اقرار تو کریں لیکن اس کی ربوبیت میں دوسروں کو شریک کر بیٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی جتا دیا گیا کہ قیامت کے دن یہ بہانہ نہیں چلے گا کہ غلطی تو ہمارے باپ دادا نے کی تھی اس لیے ہمیں کچھ نہ کہو۔ اس طرح عہدِ الست کی تعلیمات میں تین باتیں شامل ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا وجود۔ (۲) اس کا تنہا حاجت روا، مشکل کشا ہونا۔ دوسرے الفاظ میں رب ہونا یعنی توحید۔ (۳) ہر شخص کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہونا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ عہدِ الست ہم میں سے کسی کو بھی یاد نہیں ہے۔ تو پھر ہم امتحان کیسے دیں اور پاس کیسے ہوں۔ قرآن تسلیم کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یاد دہانی کا پورا نظام قائم کر کے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے انسان کو ضروری استعداد دے کر بھیجا ہے۔ جو بھی اپنی استعداد کو استعمال کرے گا اسے پورا واقعہ تو یاد نہیں آئے گا لیکن اس کی تعلیمات یاد آ جائیں گی۔ اور زندگی کے امتحان کا پہلا پرچہ یہی ہے کہ انسان اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرے۔ پھر یاد کی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں اسے اگلے پرچے حل کرنے ہیں۔

یاد دہانی کا نظام کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ایک لفظ کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔ وہ لفظ آیت ہے، جس کے معنی ہیں نشانی۔ یہ نوٹ کر لیں کہ نشانی کسی بات کا علم نہیں دیتی۔ اس کا کام یہ ہے کہ بھولا ہوا علم یاد دلا دے۔ مثلاً میرا کوئی دوست تحفہ میں مجھے ایک قلم دیتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ میں اپنے دوست کو بھول گیا۔ ایک دن پرانی چیزوں میں سے وہ قلم نکل آیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ دوست مجھے یاد آ گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوست کی یاد میرے شعور سے تو محو ہو گئی تھی لیکن تحت الشعور میں موجود تھی۔ نشانی اسے وہاں سے ابھار کر شعور کی سطح پر لے آئی۔

یاد دہانی کے نظام کے سلسلہ میں اب یہ سمجھ لیں کہ یہ کائنات ہی یاد دہانی کا نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانوں کو، سورج اور چاند کو، رات اور دن کے الٹ پھیر کو، زمین اور اس کی تمام چیزوں کو، خود انسان کے وجود کو، غرض یہ کہ اس کائنات کی ہر چیز کو نشانیاں کہا گیا ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن میں اس ضمن میں تقریباً سات سو آیات ہیں، جبکہ انسان کی پیدائش اور اس کے وجود پر غور کرنے کے متعلق آیات اس کے علاوہ ہیں۔ ان نشانیوں پر غور کرنے سے بھولا ہوا سبق کیسے یاد آئے گا۔ اس بات کو ایک مثال کی مدد سے سمجھ لیں۔ اگر آپ کسی باغ میں جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں کی گھاس اور پودوں کے اُگنے اور ان کی تراش و خراش میں ایک ترتیب، نظم اور حسن ہے، تو آپ تسلیم کریں گے کہ اس باغ کا ایک مالی ہے، چاہے وہ مالی وہاں موجود نہ ہو اور کہیں نظر نہ آ رہا ہو۔ اس کے برعکس اگر وہاں پر گھاس اور پودے بے ترتیبی کے ساتھ جھاڑ جھنکار کی طرح اُگے ہیں تو آپ یہی کہیں گے کہ یہ خودرو ہیں اور ان کا کوئی مالی نہیں ہے۔

اس بات کو ذہن میں رکھ کر اب ذرا اس کائنات پر ایک نظر ڈالیں۔ ایک حقیر سے ذرہ ایٹم کے اندر الیکٹران سے لے کر زمین، چاند، سورج، سیارے، یہ سب کے سب گردش کر رہے ہیں۔ ان سب کی گردش دائیں سے بائیں جانب (Anticlockwise)

ہے۔ ہر ایک کی گردش کا ایک مقررہ راستہ یعنی مدار ہے۔کوئی بھی چیز اپنے مدار سے ذرا سا بھی ادھر اُدھر نہیں کھسکتی۔ ہر ایک کے مدار کی شکل بیضوی ہے۔ اب ذرا سوچیں! خود بخود وجود میں آنے والی اتنی مختلف اشیاء میں کیا یہ ترتیب، یہ نظم، یہ ضابطہ ممکن ہے؟ آپ کا دل گواہی دے گا کہ ایسا ممکن نہیں، بلکہ ان سب کا کوئی ڈیزائنر یعنی مصور ہے۔جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور وہی ان کو کنٹرول کیے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کو تازہ کرنے کا یہ وہ طریقہ ہے جس کی جانب قرآن انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ زمین گول ہے۔لیکن ہمارے لیے یہ فرش کی مانند ہے، ورنہ ہم اِدھر اُدھر لڑھکتے پھرتے۔زمین کی ایک نہیں بلکہ دو گردشیں ہیں لیکن ہمیں یہ ساکت لگتی ہیں۔اگر اس کی حرکت کو ہم محسوس کرتے تو ہمیں چکر آتے۔ یہ اس کائنات کے مصور اور خالق کے توازن و تناسب (Sense of Proportion) کا کمال ہے۔(87/ الاعلیٰ:2۔3)۔اس پہلو سے کائنات کی کسی بھی چیز پر جو بھی غور کرے گا اس کا دل گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی اکمل (Perfect) ہے۔یعنی اس کی ذات وصفات ہر قسم کی کمی، کمزوری یا خامی سے پاک ہے۔سبحان اللہ کا یہی مطلب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ سائنسی معلومات تو انسان نے آج حاصل کی ہیں۔اس سے پہلے کے انسان کے لیے کائنات میں کیا نشانیاں تھیں۔تو ایسی نشانیوں کے ذکر سے تو قرآن مجید بھرا پڑا ہے، جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ہر دور کا انسان اپنی ذہنی سطح کے مطابق کائنات پر غور کر کے اپنا بھولا ہوا سبق یاد کر سکتا تھا۔مثلاً زمین میں بیج تو ہم ڈالتے ہیں۔لیکن اسے درخت بنانے والا اور اس میں پھل لانے والا کون ہے؟ (67/ الملک:60)۔سرسبز درخت سے آگ کون نکالتا ہے؟ (36/ یٰسین:80)۔انگور اور کھجور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، ان سب کو پانی تو ایک ہی دیا جاتا ہے۔لیکن پھل مختلف آتے ہیں اور ذائقہ میں ایک سے بڑھ کر ایک۔ یہ کس کا کمال ہے؟ (13/ الرعد:4)۔دودھ دینے والے جانور چارہ کھاتے ہیں۔اسی سے خون بھی بنتا ہے اور گوبر بھی۔ پھر اسی خون اور گوبر کے درمیان سے خالص دودھ نکلتا ہے۔یہ کس کا نظام ہے؟ (16/ النحل:6)۔علیٰ ہٰذا القیاس۔

کوئی ہٹ دھرم ہو جائے تو اور بات ہے ورنہ یہ حقیقت بہت واضح ہے کہ کائنات کی ایک ایک چیز میں ایسی نشانیاں موجود ہیں کہ انسان ان میں سے کسی ایک پر بھی غور کر لے تو عہد الست کی تعلیمات کو اس کے تحت الشعور سے ابھار کر اس کے شعور کی سطح پر لے آئے گی اور انسان کو اپنا بھولا سبق یاد آجائے گا۔

نوٹ:2 جہاں تک توحید اور بدیہیات فطرت کا تعلق ہے، ان کے باب میں قیامت کے دن مواخذہ ہر شخص سے مجرد اس اقرار کی بنا پر ہوگا جو ان آیات میں مذکور ہے، قطع نظر اس سے کہ اس کو کسی نبی کی دعوت پہنچی یا نہیں۔اگر کسی نبی کی دعوت اس کو پہنچی ہے تو ایک مزید حجت اس پر قائم ہوگئی ہے۔لیکن کسی نبی کی دعوت اگر نہیں پہنچی ہے تو یہ بدیہیات فطرت کے معاملہ میں کوئی عذر نہ بن سکے گی۔ان پر مواخذہ کے لیے عہدِ الست کافی ہے۔(تدبر قرآن)

نوٹ:3 اس عہد کا نقش اگر انسان کے شعور اور حافظہ میں تازہ رہنے دیا جاتا تو انسان کا اس امتحان گاہ میں بھیجا جانا فضول ہو جاتا کیونکہ اس کے بعد آزمائش اور امتحان کے کوئی معنی باقی نہیں رہتے۔لہٰذا اس کو حافظہ میں تر و تازہ نہیں رکھا گیا لیکن وہ تحت الشعور میں یقیناً محفوظ ہے۔(تفہیم القرآن)

923

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (175 تا 178)

س ل خ

(ف) سَلۡخًا کسی چیز کی کھال کھینچنا۔ کسی چیز میں سے کسی چیز کو کھینچ کر نکالنا۔ ﴿وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡہُ النَّھَارَ﴾ (36/یٰس:37) ''اور ایک نشانی ان کے لیے رات ہے۔ ہم کھینچ لیتے ہیں اس سے دن کو۔''

انفعال) اِنۡسِلَاخًا (1) کسی کا کسی چیز سے نکل جانا۔ سٹک جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔175

(2) کسی چیز کا گزر جانا۔ ﴿فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡھُرُ الۡحُرُمُ﴾ (9/التوبہ:5) ''پھر جب گزر جائیں محترم مہینے۔''

ل ہ ث

(س) لَھۡثًا پیاس یا تھکان کی وجہ سے ہانپ کر زبان نکالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔176

ترجمہ

وَاتۡلُ عَلَیۡھِمۡ	نَبَاَ الَّذِیۡۤ	اٰتَیۡنٰہُ	اٰیٰتِنَا	فَانۡسَلَخَ	مِنۡھَا	فَاَتۡبَعَہُ	الشَّیۡطٰنُ	فَکَانَ
اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان کو	اس کی خبر	ہم نے دیں جس کو	اپنی نشانیاں	پھر وہ نکل گیا	ان سے	پھر پیچھے لگا اس کے	شیطان	تو وہ ہو گیا

مِنَ الۡغٰوِیۡنَ	وَلَوۡ	شِئۡنَا	لَرَفَعۡنٰہُ	بِھَا	وَلٰکِنَّہٗۤ	اَخۡلَدَ	اِلَی الۡاَرۡضِ
گمراہوں میں سے	اور اگر	ہم چاہتے	تو ہم ضرور بلند کرتے اس کو	ان سے (یعنی آیات کے علم سے)	اور لیکن	وہ ہمیشہ کے لیے مائل ہوا	زمین کی طرف

وَاتَّبَعَ	ھَوٰىہُ ۚ	فَمَثَلُہٗ	کَمَثَلِ الۡکَلۡبِ ۚ	اِنۡ	تَحۡمِلۡ	عَلَیۡہِ	یَلۡھَثۡ	اَوۡ	تَتۡرُکۡہُ
اور اس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	تو اس کی مثال	کتے کی مثال کی مانند ہے	اگر	تو بوجھ ڈالے	اس پر	تو وہ ہانپے گا	یا	اگر تو چھوڑ دے اس کو

یَلۡھَثۡ ط	ذٰلِکَ	مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ	کَذَّبُوۡا	بِاٰیٰتِنَا ۚ	فَاقۡصُصِ	الۡقَصَصَ	لَعَلَّھُمۡ
تو (بھی) ہانپے گا	یہ	ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	پس آپؐ بیان کریں	اس قصے کو	شائد وہ لوگ

یَتَفَکَّرُوۡنَ ۝۱۷۶	سَآءَ	مَثَلَا	اِلۡقَوۡمُ الَّذِیۡنَ	کَذَّبُوۡا	بِاٰیٰتِنَا	وَاَنۡفُسَھُمۡ	کَانُوۡا یَظۡلِمُوۡنَ ۝۱۷۷
غور و فکر کریں	کتنی بری ہے	مثال	اس قوم کی جس نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	اور اپنے آپ پر (ہی)	وہ لوگ ظلم کرتے تھے

مَنۡ	یَّھۡدِ	اللّٰہُ	فَھُوَ الۡمُھۡتَدِیۡ ۚ	وَمَنۡ	یُّضۡلِلۡ	فَاُولٰٓئِکَ	ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝۱
جس کو	ہدایت دے	اللہ	تو وہ ہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرے	تو وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ:1 آیت۔175 کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص شخص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن نہ تو قرآن مجید میں اور نہ ہی کسی حدیث میں یہ بتایا گیا کہ وہ شخص کون تھا۔ مفسرین نے مختلف نام لئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ خاص شخص تو پردہ میں ہے، البتہ یہ مثال

923
ہر اس شخص پر چسپاں ہوتی ہے جس میں یہ صفات پائی جاتی ہوں (تفہیم القرآن)۔اس لیے کسی شخص کو تلاش کرنے کے بجائے ہمیں اس کردار کو پہچاننے اور اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ یہ کردار ہر معاشرے اور ہر دور میں پایا جاتا ہے۔اس پہلو سے جب ہم آیات زیر مطالعہ پر غور کرتے ہیں تو مذکورہ کردار کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ کا کسی انسان کو آیات دینے کا مطلب ہے نشانیوں کا علم عطا کرنا۔جن کی مدد سے انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے اور جس کا منطقی تقاضہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی جستجو کرے اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی سعی کرے۔کوئی شخص اگر اس تقاضے کو پورا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی شخصیت اور کردار کو بلندی عطا کرتا ہے۔لیکن جو اس تقاضے کو پورا نہیں کرتا اور اپنی خواہشات کو ہی ترجیح دیتا ہے تو گویا وہ اپنے علم اور معرفت کے دائرے سے نکل گیا۔اسی کو فَانۡسَلَخَ کہا گیا ہے،اس رویہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے زمین ہی کی طرف مائل ہوجائے یعنی دنیا کے ساز وسامان اور عیش و آرام کی ہی جستجو کرتا رہے۔ایسے شخص کو کتے کی مانند کہا گیا ہے کیونکہ کتے کے نظام تنفس کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ تازہ ہوا اندر کھینچتا ہے تو اس میں موجود آکسیجن سے اسے تسکین نہیں ہوتی۔اس لیے وہ جلدی سے ہوا باہر نکال کر دوبارہ تازہ ہوا کھینچتا ہے۔اس عمل کے تسلسل سے اس پر ہانپنے کی کیفیت طاری رہتی ہے۔اسی طرح جب کوئی شخص دنیا کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے تو اسے دنیاوی ساز وسامان سے تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ھل من مزید کی ہوس میں گرفتار ہو کر ہر وقت ہانپنے کی کیفیت کا شکار رہتا ہے۔

دنیا کا ہی ہو رہنے یعنی اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ میں اصل خرابی کا ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے کیونکہ اسلام تارکِ دنیا ہونے سے منع کرتا ہے اور اس کے برعکس دنیاوی ساز وسامان کو استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔مثلاً آیات 57/الحدید:27، 7/الاعراف:31 تا33، 67/الملک:15 وغیرہ۔حقیقت یہ ہے کہ گنتی کی چند حرام چیزوں کو چھوڑ کر باقی اشیاء نہ تو بذات خود بری ہیں اور نہ ان کے استعمال میں کوئی برائی ہے۔برائی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ان کو زندگی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرنے کی بجائے ہم ان کو زندگی کا مقصد بنا بیٹھتے ہیں۔اس بات کی اہمیت کے پیش نظر اسے مزید سمجھ لیں۔

کھانا پینا، سونا جاگنا، بچے پیدا کرنا اور پھر مرجانا، یہ وہ سطح ہے جس پر جانور زندگی بسر کرتے ہیں۔انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کا یہ انداز انسانیت کی توہین ہے۔عقل وفہم کی صلاحیتوں کی بنیاد پر انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ ملا ہے،اس کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نصب العین کو اپنا مقصد زندگی بنائے اور دنیا کے ساز وسامان کو اس کے حصول کا ذریعہ بنائے۔بلند ترین نصب العین یہ ہے کہ انسان اپنے حاجت روا،مشکل کشا اور روزی رساں کو پہچانے اور اس کی رضا وخوشنودی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے زندگی کو برقرار رکھنا اور جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا انسان کی ضرورت ہے۔اس ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے جب وہ دنیا کی اشیاء کو استعمال کرتا ہے تو ان میں غذا کی تاثیر ہوتی ہے،یعنی ان کے استعمال سے تسکین بھی حاصل ہوتی ہے اور صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی ہیں۔آیت۔176 میں اسی حقیقت کی طرف ہماری رہنمائی کی گئی ہے۔لیکن جب انسان ذرائع زندگی کو ہی اپنا مقصد زندگی بنا بیٹھتا ہے تو پھر انہیں اشیاء میں نشہ کی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے،یعنی ان کے استعمال سے نہ تو تسکین حاصل ہوتی ہے اور نہ صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔بلکہ ان میں انحطاط کا عمل شروع ہوجاتا ہے،اس بات کو یوں سمجھیں کہ انگور ایک خوش ذائقہ اور صحت بخش غذا ہے۔لیکن یہی انگور جب گل سڑ جاتا ہے تو اس میں نشہ پیدا ہوجاتا ہے۔یعنی نہ اس میں تسکین رہتی ہے اور نہ یہ صحت بخش رہتا ہے۔یہی مثال دنیا کے باقی ساز وسامان کی ہے۔

بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ دنیا کو مقصد زندگی بنانے والوں کی صلاحیتیں تو خوب پروان چڑھتی ہیں اور لوگ دنیا میں تو بڑے کامیاب ہوتے ہیں۔لیکن تھوڑا سا غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بلڈ پریشر،شوگر، ہارٹ بائی پاس، اعصابی امراض اور نفسیاتی پیچیدگیوں وغیرہ کے امراض میں مبتلا ہونے والوں کی غالب اکثریت ایسے ہی کامیاب لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگوں کے جسمانی انحطاط کا آغاز تو بہت پہلے ہوجاتا ہے البتہ اس کا نتیجہ ظاہر ہونے میں ایک وقفہ حائل ہوتا ہے۔ان کے

ذہنی انحطاط کی علامت یہ ہے کہ آج کے ماہرین انسانوں کے کسی مسئلہ کو جب حل کرتے ہیں تو اس سے نئے مسائل جنم لیتے ہیں۔ پھر ان کے حل سے مزید مسائل وجود میں آتے ہیں۔ یہ وہ کیفیت ہے جس پر کتے کے نظام تنفس کی مثال پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ 923 اور ان کے کردار کے انحطاط پر بات کرنا حد ادب ہے۔

آج اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ یعنی حُبِ دنیا نے انسانوں کی اکثریت کو تسکین سے محرومی اور ھل من مزید کی ہوس میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس مشاہدے نے معاشیات کے اس اصول کو جنم دیا ہے کہ Human Wants Are Insatiable (انسانی ضروریات قابل تسکین نہیں ہیں) ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ انسانی ضرورت پوری ہوتی ہے تو کوئی دوسری ضرورت جنم لے لیتی ہے اور یہ ایک سلسلۂ لامتناہی ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اصول میں لفظ Wants دو دھاری تلوار ہے۔ ایک طرف تو اس کا اطلاق Human Needs (انسانی ضروریات) پر ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ Human Desires (انسانی خواہشات) پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے انسانی ضروریات اور خواہشات آپس میں گڈمڈ ہو کر ایک ہی چیز نظر آنے لگتی ہیں، جبکہ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ اس لیے لفظ Wants کو نکال کر اگر یہی اصول اس طرح بیان کیا جائے کہ انسانی خواہشات قابل تسکین نہیں ہیں تو یہ بات درست ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ انسانی ضروریات قابل تسکین نہیں ہیں تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک لفظ Wants نے کیا قیامت ڈھائی ہے اور انسانوں کو کیسی سنگین غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے آج انسانیت کیسے کیسے دکھ جھیل رہی ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انسان اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡض یعنی حُب دنیا کی حقیقت کو پہنچاننے اور اس سے بچنے کے لیے شعوری طور پر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے کیونکہ اس کا انجام بڑا حسرتناک ہے۔ ایک مقولے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے اس کی حقیقت کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

"Hub-Be-Dunya" is Just Like a Cigarette,

Which Burns With Flame And Ends In Ashes.

(از لطف الرحمٰن خان)

آیت نمبر (179 تا 186)

ل ح د

(ف) لَحۡدًا (1) بغلی قبر کھودنا۔ کسی طرف مائل ہونا۔ (2) عقیدے یا مذہب سے پھر جانا۔

(افعال) اِلۡحَادًا عقیدے یا مذہب میں شک پیدا کرنا۔ کجروی کرنا۔ جھگڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 180

(افتعال) اِلۡتِحَادًا اہتمام سے کسی طرف مائل ہونا۔

مُلۡتَحَدٌ اسم المفعول ہے جو اسم ظرف کے طور پر آتا ہے۔ پناہ گاہ۔

م ت ن

(ک) مَتَانَةً مضبوط و قوی ہونا۔

مَتِيۡنٌ فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پختہ۔ مضبوط۔ زیر مطالعہ آیت۔ 183

ترجمہ

لَا يَفۡقَهُوۡنَ	قُلُوۡبٌ	لَهُمۡ	مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ	كَثِيۡرًا	لِجَهَنَّمَ	وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا
(لیکن) وہ لوگ سوچتے سمجھتے نہیں	دل ہیں	ان کے لیے	انسانوں اور جنوں میں سے	بہتوں کو	جہنم کے لیے	اور بیشک ہم نے پیدا کیا

بِهَا	وَلَهُمْ	اَعْيُنٌ	لَّا يُبْصِرُوْنَ	بِهَا	وَلَهُمْ	اٰذَانٌ	لَّا يَسْمَعُوْنَ
ان سے	اوران کی	آنکھیں ہیں	(لیکن) وہ لوگ دیکھتے نہیں	ان سے	اوران کے	کان ہیں	(لیکن) وہ لوگ سنتے نہیں

بِهَا ۭ	اُولٰۗىِٕكَ	كَالْاَنْعَامِ	بَلْ	هُمْ	اَضَلُّ ۭ	اُولٰۗىِٕكَ	هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿179﴾	وَلِلّٰهِ
ان سے	وہ لوگ	مویشیوں کی مانند ہیں	بلکہ	وہ لوگ	زیادہ گمراہ ہیں	یہ لوگ	ہی غفلت برتنے والے ہیں	اوراللہ کے لیے ہی ہیں

الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى	فَادْعُوْهُ	بِهَا ۠	وَذَرُوا	الَّذِيْنَ	يُلْحِدُوْنَ	فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ
تمام خوبصورت نام	توتم لوگ پکارواس کو	ان سے	اور چھوڑ دو	ان کو جو	کجروی اختیار کرتے ہیں	اس کے ناموں میں

سَيُجْزَوْنَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿180﴾	وَمِمَّنْ	خَلَقْنَآ	اُمَّةٌ	يَّهْدُوْنَ
ان کو بدلہ دیا جائے گا	اس کا جو	وہ لوگ کرتے تھے	اوران میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	کچھ ایسے لوگ ہیں	جو ہدایت دیتے ہیں

بِالْحَقِّ	وَبِهٖ	يَعْدِلُوْنَ ﴿181﴾ ۧ	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	سَنَسْتَدْرِجُهُمْ	مِّنْ حَيْثُ
حق کی	اوراس ہی سے	وہ انصاف کرتے ہیں	اورجنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے	وہاں سے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿182﴾ ښ	وَاُمْلِيْ	لَهُمْ ڐ	اِنَّ	كَيْدِيْ	مَتِيْنٌ ﴿183﴾	اَوَ	لَمْ يَتَفَكَّرُوْا	مَا
وہ لوگ نہیں جانتے (جس کو)	اورمیں ڈھیل دیتا ہوں	ان کو	بیشک	میری تدبیر	پختہ ہے	کیا	انہوں نے غور نہیں کیا	(کہ) نہیں ہے

بِصَاحِبِهِمْ	مِّنْ جِنَّةٍ ۭ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿184﴾	اَوَ	لَمْ يَنْظُرُوْا
ان کے ساتھی کو	کسی قسم کا کوئی جنون	نہیں ہے	وہ	مگر	ایک واضح خبردار کرنے والا	کیا	انہوں نے نظر نہیں ڈالی

فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	مِنْ شَيْءٍ ۙ	وَّاَنْ	عَسٰٓي	اَنْ	يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ
زمین اور آسمانوں کی بادشاہت میں	اوراس میں جو	پیدا کیا	اللہ نے	کسی چیز سے	اوریہ کہ	ہوسکتا ہے	کہ	قریب آچکا ہو

اَجَلُهُمْ ۚ	فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ	بَعْدَهٗ	يُؤْمِنُوْنَ ﴿185﴾	مَنْ	يُّضْلِلِ	اللّٰهُ	فَلَا هَادِيَ
ان کے خاتمے کا وقت	توکون سی بات پر	اس کے بعد	وہ لوگ ایمان لائیں گے	جس کو	گمراہ کرے	اللہ	توکوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے

لَهٗ ۭ	وَيَذَرُهُمْ	فِيْ طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ ﴿186﴾
اس کو	اوروہ چھوڑ دیتا ہے ان کو	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

نوٹ:1

آیت نمبر۔179 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنوں اورانسانوں میں سے بہتوں کو ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ ان میں سے کن کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے؟ اس کا جواب آگے دے دیا ہے کہ ان لوگوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے جو اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہیں کریں گے۔اور دنیا کے کمرۂ امتحان میں چونکہ اللہ نے انسان کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو جس مقصد کے لیے چاہے استعمال کرے، جو عقیدہ اور نظریہ چاہے اختیار کرے اور جیسا چاہے عمل کرے، اس لیے یہ بات ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ چاہے تو اپنا نام پاس ہونے والوں یعنی جنت میں جانے والوں میں لکھوائے اور چاہے تو فیل ہونے والوں یعنی جہنم میں جانے والوں میں لکھوائے۔انسان کے اس اختیار کو۔اللہ تعالیٰ خود سلب کرتا ہے۔اور نہ ہی دوسرے کو اس کی اجازت دیتا ہے۔اسی

لیے فرمادیا کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (ضابطہ حیات کے ضمن میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے) (2/256)۔ دوسرے 923 الفاظ میں اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ضابطہ حیات کے ضمن میں انسانوں کو مکمل اختیار حاصل ہے۔ (از لطف الرحمٰن خان)

نوٹ: 1

آیت نمبر۔ 2/7 کے نوٹ۔ 3 میں ہم سماعت اور بصارت کی وضاحت کر چکے ہیں۔ لیکن مناسب ہے کہ اس مقام پر ہم اس بات کو ذرا وضاحت سے سمجھ لیں کیونکہ آیت۔ 179 میں اس Process کی نشاندہی کی گئی ہے جس سے گزر کر انسان فیصلہ کرتا ہے اور اپنے اختیار کو استعمال کرتا ہے۔ مذکورہ نوٹ۔ 3 میں ہم سمجھ چکے ہیں کہ جب آنکھ اپنی حاصل کردہ معلومات کو ذہن تک پہنچاتی ہے تو اس کی اس صلاحیت کو بصارت کہتے ہیں۔ اسی طرح جب کان اپنی حاصل کردہ معلومات کو ذہن تک پہنچاتا ہے تو اس کی صلاحیت سماعت کہلاتی ہے۔ اب سمجھنے والی بات یہ ہے کہ آیت زیر مطالعہ میں بصارت اور سماعت کا ذکر کس حوالہ سے کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات پھر یاد کر لیں کہ قرآن مجید کا یہ ایک خاص انداز ہے کہ کبھی وہ کسی چیز کے جز کی طرف اشارہ کر کے پوری چیز مراد لیتا ہے۔ (آیت۔ 2/البقرۃ: 112، نوٹ۔ 1) اس بات کو ذہن میں رکھ کر مذکورہ آیت پر غور کریں تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہاں دراصل ہمارے حواس خمسہ اور ان کی ذہن تک معلومات پہنچانے کی صلاحیت کی بات ہو رہی ہے۔ پھر انسانی ذہن حاصل شدہ معلومات کو ذخیرہ (Store) کرنے سے پہلے ان کا تجزیہ کر کے کوئی فیصلہ کرتا ہے، جسے ہم عقل کہتے ہیں۔ اس طرح یہاں بصارت اور سماعت کے ذکر میں عقل کا استعمال از خود شامل ہے۔

عقل کے ضمن میں قرآن مجید کے طالب علم اور جدید تعلیم یافتہ افراد کے نکتۂ نظر میں فرق ہے۔ کیونکہ کچھ عرصہ پہلے تک ماہرین نفسیات کا کہنا تھا کہ حاصل شدہ معلومات سے ذہن کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے اور انسانی جسم میں موجود موٹر سنٹر کو حکم دیتا ہے، تو انسان کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ ذہن کے فیصلے اور عمل کے درمیان میں ایک مرحلہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ذہن کے فیصلے کو انسان کا دل یا تو قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے۔ پھر انسان کا عمل عقل کے نہیں بلکہ اس کے دل کے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ بات تو ٹھیک ہے، پر کیا کریں دل نہیں مانتا۔ یعنی ذہن اس بات کو قبول کر رہا ہے اور اس کا فیصلہ ہے کہ یہ کام کیا جائے لیکن دل قبول نہیں کر رہا ہے۔ اس لیے میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس جب کسی بات پر ہمارا دل ٹھک جاتا ہے تو وہ کام ہم کتنے شوق اور لگن سے کرتے ہیں، یہ بات سب لوگ خوب جانتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آخر میں فیصلہ دل کا ہوتا ہے۔ اور اب تو ماہرین نے بھی اپنی اصلاح کر لی ہے۔ جدید مینجمنٹ سائنس کا اصول یہ ہے کہ عمل کے لیے تنہا Conviction (ذہن کا قائل ہونا) کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ Motivation (شوق اور لگن) کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اب یہ بات بہت واضح ہے کہ Motivation کا تعلق عقل سے نہیں ہے بلکہ جذبہ سے ہے۔ جس کا مقام دل ہے، اور دل کے فیصلہ کرنے کو قرآن تفقہہ کہتا ہے۔ اسی لیے آیت زیر مطالعہ میں فرمایا کہ ان کے دل ہیں لیکن ان سے وہ تفقہہ نہیں کرتے۔

اب سوال یہ ہے کہ عقل کا فیصلہ تو حواس خمسہ کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر ہوتا ہے لیکن دل کے فیصلے کی بنیاد کیا ہے؟ تو یہ بات نوٹ کر لیں کہ دل کا فیصلہ اُن ''معلومات'' کی بنیاد پر ہوتا ہے جنہیں انسان کی فطرت میں ڈال کر اُسے کمرۂ امتحان میں بھیجا جاتا ہے، جس میں سرفہرست اللہ کی معرفت اور نیکی و بدی کا شعور ہے اور جس کی وضاحت آیت 7۔172 کے نوٹ۔ا میں کی جا چکی ہے۔ جب تک دل یہ کام کرتا رہتا ہے کہ عقل کے فیصلے کو اگر وہ اپنی فطرت کے مطابق پائے تو اسے قبول کر لے، ورنہ رد کر دے، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ تفقہہ کر رہا ہے۔ اور جب دل یہ کام شروع کر دیتا ہے کہ عقل کے فیصلے کو اپنی خواہشات اور امنگوں کے مطابق پائے تو قبول کرے ورنہ رد کر دے اور اپنی فطرت کی پکار کا گلا گھوٹتا رہے، تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے تفقہہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اسی کو گزشتہ آیت نمبر۔ 176 میں اپنی خواہشات کی پیروی کرنا کہا گیا ہے اور اس کا سبب اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کا مرض بتایا گیا ہے۔ ایسے لوگ اس دنیا میں خود کو اس عذاب میں مبتلا کر لیتے جس میں ایک کتا مبتلا ہوتا ہے اور آخرت کے لیے اپنا نام جہنم میں جانے والوں کی فہرست میں لکھوا لیتے ہیں۔

اس نوٹ کے شروع میں ہم نے فیصلہ کرنے کے Process کی بات کی تھی۔ اس کی فطری ترتیب یہ ہے کہ اس کی ابتدا حواس خمسہ سے ہوتی ہے اور اختتام دل پر ہوتا ہے لیکن اس Process کے معطل ہونے یا منقطع ہونے کی ابتدا دل سے ہوتی ہے اور اختتام حواس خمسہ پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت زیر مطالعہ میں پہلے یہ فرمایا کہ ان کے دل ہیں لیکن وہ اس سے تفقہ نہیں کرتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے بصارت نہیں کرتے اور کان سے سماعت نہیں کرتے۔ (از لطف الرحمن خان)

923

آیت نمبر (187 تا 188)

ر س و

(ن) رَسْوًا: ٹھہرنا۔ جم جانا۔

رَاسِيَةٌ: ج: رَاسِيَاتٌ اور رَوَاسِیُ۔ اسم الفاعل ہے۔ ٹھہرنے یا جم جانے والی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ قرآن میں رَوَاسِیُ پہاڑوں کے لیے آیا ہے۔ ﴿ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ط ﴾ (34/السبا:13) ''اور جم جانے والی دیگیں۔'' ﴿ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ ﴾ (13/الرعد:3) اور اس نے بنایا اس میں پہاڑوں کو۔''

(افعال) اِرْسَاءً: ٹھہرانا۔ جمانا۔ ﴿ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴾ (79/النّٰزعٰت:32) اور پہاڑوں کو، اس نے جمایا ان کو

مُرْسًی: اسم المفعول ہے اور ظرف کے طور پر بھی آتا ہے۔ ٹھہرایا یا جمایا ہوا۔ ٹھہرانے یا جمانے کی جگہ یا وقت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 187

ح ف و

(ن) حَفْوًا: (1) کسی کو کوئی چیز دینا۔ (2) عزت دینا۔ مہربان و شفیق ہونا۔

(س) حَفًا: (1) زیادہ سفر کرنے کی وجہ سے جانور کا گھسے ہوئے کُھر والا ہونا۔ (2) انسان کا کسی چیز کے متعلق پورا پورا علم رکھنے والا ہونا۔

حَفِیٌّ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) مہربان۔ شفیق۔ ﴿ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴾ (19/مریم:47) بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔'' (2) پورا پورا علم رکھنے والا۔ زیر مطالعہ آیت 187

(افعال) اِحْفَاءً: کسی سے کوئی چیز مانگنے میں اصرار کرنا۔ ﴿ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ ﴾ (47/محمد:37) اگر وہ مانگے تم لوگوں سے اسے پھر وہ اصرار کرے تم سے۔''

ترجمہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ السَّاعَةِ	اَيَّانَ	مُرْسٰهَا ط	قُلْ	اِنَّمَا	عِلْمُهَا
وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	قیامت کے بارے میں	کب ہے	اس کے قائم ہونے کا وقت	آپ کہہ دیجیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس کا علم

عِنْدَ رَبِّيْ ج	لَا يُجَلِّيْهَا	لِوَقْتِهَآ	اِلَّا	هُوَ ؔ	ثَقُلَتْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
میرے رب کے پاس ہے	ظاہر نہیں کرے گا (کوئی) اس کو	اس کے وقت پر	مگر	وہی	وہ بھاری ہوئی (یعنی ہوگی)	زمین اور آسمانوں میں

لَا تَاْتِيْكُمْ	اِلَّا	بَغْتَةً ط	يَسْـَٔلُوْنَكَ	كَاَنَّكَ	حَفِيٌّ	عَنْهَا ط	قُلْ
وہ نہیں پہنچے گی تم لوگوں کو	مگر	اچانک	وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے	جیسے آپؐ	پورا علم رکھنے والے ہیں	اس کے بارے میں	آپ کہہ دیجیے

اِنَّمَا عِلْمُهَا	عِنْدَ اللّٰهِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾	قُلْ	لَّآ اَمْلِكُ 923
اس کا علم تو بس	اللہ کے پاس ہے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	آپ کہہ دیجیے	میں مالک نہیں ہوں

لِنَفْسِيْ	نَفْعًا	وَّلَا ضَرًّا	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ ۭ	وَلَوْ	كُنْتُ اَعْلَمُ	الْغَيْبَ	لَاسْتَكْثَرْتُ
اپنی جان کے لیے	کسی نفع کا	اور نہ ہی کسی تکلیف کا	مگر	وہ، جو	چاہا	اللہ نے	اور اگر	میں جانتا ہوتا	غیب کو	تو میں ضرور جمع کرتا

مِنَ الْخَيْرِ ڔ	وَمَا مَسَّنِيَ	السُّوْۗءُ ڔ	اِنْ	اَنَا	اِلَّا	نَذِيْرٌ	وَّبَشِيْرٌ
بھلائی میں سے	اور نہ چھوتی مجھ کو	برائی	نہیں	ہوں میں	مگر	ایک خبردار کرنے والا	اور بشارت دینے والا

لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع
ایسی قوم کے لیے	جو ایمان لاتی ہے

نوٹ:1

بعض اسلامی کتابوں میں دنیا کی عمر سات ہزار سال بتائی گئی ہے۔ یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اسرائیلی روایات سے لیا ہوا مضمون ہے۔ اسلامی روایات میں ایسی بے سند باتوں کو داخل کر دینے کا مقصد شائد اسلام کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنا ہو۔ علماء طبقات الارض نے دنیا کی عمر لاکھوں سال بتائی ہے یہ بات نہ کسی قرآنی آیت سے ٹکراتی ہے اور نہ کسی حدیث سے۔ حافظ ابن حزم اندلسی نے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی عمر کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا صحیح علم صرف پیدا کرنے والے ہی کو ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ:2

آیت۔188 میں اس غلط عقیدے کی تردید ہے جو مشرکین نے انبیاء کرامؑ کے بارے میں قائم کر رکھا تھا کہ وہ غیب داں ہوتے ہیں اور ان کا علم اللہ تعالیٰ کی طرح تمام کائنات پر حاوی ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ ہر نفع نقصان کے مالک ہوتے ہیں۔ اور جس کو چاہیں نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ انبیاء کرامؑ نہ قادر مطلق ہوتے ہیں اور نہ عالم الغیب، بلکہ ان کو علم و قدرت کا اتنا ہی حصہ حاصل ہوتا ہے جتنا من جانب اللہ ان کو دیا جائے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جو حصہ علم ان کو عطا ہوتا ہے وہ ساری مخلوقات سے زیادہ ہوتا ہے۔ خصوصاً ہمارے رسول کریم ﷺ کو جو علم عطا کیا گیا تھا وہ سب سے زیادہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے ہزاروں غیب کی خبریں دیں جن کی سچائی کا لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ (تدبر قرآن) آیت نمبر (7/ الاعراف: 189 تا 196)

ص م ت

(ن) صَمْتًا: خاموش رہنا۔
صَامِتٌ: اسم الفاعل ہے۔ خاموش رہنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔193

ب ط ش

(ن) بَطْشًا: پکڑنا۔ گرفت کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔195
بَطْشٌ: اسم ذات بھی ہے۔ پکڑ۔ گرفت۔ ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ ط ﴾ (85/ البروج:12) ''بیشک آپؐ کے رب کی پکڑ یقیناً شدید ہے۔''

ترکیب

923

(آیت۔193) وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ میں نوٹ کرلیں کہ یہ واحد نہیں بلکہ جمع کا صیغہ ہے۔ واحد تَدۡعُوۡ ہے۔ اس پر اِنۡ داخل ہوتا تو واو گر جاتی اور اِنۡ تَدۡعُهُمۡ آتا۔ لیکن یہ تَدۡعُوۡنَ تھا۔ اِنۡ کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے تو اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ آیا ہے۔ اسی طرح سے آیت۔194 میں فعل امر فَادۡعُوۡهُمۡ بھی جمع کا صیغہ ہے۔ یہ اُدۡعُوۡا تھا۔ ضمیر مفعولی آنے کی وجہ سے الف گرا ہوا ہے۔ (آیت۔196) وَلِیِّ ۓ قرآن کا خصوصی املا ہے۔ یہ دراصل وَلِیِّیَ ہے یعنی وَلِیَّ پر مضاف الیہ کے طور پر یائے متکلم لگی ہوئی ہے۔

ترجمہ

هُوَ	الَّذِیۡ	خَلَقَكُمۡ	مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ	وَّجَعَلَ	مِنۡهَا	زَوۡجَهَا	لِیَسۡكُنَ
وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	ایک جان سے	اور اس نے بنایا	اس (جان) سے	اس کا جوڑا	تاکہ وہ سکون پکڑے

اِلَیۡهَا ج	فَلَمَّا	تَغَشّٰهَا	حَمَلَتۡ	حَمۡلًا خَفِیۡفًا	فَمَرَّتۡ	بِهٖ ج	فَلَمَّاۤ
اس سے	پھر جب	اس (مذکر) نے ڈھانپ لیا اس (مونث) کو	تو اس (مونث) نے اٹھایا	ایک ہلکا بوجھ	پھر وہ چلی	اس کے ساتھ	پھر جب

اَثۡقَلَتۡ	دَّعَوَا	اللّٰهَ	رَبَّهُمَا	لَئِنۡ	اٰتَیۡتَنَا	صَالِحًا	لَّنَكُوۡنَنَّ
اس نے بوجھ لادا	تو دونوں نے پکارا	اللہ کو	جو دونوں کا رب ہے	بیشک اگر	تو دے گا ہم کو	ایک نیک (اولاد)	تو ہم لازماً ہوں گے

مِنَ الشّٰكِرِیۡنَ ﴿۱۸۹﴾	فَلَمَّاۤ	اٰتٰهُمَا	صَالِحًا	جَعَلَا	لَهٗ	شُرَكَآءَ	فِیۡمَاۤ
شکر کرنے والوں میں سے	پھر جب	اس نے دی انہیں	ایک نیک (اولاد)	تو دونوں نے بنایا	اس کے لیے	کچھ شریک	اس میں جو

اٰتٰهُمَا ج	فَتَعٰلَی	اللّٰهُ	عَمَّا	یُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۹۰﴾	اَیُشۡرِكُوۡنَ	مَا	لَا یَخۡلُقُ	شَیۡئًا
اس نے دیا ان کو	تو بلند ہے	اللہ	اس سے جو	یہ لوگ شریک بناتے ہیں	کیا یہ لوگ شریک بناتے ہیں	اس کو جو	تخلیق نہیں کرتا ہے	کوئی چیز

وَّهُمۡ	یُخۡلَقُوۡنَ ﴿۱۹۱﴾	وَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ	لَهُمۡ	نَصۡرًا	وَّلَاۤ اَنۡفُسَهُمۡ	یَنۡصُرُوۡنَ ﴿۱۹۲﴾
اور وہ (خود بھی)	پیدا کیے جاتے ہیں	اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے	ان کیلئے	کسی مدد کی	اور نہ ہی اپنے آپ کی	وہ لوگ مدد کرتے ہیں

وَاِنۡ	تَدۡعُوۡهُمۡ	اِلَی الۡهُدٰی	لَا یَتَّبِعُوۡكُمۡ ط	سَوَآءٌ	عَلَیۡكُمۡ	اَدَعَوۡتُمُوۡهُمۡ	اَمۡ	اَنۡتُمۡ
اور اگر	تم لوگ پکارو گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ پیروی نہیں کریں گے تمہاری	برابر ہے	تم لوگوں پر	خواہ تم لوگ پکارو ان کو	یا	تم لوگ

صَامِتُوۡنَ ﴿۱۹۳﴾	اِنَّ	الَّذِیۡنَ	تَدۡعُوۡنَ	مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	عِبَادٌ	اَمۡثَالُكُمۡ	فَادۡعُوۡهُمۡ
خاموش رہنے والے ہو	بیشک	وہ لوگ جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اللہ کے علاوہ	(وہ) بندے ہیں	تمہارے جیسے	پس تم لوگ (ذرا) پکارو تو ان کو

فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا	لَكُمۡ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۹۴﴾	اَ	لَهُمۡ	اَرۡجُلٌ	یَّمۡشُوۡنَ	بِهَاۤ ز
تو انہیں چاہیے کہ وہ جواب دیں	تم کو	اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	کیا	ان کے	پیر ہیں	وہ چلتے ہیں	جن سے

اَمۡ	لَهُمۡ	اَیۡدٍ	یَّبۡطِشُوۡنَ	بِهَاۤ ز	اَمۡ	لَهُمۡ	اَعۡیُنٌ	یُّبۡصِرُوۡنَ	بِهَاۤ ز	اَمۡ	لَهُمۡ	اٰذَانٌ
یا	ان کے	ہاتھ ہیں	وہ پکڑتے ہیں	جن سے	یا	ان کی	آنکھیں ہیں	وہ دیکھتے ہیں	جن سے	یا	ان کے	کان ہیں

يَسْمَعُوْنَ	بِهَا	قُلِ	ادْعُوْا	شُرَكَآءَكُمْ	ثُمَّ	كِيْدُوْنِ	فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾
وہ سنتے ہیں	جن سے	آپ کہہ دیجئے	تم لوگ پکارو	اپنے شریکوں کو	پھر	تدبیر کرو میرے خلاف	پھر تم لوگ مہلت نہ دو مجھ کو

اِنَّ	وَلِيِّۦَ	اللّٰهُ الَّذِيْ	نَزَّلَ	الْكِتٰبَ	وَهُوَ	يَتَوَلَّى	الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾
بیشک	میرا کارساز	وہ اللہ ہے جس نے	اتارا	کتاب کو	اور وہ	دوست رکھتا ہے	نیک لوگوں کو

نوٹ:1

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا پر غور کرتے ہوئے سائنس کے انکشاف کو بھی ذہن میں رکھیے، جس کا ذکر ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم نے اپنی کتاب قرآن اور علم جدید'' میں کیا ہے، کہ زندگی کے آغاز میں جسد انسانی کی اولین صورت ایک جونک کی طرح ایک ہی خلیہ پر مشتمل تھی اور ایک خلیہ سے جاندار کے توالد کا طریق یہ ہے کہ وہ بڑھ کر خود بخود دو خصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے، جن میں سے ہر ایک حصہ ایک مکمل جاندار ہے۔ پھر بدنی ارتقا کے اگلے مراحل پر ایک حصہ مادہ کے فرائض کے لیے اور دوسرا حصہ نر کے فرائض کے لیے موزوں بن جاتا ہے (تدبر قرآن) بی بی حوا کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیے جانے کا ذکر قرآن یا حدیث میں کہیں نہیں ملتا۔ اسرائیلی روایات میں اس کا ذکر ہے (ترجمہ قرآن کیسٹ۔ حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

نوٹ:2

آیت نمبر۔189۔190 میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ نوع انسانی کا پہلا جوڑا، جس سے آفرینش کی ابتدا ہوئی، اس کا خالق بھی اللہ ہی تھا، کوئی دوسرا اس کار تخلیق میں شریک نہیں تھا۔ پھر ہر مرد و عورت کے ملاپ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے، اس کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔ اس کا اقرار تمہارے دلوں میں موجود ہے۔ اسی لیے امید و بیم کی حالت میں جب دعا مانگتے ہو تو اللہ ہی سے مانگتے ہو۔ پھر جب امیدیں پوری ہو جاتی ہیں تو تمہیں شریک کی سوجھتی ہے۔ یہاں ایک اور بات قابل توجہ ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عرب کے مشرکین کی مذمت کی ہے۔ ان کا قصور یہ تھا کہ وہ اولاد تو اللہ ہی سے مانگتے تھے مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے شکرانے میں دوسروں کو حصہ دار ٹھہرا لیتے تھے۔ لیکن ہم لوگ اولاد بھی غیروں سے مانگتے ہیں منتیں بھی غیروں کے نام کی ہی مانتے ہیں اور نیاز بھی ان ہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔ پھر بھی موحد ہی رہتے ہیں (تفہیم القرآن)

نوٹ:3

آیت 196 میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام کی تو بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عام صالح اور نیک مسلمانوں کا بھی کارساز اور مددگار رہتا ہے۔ اس لیے مخالفین کی مخالفت اسے نقصان نہیں پہنچا پاتی۔ اور اگر کبھی بتقاضائے حکمت اس کو کوئی نقصان پہنچ بھی جائے تو بھی اس کے اصل مقصد میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ مومن صالح کا اصل مقصد اللہ کی رضا ہے۔ اگر وہ دنیا میں کسی وجہ سے ناکام بھی ہو جائے تو بھی رضائے الٰہی کا اصل مقصد اسے حاصل ہو جاتا ہے (معارف القران)

امام حسینؓ کا مقصد اگر خلافت کا حصول تھا تو اس میں تو وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ ان کا مقصد نہیں تھا۔ ان کا مقصد تو بس ایک تھا۔ اللہ کی رضا جوئی اور اس پر استقامت۔ اس مقصد کے حصول میں وہ ایسا کامیاب ہوئے کہ دنیا تو دنیا، فرشتے بھی حیرت سے تکتے ہی رہ گئے۔

شہادت ہے مقصود و مطلوبِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

923

آیت نمبر (197 تا 206)

ن ز غ

(ف) نَزْغًا بگاڑ پیدا کرنا۔ (۱) کسی کو کسی کے خلاف ابھارنا۔ ناچاقی پیدا کرنا۔ ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ﴾ (17/بنی اسرائیل:53) ''بیشک شیطان ناچاقی ڈالتا ہے ان کے مابین۔'' (۲) کسی غلط کام پر اُکسانا۔ زیر مطالعہ آیت۔200۔

نَزْغٌ اسم ذات بھی ہے۔ ناچاقی۔ اکساہٹ۔ وسوسہ زیر مطالعہ آیت۔200۔

ن ص ت

(ض) نَصْتًا چپ ہو کر سننا۔ چپ چاپ سننا۔

اِنْصِتْ فعل امر ہے۔ چپ چاپ سن۔

(افعال) اِنْصَاتًا ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔204۔

ء ص ل

(ک) اَصَالَةً جڑ والا ہونا۔ جڑ پکڑنا۔

اَصْلٌ ج: اُصُوْلٌ۔ اسم ذات ہے۔ جڑ۔ بنیاد۔ ﴿اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۙ﴿۶۴﴾﴾ (37/الصافات:64) ''بیشک وہ ایک ایسا درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ سے۔'' ﴿اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا﴾ (59/الحشر:5) ''یا تم لوگوں نے چھوڑا اس کو کھڑا ہوا اپنی جڑوں پر۔''

(س) اَصَلًا متغیر ہونا۔ کمزور ہونا۔

اَصِيْلٌ ج: اُصَالٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ متغیر۔ کمزور۔ پھر اس مفہوم میں عصر اور مغرب کا درمیانی وقت لیتے ہیں۔ شام کا وقت۔ ﴿وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾﴾ (33/الاحزاب:42) ''اور تم لوگ تسبیح کرو اس کی صبح کے وقت اور شام کے وقت۔''۔ اور زیر مطالعہ آیت۔205۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	نَصْرَكُمْ	وَلَآ اَنْفُسَهُمْ	يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾
اور وہ لوگ جن کو	تم لوگ پکارتے ہو	اس کے علاوہ	وہ استطاعت نہیں رکھتے	تمہاری مدد کی	اور نہ ہی اپنے آپ کی	وہ مدد کرتے ہیں

وَاِنْ	تَدْعُوْهُمْ	اِلَى الْهُدٰى	لَا يَسْمَعُوْا ؕ	وَتَرٰىهُمْ	يَنْظُرُوْنَ	اِلَيْكَ	وَ
اور اگر	تم لوگ پکارو ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ لوگ نہیں سنتے	اور آپؐ دیکھتے ہیں ان کو	(کہ) وہ تکتے ہیں	آپؐ کی طرف	اس حال میں کہ

هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾	خُذِ	الْعَفْوَ	وَاْمُرْ	بِالْعُرْفِ	وَاَعْرِضْ	عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾	وَاِمَّا
وہ دیکھ کر سمجھتے نہیں ہیں	آپؐ پکڑیں	درگزر کو	اور حکم دیں	نیکی کا	اور کنارہ کشی کریں	جاہلوں سے	اور اگر

يَنْزَغَنَّكَ	مِنَ الشَّيْطٰنِ	نَزْغٌ	فَاسْتَعِذْ	بِاللّٰهِ ؕ	اِنَّهٗ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾	اِنَّ
اکسائے ہی آپؐ کو	شیطان سے	کوئی وسوسہ	تو آپؐ پناہ مانگیں	اللہ سے	یقیناً وہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یقیناً

الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا	اِذَا	مَسَّهُمْ	طٰٓئِفٌ	مِّنَ الشَّيْطٰنِ	تَذَكَّرُوْا	فَاِذَا	هُمْ
جو لوگ	تقویٰ کرتے ہیں،	جب کبھی	چھوتا ہے ان کو	کوئی وسوسہ	شیطان سے	تو وہ (یادِ الٰہی) میں لگ جاتے ہیں	پھر فوراً ہی	انہیں

مُّبۡصِرُوۡنَ ۚ﴿۲۰۱﴾	وَاِخۡوَانُهُمۡ	يَمُدُّوۡنَهُمۡ	فِى الۡغَىِّ	ثُمَّ	لَا يُقۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۲﴾	وَاِذَا	لَمۡ تَاۡتِهِمۡ
سوجھ آجاتی ہے	اوران کے بھائی	کھینچتے ہیں ان کو	گمراہی میں	پھر	وہ لوگ کمی نہیں کرتے	اور جب	آپ نہیں لاتے ان کے پاس

بِاٰيَةٍ	قَالُوۡا	لَوۡلَا	اجۡتَبَيۡتَهَا ؕ	قُلۡ	اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ	مَا	يُوۡحٰٓى	اِلَىَّ
کوئی آیت	تو وہ کہتے ہیں	کیوں نہیں	تصنیف کیا آپؐ نے اس کو	آپ کہہ دیجئے	میں تو بس پیروی کرتا ہوں	اس کی جو	وحی کیا گیا	میری طرف

مِنۡ رَّبِّىۡ ۚ	هٰذَا	بَصَآئِرُ	مِنۡ رَّبِّكُمۡ	وَهُدًى	وَّرَحۡمَةٌ	لِّقَوۡمٍ	يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾
میرے رب کی طرف سے	یہ	دلیلیں ہیں	تمہارے رب کی طرف سے	اور ہدایت ہے	اور رحمت ہے	ایسے لوگوں کے لیے	جو ایمان رکھتے ہیں

وَاِذَا	قُرِئَ	الۡقُرۡاٰنُ	فَاسۡتَمِعُوۡا	لَهٗ	وَاَنۡصِتُوۡا	لَعَلَّكُمۡ	تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۲۰۴﴾	وَاذۡكُرۡ
اور جب بھی	پڑھا جائے	قرآن	تو تم لوگ کان لگا کر سنو	اس کو	اور چپ چاپ سنو	شاید تم لوگوں پر	رحم کیا جائے	اور آپؐ یاد رکھیں

رَّبَّكَ	فِىۡ نَفۡسِكَ	تَضَرُّعًا	وَّخِيۡفَةً	وَّدُوۡنَ الۡجَهۡرِ	مِنَ الۡقَوۡلِ	بِالۡغُدُوِّ	وَالۡاٰصَالِ
اپنے رب کو	اپنے جی میں	گڑگڑاتے ہوئے	اور ڈرتے ہوئے	اور نمایاں کیے بغیر	قول میں سے (کچھ)	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

وَلَا تَكُنۡ	مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ﴿۲۰۵﴾	اِنَّ	الَّذِيۡنَ	عِنۡدَ رَبِّكَ	لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ	عَنۡ عِبَادَتِهٖ
اور آپؐ مت ہوں	غافلوں میں سے	بیشک	وہ لوگ جو	آپؐ کے رب کے نزدیک ہیں	وہ بڑائی نہیں چاہتے	اس کی عبادت سے

وَيُسَبِّحُوۡنَهٗ	وَلَهٗ	يَسۡجُدُوۡنَ ۩ ﴿۲۰۶﴾
اور وہ تسبیح کرتے ہیں اس کی	اور اس کے لیے ہی	وہ سجدہ کرتے ہیں

نوٹ: 1

جب آیت نمبر۔199 اتری تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ اس سے کیا مقصد ہوا تو جبریلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ جو تمہاری ذات پر کوئی زیادتی کرے تو اس کو معاف کر دیا کرو، جو تم کو نہ دے اس کو دو، جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو۔ (ابن کثیرؒ)

لفظ عفو کے کئی معنی ہیں اور اس موقع پر ہر معنی کی گنجائش ہے۔ اسی لیے علماء تفسیر نے مختلف معنی لیے ہیں، جمہور مفسرین کی رائے میں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ اس چیز کو قبول کر لیا کریں جو لوگ آسانی سے کر سکیں یعنی واجبات شرعیہ میں آپؐ لوگوں سے اعلیٰ معیار کا مطالبہ نہ کریں بلکہ وہ جس پیمانہ پر آسانی سے عمل پیرا ہو سکیں اتنے ہی درجہ کو قبول کر لیا کریں۔ (معارف القرآن)۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی خدا کے حقوق واجبی میں قصور کرے تو بھی اعراض کر جاؤ یا اللہ سے کفر کرے تو بھی درگزر کرو یا مسلمانوں سے لڑے تو بھی خاموش رہو۔ ایسی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ (ابن کثیرؒ)

انڈیکس برائے لغت (حصہ دوم)

ء

مادہ	آیت نمبر
1۔ء ب ل	6/الانعام:144
2۔ء ث ر	5/المائدہ:46
3۔ ء خ و	4/النساء:11
4۔ ء ز ر	6/الانعام:74
5۔ ء س ف	7/الاعراف:150
6۔ء س و	5/المائدہ::26
7۔ ء ص ل	7/الاعراف:205
8۔ ء ف ك	5/المائدہ::75
9۔ ء ف ل	6/الانعام:76
10۔ ء ل ی	7/الاعراف:69
11۔ ء ن ف	5/المائدہ:45

ب

مادہ	آیت نمبر
1۔ ب ت ك	4/النساء:119
2۔ ب ج س	7/الاعراف:160
3۔ ب ح ث	5/المائدہ:31
4۔ ب د ء	7/الاعراف:29
5۔ ب د ر	4/النساء:6
6۔ ب ر ج	4/النساء:78
7۔ ب ز غ	6/النساء:77
8۔ ب س ل	6/الانعام:70
9۔ ب ط ء	4/النساء:72
10۔ ب ط ش	7/الاعراف:195
11۔ ب غ ت	6/الانعام:31
12۔ ب ھ م	5/المائدہ:1

ت

مادہ	آیت نمبر
1۔ ت ب ر	7/الاعراف:139
2۔ ت ی ھ	5/المائدہ:26

ث

مادہ	آیت نمبر
1۔ ث ب ر	4/النساء:71
2۔ث ی ھ	7/الاعراف:107
3۔ ث ق ل	4/النساء:40
4۔ ث ل ث	4/النساء:11
5۔ ث ن ی	4/النساء:11

ج

مادہ	آیت نمبر
1۔ ج ب ت	4/النساء:51
2۔ ج ب ر	5/المائدہ:22
3۔ ج ث م	7/الاعراف:78
4۔ ج ح د	6/الانعام:33
5۔ ج ر ح	5/المائدہ:4
6۔ ج ر د	7/الاعراف:133
7۔ ج ر ر	7/الاعراف:150
8۔ ج ر م	5/المائدہ:2
9۔ ج س د	7/الاعراف:148
10۔ج ل د	4/النساء:56
11۔ ج ل و	7/الاعراف:143
12۔ج م ل	7/الاعراف:40
13۔ ج ھ د	5/المائدہ:54
14۔ ج و ر	4/النساء:36

ح

مادہ	آیت نمبر
1۔ ح ب ر	5/المائدہ:44
2۔ ح ب س	5/المائدہ:106
3۔ ح ث ث	7/الاعراف:54
4۔ ح ج ب	7/الاعراف:46
5۔ ح ر ج	4/النساء:65
6۔ ح ر ض	4/النساء:84
7۔ ح ز ب	5/المائدہ:56
8۔ ح ص د	6/الانعام:141
9۔ ح ص ن	4/النساء:24
10۔ح ف و	7/الاعراف:187
11۔ ح ل ف	4/النساء:62
12۔ ح ل ی	7/الاعراف:148
13۔ ح م م	6/الانعام:70
14۔ ح م ی	5/المائدہ:103
15۔ ح و ب	4/النساء:2
16۔ ح و ت	7/الاعراف:163
17۔ ح و ذ	4/النساء:142
18۔ ح و ر	5/المائدہ: 111
19۔ ح و ی	6/الانعام:146
20۔ ح ی ر	6/الانعام:71
21۔ح ی ص	4/النساء:121
22۔ح ی ق	6/الانعام:10

خ

مادہ	آیت نمبر
1۔ خ د ن	4/المائدہ:25
2۔ خ ر ر	7/الاعراف:143
3۔ خ ر ص	6/الانعام:161
4۔ خ ر ق	6/الانعام:100
5۔ خ ص ف	7/الاعراف:22
6۔ خ ض ر	6/الاعراف:99
7۔ خ م ص	5/المائدہ:3
8۔ خ ن ق	5/المائدہ:3
9۔ خ و ر	7/الاعراف:148
10۔ خ و ض	4/النساء:104

ماده	آیت نمبر
11- خ و ل	4/النساء:23

د

1- د ح ر	7/الاعراف:18
2- د ر ر	6/الانعام:6
3- د ر ك	4/النساء:78
4- د ر ی	4/النساء:11
5- د ك ك	7/الاعراف:143
6- د م ر	7/الاعراف:137
7- د م ع	5/المائدہ:83

ذ

1- ذ ء م	7/الاعراف:18
2- ذ ب ذ ب	4/النساء:143
3- ذ ر ء	6/الانعام:136
4- ذ ك و	5/المائدہ:3
5- ذ ی ع	4/النساء:83

ر

1- ر ب ع	4/النساء:12
2- ر ج س	5/المائدہ:90
3- ر ج ف	7/الاعراف:78
4- ر د ی	5/المائدہ:3
5- ر س و	7/الاعراف:187
6- ر ط ب	6/الانعام:59
7- ر غ م	4/النساء:100
8- ر ف ق	4/النساء:69
9- ر ك س	4/النساء:88

ماده	آیت نمبر
10- ر م ح	5/المائدۃ:94
11- ر م ی	4/النساء:112
12- ر ی ش	7/الاعراف:26

ز

1- ز خ ر ف	6/الانعام:112
2- ز ر ع	6/الانعام:141
3- ز ع م	4/النساء:60
4- ز ل م	5/المائدۃ:3
5- ز ی ت	6/الانعام:99

س

1- س ح ت	5/المائدۃ:42
2- س د د	4/النساء:9
3- س د س	4/النساء:11
4- س ر ق	5/المائدۃ:387
5- س ط ر	6/الانعام:25
6- س ع ر	4/النساء:10
7- س ف ح	4/النساء:24
8- س ف ل	4/النساء:145
9- س ق ط	6/الانعام:59
10- س ك ت	7/الاعراف:154
11- س ك ر	4/النساء:43
12- س ل ح	4/النساء:102
13- س ل خ	7/الاعراف:175

ماده	آیت نمبر
14- س م م	1 7/الاعراف:40
15- س ہ ل	7/الاعراف:74
16- س و ق	7/الاعراف:57
17- س ی ب	5/المائدۃ:103

ش

1- ش ح ح	4/النساء:128
2- ش ح م	6/الانعام:146
3- ش ر ح	6/الانعام:125
4- ش ر ع	5/المائدۃ:48
5- ش ع ب	7/الاعراف:85
6- ش م ت	7/الاعراف:150
7- ش م ل	6/الانعام:143
8- ش ن ء	5/المائدۃ:2
9- ش ی د	4/النساء:78
10- ش ی ع	6/الانعام:65

ص

1- ص ب ح	6/الانعام:96
2- ص د ف	6/الانعام:46
3- ص غ ر	6/الانعام:124
4- ص غ و	6/الانعام:113
5- ص ل ب	4/النساء:23
6- ص ل ی	4/النساء:10
7- ص م ت	7/الاعراف:193
8- ص ن ع	5/المائدۃ:14
9- ص ن م	6/الانعام:74

مادہ	آیت نمبر
10۔ ص ی د	5/المائدۃ:1

ض

1۔ ض ء ن	6/الانعام:143
2۔ ض ح ی	7/الاعراف:98
3۔ ض ر ع	7/الاعراف:94
4۔ ض ی ق	6/الانعام:125

ط

1۔ ط ب ع	4/النساء:155
2۔ ط ر د	6/الانعام:52
3۔ ط ر ق	4/النساء:168
4۔ ط ع ن	4/النساء:46
5۔ ط ف ء	5/المائدۃ:64
6۔ ط ف ق	7/الاعراف:22
7۔ ط ل ب	7/الاعراف:54
8۔ ط م س	4/النساء:47
9۔ ط و ل	4/النساء:25

ظ

1۔ ظ ف ر	6/الانعام:146

ع

1۔ ع ت د	4/النساء:18
2۔ ع ت و	7/الاعراف:77
3۔ ع ث ر	5/المائدۃ:107
4۔ ع ج ز	5/المائدۃ:31
5۔ ع ذ ر	7/الاعراف:164
6۔ ع ز ر	5/المائدۃ:12

مادہ	آیت نمبر
7۔ ع ش ر	4/النساء:19
8۔ ع ل ق	4/النساء:129
9۔ ع م د	4/النساء:93
10۔ ع م ر	4/النساء:23
11۔ ع و ل	4/النساء:3
12۔ ع ی ش	7/الاعراف:10

غ

1۔ غ ب ر	7/الاعراف:83
2۔ غ ر و	5/المائدۃ:14
3۔ غ س ل	5/المائدۃ:43
4۔ غ ل و	4/النساء:171
5۔ غ م ر	6/الانعام:93
6۔ غ ن م	4/النساء:94
7۔ غ و ط	4/النساء:43
8۔ غ ی ر	4/النساء:119

ف

1۔ ف ء د	4/النساء:110
2۔ ف ت ر	5/المائدۃ:19
3۔ ف ت ل	4/النساء:49
4۔ ف ت ی	4/النساء:25
5۔ ف خ ر	4/النساء:36
6۔ ف ر د	6/الانعام:94
7۔ ف ر ط	6/الانعام:31
8۔ ف ض و	4/النساء:21
9۔ ف ط ر	6/الانعام:14

مادہ	آیت نمبر
10۔ ف ق ہ	4/النساء:74
11۔ ف ل ق	6/الانعام:95

ق

1۔ ق د و	6/الانعام:90
2۔ ق ر ط س	6/الانعام:7
3۔ ق ر ف	6/الانعام:113
4۔ ق ر ن	4/النساء:38
5۔ ق س س	5/المائدۃ:82
6۔ ق س م	4/النساء:8
7۔ ق ص د	5/المائدۃ:66
8۔ ق ص ر	4/النساء:101
9۔ ق ل د	5/المائدۃ:2
10۔ ق م ل	7/الاعراف:133
11۔ ق ن و	6/الانعام:99
12۔ ق ہ ر	6/الانعام:18
13۔ ق و ت	4/النساء:85
14۔ ق ی ل	7/الاعراف:4

ک

1۔ ک ر ب	6/الانعام:64
2۔ ک س ل	4/النساء:142
3۔ ک ش ف	6/الانعام:17
4۔ ک ع ب	5/المائدۃ:6
5۔ ک ل ب	5/المائدۃ:4
6۔ ک ل ل	4/النساء:12
7۔ ک و ک ب	6/الانعام:76

ماده	آیت نمبر
8- ک ی ل	6/الانعام:152

ل

ماده	آیت نمبر
1- ل ح د	7/الاعراف:180
2- ل ح م	5/المائدۃ:3
3- ل ط ف	6/الانعام:103
4- ل ع ب	5/المائدۃ:57
5- ل ق ف	7/الاعراف:177
6- ل م س	4/النساء:43
7- ل ھ ث	7/الاعراف:176
8- ل ھ و	6/الانعام:42
9- ل و ح	7/الاعراف:145
10- ل و م	5/المائدۃ:54

م

ماده	آیت نمبر
1- م ت ن	7/الاعراف:183
2- م د ن	7/الاعراف:85
3- م ر ء	4/النساء:4
4- م ر د	4/النساء:117
5- م س ح	4/النساء:43
6- م ط ر	4/النساء:103
7- م ع ز	6/الانعام:143
8- م ق ت	4/النساء:22
9- م ک ن	6/الانعام:6
10- م ل ق	6/الانعام:151
11- م ی د	5/المائدۃ:112
12- م ی ل	4/النساء:27

ماده	آیت نمبر

ن

ماده	آیت نمبر
1- ن ء ی	6/الانعام:26
2- ن ب ط	4/النساء:83
3- ن ط ق	7/الاعراف:171
4- ن ج م	6/الانعام:97
5- ن ح ت	7/الاعراف:74
6- ن ح ل	4/النساء:4
7- ن د م	5/المائدۃ:31
8- ن ش ء	6/الانعام:6
9- ن ص ت	7/الاعراف:204
10- ن ص ح	7/الاعراف:21
11- ن ص ف	4/النساء:11
12- ن ض ف	4/النساء:56
13- ن ط ح	5/المائدۃ:3
14- ن ف ر	7/الاعراف:71
15- ن ف و	5/المائدۃ:33
16- ن ق ب	5/المائدۃ:12
17- ن ق ر	4/النساء:53
18- ن ک ث	7/الاعراف:135
19- ن ک د	7/الاعراف:58
20- ن ک ف	4/النساء:172
21- ن ھ ج	5/المائدۃ:48
22- ن و ق	7/الاعراف:73

ماده	آیت نمبر
23- ن و ی	6/الانعام:95

و

ماده	آیت نمبر
1- و ح د	7/الاعراف:70
2- و د ع	6/الانعام:98
3- و د ی	4/النساء:92
4- و ر ق	6/الانعام:59
5- و ز ر	6/الانعام:31
6- و ز ن	6/الانعام:152
7- و س ل	5/المائدۃ:35
8- وس وس	7/الاعراف:20
9- و ص ف	6/الانعام:100
10- و ف ق	4/النساء:35
11- و ق ذ	5/المائدۃ:3
12- و ق ر	6/الانعام:25
13- و ق ع	4/النساء:100
14- و ق ی	6/الانعام:27

ھ

ماده	آیت نمبر
1- ھ ل م	6/الانعام:150
2- ھ ن ء	4/النساء:4
3- ھ ی م ن	5/المائدۃ:48

ی

ماده	آیت نمبر
1- ی ء س	5/المائدۃ:3
2- ی ب س	6/الانعام:59
3- ی ن ع	6/الانعام:99

انڈیکس برائے قواعد وموضوعات (حصہ دوم) 1

قواعد وموضوعات	حوالہ

ر

1۔رجم کی سزا کی سند	4/النساء:15،نوٹ۔1،2
2۔رسولوں کے علم کی حقیقت	5/المائدۃ:109،نوٹ۔1
3۔رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ	6/الانعام:103،نوٹ۔1
4۔روح کے لیے آسمان کا دروازہ کھلنا	7/الاعراف:40،نوٹ۔1

س

1۔سفارش کرنے کی شرائط	4/النساء:58،نوٹ۔2
2۔سواء السبیل کا اصطلاحی مفہوم	5/المائدۃ:12،نوٹ۔1

ش

1۔شرک پر ایک نوٹ۔	4/النساء:49،نوٹ۔4
2۔شہادت کا وسیع مفہوم	5/المائدۃ:8،نوٹ۔2
3۔شراب کی حرمت کا حکم	5/المائدۃ:90،نوٹ۔2
4۔شرح صدر کی علامت	6/الانعام:122،نوٹ۔اھ

ص

1۔ صغیرہ گناہوں کی معافی	4/النساء:31،نوٹ۔3

ع

1۔عورتوں کا حق ملکیت	4/النساء:19،نوٹ۔1
2۔عبوری احکام کی حکمت	2/البقرۃ:106،نوٹ۔1 4/النساء:33،نوٹ۔1
3۔عیسائیت عیسائی علماء کی نظر میں	5/المائدۃ:72،نوٹ۔1
4۔عیسیٰؑ کی الوہیت کی نفی	5/المائدۃ:110،نوٹ۔2
5۔عیسیٰؑ کے بندہ ہونے کی دلیل	5/المائدۃ:112،نوٹ۔1
6۔علم الیقین کی مزید وضاحت	6/الانعام:8،نوٹ۔1
7۔عقیدے کی تبدیلی سے دل کا تعلق	6/الانعام:110،نوٹ۔1
8۔عمومی توبہ کا دروازہ بند ہونا	6/الانعام:158،نوٹ۔1
9۔علم کی تبلیغ کا رتبہ	7/الاعراف:8،نوٹ۔3
10۔عذاب اور اسلام کا ابتلا کا فرق	7/الاعراف:64،نوٹ۔3
11۔عہد الست کیا ہے	7/الاعراف:172،نوٹ۔1

غ

1۔غلو فی الدین کا مطلب	4/النساء:171،نوٹ۔1

قواعد وموضوعات	حوالہ
2۔غیر ضروری سوالات کی ممانعت	5/المائدۃ:101،نوٹ۔1

ف

1۔ فاعل حقیقی اور فاعل مجازی	6/الانعام:122،نوٹ۔1(د)
2۔ فرعون کے قصہ کا اہم سبق	7/الاعراف:103،نوٹ۔2
3۔ فیصلہ کرنے کا Process	7/الاعراف:179،نوٹ۔2

ق

1۔ قصر نماز کے احکام	4/النساء:101،نوٹ۔1
2۔قرآن کی ایک پیشین گوئی	5/المائدۃ:51،نوٹ۔2
3۔قسم کی قسمیں	5/المائدۃ:89،نوٹ۔2
4۔قانون ساز اسمبلی کا اختیار	6/الانعام:116،نوٹ۔1
5۔قوم عاد وثمود کی تاریخ	7/الاعراف:65،نوٹ۔1
6۔قوم لوطؑ	7/الاعراف:80،نوٹ۔1
7۔قمری حساب کی اہمیت	7/الاعراف:142،نوٹ۔1

م

1۔منافقوں کو قتل کرنے کا حکم	4/النساء:89،نوٹ۔2،3
2۔مسلمان کے قتل کی سزا	4/النساء:93،نوٹ۔1
3۔مسلمان کو کافر کہنے کی ممانعت	4/النساء:94،نوٹ۔1
4۔مشرکوں کی ایک قسم	6/الانعام:23،نوٹ۔2
5۔مشیت الٰہی کا مطلب	6/الانعام:148،نوٹ۔1
6۔معاف کرنے کی افادیت	7/الاعراف:43،نوٹ۔2
7۔موسیٰؑ پر جادوگروں کے ایمان لانے کا پس منظر	7/الاعراف:115،نوٹ۔1

ن

1۔نبوت خواتین میں نہیں رہی	5/المائدۃ:75،نوٹ۔2
2۔نواصب مضارع میں اضافہ	6/الانعام:52،ترکیب
3۔نیکی اور بدی کا اندراج	6/الانعام:160،نوٹ۔2

و

1۔وسیلہ کی وضاحت	5/المائدۃ:35،نوٹ۔1
2۔وزن اعمال کی وضاحت	7/الاعراف:8،نوٹ۔2